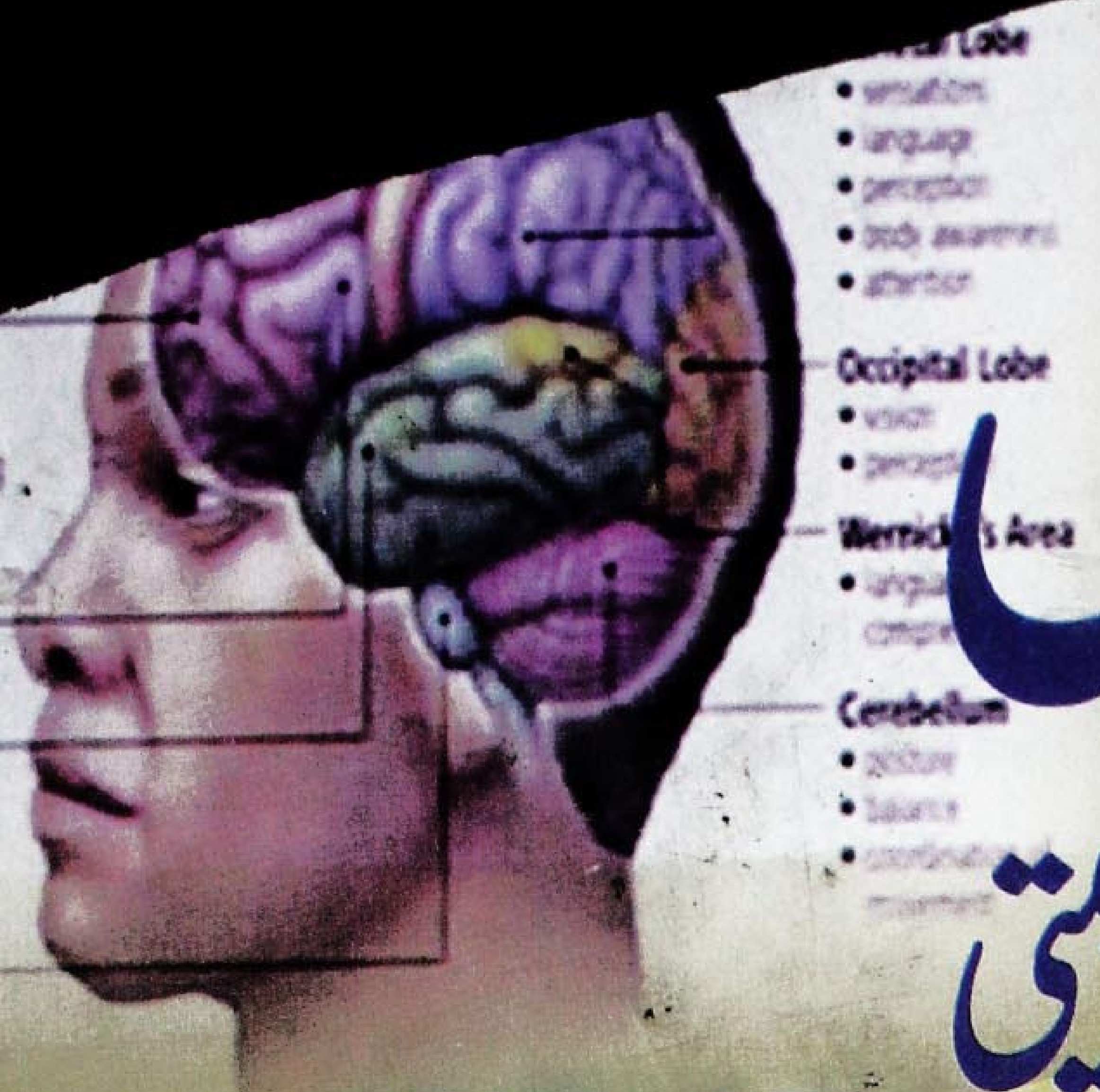

عقل بڑی یا بھینس

جدید دور کے انتظامی امور پر معمور آپ بیتی

صدقہ جاریہ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقل بڑی یا بھینس

مصنف

محمد شکور شاکر نمانا

Marfat.com

حقوق وضوابط محفوظ

کتاب کانام: عقل بڑی یا بھینس

مصنف: محمد شکور شاکر نمانا

کمپوزنگ: ندیم عباس سموں

تالیف وترتیب: عائشہ زادی راؤ

پروف ریڈنگ: امداد علی شاہ

ناشر: مومل صبا کامران رانا

مددگار: محترم جناب نورانی سائیں

قیمت: صدقہ جاریہ سداں جاریہ

رقم: ہدیہ دُعا کا

159595

ملنے کا پتہ

فقراء درگاہ عالیہ مرشد پاک بابا نمانو سائیں صوفی قادری قلندر

امن پور شریف جلال گھوٹکی سندھ

فون: 0723681722، موبائل: 03005207923

Email: rao_awais@ymail.com

www.rrgroup.com.pk, www.bhs-suk.org

Marfat.com

فہرست

نمبر	مضامین	صفحا	نمبر	مضامین	صفحا
1	باب انتظامی امور	7	26	مینجمنٹ دماغ متاثر ہوتا ہے زخم سے	44
2	دُعا	8	27	انٹرپنیورشپ	45
3	امور مامور پر معمور	9	28	اپنے خلاف	46
4	امور مامور پر معمور کی حقیقت	11	29	فرض شناسی کو پہچاننا	49
5	مصیبت پہاڑ ہے قبل از پیدائش	14	30	فقیر مرشد کی طالب سے	51
6	مشن میں رکاوٹ ہوتی ہے	16	31	حکمت سے کاہلی کا علاج	52
7	معاشرہ	18	32	ہم باہر کیوں جائیں	53
8	کام دیر سے یا سستی مثال	19	33	موت لینے سے بھی زندگی مل جاتی ہے	55
9	کسی بھی انسان سے کام لینے اور دینے کا طریقہ	21	34	نظریہ اپنا اپنا	57
10	انسانی دماغ	22	35	بیوقوف کو الرٹ کرنا کیسے؟	58
11	انسانی دماغ کی سکت	23	36	لیڈر اور بکریاں	59
12	دنیا کے سمندر کی تیراکی	24	37	باپ کا کیا بچوں کے کام میں	60
13	دنیا کے سمندر کی تیراکی (نقشہ)	25	38	بیٹی کی شادی	61
14	زرہ بھی ذرہ زرہ بھی زیادہ خود سے زیادتی	26	39	فقیری ناممکن ہے	62
15	خود ساختہ بمطابق حالات بنانا	27	40	سلسلہ بھی وسیلہ ہے	64
16	بمطابق حالات نزاکت	28	41	عشق نام بدنام	65
17	خراب حالات میں اچھا ظاہر کرنا	29	42	انسان خود مشکل پیدا کرتا ہے	65
18	"مزاح" بمطابق حالات	30	43	بچوں کی تربیت کا ایک نظریہ	66
19	بمطابق حالات	32	44	لیڈر امام کا کام	68
20	مواقع بھانپنا	34	45	خود کی ذمہ داری	69
21	بمطابق جگہ	37	46	پیسہ کو استعمال کرلینا ذہانت ہے	70
22	وقت بمقابلہ معاشرہ	38	47	نوٹ بات سوچنے کا طریقہ	71
23	بمطابق وقت کام سرانجام	40	48	بمطابق موقع	72
24	بمطابق وقت کی بمطابق مثال	41	49	بھاری الفاظ کی تاثیر	73
25	مینجمنٹ	42	50	خیال	73

Marfat.com

نمبر	مضامین	صفحا	نمبر	مضامین	صفحا
51	دوستی کا رشتہ	74	75	بائے لاز اپنا جانشین کا وصیت کرنے والا	98
52	انسان کے مزاج کے مطابق چلنا	75	76	انسان جب بڑا آدمی بنتا ہے تو تکلیفیں	99
53	اکثر کوتاہی کیسے ہوتی ہے	76	77	ملازم رکھنا ایک فن ہے	100
54	مصیبت کا بیج	76	78	جیسا مقام ویسی ترجیحات	101
55	انسان کا دھرتی کے مطابق مزاج ہوتا ہے	77	79	اکنامکس	102
56	اللہ کی جانب سے گھمبیر مسئلوں کا حل ہونا	78	80	دوست کی دوستی	103
57	نصیحت نابالغ کی	78	81	ہیرا	104
58	حرام کھانے نہ دینا	79	82	ایمانداری	104
59	مصیبت کی پیائش	80	83	ایمانداری سے فارغ بیٹھنا بھی خدشہ بھی اور خطرہ بھی	104
60	انتظامی امور	81	84	انٹرپرینورشپ	106
61	ضامن شاکر اقوال	82	85	مسلک کا ڈھیٹ پن	107
62	سوال لیڈر سے	83	86	دنیا ڈھیٹ پن کا شکار	107
63	لیڈر۔ نگران اپنے مشن کا	84	87	ڈھیٹ پن پاور	108
64	تقاضے وقتوں کے	85	88	خاندان سے تاش کی بازی	109
65	مصیبت کو دھکیلنا	86	89	باتوں کا انٹرپرینورشپ	110
66	مصیبت کو مثبت میں بدلنا	87	90	جھوٹ کا ذائقہ	111
67	تخلیقی صلاحیت	89	91	جھوٹ کو سچ میں بدلنے کی مہارت	111
68	بچ کر چلیئے	90	92	انڈیا کا گوا شہر سمندری ساحل واقعہ	112
69	حکیمانہ طریقہ	90	93	فوری خطرہ ٹالنا	113
70	تعمیری شعور	91	94	ریڈار	115
71	جھانسے کی مارکیٹنگ	92	95	مذہبی انٹرپرینورشپ کرنے والے اور کروانے والے	116
72	جھانسے دینے کے کاروبار پر اثر اور سزا	92	96	ٹھگ انٹرپرینور	117
73	رشوت سے راستے بھلائی کے	93	97	بھگت سے بھی ٹھگی	117
74	مشن کی وصیت	96	98	اُلٹے انٹرپرینورلوگ	118

Marfat.com

نمبر	مضامین	صفحا	نمبر	مضامین	صفحا
99	چھ سو دیگ چوری کی حکمت	119	125	گدھے کا مرنا	148
100	ملازم کے ساتھ رویہ	122	126	سورۃ الملک یا اور بھی	149
101	تکنیکی دھوکہ	122	127	حضرت شیخ سعدیؒ شیر پر سوار	149
102	بے عزتی سے عزت کی کلٹی	123	128	سانپ سے سیکھ	150
103	گری ہوئی عمارت پر عمل سے عمارت بنالینا	124	129	مرغابی کی خصوصیت	150
104	میں نے جو لکھا میں نے جو پڑھا عمل بھی کیا	125	130	شیراں والی ماں	150
105	اللہ کی خود کاردی صلاحیت منفی	126	131	گائے ماتا	151
106	میں کسی کے لیے کیوں کماؤں	127	132	گن پتی بابا (ہاتھی)	151
107	حادثاتی واقع کا فوراً فائدہ	128	133	بجرنگ بلی (بندر بڑا)	151
108	ہیرو بننے کا شوق ادھورا	129	134	علم کبھی پورا نہیں ہوتا	151
109	انٹر پرینور شپ پیغام رسائی	130	135	حضرت سلیمانؑ اور چیونٹی	155
110	شیخی خور ڈاکو بناوٹی	131	136	کتیا کو کس نے بھیجا کیوں بھیجا؟	157
111	حاضر جوابی خطرے کو ٹال دیتی ہے	133	137	صوفی فقیر اور سانپ کا قصہ	159
112	ایک لفظ سے خطرہ ٹل گیا	134	138	کیڑے مکوڑوں سے انسان نے مدد حاصل کی	160
113	ڈھیٹ پن بھی ایک بہت بڑی طاقت ہے	135	139	جاسوس کیڑے مکوڑے	161
114	کمزور بندے کی انٹر پرینور شپ	136	140	اللہ سے گفتگو	162
115	طالب ماچھی	137	141	پودے اور گھاس کی اطلاع	162
116	اقبال منگھنہار	139	142	چیونٹی سانپ مہمان	162
117	مشکل جگہوں پر کام کرنا	140	143	بچھو نے مجھے کاٹ کر تندرست کر دیا	163
118	حاضر جوابی انٹر پرینور شپ	141	144	جو بھی میں ہوں	166
119	استعمال کا طریقہ	142	145	ڈر کی دلیری	167
120	صبر کی تربیت پرندوں سے سیکھ	146	146	نفسیاتی اثرات	169
121	بخدمت جناب محمد مشتاق احمد چنا صاحب	147	147	ایک نصیحت	170
122	حضرت ابو بکر کی شان اور سانپ	148	148	قیمت کا مسئلہ	171
123	جادوگر کے سانپ	148	149	ناکامی، کامیابی	171
124	آپ کا خیر اندیش	148	150	کاروباری استقلال	172

Marfat.com

نمبر	مضامین	صفحا	نمبر	مضامین	صفحا
151	عمل نہ کہ ردعمل	173	178	بیج کے اندر درخت دیکھنا	208
152	غصہ نہ دلاؤ	173	179	وقت کا ٹھہرنا کیا	209
153	اختیار اور بے اختیاری	174	180	تیری سمجھ اور	210
154	اللہ کی عطائیں	175	181	تسلیم غلطی اور کمزوری	211
155	ایک وعدہ اللہ سے لاکھوں مخلوق کو بچایا جا سکتا ہے	177	182	کامیابی کے حقائق	212
156	نیتی کا اصول	179	183	اللہ سے مخاطب کا نتیجہ	214
157	اللہ کا حکم ہے یا شیطانی وسوسہ	180	184	قصہ ولایتی بیٹے کا	215
158	آسان تکمیل کے لیے مشکل تربیت	181	185	دوست ملنا-دو یقین آپس میں ملنا	216
159	آپ بیتی میں سبق	182	186	دوست	217
160	اللہ کے ظہور کے نظارے	186	187	خاندانی فرق	218
161	روحانی الیکشن	188	188	صلہء رحمی پھر بھی ماں کا	219
162	بچپن کو پرکھیں	190	189	مزاح کا سچ	222
163	بچاؤ کی طاقت	191	190	مون نامہ	223
164	توکل کی دلیری	193	191	اویس نامہ	224
165	حادثات ہیرو بنا دیتے ہیں	194	192	مزاحیہ اقوال	226
166	اندر کی اعضاء کو بھوکا رکھنے کی حکمت	195	193	شامت	227
167	دنیا سے جانے والا اپنا کام سنبھال کر دیتا ہے کسی اور کو	197	194	بیوی ناز میں، شوہر دل ہی دل میں خوش	228
168	حاضر جوابی انٹرپرینورشپ	198	195	بیوی سے خواہش صرف	229
169	عورت	199	196	میری چاہت اِک دن میرے ساتھ تھی	232
170	گیدڑ کی انٹرپرینورشپ	201	197	مزاح (الف)	233
171	کسی کو بھی دھوکے میں نہ رکھو	202	198	مزاح بیوی	234
172	جانور کو بھی جھانسانہ دو	203	199	مزاح	236
173	چور پہ مور	204	200	آگ یہ یا وہ آگ	237
174	صبر کا پھل	205	201	پیشن گوئی	237
175	خیالات کا سفر	206	202	دُعا عاجز	238
176	ریپوٹیشن	207	203	عبادت میں وجدانیت بھی ہے	240
177	کامیابی کی سیڑھیاں	207			

Marfat.com

باب انتظامی امور

اس کتاب میں انتظامی امور کا باب ہم نے اپنی آپ بیتی کے تحت تحریر کیا ہے، آج کے اس جدید دور کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اور سکھر شہر کی مناسبت سے میری اپنی آپ بیتی کو اس کتاب میں مرتب کیا گیا ہے جو لوگ لکیر کے فقیر ہوتے ہیں وہ ہمیشہ عملی زندگی میں ناکام ہو جاتے ہیں، آپ اس کتاب کے ذریعہ میری اپنی آپ بیتی کا مطالعہ کریں یا کسی جرمن ادیب کی انتظامی امور پر تحریر کی گئی کتاب کا مطالعہ کریں تو آپ خود بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جرمن ادیب کی تحریر کے مطابق سکھر شہر کا انتظام چلانا ممکن نہیں ہے، کیونکہ جرمنی کے لوگوں کا مزاج، سچائی، تہذیب و تمدّن، ثقافت، مذہب، اکنامی اور کاروباری طریقہ کار وغیرہ سکھر کی ثقافت سے اور زمین کی مناسبت سے الگ ہے، لیکن میں نے یہ کتاب بطور صدقہ جاریہ اپنے سندھ اور سکھر واسیوں کیلئے تحریر کی ہے، میں سندھ کا بیٹا ہونے کے ناطے یہاں کی ثقافت، تہذیب و تمدّن وغیرہ کے مطابق ہی اپنے قلم سے لکھوں گا، میری یہ خواہش ہے کہ میرے اس تجربے کا فائدہ میرے دوست واحباب کو حاصل ہو اور پھر میرے تمام پاکستانی بھائیوں کو حاصل ہو میں نے یہ کتاب بطور تحفہ عام وخاص کو دینے کے لیے تحریر کی ہے اور اس تحفے کی بدولت مجھے اللہ تعالیٰ نے اِس دنیا میں بھی اجر عطا فرما دیا ہے اور میں اُس دنیا میں بھی اجر لینے کا پکّا امیدوار ہوں۔ بس اللہ تعالیٰ مجھے کامیاب کرے، آمین ثم آمین۔

شعر:

سمٹ جاؤں یا سمالوں اپنے آپ میں زمانے ہی کو
ورنہ سمٹ سکنے میں چیتھڑے ہی ہوتے ہیں وقت گنوانے میں
بدل جاتے ہیں زمانے کے رجحان بھی اوسان بھی
خطا کرنے کی نئی نئی مثال بھی بھرتے پل میں ایمان جنوب بھی شمال بھی

Marfat.com

دُعا

بیڑا پار کردے کائنات کا خیر آباد کردے، دل میرے کی خشکی کو ہرا کردے
دنیا کے سمندر پر سامان کشتی کی طرح، تیرا دے جو بھی شیطانی سوچ مروا دے
میرے دل میں ذکر تیرے شہر کا سحر کردے، میرے جہاں پر مہر کردے اندر کے میرے
اندھیرے کو دوپہر کردے، دنیا میں جو لکھی مصیبت صدی کو ایک پہر کردے
اندر ذکر میرے کو رواں نہر کردے، گناہ میرے لیے لگے جیسے زہر کردے
دنیا پہ اپنی رحمت کو بحر کردے، حق تیرا نام پر مجھے ٹھہر ٹھہر کردے
میری دنیا تیرے اس جہاں کو، دہشت کررہے ہیں ان پر قہر کردے
بھٹکے بھائیوں کو میرے جیسے، نمانو کی طرح رہبر کردے مہر کردے
دشمن امن کے دنیا میں ہمارے ہی آگے، زیر کردے مہر کردے
دنیا کے کام کسی میں اگر شاکر ذرّہ ہے چاہے پھر بھی فرد کردے مہر کردے
دنیا میں میری آنکھ چار کردے، دو اندر دو اوپر کردے مہر کردے
جاؤں کس کے پاس جھولی پھیلا کر، اُس سے پہلے اپنی مہر کردے
لگتے نہیں دنیا کے دوا داروں ان میں، شفا پھر اپنی شفا بھر دے مہر کردے
مہر کردے پھر کردے کئی بار کردے، غلطی بندے کی معاف کردے
رحم کردے وہم ختم کردے، دور غم کردے پھر کردے مہر کردے
دل نرم کردے اندر باہر شرم کردے، بھرم دنیا میں میرا رکھ دے
قہر دنیا میں کم کردے بالکل ختم کردے، صرف اپنے آگے سر میرا خم کردے
امام مہدیؑ کا ظہور کردے، ہم پر جہنم ختم کردے مہر کردے

Marfat.com

اُمور یا مُور پر معمُور

اس کتاب کا نام عقل بڑی یا بھینس یہ تو صرف ایک کہاوت ہے لیکن جیسا کہ میں نے اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ جدید دور کی انتظامی امور پر معمور کی آپ بیتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو امور ہے وہ تو کام ہے، کام پر امور یعنی کہ روحانیت، قرآن پاک میں بھی کئی سورۃ انتظامی امور اور منیجمنٹ کے بارے میں اتری ہیں، قرآن شریف میں انتظامی معمور کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت سی ہدایتیں دی ہیں، تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کے دیئے گئے انتظامی امور کے مطابق دنیا میں کامیابی سے زندگی گزار سکے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے پوچھا کہ اے موسیٰ! مجھے یہ بتا کہ یہ عصا (لاٹھی) کس کام آتی ہے تو موسیٰؑ نے محبت میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ بات کرنے کے لیے تفصیل بتانا چاہی حالانکہ وہ دوٹوک بتا سکتے تھے کہ یہ عصا (لاٹھی) صرف ایک لکڑی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرنے میں مزا اور سرُور ہوتا ہے۔ جس طرح ہم سوچتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کریں تو ہم دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے بات کرتے ہیں تو ہمیں بہت سرور آتا ہے تو اندازہ لگائیں کہ جو روبرو آواز سن رہا ہو تو اس کے سکون کی کوئی حد ہو سکتی ہے؟ موسیٰ نے اپنی عصا کی تعریف کرنا شروع کی اور کہا کہ میں اس سے بھیڑ چراتا ہوں، بھیڑوں کو اس سے ہیرتا ہوں، اور بھیڑوں کے کھانے کا انتظام کرنے کے لیے عصا کے ذریعے درختوں سے پتے جھاڑتا ہوں، ان سارے کاموں کے لیے میرا یہ عصا کام آتا ہے۔ اسے میں اپنی حفاظت بھی کرتا ہوں، تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اے موسیٰ اپنے اس عصا کو زمین پر پھینک تو سہی! موسیٰؑ نے عصا کو جب زمین پر پھینکا تو وہ ایک اژدھا سانپ بن گیا، موسیٰ ڈر گئے اور کہا کہ اے اللہ پاک یہ تو سانپ بن گیا تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اس کو پکڑو لیکن موسیٰؑ ڈر گئے تھے اور پیچھے ہٹ گئے تھے، چونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ پکڑو اور وہ خود نبی تھے تو انہوں نے سانپ کو دُم سے پکڑنے کی کوشش کی تو اللہ پاک نے فرمایا کہ یہ سانپ خطرناک ہے آپ اسے دُم سے نا پکڑو بلکہ اس کے منہ سے پکڑو، موسیٰ نے سانپ کو جب منہ سے پکڑا تو سانپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے عصا بن گیا۔ یہ مثال اس لیے دی گئی ہے کہ انتظامی امور میں پیش آنے والی ہر مصیبت کو منہ سے پکڑو اور مصیبت کے آگے جا کر مقابلہ کرو، جیسے پرانے زمانے میں جنگ میدانوں میں ہوتی تھی مطلب چتوڑ کے جنگ کا میدان، پانی پت کا میدان یا جتنے بھی قلعے ہوتے تھے ان کے باہر سینکڑوں ایکڑ رقبے پر جنگ کا میدان ہوتا تھا قلعے سے نکل کر فوج دوسری فوج سے لڑتی تھی یہ سارے امور پر مامور سے معمور تک کا خلاصہ ہے، جسے انتظامی معمور یا منیجمنٹ کہتے ہیں۔ معمور کا مطلب ہے کسی بھی کاروبار کے کام کو سرانجام دیتے ہوئے نماز قائم کرنا، یہ روحانیت سے بھرپور کام ہے اسی طرح موسیٰؑ اور حضرت خواجہ خضرؑ کا قصہ بھی انتظامی امور پر معمور کے حوالے سے ایک بہت بڑی مثال ہے۔ خضرؑ نے کشتی میں سوراخ کر دیا مگر بعد میں موسیٰؑ کے سوال پوچھنے پر حضرت خضرؑ نے بتایا کہ اس غریب کی کشتی کو بادشاہ کے سپاہی لے جاتے اور لڑکے کا قتل کر دینا

Marfat.com

اور وہ دیوار جو گر رہی تھی دیوار کو کھڑا کر دینا یہ سب قرآن پاک میں ذکر ہے اور سب کو معلوم بھی ہے۔ یہ سارے واقعات انتظامی امور پر معمور ہی تو ہیں، اگر کوئی اس کتاب کے حوالے سے یہ سوال کرے کہ معمور کا مطلب کیا ہے ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کام پر حکم ہے اور جب کام میں روحانیت آتی ہے تو آنکھوں سے بھی کام ہوتا ہے، اس انسان کی زبان سے بھی کام ہوتے ہیں اور کام سے بھی کام ہوتے ہیں، اس حد تک کہ ناک سے بھی کام ہوتے ہیں اُن سب کاموں کو معمور کہتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کیا بات ہوئی سوالوں پر سوال تو ہوتے ہیں لیکن ہم روحانیت میں اُسے معمور کہیں گے، جیسے جنگ اُحد میں حضور پاک ؐ نے جنگ کے انتظام اپنے تیر اندازوں کو ایسے ہی سکھائے تو جو بھی جنگیں ہوئی یہ امور پر مامور پر معمور کے مطابق ہوئیں، امور تو یہ ہے کہ آپ اپنے گھر کے امور چلا رہے ہو یعنی کہ سبزی بنانا، کپڑے دھونا یا کاروبار کے لیے سامان لا کر فروخت کر دیا جائے تو ان سب کاموں کو مامور کہتے ہیں، معمور کا مطلب اعلیٰ عظیم کام مثال کے طور پر جیسے میں (مصنف) ہوں، میں آپ کے پاس بیٹھا ہوں لیکن سارے امور پر معمور ہوں سب کام روحانیت سے چل رہے ہیں، اس کو آپ ظاہری طور پر موبائل فون کا نام دے دیں، ایس ایم ایس کا نام دے دیں، واٹس ایپ کا نام دے دیں، ای میل کا نام دے دیں، فیکس کا نام دے دیں، مطلب یہ ساری چیزیں مامور کہلائیں گی۔ اور جو میں بات کر رہا ہوں وہ ہے، م۔ع۔م۔و۔ر، امور پر مامور اور مامور پر معمور یعنی اس میں یہ روحانیت ہے کہ کوئی بھی اسے عام لفظ نہیں سمجھے اس لفظ کے اندر ہی ساری (معم) سمجھنے کی پرکھ رکھی ہے، معم مطلب عقل دانائی رکھی ہے اس کے اندر ایک پہیلی رکھی ہے۔ جو اس کو سمجھ گیا کہ امور پر معمور کیا ہوتا ہے تو پھر اُس کو کتاب کا مطلب بھی سمجھ میں آجائے گا، کلام پاک میں جو قصے ہیں جیسے حضرت یوسفؑ کا قصہ ہے وہ بھی امور پر معمور ہے، ذلیخا نے اس سے کیا خواہش کی، حضرت یوسفؑ نے اس کو کیا دیا، بادشاہ نے حضرت یوسفؑ کو کیسے جیل میں ڈلوایا، جیل سے حضرت یوسفؑ نے کیسے پیشن گوئی دی یہ سارے کام معمور ہیں امور یا مامور نہیں، یا یوں کہہ دیں کہ جب انسان کے اعضاء بنائے جاتے ہیں یعنی کہ سر بنایا جاتا ہے، زبان بنائی جاتی ہے، کان بنائے جاتے ہیں، آنکھ بنائی جاتی ہے، ان سب کام کو معمور کہتے ہیں، انتظامی معاملے میں معمور لفظ اندر کے الفاظ میں سے ایک لفظ ہے۔ یہ جو جانے وہ سمجھے، جس کے ذمے اللہ تعالیٰ لگائے دنیا کے کام وہ معمور ہے دوسرے عمل کر کے فیض دیتے ہیں باہر سے کچھ اور اندر سے شریعت، وہ اللہ کے ولی ظاہر میں سست بیٹھے رہتے ہیں لیکن اندر ہی اندر ہزاروں میل فی منٹ یا فی سیکنڈ کے حساب سے خیالوں اور تصوروں کا سفر کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

امور ماموریر معمور کی حقیقت

یقین نبیوں کا شروع ہونا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب کفار نے ایک قسم کا جھولا نما باکس (مُنجنیق) جسے اگر پیچھے دھکیل کر پھینکا جائے تو وہ کئی سوفٹ دور جا گرے۔ اُس مُنجنیق میں بیٹھا کر دوزخ کی آگ کی طرح دہکتی ہوئی ایک بڑی آگ میں پھینکنا چاہا۔ اس واقعہ کے بارے میں قرآن پاک میں ایک آیت ہے جس کا مفہوم اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف بھیجا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرشتوں نے عرض کی کہ اے نبی اے رسول! ہمیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کے لیے بھیجا ہے اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کی مدد کریں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جانوں اور میرا اللہ جانے۔ اللہ پاک سب جانتا ہے وہ جو بہتر سمجھے وہ کرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ یقین اللہ تعالیٰ پر نبیوں کے یقین کا شروع ہونا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، انسان کی محسوسات اللہ پاک نے بنائی ہیں۔ احتیاط، خوف، ڈر مثال کے طور پر انسان کی آنکھوں کی طرف اگر کوئی انگلیوں کا اشارہ کرے تو وہ پلکیں جھپکائے گا۔ یہ دفاعی سسٹم ہے، اگر پیدائش کے فوراً بعد بچے کی آنکھوں کی طرف بھی ایسے ہی انگلیوں سے اشارہ کیا جائے تو وہ بھی پلکیں جھپکائے گا جبکہ اس نے یہ دفاعی طریقہ نہیں سیکھا ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ دفاعی سسٹم سکھایا ہے، ترغیب دی ہے۔ اور اس کے اندر وہ چپ نُما آلہ، دفاعی سسٹم ڈال کر یعنی انسان کے اندر محسوسات ڈال کر دنیا میں بھیجا ہے تو ایسے کیسے ممکن ہے کہ اُس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دل میں اللہ تعالیٰ کو نہ پکارا ہو گا، یقیناً پکارا ہو گا، وہ اللہ پاک کے نبی ہیں تو اسے ہی پکاریں گے نا۔ قرآن مجید میں دوسری آیت کا ترجمہ کچھ یوں ہے، دل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پکارا اور کہا! کہ اے اللہ پاک کیا آج مجھے ان کافروں سے آگ میں جلوا دے گا، تیرے بندوں کا تجھ سے ہی شکوہ ہو گا، گلہ ہو گا۔ پھر اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیجے پھر بھی اللہ پاک نے اپنا راز رکھا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اس نے مجھے پکارا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تو راز جانتے تھے کہ میں نے اپنے اللہ تعالیٰ کو پکارا ہے، جب فرشتے آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا راز فرشتوں کے سامنے رکھا کہ نہیں میں اس کا بندہ ہوں اس کا نبی ہوں اور وہ سب جانتا ہے جو بہتر سمجھتا ہے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یقین آیا کہ انھوں نے اللہ کو پکارا تو اس نے فرشتے بھیج دیئے جس نے فرشتے بھیجے ہیں وہ بچائے گا بھی۔ تو قرآن شریف میں ہے کہ اللہ پاک نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم ہٹ جاؤ میں اپنے پیغمبر کو خود بچاؤں گا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنا راز خود رکھا فرشتوں کو ہٹا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واقعی ڈر کر اللہ پاک کو پکارا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیجے تھے اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو ہی چیختے چلاتے کہتے کہ

Marfat.com

بچاؤ مجھے تو وہ اللہ تعالیٰ کا راز نہ رہتا تو انہوں نے یہ بھرم اللہ تعالیٰ کا رکھا، اور اللہ پاک نے ان کا بھرم رکھا اور فرشتوں کو نکال کر اللہ تعالیٰ نے خود آگ کو امن والا کر دیا، آگ کو ٹھنڈا کر دیا جو دہکتی ہوئی آگ، بھڑکتے انگارے اور اڑتی ہوئی آگ کو پھولوں کا گلشن بنا دیا۔ یہ یقین کی بات ہے اللہ پر نبیوں کا یقین ایسے ہوتا ہے۔ اگر ذکریاؑ کا یقین ہوتا تو ذکریاؑ کیوں بھاگے جاتے، لیکن یہ بھی ایک مینجمنٹ ہے بھاگنا اور بھاگ کر درخت میں چھپ جانا پھر یہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے دکھایا کہ بھئی دو چیزیں ہیں اس میں کہ ایک یہ کہ کسی طرح انہوں نے بھاگ کر جان چھڑائی اور دوسرا یہ کہ انہوں نے حکم کیوں نہیں مانا اپنی قوم کے سامنے ڈٹ کیوں نہیں گئے۔ جب وہ ڈٹے نہیں تو وہ بھاگ کر درخت میں چھپ گئے، ذکریاؑ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اس لیے اللہ پاک نے درخت کو حکم دیا لیکن ذکریاؑ کا کپڑا درخت سے باہر رہ گیا اور کافروں کو بھی اللہ تعالیٰ نے اشارہ دیا تو انہوں نے وہ درخت کاٹ دیا اور ذکریاؑ بھی کٹ گئے۔ یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں کیوں گئے، یہ بھی ایک انتظامی حکم اور بے حکم کا فرق ہے، یہ سب واقعات قرآن پاک میں ہیں اور منیجمنٹ کہلاتے ہیں انسانیت کے لیے ہیں جو معمور سکھاتے ہیں امور نہیں معمور۔ اس کو اگر امور سمجھیں گے۔ تو پھر ہم بھٹکیں گے۔ امور پر معمور کا مطلب سمجھیں یعنی شریعت سے اوپر چڑھ کر طریقت، معرفت، حقیقت تک پہنچیں۔ یہ معمور شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت کو سمجھنے کی بات ہے یہ عام بات نہیں ہے۔ اللہ پاک نے قرآن میں فرمایا شیطان تجھے مفلسی اور محتاجی سے ڈراتا ہے اور بُخل پر اُکساتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا مشکل کشا ہے اور دست دراز ہے (حکمت سے وہ فائدہ اٹھاتے ہیں جو عقل والے ہیں) حکمت مومن کی گمشدہ پونجی ہے، جسے ملے، جیسے ملے جس طرح ملے، اپنالو۔

فقیر کا امور پر مامور پھر معمور:

(1) نبیوں میں یقین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایجاد کیا اور نبیوں پر اپنے یقین کی مثال چھوڑ دی کہ اللہ پر یقین کس طرح ہوتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیمؑ اللہ کے نبی تھے اور آج کا عام فقیر ان سے بہت زیادہ اللہ پر یقین کرتا ہے۔ یہ بہت عجیب بات ہے ہو سکتا ہے آج کے عالم دین اس بات کو نہ مانیں لیکن آج کا فقیر اللہ کا برگزیدہ بندہ حضرت ابراہیمؑ سے زیادہ پختہ یقین رکھتا ہے۔ منصور سولی کیوں چڑھا؟ سچل سائیں بھی تھے، سرمد بھی تھا اور حسینؑ جو عاشقوں کے سردار ہیں وہ تو حضرت ابراہیمؑ سے بھی بازی لے گئے، حضورؐ جنگ خندق میں کھدائی کر رہے تھے اور انہوں نے بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے کچھ مشرکین بھی حضورؐ کے ساتھ تھے وہ دل میں یہ سوچ رہے تھے کہ بھوکے ہیں کیسے لڑیں گے۔ خندق کیسے کھودی جائے گی تو خندق کھودتے ہوئے جب حضورؐ نے اپنے ہی صحابیوں کو ساتھیوں کو مایوس دیکھا تو اندر سے ابراہیمؑ کی طرح اللہ کو پکارا۔ صحابیوں میں سے کسی نے نہیں پہچانا، اس بات کا علم ہی نہ ہوا کہ اللہ کے نبی نے اللہ سے کیا دعا کی

Marfat.com

ہے۔ کیونکہ سب صحابہ اپنی جنگ کی تیاری میں مصروف تھے یہ پتہ نہ چلا کہ ان کے پیارے نبیؐ نے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ لی ہے۔ اور یقین نبی کو ہو ہی جاتا ہے، مانگنے کے بعد پتہ چلا کہ جب اللہ تعالیٰ کو حضورؐ نے اپنے دل میں پکارا کہ یا اللہ میری اُمت آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتی جا رہی ہے کچھ صحابی ہیں یہ بھی مشرک بن جائیں گے اور اگر یہ جنگ ہم ہار گئے تو اسلام خطرے میں پڑ جائے گا۔ خندق کھودتے وقت پتھر نکل آیا وہ ٹوٹ نہیں رہا تھا لیکن جب حضورؐ نے زور سے ہتھوڑے سے اس پتھر پر ضرب لگائی تو پتھر کرچی کرچی ہو گیا اور اس کے اندر سے چنگاریاں اُٹھیں ان چنگاریوں کی روشنی سے نظر آیا کہ درختوں تک فرشتوں کی فوج کا حِصار تھا یہ اللہ تعالیٰ کی نُصرت تھی اس وقت اللہ پاک نے حضور پاکؐ کو بصیرت دی اور آپ نے اپنے صحابہؓ کو خوشخبری دی اور کہا کہ صحابیو مبارک ہو آج ہم نے قیصر و کسریٰ فتح کر لیا، اُس وقت کے مکے اور مدینے کے چند سَو مسلمان اور ان کا نبی اتنی بڑی بات فرما رہے ہیں کہ جیسے آج ہم امریکا اور روس کے لیے کہہ دیں کہ ہم نے اس کو فتح کر لیا تو، لوگ اس بات کو نہیں مانیں گے۔ آج اگر کوئی چھوٹا ملک امریکا اور روس کے لیے کہہ دے کہ ہم اس کو فتح کر دیں گے ایسی ہی ناممکن بات اس وقت کی بہت بڑی طاقت قیصر و کسریٰ کو فتح کرنا تھا آپؐ نے صحابہؓ کو اس وقت فتح کی بشارت دی اور آپؐ نے اعلان کیا اے مسلمانوں آج فتح ہو گئی اور جو یقیناً صحابیِ رسول تھے انہوں نے تصدیق کر دی، جان نثار تھے انہوں نے کہا صَدَقَ یا رسول اللہؐ آپ نے صحیح فرمایا تو یہ بھی نبی کا یقین کرنا امور پر معمور کی بات ہے۔

اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آلہ محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔

آج کے عاشق کے ساتھ بھی حضرت ابراہیمؑ جیسے کئی واقعے رونما ہوئے، وہ عین یقین اور ایمان محکم پر ڈٹے رہے کسی نے اپنی کھال اتروائی لیکن اُف تک نہیں کی، منصور سولی پر چڑھایا گیا اور اُف تک نہیں کی، ابن علی نے غوطہ لگایا، اُف تک نہیں کی، جھوک شریف میں فقیروں نے سر دیئے، عاشقوں کے سردار نے کربلا میں جو قربانی دی آج تک کسی نے نہ کیا، اور نہ کبھی ہو گا۔ اگر کوئی سر پھرا ڈھونڈے تو عاشق اب ہر خطے میں ملے گا۔ حضرت ابراہیمؑ فخر کرتے ہیں اپنے پیارے حضرت محمدؐ پر اور خوش ہیں ان کی اُمت پر۔

Marfat.com

مصیبت پہاڑ ہے قبل از پیمائش

انسان جب اپنی مصیبت کی پیمائش کر لیتا ہے تو پہاڑ جیسی لگنے والی مصیبت کنکر کی طرح لگتی ہے۔ کیونکہ پیمائش کے بعد اس مصیبت کو جھیلنے کے طریقے آجاتے ہیں۔ میرے پاپا نے اس کتاب میں ایسے بہت سے طریقے لکھیں ہیں جس سے مصیبت کے وقت کو پیمائش کر کے (Like a strong man) ڈٹا رہنا چاہیے اور وہ خود بھی اپنی مصیبت کے سامنے ڈٹے رہے اور فتح حاصل کی۔ انسان نے پیمائش کے ذریعے مصیبتوں کا توڑ نکالا، اور اسے کنکر سمجھ کر پُر سکون ہو گیا۔ کیونکہ مصیبت آنے کے بعد اس کو صرف پہاڑ سمجھا جائے اور ہائے مصیبت! ہائے مصیبت! کا نعرہ لگایا جائے تو سکون سے نہیں رہا جاسکتا، ہر مصیبت کی پیمائش کی جاسکتی ہے۔ میرے پاپا اِن ہی طریقوں سے مصیبتوں اور دشمن کی پیمائش کر کے حل نکال لیتے ہیں اور میرے پاپا پھر ان کی Calculation اور Diplomacy حکمت عملی سے اپنے مسائل کی فیصد اور پاور جب جان لیتے ہیں تو انہیں پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طریقے سے اُن کے ساتھ ہے، جبکہ عموماً لوگ مصیبت میں اللہ تعالیٰ کو خود سے دور سمجھتے ہیں لیکن اِن طریقوں سے اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کے احساسات اور مصیبت میں آپ کے اپنے ہونے سمجھنے کی رمز بھی انسان حاصل کر لیتا ہے۔ میں جب یہ بات لکھ رہی تھی اس وقت میں نے مولانا وحید الدین خان کی کتاب 'کتاب زندگی' میں ایک واقعہ پڑھا اُس میں لکھا تھا کہ افغانستان میں روسی فوجوں کے داخلہ کے بعد (دسمبر 1979ء) میں روسیوں اور افغان مجاہدوں کے درمیان مستقل جنگ شروع ہو گئی۔ افغان مجاہدین صرف زمینی طاقت کی حیثیت رکھتے تھے جبکہ روسیوں کا حال یہ تھا کہ وہ 'ہیلی کاپٹر' پر اُڑ کر اُن کے ٹھکانوں کو اپنے بمز سے نشانہ بناتے تھے۔ بے حد نازک صورتِ حال تھی۔ افغانی مجاہدین اگرچہ گنز کے ذریعے جہازوں کو مارنے کی کوشش کرتے تھے مگر گنز سے نکلی ہوئی گولیاں جو کہ بالکل سیدھی جاتی ہیں۔ اس لیے ایک ایسی چیز جو تیز رفتاری کے ساتھ فضا میں متحرک ہو اس کو گولیوں کا نشانہ بنانا بے حد دشوار تھا۔ اس وقت امریکہ نے افغانی مجاہدین کو جدید قسم کا اینٹی ایئر کرافٹ میزائل سپلائی کیا جس کو اسٹنگر کہا جاتا ہے اب افغانی مجاہدین کو روس کے بمبار جہازوں پر واضح بالا دستی حاصل ہو گئی، وہ جب بھی فضا میں روسی جہاز دیکھتے تھے تو اُس پر اسٹنگر داغ دیتے تھے اور اسٹنگر پیچھا کر کے جہاز کو مار تا، مگر اس دنیا میں امکانات اتنے زیادہ ہیں کہ کسی بھی ایجاد کا توڑ تلاش کر کے اس ایجاد کی اہمیت کو ختم کیا جاسکتا ہے چنانچہ روسیوں نے بہت جلد اسٹنگر کا توڑ دریافت کر لیا اس توڑ کا نام 'فش' ہے روسیوں نے معلوم کیا کہ اسٹنگر کی ٹیکنک یہ ہے کہ وہ گرمی کی طرف بھاگتا ہے تو پھر روسیوں نے اسٹنگر کی توڑ میں 'فش' کو دریافت کیا یہ خاص قسم کا کیمیائی مادہ ہے جو ہوائی جہاز سے باہر آتے ہی جل اُٹھتا ہے۔ اس شعلہ کی گرمی ہوائی جہاز کی گرمی سے زیادہ ہوتی ہے اور اس لیے ہوائی جہاز کی طرف چلایا جانے والا اسٹنگر، فش

Marfat.com

کی طرف چلا جاتا ہے اور فش سے ٹکرا کر تباہ ہو جاتا ہے ہوائی جہاز بچ جاتا ہے۔ تو ایسے افغان مجاہدین نے اپنی مصیبت کی پیمائش کی اور سامنے والی چیز کی کمزوری پکڑ لی اور اسٹنگر حاصل کیا اور روسیوں نے اپنی مصیبت کی پیمائش کی تو فش ایجاد ہوئی۔ ایسے جب میرے پاپا نے اپنی مصیبتوں کی پیمائش کی تو انھیں ہمیشہ پہاڑ جیسی مصیبتوں کا سامنا کرنے کے طریقے مل جاتے ہیں اور جب مصیبت آ جاتی ہے اُس کی پیمائش ہو جاتی ہے تو آپ کو پتہ چل جاتا ہے کہ اگر 50٪ کی مصیبت ہے اور آپ کی اپنی پاور 100٪ ہے تو پریشانی کی بات نہیں ہے، 100٪ مصیبت ہے اور 100٪ پاور ہو تو بھی پریشانی کی بات نہیں، مطلب جب آپ اپنی پریشانی تول لیتے ہیں تو پھر آپ کے دماغ میں اس کے حل کی ترکیب آ جاتی ہے۔

خادم جس کے ہم ہیں خودی کو ختم کر کے خود خدا کے ساتھ ہیں
جنگ حق کی ہم لڑیں گے جب تک خاک اور خون ایک نہ ہو جائے

موج منانے والے محض خوش فہمی میں ہیں مشکل کو دور سمجھ کر
مصیبت اگر دور ہی ہے تم مشکل کے پاس جا رہے ہو کتنی رفتار کے ساتھ

فقیر کو ایسا ہی سمجھنے والے طرح طرح کے الزام دھرتے ہو
ایک دن موسم ہی سے بے خبر ہو کر دیکھ تو وہ صدیوں دھرتی پہ لیٹے رہے

قول:

ہر قالب اپنے ہی قالب کو اپنے قلب کا خلّہ دیتا ہے۔
اگر قلب قالب چورس ہے تو چورس کا ہی ہونے کا بتائے گا، نا کہ گول بتائے گا جس کا قلب قالب گول ہے وہ گول ہی ہوتا ہے۔

قول:

انسانی کیفیّت ہو جاتی ہے، بنانے سے نہیں بنتی
بے خودی کی قدر ہو جاتی ہے، کرانے سے نہیں بنتی

Marfat.com

شن میں رکاوٹ ہوتی ہے

اگر سکھر شہر 2000 ایکڑ پر مشتمل ہے اور اس کے دو حصّے کیے جائیں تو آدھا 1000 ایکڑ سے زیادہ ہمارے حصّے میں آتا ہے اور اس پر ہمارے 6 بڑے پروجیکٹ چل رہے ہیں۔ بد قسمتی سے ہمارے یعنی (راؤ محمد شاکر) کے حصّے میں مغربی سکھر اور بچل شاہ میانی واقع ہے۔ اور ہماری 2300 کے قریب لیبر کام کرتی ہے۔ ہزاروں لوگ ہمارے الاٹیز ہیں اور سیکڑوں لوگوں سے ہم نے زمین خریدی ہے اور سیکڑوں ہمارے کسان ہیں۔ ان پروجیکٹس پر ہم نے سندھ کا بڑا سُپر اسٹور، خیراتی ہسپتال، ٹف ٹائلز فیکٹری، پیٹرول پمپ، ہوٹل، شادی ہال، چڑیا گھر، گیسٹ ہاؤس، سوئمنگ پول، اسکول، کالج اور 6 عدد آفس بنائے ہوئے ہیں، سیکڑوں روپے کاروبار میں لینے اور دینے پڑتے ہیں۔ کوئی انسان ناراض تو کوئی انسان راضی ہے۔ ہزاروں مسئلے ان کے ساتھ ہونگے اور اِن میں سے کچھ مسئلے پولیس تک بھی پہنچ جاتے ہیں، کچھ خان کے فیصلے ہوتے ہیں کچھ عدالتوں میں، کچھ اِنکوائریاں بھی ہوتی ہیں لیکن آج تک کوئی اِنکوائری ہمارے خلاف نہیں ہوئی اور نہ کوئی فیصلہ ہمارے خلاف ہوا اور نہ کسی محفل یا فیصلے میں کسی بھی شخص سے ہمیں شرمندگی کا سامنا ہوا۔

خود طاقت گورنمنٹ کی طاقت	اگر 100٪ فیصد تو	50٪ 50٪	خود بھی کچھ نہیں اور گورنمنٹ اوپر خلاف
ان کے پاس پاور (طاقت) ہے	پرانہ سکھر	نیو سکھر	مسائل بے اختیار بندہ
پیپلز پارٹی لوکل عہدہ دار 10٪ 32٪ MNA K 22٪ اسینیٹر I 12٪ MNA 12٪ AWS MPA 10٪ MQM لوکل عہدہ دار 12٪ MPA [illegible] 12٪ A شیخ صاحب 12٪ TJ طاقت سیاسی 2٪ یار محمد طاقت سیاسی 13٪ MPA N 13٪ MPA مہر A 13٪ MPA شاہ N 2٪ MPA MNA مہر A گھر میں 02٪ واپڈا پاور ہے 10٪ پولیس پاور ہے 3٪ رونیو پاور ہے 3٪ T.M.A پاور ہے 10٪ DC پاور ہے 20٪ کمشنر پاور ہے 2٪ میڈیا پاور ہے 3٪ MPA مہر S 3٪ MNA مہر G کاروبار ایسوسی ایشن مدد 3٪ 10 ایسوسی ایشن مدد 11 فلاحی تنظیمیں مدد	50٪ یہ 50٪ بھی ہمیں نیو سکھر کے لیے رکاوٹ بنتے ہیں مدد تو دور کی بات ہے نا کہ ہماری مدد	50٪ نیو سکھر میں جو بھی ترقیاتی کام ہوئے ہیں وہ کام براہ راست بھی اور بلاواسطہ بھی لوکل ہمارے سیل ٹیکس اور انکم ٹیکس جو ہم نے ادا کیا ہے کے مطابق بنتے ہیں جتنا ٹیکس ہم دو سال کا ادا کرتے ہیں وہ پورے سکھر کے ترقیاتی کاموں کے بجٹ کے لیے بہت کافی ہے	میں مصنف ہی ہوں صرف، میرے کیا اختیارات ہیں میں اکیلا اور میری سادا سی ورکر ٹیم ہے اور بس اللہ کافی ہے مرشد ھادی، نیّت صرف مخلوق کی بھلائی کے سوا کوئی کاروباری نیّت نہیں ہے اس علاقے کی فلاح و بہبود کے سوا مجھے کسی اور نگری سے سکھر کے اس خطّے کے لیے اللہ نے بھیجا اور سکھر کا مشکل علاقہ / حصّہ مجھے دیکر آسان کر دیا اگر طاقت کی اوسط ٪ فیصد لگائی جائے تو میری طاقت 0٪ فیصد بنتی ہے اور دیگر سکھر کی 100٪ بنتی ہے۔

Marfat.com

تخمینہ

اگر

%25 :A مسائل نمبر1	%25 :B مسائل نمبر2	%25 :C مسائل نمبر3	%25 :D مسائل نمبر4
100 ٹوٹل مسائل	100 ٹوٹل	100	100 مسائل
E -25	1 -50	1 50-	1 -02
75	50	50	98
F -10	2 -25	2 -10	2 -06
65	25	40	92
D -05	3 -08	3 -10	3 12
60	17	30	80
H -10	4 -10	4 -05	4 40
50	07	25	40
G -10	5 -07	5 -10	5 30
40	00	15	10
I -05		6 -10	6 10
35		05	00
K -05	لیگل	بقایہ بچ گئے کام	
30	100 مسائل		
L -05	5		
25	95		
M -25	2 45		
00	بقایہ 50		

2000ایکڑ کے سکھر میں آدھا (راؤ) اور آدھا پرانا سکھر

24.08.2009 سے لے کر 24.04.2010 تک 08 ماہ ہونگے:-

Marfat.com

معاشرہ

کردار	کاروبار	سواری	جانور	گھر	تعلق	مذہبی اثرات
25%	50%	5%	10%	2%	5%	3%

Required Total:-
100%

"کردار اور کاروبار" اگر صرف یہ دو ہونگے تو رزلٹ یہ ہو گا کہ وہ شخص خود میں گم رہے گا۔

یہ معاشرے میں معیار کا حساب ہے۔ اگر آپ کا کاروبار 50% نہیں ہے تو آپ کا 100% پورا نہیں ہو گا اس لیے آپ کو اپنا 100% پورا کرنے کے لیے سارے فیصد پورے کرنے ہونگے۔ اس معاشرے میں رہنے کے لیے ان سب چیزوں کی قیمت ہے، بہت سی ایسی چیزیں ایسی ہیں جو دِکھانے کے لیے ہی ہوتی ہیں اس معاشرے میں اپنا ایک نظریہ بنانے کے لیے ان سب فیصد کا پورا ہونا ضروری ہے۔ آپ کو اپنا معیار 100% کرنا ہو گا پھر جن کا معیار 100% ہے ان کی بھی خواہش ہو گی آپ کی جانب اور جِن کا نہیں ہے اُن کی بھی خواہش ہو گی۔ لیکن 50% کاروبار وہ ضروری ہے۔

اوپر دیے ہوئے اصول اگر اپنا لیے جائیں تو آسانی ہو جائے گی، زندگی جیو اور جینے دو کے اصول کے مطابق زندگی کی گاڑی آسانی سے کم رکاوٹوں کے ساتھ گذرے گی اللہ میری یہ دُعا قبول فرمائے آمین۔

Marfat.com

کام دیر سے یا سُستی مثال

اگر اندر کی بیماری کے علاج کے لیے ڈاکٹر انٹی بائیوٹک (anti biotic) دوائی دے ایک گولی جراثیم تک پہنچنے کے لیے 8 گھنٹے لیتی ہے، اگر مریض نے گولی لینے میں دیر کر دی تو جراثیم تک پہنچنے کے لیے دوائی کا سفر 12 گھنٹے کا ہو جائے گا۔ اور اگر مریض 8 گھنٹے میں ہی ڈوز لے گا تو وہ بھی پھر ریورس ہو گا اور دورانیہ انٹی بائیوٹک کا 14 گھنٹے سے زیادہ بڑھ جائے گا، مریض کے مرض کے ساتھ جو سائیڈ افیکٹ ہوتے ہیں وہ بڑھتے رہتے ہیں اور بیماری کا دورانیہ بڑھ کر 72 گھنٹے ہو جائے گا اور اس وجہ سے مرض کے ٹھیک ہونے میں کمی رہ جائے گی۔ کافی عرصہ گزر جانے کے بعد بیماری کے مرض کے لیے انٹی بائیوٹک دوائی اُلٹ ہو جائے گی پھر بیماری کے جراثیم دوڑ کر علاج کی دوا کی گولی پر بیماری کی جگہ سے نکل کر دوا پر حملہ کرتے ہیں اس وجہ سے معاشرہ اور کاروبار میں بیمار انسان کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔

پلازمہ لیول

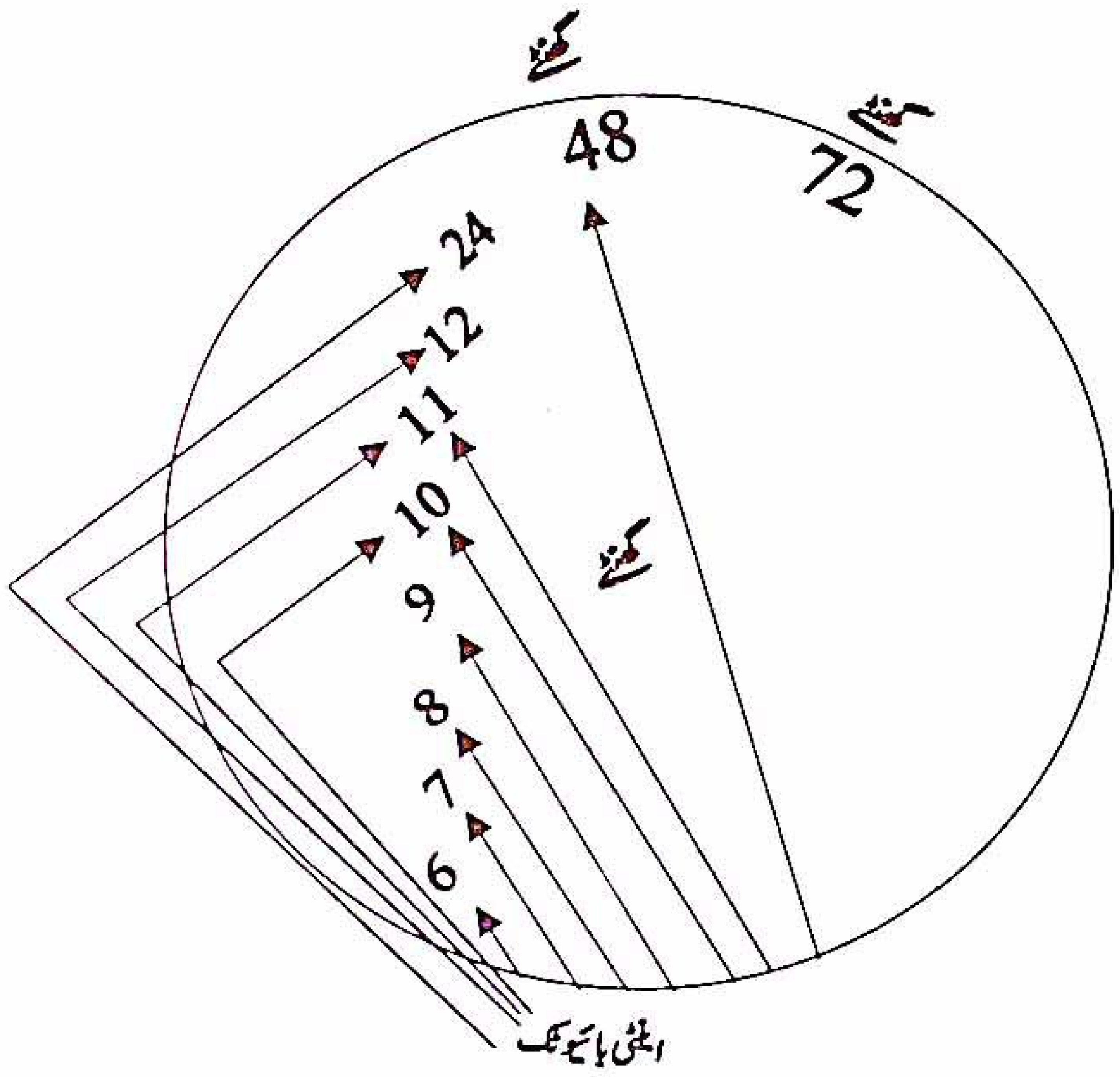

سائیڈ افیکٹ

دماغ---------1٪

گردے--------3٪

معدہ---------4٪

آنت---------3٪

دل----------1٪

کام میں رکاوٹ 72 گھنٹے

کا نقصان حساب لگائیں

وقت اور پیسہ کتنا برباد ہوا۔

اوپر کی مثال عام کام میں اگر چلتے ہوئے کام کا وقت ختم کر کے آپ نے وقفہ لے لیا تو پھر وہیں سے علاج کی طرح کام شروع کرنا پڑے گا اور اس کام کے دیر کی وجہ سے جو سائیڈ افیکٹ پڑیں گے وہ آپ کو پتہ ہی نہیں چلے گا اور وہ نقصان نظر نہیں آئے گا۔ کام میں روپے کے حساب سے، طبیعت میں جھنجھلاہٹ، کام میں سلیقے کا فقدان ہو گا ترتیب بھی بگڑ جائے گی اور ہر روز کا کام بڑھتا جائے گا، جیسے قرض پہ سود پر سود لگے گا وہ آخر میں شاید کسی کو پتہ چلے لیکن شاید پھر نقصانات ہونے کے لیے دماغ ہی سُن ہو جائے، پتہ ہی نہیں چلے گا اِس لیے روز کا کام روز کرو اور آج کا کام کل پر نہ چھوڑو اور کل نہیں آج، آج اس لیے کہ اگر آپ کو مجبوری میں کام سے جانا پڑے تو ایڈوانس میں کام ہو جائے گا۔

Marfat.com

بیماری کے جراثیم اور بیماری کا زخم زیادہ ٹھیک نہ ہو تو وہ جراثیم طاقت ور ہو جائے گا۔ اور جو مریض مرض کی وجہ سے دوا انٹی بائیوٹک لے رہا ہے اور ڈاکٹر کے بنائے ہوئے وقت پر اگر دوا نہ لی استعمال میں دیر کی تو جو اس دوا (انٹی بائیوٹک) لینے کی وجہ سے سائیڈ افیکٹ جسم میں ہوئے ان کی وجہ سے قوت مدافعت کمزور ہو جاتی ہے پھر جراثیم طاقت ور ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ جراثیم دوا پر حملہ کرتے ہیں 48 گھنٹے جہاں دوا کو پہنچنا تھا وہاں سے جراثیم نکل کر ڈھونڈ ڈھونڈ کر دوا (اینٹی بائیوٹک) پر حملہ کریں گے اس طرح جسم کے اندر دوا اور جراثیم کے درمیان جو جنگ چھڑ جاتی ہے جس سے انسان کے اندر جسم کے حصّے گردے، پھیپھڑے، معدے، دل، دماغ، آنکھ وغیرہ کا کافی نقصان ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح اگر کئی دفعہ وہ بیماری انسان پر حملہ کرتی ہے اور انسان کی قوّت مدافعت کمزور ہو جاتی ہے اور بیماری بڑھ جاتی ہے اور کافی عرصہ تک اندر ہی اندر رہتی ہے۔ بڑھاپے یا عمر بڑھنے سے کئی بیماریاں اُبھر کر سامنے آجاتی ہیں، اور پھر علاج ناممکن اور ممکن کے درمیان ہو جاتا ہے۔

اوپر دی گئی انسان کے جسم کے اندر کی مثال ہے اور کسی بھی کاروبار، کمپنی اور مشن یا جنگ یا ملک کی حکومت کے معاملے میں اوپر والی مثال بالکل پوری طرح سے لاگو ہوتی ہے، اگر کوئی بھی دنیا کا کام ہو اور وہ اسی طرح بیماری کے ساتھ دوا کے درمیان سستی کرے گا تو کام یا مشن انسان کے ہاتھ سے نکل جائے گا پھر خود کو پہچاننے کا بھی شاید ٹائم نہ ملے۔ مومن کام میں ایسے رہے جیسے درمیان میں رہے۔ کام کے ایک طرف کام کی محبت رکھے دوسری طرف خود بیماریوں کے بیچ رہے کام کا پورا شوق بھی، سختی بھی کام سے۔

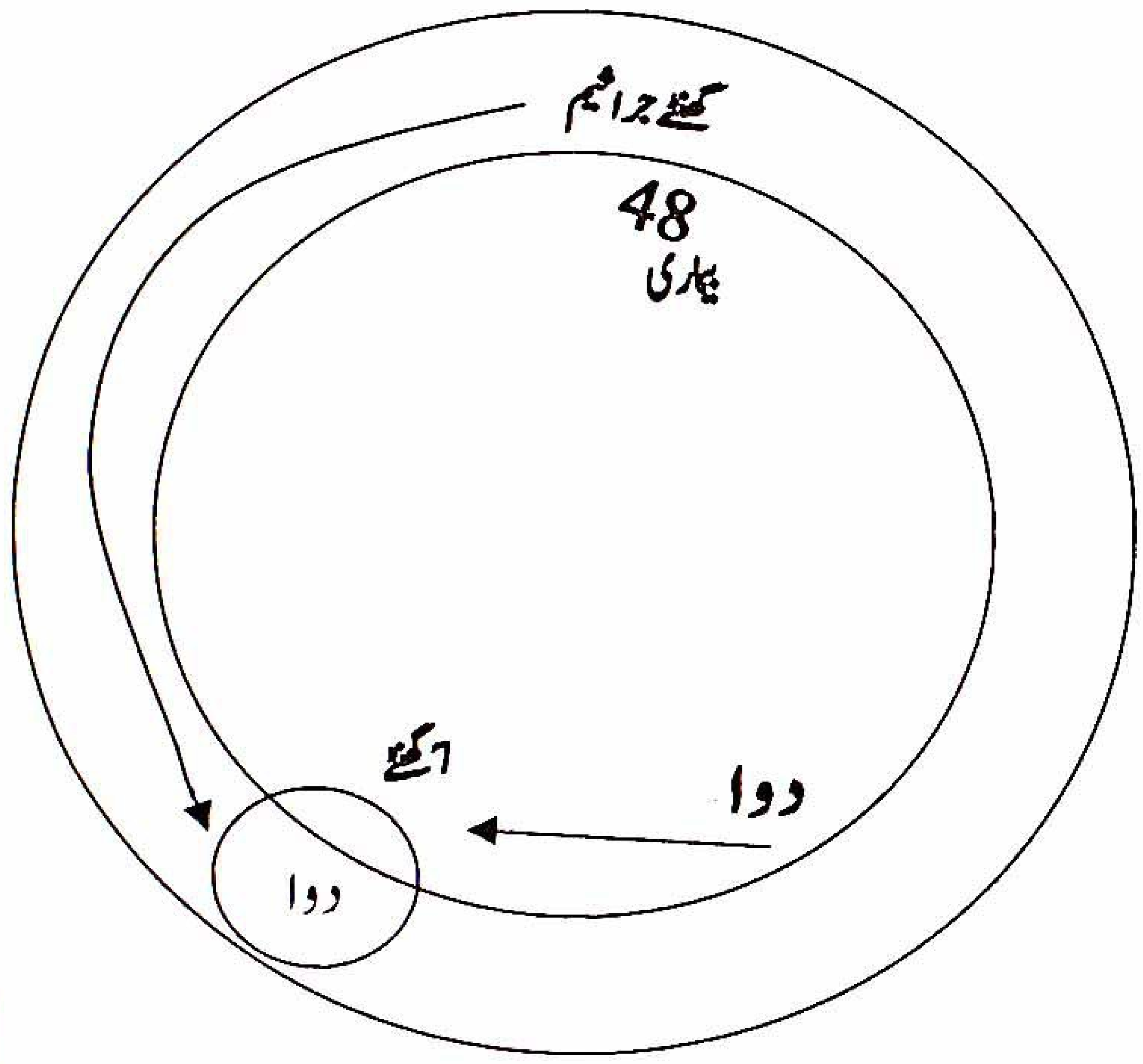

کام کو کچھ ایسے لیتے ہیں وہ کامیاب لوگ جیسے موذی بیماری ہو
فلاح ہی وہ پاتے ہیں مومن جو کام سے محبت اور بیماری سمجھ کر کریں

Marfat.com

کسی بھی انسان سے کام لینے اور دینے کا طریقہ

انسان کا دماغ %100 ہے تو اس کی مصروفیت کچھ اس طرح سے ہو گی %35 فیملی %40 کاروبار یا جو بھی روزی کا ذریعہ ہو %15 سوشل یعنی دوستوں رشتے داروں سے تعلقات اور %5 اس سوسائٹی یا اس ماحول میں جس میں اس کی عزت کی جائے جیسے دوست، رشتہ داریا گھر والے۔ وہ %5 اس کی خفیہ زندگی کے لیے الگ سے ضرور خرچ کرنا چاہے گا، جس میں وہ کسی کی بھی مداخلت نہیں چاہے گا۔ یہ سب خصوصیات انسان میں موجود ہوتی ہیں اگر کوئی شخص ان سب باتوں کا اپنی ذات پر تجزیہ کر کے دیکھے پھر دوسرے انسان پر جس کو کام کہنا ہے اس کے دماغ کی مصروفیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پھر اس شخص سے کام لینے کا طریقہ یہ ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر اگر آپ کو کسی سے کام لینا ہے تو آپ اپنے کام کے ٹوٹل یونٹ بنائیں کہ آپ کا کام کتنے یونٹ کا ہو گا۔ اگر کسی وکیل سے آپ نے کام لینا ہے تو 50 یونٹ کا آپ کا کام ہو گا کہ وکیل آپ کا کیس اچھی طرح سے لڑے تو آپ وکیل کو جو فیس دو گے اس کے لیے وہ آپ کو 100 یونٹ کا بھروسہ دلائے گا لیکن اس کے پاس تو آپ کو دینے کے لیے صرف %50 ہوں گے تو ہر انسان مصروف ہوتا ہے اس کی اپنی الگ مصروفیات ہوتی ہیں جنہیں وہ نہیں چھوڑ سکتا جیسے شروع میں بتایا ہے کہ وکیل بھی آپ کو %100 کیسے دے سکتا ہے ایسے جو بھی کام ہوں وہ کام وکیل سے ہوں یا کسی اور سے وہ کرنا آپ کو خود ہی ہے تجزیہ یونٹ کو آپس میں ضرب۔ تقسیم۔ نفی۔ جمع کر کے %100 کے کام میں %50 قسمت اور بد قسمتی پر ہوتا ہے انسان اس ترکیب کو آسانی سے اپنا سکتا ہے، مندرجہ ذیل وقت وکیل آپ کو نہیں دیں گے۔

%5 خفیہ زندگی وہ خفیہ ہی ہوتی ہے۔

%5 وہ ٹائم جس میں اس کو کہیں عزت نفس ملتی ہو۔

%5 وہ سوشل لائف میں سے نہیں دے سکتا خوشی ہو یا غم"

آپ خود وکیل سے یونٹ لے سکتے ہیں %5 وکیل فیس کے عیوض خود دے گا %5 سوشل ٹائم کے اندر سے عام دِنوں میں %10 فیملی کے ٹائم کے اندر سے، ایک دفعہ %15 پروفیشنل ٹائم کے اندر سے، دو دفعہ %15 آپ کو خود اس کے گھر یا اس کے رشتے دار کے گھر سوشل ٹائم کی جگہ جا کر اور کورٹ میں خود جج یا کلرک اور بقایا اس وکیل کے عملے سے خود ہی آپ کو کام نکالنے پڑیں گے ورنہ روتے رہو گے۔

Marfat.com

انسانی دماغ 100% فیصد

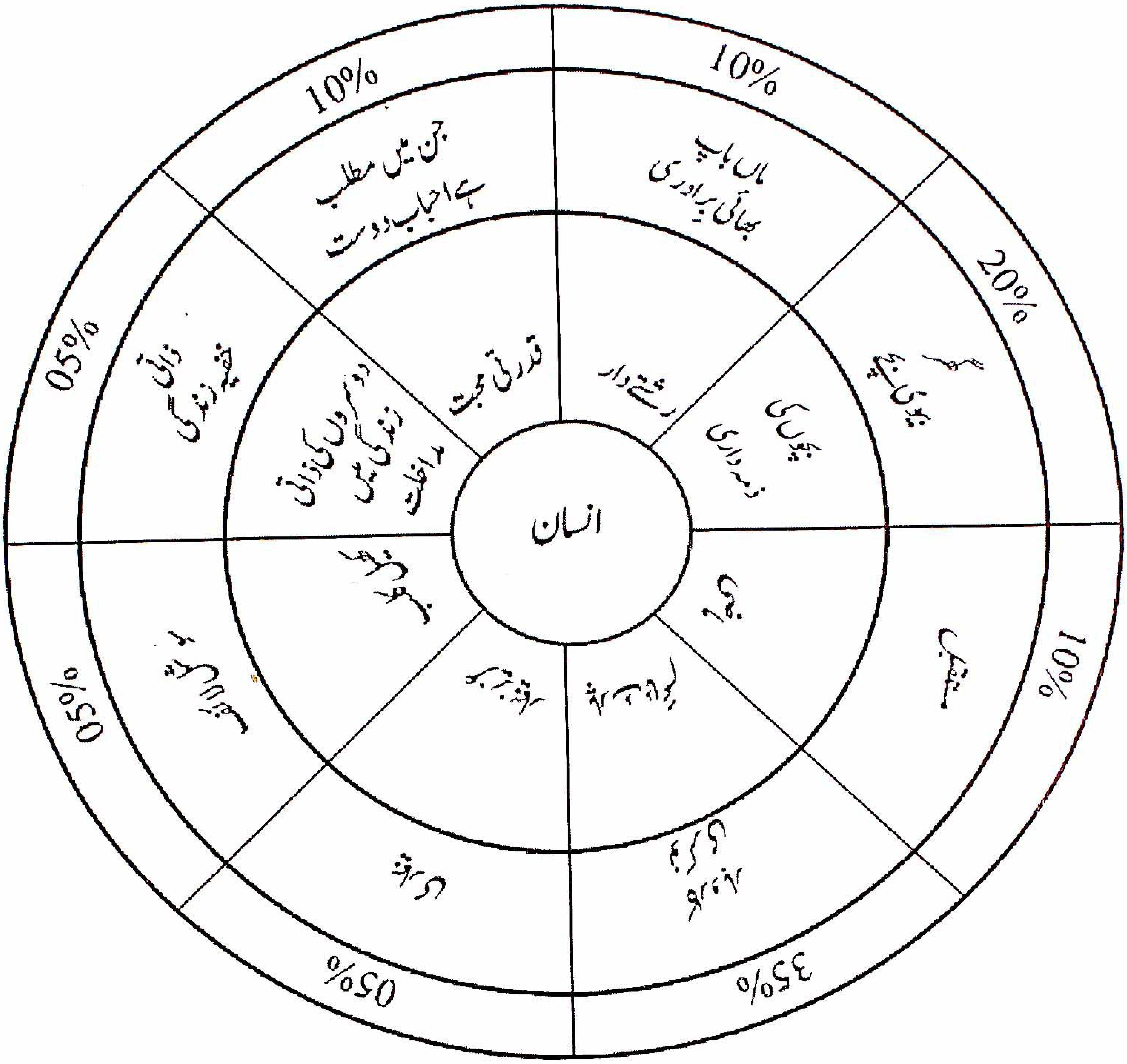

انسانی دماغ کے ان فیصدوں سے کبھی ایک دوسرے کو کاٹ کر دوسرے حصّے کو جب دیتا ہے تو پھر اس کی زندگی کبھی کبھی مشکلات کا شکار ہو سکتی ہے اور اگر حصّہ نہ بھی دو تو بھی مشکلات کا شکار ہو سکتی ہے اور آپ کو دماغ کا حصّہ دینا ہے تو سوچ سمجھ کر ججمنٹ کر کے دیں پھر مسائل کم ہونگے۔

159595

Marfat.com

انسانی دماغ کی سکت

انسان کے دماغ کی سکت %100 مندرجہ ذیل چارٹ میں ظاہر کی گئی ہے اس کے علاوہ عام انسان کی سکت اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی وہ اپنے ذاتی مسائل میں گھرے رہتے ہیں یا پھر اُن کے ساتھ جسمانی لوازمات یعنیٰ راحت کی تلاش یا جسمانی بیماری یہ سب ملا کر انسان کے پاس صرف %100 فیصد یونٹ دماغ ہوتا ہے۔ ان کے دماغ کے اوپر %100 سے زیادہ بوجھ ڈالا جائے تو وہ برداشت نہیں کرے گا اور پریشانی سے شروع ہو کر تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا اور پھر ڈپریشن اور فوبیا کے بعد اگر علاج میسر نہیں آیا تو خود کشی یا کوئی چھوٹی موٹی بیماری سے فوت ہو جائے گا، انسان میں %100 فیصد یونٹ ہوتے ہیں وہ برابر کرنے کے طریقے کی بھی سکت نہیں رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ میں انسان پر انسان کی برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

انسانی دماغ کی برداشت کرنے کی صلاحیت	عظیم کام اور عظیم انسان بننے کے لیے ہزاروں من سکت چاہیے
ماں، باپ، بھائی، برادری، رشتے دار۔ %10 گھر، بیوی، بچے، دوسروں کی ذمہ داری۔ %20 مستقبل کے لیے ماضی کام۔ %10 کاروبار، نوکری، پارٹ ٹائم۔ %35 بیماری، عزیز بیمار۔ %05 سوشل لائف، کھیل کلب۔ %05 ذاتی خفیہ زندگی، دوسروں کی ذاتی ملازمت۔ %05 جن میں مطلب ہے احباب و دوست، محبت۔ %10 نوکر اور روزگار بڑھانے اور بچانے کے لیے۔ انسان صرف اپنے ذاتی کام کے چکر میں ہی رہتا ہے اس سے زیادہ بوجھ ڈالنے سے برداشت نہ ہو گا تو چڑچڑا ہو گا اور خود ناپسند اور دوسروں کو بھی ناپسند کرتا ہے۔ احساسِ محرومی اور احساسِ برتری اور احساسِ کم تری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور قابل علاج انسان ہو جاتا ہے۔	عظیم کام میں تو ہزاروں دماغ جیسے یونٹ چاہیے اور یہ کیسے ممکن ہے یا تو ہزاروں لوگ ہوں یا پھر سیکڑوں لوگ ہوں، پھر %100 فیصد والا لیڈر چاہے سیکڑوں لوگوں کی رہنمائی کے لیے بحر حال یہ ناممکن ہے جب تک اپنے ساتھ اللہ کا نام شامل حال نہ کیا جائے۔ 1۔ رہنما لوگوں کو اپنے مشن کے لیے قائل کرنا ہوتا ہے اس کے لیے پورے پورے دماغ کے یونٹ لگانے پڑتے ہیں۔ %100 2۔ رہنما کو اپنے گھر والوں کو صرف قائل کرنے کے علاوہ اپنے مشن میں شامل ہو کر ساتھ دیں۔ %100 3۔ رہنما کو مستقبل پر نظر رکھنی ہوتی ہے اس کے لیے بھی خیال رکھنا۔ %100 4۔ رہنما کو اپنے ساتھیوں کو اپنے ساتھ بنائے رکھنا۔ %100 5۔ رہنما کو اپنے کردار پر پورا ایمانداری کا دھیان ہو۔ %100 6۔ رہنما کو ہر وقت تیار رہنا پڑتا ہے مشکل سے منہ دینا اور اس کی نئی نئی حکمت عملی تیار کرنا اور اس مشکل کے وقت کو گذارنا اپنے ساتھیوں کو حوصلہ دینا ہوتا ہے۔ %100 7۔ آنے والے خوف خدشے مشکل مصیبت %100

Marfat.com

دنیا کے سمندر کی تیراکی

بمطابق اللہ کا رمز سمندر کی لہروں کی طرح، سمندر کی لہروں کی طرح، جیسے دوڑتے ہوئے گھوڑے کے اندر کے اعضاء چلتے ہیں ویسے ہی اپنے اعضاء کو گھوڑے کے اوپر بیٹھ کر چلانا۔ بہت سے کیڑوں کے پاؤں اندر ہی اندر ہوتے ہیں۔ جیسے سانپ کی ٹانگیں نہیں ہوتیں اور دیکھو کتنی تیزی سے چلتا ہے۔ انسان کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے چلنے کی صلاحیت رکھی ہے جیسے سَرکس میں کرتب دکھانے والے جمناسٹر اپنے جسم کو بالکل توڑ مروڑ دیتے ہیں وہ اندر کی چال ہی تو چلتے ہیں۔ ایسے ہی گھڑسوار بھی کرتا ہے جیسے گھوڑا چلتا ہے زمین پر اور گھڑسوار اوپر بیٹھ کر بھی اندر کی چال ہی چلتا ہے جیسے گھوڑا اپنے جسم کی جنبش کو اوپر نیچے کرتا ہے ویسے ہی گھڑسوار بھی اپنے اندر کی چال کو گھوڑے کی طرح ہی دوڑاتا ہے جب ہی تو وہ گھوڑے پر اپنا توازن قائم رکھتا ہے ورنہ گھوڑے کی چال اور گھڑسوار کی اندر کی چال میں اگر آگے پیچھے فرق آگیا تو گھڑسوار گر جائے گا۔ ایسے ہی سمندر یا دریا میں انسان جب تیرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو لہروں سے کھیل کر سمندر کی لہروں پر دوڑاتا ہے۔ انسان اس پر ایسے تیر سکتا ہے کہ وہ نیچے والی لہروں اور اوپر والی لہروں کی چال سمجھ کر اپنے اندر سے بھی ایسے ہی لہر اٹھائے تو وہ ٹکرائے گا نہیں اور سمندر کی لہریں اس کی مددگار ثابت ہونگیں۔ اگر تیراک انسان نے لہروں سے ٹکراؤ کیا جو سمندر کی مخالف سمت میں ہوتی ہیں تو آگے کی طرف انسان ضرور ڈوب جائے گا، ایسے ہی لہروں کی طرح یہ دنیا ہے اگر انسان دنیا کی لہروں سے نہ لڑے تو وہ اوپر تیر کر اپنی منزل پر پہنچ سکتا ہے، ورنہ دنیا کی پریشانیاں، دکھ درد ٹکر مار مار کر پاش پاش کر دیں گے۔

ایسے ہی گھوڑے کی اور گھڑسوار کی جو مثال بتائی ہے۔ کامیاب انسان وہ ہے جو دنیا پر گھوڑے کی سواری کی طرح سوار ہو جائے جیسے دنیا نیچے دوڑے اپنے آپ کو بھی اندر کی چال سے دنیا کی دوڑ میں ڈھال دے پھر دنیا اُسے اڑیل گھوڑے کی طرح کبھی نہ گرا سکے گی۔ سمندر کی لہروں پر تیرنا، گھوڑے کے اوپر سواری کرنا، اور اگر دنیا میں کامیاب ہونا ہے تو یہ ہی سلیقہ ترتیب اور ترکیب، ترغیب اور تربیت کے قریب سے قریب ہونا پڑے گا۔

قول:

اختیار تجھے دیا ہے صرف تیرے سمجھنے سمجھانے کے لیے
اختیار کرنا یا کرانے کی ڈوری کسی اور کے پاس ہے

Marfat.com

دنیا کے سمندر کی تیراکی

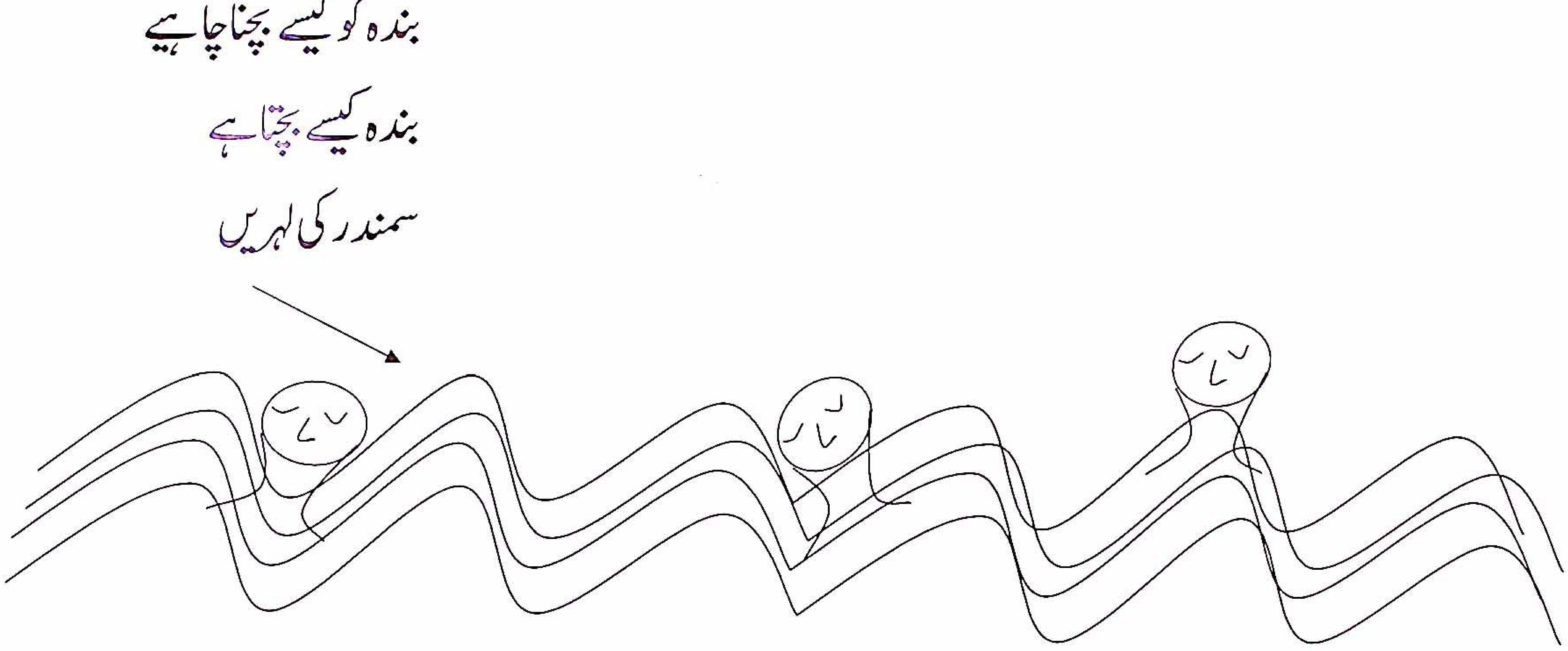

سمندر میں پانی کی لہریں آپ کو آگے کی طرف دھکیلتی ہیں، اور لہروں سے نیچے والا پانی پیچھے کی طرف بہہ رہا ہوتا ہے مخالف سمت میں۔ اگر تم اپنے پیروں کو جمانے کی کوشش کرو گے تو پانی تمہیں ڈبو دے گا۔ اس لیے لہروں کی طرح تیرو کیونکہ تم لہروں سے تو مضبوط نہیں ہو اور جمنے کی کوشش کرو گے تو لہریں تمہیں ڈبو دیں گی۔ خود کو ایسا تیراک بنالو کہ جیسی لہریں ہیں ویسے ہی تیرو تبھی لہریں تمہیں آگے بڑھا سکتی ہیں۔ اگر بطخ تیر سکتی ہے، مرغا بھی تیر سکتا ہے، تو انسان کیوں نہیں تیر سکتا۔

Marfat.com

ذرّہ بھی ذرّہ ذرّہ بھی زیادہ خود سے زیادتی

پیسہ اپنے ساتھ گالی گلوچ، مسئلے، فساد، حسد، بخیلی لے کر آتا ہے۔ پیسہ جمع کرنا ایسا ہی ہے جیسا ان سارے مسائل کو اپنے گھر میں اکٹھا کرنا۔ اس لیے پیسہ ایسے رکھنا چاہیے کہ جب جتنا ضرورت میں ہو استعمال کر لو ورنہ دور ہی رہو۔ جیسے گیس فائدہ دیتی ہے، لیکن نقصان دہ بھی ہے۔ لیک ہو جائے تو آگ بھی لگ سکتی ہے، پورے گھر کو جلا سکتی ہے۔ بجلی فائدہ دیتی ہے، لیکن نقصان بھی دیتی ہے، جیسا کہ لائٹ زیادہ تیز آنے سے فریج، ٹی وی، اے سی، جل جاتے ہیں۔ بس اتنی مقدار ہی استعمال کرنی چاہیے جتنی ضرورت میں ہو۔ وافر مقدار نقصان دہ ہوتی ہے، جیسے گاڑی ہمیں فائدہ دیتی ہے لیکن یہ نقصان بھی دے سکتی ہے۔ اس میں پیٹرول ڈال کر ہم اِسے چلاتے ہیں اُس پیٹرول سے ہمیں فائدے ہیں، لیکن اُس میں ماچس کی تیلی لگانے سے آگ لگ جاتی ہے، گاڑی جل سکتی ہے۔ گاڑی سے فائدہ دینے کے ساتھ ساتھ ایکسیڈنٹ، پیٹرول، مرمت اور روز مرہ کے مختلف خرچ اور بہت سے نقصانات وغیرہ وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ ایسے ہی ہر چیز اپنے ساتھ فائدے کے ساتھ ساتھ نقصانات بھی لاتی ہے۔ پیسہ گھر میں اکٹھا رکھنے سے یہ سارے مسائل کی بُری تاثیر ان جمع کیے ہوئے پیسوں پر ہوتی ہے اور یہ پیسوں کو جمع کرنے کے نقصانات ہیں۔ اب جب مجھے پتہ ہے کہ پیسوں کے ساتھ یہ مسائل بھی میرے گھر میں آئیں گے تو پھر میں پیسہ وافر مقدار میں اپنے پاس کیوں رکھوں، لیکن جب پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے تو آجاتے ہیں اور ایسے ہی ہونا چاہیے کہ جتنی ضرورت ہو اتنا پیسہ لے لو باقی دور ہی رکھو تو اچھی بات ہے۔

وقت کا دھارا کچھ اس طرح سے چل رہا انسانوں کے بیچ
شاکر اب تو سب کچھ لُٹوا کر اپنا، لُٹیرا کہلا رہا ہے تو

Marfat.com

خودساختہ بمطابق حالات بنانا
فیل اور گناہ کا مرتکب!

مولانا ڈاکٹر اسرار صاحب ٹی وی پر ایک واقعہ بتا رہے تھے، ملتان اور دوسرے شہروں میں لوگ جھوٹ موٹ کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ سے بھی فراڈ کرتے ہیں۔ کچھ مسلمان پہلے ایسا کرتے تھے کہ اگر ان کی کمائی ہوئی دولت سے شریعت کے مطابق زکوٰۃ ایک لاکھ روپیہ بنتی ہے اور کسی مفتی سے بھی مشورہ کر لیتے ایک لاکھ روپے کا۔ پھر وہ ایک لاکھ روپیہ ایک گھڑے میں ڈال کر اوپر سے اُس گھڑے کو گندم سے بھر دیا جاتا تھا اور پھر گھر کے باہر آئے ہوئے فقیر سائل کو وہ گندم کا بھرا ہوا گھڑا جس کے نیچے ایک لاکھ روپے دبا ہوا ہے وہ دروازے پر آئے ہوئے فقیر کو پورا تھما دیتے تھے، ہم نے آپ کو اللہ کے نام پر دیا اور فقیر کو یہ نہ بتاتے کہ اس گھڑے کے نیچے ایک لاکھ چھپا ہے، پھر اسی فقیر کو دے کر فقیر سے کہتے کہ تو بھی تو یہ گندم بیچے گا ہی۔ وہ کہتا کہ ہاں میں بیچوں گا، تو پھر فقیر سے پوچھتے کہ تو یہ کتنے میں بیچے گا تو وہ فقیر کہتا کہ پچاس روپے میں بیچوں گا، تو وہ کہتے کہ 100 روپے میں یہ ہمیں ہی واپس کر دے تو فقیر خوشی خوشی 50 روپے والی گندم 100 روپے میں ہی دے دیتا۔ فقیر کو تو معلوم نہ تھا اور وہ تاجر 100 روپے میں بھرا گھڑا گندم کا بھی لے لیتا گندم کی قیمت میں واپس مل جاتا اور اپنے آپ کو خوش کر لیتے کہ زکواۃ دے دی اور یہ اللہ سے گھناؤنا ڈرامہ ہے۔ کہنے کو تو یہ بہت بڑی حکمت ہے لیکن یہ بہت بڑا فراڈ ہے۔ اس پورے ہاتھ کی صفائی کا جادو ہی ہوتا ہے جو جادوگر کو تو پتہ ہوتا ہے کہ یہ دھوکا ہے پھر وہ زکواۃ کیسے، یہی حکمت جو غلط چیز پر آزمائی گئی ہے اگر یہی حکمت اصلی چیز پر آزمائی جائے تو آپ کے انتظامی امور میں کچھ اور ایجاد ہو سکتا ہے، جس سے مالی نقصان نہ ہو اور اللہ بھی راضی ہو، ایسی سوچ کی جگہ اچھی سوچ بھی آسکتی ہے۔

قول:

کمہار برتن ٹوٹنے کے لیے بناتا ہے اور اللہ انسان مارنے کے لیے، جب تو نے کمہار کی رمز کو نہیں سمجھا تو اللہ کی رمز کو کیا سمجھے گا۔

قول:

پہلے میں پوچھتا تھا کہ یہ مرشد کیا چیز ہے؟ کوئی سمجھا دے۔ اب پتہ چلا کہ میں کیا تھا؟

Marfat.com

بمطابق حالات و نزاکت

According to the Situation

ایک دفعہ ٹی وی پر اداکاروں کی ایوارڈ تقریب براہ راست نشر ہو رہی تھی اور اس میں ایک اداکار اطہر شاہ خان (جیدی) نے اسٹیج پر فل سائز کا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اطہر شاہ خان جیدی کو جو اسٹیج پر میزبان اداکار تھا انہوں نے کہا کہ اتنی سردی تو نہیں ہے کہ آپ فل کوٹ پہن کر آئے ہو اور کہا کہ اتنی سخت سکیورٹی میں آپ کو کیسے اندر آنے دیا سکیورٹی گارڈز نے، تو جیدی نے اپنے انداز میں میزبان اداکار کو کہا کہ واقعی مجھے اندر نہیں آنے دے رہے تھے، مجھے سکیورٹی گارڈز نے واپس کر دیا اور واپس تھوڑی دور جا کے میں نے کوٹ کو الٹا کر دیا پیچھے والا حصہ آگے کر کے پہن لیا۔ اور میں نے سکیورٹی گارڈز کو بے وقوف بنایا جب میں اُلٹا کوٹ پہنے اندر داخل ہو رہا تھا تو سکیورٹی گارڈز سمجھے یہ تو باہر جا رہا ہے۔

قول:

اپنے آپ کو تراشو یا کاریگر سے گھڑوائیں ورنہ گھڑی ہوئی تراشی ہوئی قبر میں تجھے بغیر گھڑے کو دنیا والے ویسے ہی دبا دیں گے۔

قول:

اپنے پیمانے سے ہر کوئی اپنے آپ کو سچا سمجھتا ہے سب نے اپنا اپنا مذہب بنا لیا کوئی ایسا کیوں نہیں کرتا کہ اپنے پیمانے کو چھوڑ کر محمدؐ کے اسلام میں اپنے اپنے سب سانچے ختم کر کے ایک ہی قالب میں قلب ڈھال دیں۔

قول:

جو شخص اپنے دبدبے کا وزن انسانوں کے کندھوں پر ڈالے گا
خود کے ہی بدنِ ناتواں پر لد جائے گا وہ وزن قبر کے اندر تک بھی۔

قول:

مثال سے فقط سمجھایا تو جا سکتا ہے لیکن بنایا نہیں جاتا۔ مسلمین بھی، کافر بھی، نیا نبی آ نہیں سکتا، ولی اللہ جا نہیں سکتا۔

Marfat.com

بمطابق خراب حالات میں اچھا ظاہر کرنا

شنکر کو پولیس تانگہ:

ایک دفعہ ہماری ایک گروپ سے لڑائی ہو گئی جس میں، میں، شوکت، شنکر لال اور مرسلین شامل تھے۔ لڑائی ہونے کے بعد ہم آ گئے۔ شنکر لال کا Book store تھا۔ اس کے برابر والے ہوٹل میں West Indies اور Pakistan کے درمیان میچ چل رہا تھا۔ وہ برابر والے ہوٹل میں میچ دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں وہ بندے جس گروپ سے لڑائی ہوئی تھی تانگے میں دو پولیس والے لے کر آئے۔ اس وقت پولیس کا رعب بھی بہت تھا۔ آتے ہی شنکر لال کو پکڑ لیا اور تانگے کے پیچھے بٹھا لیا اور وہ فریادی جو پولیس لائے تھے وہ آگے بیٹھ گئے جب سرِ بازار سے تانگا گزر کر جا رہا تھا تو کافی بڑا راستہ تھا ہم نے دوسرے راستے سے چھپ کر شنکر لال کو دیکھا ہم تو ڈر ہی گئے تھے کہ تانگے میں جاتے ہوئے سب لوگ دیکھیں گے جبکہ شنکر لال تانگے میں بیٹھا بیٹھا مسکرا رہا تھا اور خود ہی جاننے والے راہ گیروں کو سلام کرتا جا رہا تھا اور شام کو واپس آ گیا، کیونکہ ان کے بھائی بڑے وکیل ہیں مسٹر ٹیٹوں رام صاحب۔ جب ہم نے شنکر لال سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا تھا تم جاتے ہوئے اپنے ہی واقف لوگوں کو سلام کرتے جا رہے تھے اور تھوڑا تھوڑا مسکرا بھی رہے تھے ہم تو ڈر گئے تھے کہ تو پتہ نہیں کتنا گھبرا گیا ہو گا لیکن یہ سب کیا تھا۔ شنکر لال نے کہا کہ میں نے اپنی عزت بچالی، مسکرا کر اس لیے جا رہا تھا کہ سب کو لگے پولیس نے اِس کو نہیں پکڑا بلکہ یہ کسی اور کو پکڑوا کر لے جا رہا ہے۔ شنکر لال نے مزید بتایا کہ تھانے میں جب میں پہنچا وہاں بھی حکمت عملی استعمال کی، فریادی مایوس ہو چکا تھا اور میں نے تو آگے چل کر دُعا سلام بھی کیا اور جنہیں میں نہیں بھی جانتا تھا انہیں بھی دور سے دُعا سلام کیا تو وہ سمجھے یہ فریادی ہے اور وہ جو فریادی تھا اسے مجرم سمجھے اس لیے مجھے بینچ پر بٹھایا اور اُسے کھڑا رکھا۔

قول:

وقت بھی تابع ہو سکتا ہے وقت کو بھول جاؤ گے تو۔

ترجمہ: پھر وقت کے ہی تھپیڑوں سے ڈوبتے کبھی تیرتے وقت کے ہی کنارے پر پہنچ جاؤ گے۔ پھر وقت تیرا تابع ہو گا یعنی کہ تیرے مرنے کے بعد بھی وقت تیرے ساتھ رہے گا تیری تربت پر فیض جاری ہو گا۔ اللہ ہی کے حکم سے وقت تیرے نام سے کام دے مخلوق کو۔

Marfat.com

"مزاح"

بمطابق حالات

ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں ہم بچپن کے دوست شنکر لال، شوکت علی، مرسلین اُس زمانے میں افطار پارٹی کرتے تھے تو جو شنکر لال تھا چاہے وہ ہندو تھا لیکن اسلام کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا اور اللہ نے اس کو بہت بصیرت دی تھی وہ رمضان کے ماہ میں کئی روزے رکھتا تھا اور ہمیں تو پتہ تھا لیکن ہم اس کا تعارف مذاق میں دوستوں سے یہ کرواتے تھے کہ یہ رمضان کے 30 ہی روزے رکھتا ہے اور جو شوکت تھا وہ پورے ماہ کے صرف جمعہ کے روزے رکھتا تھا۔ میں اور مرسلین تقریباً بچپن سے ہی 30 روزے پورے رکھتے تھے اور جب بھی افطار پارٹی ہوتی تو اُس دعوت میں شنکر لال اور شوکت ہمارے ساتھ ہوتے جن کا روزہ نہیں ہوتا تھا۔ ایک بار ہم کسی دوست کی دعوت پر گئے جب ہم دعوت پر پہنچے تو شنکر لال اور شوکت کا روزہ نہیں تھا تو وہ روزہ ہونے کا ناٹک کرنے لگے اور روزے داروں جیسا منہ بنا کر بیٹھ گئے۔ پانی جب پیش ہوا تو پانی پی لیا روزے داروں کی طرح، پھر کھانا بھی چکن پیس، تکہ، کباب سب خوب مزے سے کھایا۔ جب افطار پارٹی ختم ہوئی ہم سب باہر نکلے تو شوکت نے شنکر کو کہا کہ صاف پتہ چل رہا تھا کہ تیرا روزہ نہیں ہے کیا سوچیں گے وہ لوگ اتنا بڑا ہو کر جھوٹ بولتا ہے ناک کٹوا دی تو نے شنکر لال نے کہا نہیں کیسے پتہ چلے گا تو شوکت بولا کہ اتنی گرمی میں روزے کے بعد کون کھاتا ہے تکے گوشت، صاف پتہ چل رہا تھا کہ تو روزے دار نہیں ہے۔ پانی زیادہ پینے کی ایکٹنگ کرتے روزے کے بعد پیاس لگتی ہے یا گوشت کھاتے ہیں تو نے تو بے عزتی کروا دی۔ ایک بار ہم اپنے مشترکہ دوست سلیم ملک کی دعوت پر گئے اور حسبِ معمول شنکر اور شوکت کا روزہ نہیں تھا لیکن ہم نے ظاہر یہ کیا کہ ان کا بھی روزہ ہے وہاں پہلے پانی پیش ہوا تو خوب پانی پیا شنکر لال نے، پھر جب کھانا کھانے بیٹھے تو بھی پانی ہی پی لیا اور اتنا پانی پینے کے بعد کھانا کم کھایا گیا۔ پھر افطاری کے کچھ دیر بعد شنکر لال کو بھوک لگ گئی، شنکر لال نے کہا کہ چلو یار کھانا کھاتے ہیں تو شوکت بولا ارے ابھی تو کھایا تھا تو شنکر لال نے کہا یار تو نے بولا تھا اس لیے زیادہ پانی پی لیا اور کھانا کھایا نہیں گیا تو شوکت بولا ارے ناٹک کرنا تھا سچ میں تھوڑا پینا تھا۔ صرف شور کرنا تھا کہ ارے مجھے بھی لیموں والا پانی دینا، مجھے بھی میٹھا پانی پلانا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب پانی آجائے تو اتنا ہی پیو جتنا تین چار بار پینے کے بعد ایک گلاس ہو اب شور تو سب کو سنائی دے گا لوگ تیرا گلاس تھوڑی پیمائش کریں گے کہ تم نے کتنا پیا اور آرام آرام سے کھاتا، چاہے دیر تک کھالے پر پورا کھا کہ اُٹھ جاتا۔ پھر دوسرا دوست مرسلین ہے اس نے بھی دعوت کی، اب وہاں بھی شنکر نے آہستہ آہستہ کھانا کھایا اور پانی منگواتا رہا پھر جب افطاری ختم ہوئی ہم باہر نکلے تو شنکر بولا ارے یار

Marfat.com

تو نے مجھے جو بتایا میں نے وہ کیا لیکن یار جب میں تھوڑا تھوڑا کر کے کھاؤں اور پانی منگواؤں تو سب ختم، میں نے تو آج بھی پانی ہی پیا ایک کباب کھایا جس کے بعد سب ختم ہو چکا تھا۔ تو شوکت بولا ارے چریا! ہر جگہ تھوڑی یہ بات چلتی ہے اب یہ تو کنجوس تھا مجھے پتہ تھا کہ یہ رکھے گا ہی چار کباب اور مزید نہیں آئیں گے۔ تبھی میں جلدی جلدی کھا رہا تھا اب کم چیز کو جب یوں ہی کھائے گا تو ایسے ہی ہو گا۔ ہر جگہ پر یہ فارمولا نہیں چلتا جبکہ پتہ ہو کہ اور بھی کھانا آئے گا وہاں پر ایسے کھاتے ہیں۔ تو ایسے ہی ہر فارمولا ہر جگہ استعمال نہیں ہوتا بمطابق حالات دھیان میں رکھنا چاہیے کہ کیسے کس فارمولے کو کس جگہ استعمال کرنا ہے۔

شعر:

اگر حسرتوں اور حصولوں کے درمیاں گذارو گے زندگی
پھر تو ضرور گذرے گی مشکلوں اور مسائلوں کے درمیاں زندگی

Marfat.com

بمطابق حالات

According to the condition

دنیا میں بہت سی ایسی باتیں بہت سے ایسے کام ہوئے ہیں جو بمطابق حالات ہوتے ہیں جنہیں ہر حالت میں لکیر کے فقیر بن کر نہیں سمجھنا چاہیے۔ ہر بات کے کئی زاویے ہوتے ہیں جن کی کئی Conditions ہوتی ہیں جو ہر جگہ پر Suitable نہیں ہوتے۔ قرآن پاک اور حدیث سے بھی اپنے مسئلے کے مطابق اِن سے حل نکالنا ایک الگ بات ہے لیکن اس میں کیا بات کب کہی کس Condition پر کہی یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کیونکہ جب تک آپ کو وہ بات ہی نہیں سمجھ آئے گی کہ کیا حالت تھی کیوں کہی تھی تو آپ کو اس بات کا زاویہ کیسے سمجھ میں آئے گا کیونکہ جب تک آپ بات کے زاویے کو نہیں سمجھیں گے تو آپ بات پر پورے طریقے سے عمل کیسے کرو گے۔ اس کی مثال دوائی جیسی ہے بندے کو سر میں درد ہے لیکن وہ دوائی پیٹ کے درد کی لے تو اس پر اثر کرے گی؟ نہیں ہرگز نہیں تو اس لیے جس جگہ درد ہے اس کی ہی دوائی لینی چاہیے تو ایسے ہی دنیا میں جتنے بھی مسائل کے حل یا دور اندیشیاں وغیرہ وغیرہ ہیں اگر وہ آپ کے بمطابق حالات ہونگے تو پُر اثر ہونگے اور اُس بات کے بمطابق حالات کو سمجھنے کے بعد ہی فائدہ ہوگا۔ ایک واقعہ میں نے مولانا وحید الدین صاحب کی کتاب میں پڑھا تھا جو بھوپال کے قریب ایک گاؤں کا واقعہ ہے۔ وہاں لوگ عام طور جاہل اور نماز وغیرہ سے بے تعلق تھے ایک عالم اُس گاؤں میں جانے لگے انہوں نے لوگوں کو غیرت دلائی اور اِن کو آپس میں جوڑ کر نماز پر آمادہ کیا اور وہاں جمعہ کی نماز بھی قائم کی۔ اب وہاں پانچ وقت نماز اور جمعہ ہونے لگا، اس کے بعد ایسا ہوا کہ شاہ محمد یعقوب مجددی (1203-1339ھ) کا اس گاؤں میں جانا ہوا اگلے دن جمعہ تھا لوگوں نے کہا: آپ کل تک یہاں ٹھہریں اور کل آپ ہی یہاں جمعہ پڑھائیں۔ حضرت شاہ صاحب کی نظر مسئلہ پر گئی انہوں نے کہا کہ " ایسے چھوٹے گاؤں میں مسئلے کی رو سے جمعہ کی نماز جائز نہیں یہ کہہ کر وہ شہر واپس آگئے تا کہ یہاں جمعہ کی نماز ادا کر سکیں"۔ اس کے بعد مذکورہ عالم کا اس گاؤں میں جانا ہوا انہوں نے دیکھا کہ وہاں نماز کا نظام ٹوٹ گیا ہے۔ لوگوں نے اپنے گاؤں میں نماز جمعہ کی ادائیگی چھوڑ دی ہے اور کسی بڑے مقام پر بھی جمعہ پڑھنے نہیں گئے اور لوگوں نے شکایت کی کہ آپ نے یہاں جمعہ ادا کیوں کیا حضرت پیر صاحب آئے تھے تو انھوں نے بتایا کہ اس گاؤں میں جمعہ کی نماز جائز ہی نہیں چنانچہ ہم نے جمعہ پڑھنا چھوڑ دیا۔ مذکورہ عالم یہ صورت حال سن کر بہت پریشان ہوئے اور فوراً روانہ ہو کر حضرت شاہ صاحب کے پاس پہنچے۔ انہوں نے حضرت شاہ

Marfat.com

صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ نے گاؤں والوں سے یہ کہا ہے کہ یہاں جمعہ کی نماز جائز نہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے کہا کہ ہاں میں نے کہا ہے۔ "حضرت آپ درست فرماتے ہیں مگر صورت حال یہ ہے کہ اس گاؤں کے لوگ نماز چھوڑے ہوئے تھے اُن کو کہہ سن کر نماز کی طرف متوجہ کیا ہے شرائط جمعہ کے مسائل تو اپنی جگہ صحیح ہیں مگر ابھی ان لوگوں میں اتنی رغبت نہیں کہ وہ جمعہ کی خاطر سفر کر کے باہر جائیں اور مرکزی مقام پر جمعہ کی نماز ادا کریں ان کے مزاج کی رعایت کرتے ہوئے میں نے وہاں جمعہ کی نماز شروع کرادی تھی تاکہ کسی طرح وہ عادی ہو جائیں"۔ حضرت شاہ محمد یعقوب مجددی نے یہ سُنا تو فرمایا کہ "آپ بالکل صحیح کہتے ہیں مجھ سے غلطی ہوگئی"۔ اس کے بعد وہ اگلے جمعے کو دوبارہ گاؤں گئے اور لوگوں سے کہا کہ "مذکورہ عالم کا جمعہ کی قائم کرنا بالکل صحیح ہے اصل یہ ہے کہ میں نے متن دیکھا تھا حاشیہ نہیں دیکھا حاشیہ میں وہ مسئلہ موجود ہے جو مولوی صاحب نے تم لوگوں کو بتایا۔ اب تم لوگ پہلے کی طرح جمعہ کی نماز ادا کرو"۔ یہ بات پڑھ کر سمجھ آتا ہے کہ بمطابق حالات فیصلے لینے چاہئیں کیونکہ اگر اس گاؤں کے حساب سے دیکھا جائے تو وہاں جائز نہیں تو اس گاؤں کو ایک رعایت دے کر اسے بھلائی کی طرف راغب کر دیا نہ کہ لکیر کے فقیر بنے رہے اور جو دوسرا عالم تھا اب کیونکہ اُسے گاؤں کے پہلے والے حالات کا پتہ نہیں تھا تو وہ سیدھی صحیح بات کہہ گیا تو اس سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ کیسے کوئی بھی بات بمطابق حالات ہو تو ہی فائدہ ہو سکتا ہے ورنہ صرف کامیاب بات کہیں بھی چلانے سے نہیں چلتی۔

قصیدے بھی اچھے شاعری بھی تیری ٹھیک ہے
لیکن ہوئے جو آپ میں بغض منہ پر نہ کہنے کی قسم کھالی

جو ہوگیا وہ ہونا تھا رونا اب تو مت کر
ہونے پر شکر کر جو ہوا اُس کو تو موخر نہ کر

جو تو کرے وہ تجھ سے نہ ہوئے پھر تو وقت کیوں کھوئے
وہ کرت کریئے جو قادر کہئے وہی تو کاٹے جو بوئے

Marfat.com

مواقع بھانپنا

بمطابق حالات میں ڈھل کر راستے بنانا (معمور اور امور)

حدیث:- "اپنے آپ کو وقت کے حساب سے بدل لو" اس حدیث نبوی پر حضورؐ نے ایسے کر کے بھی دکھایا۔

ایک بار مصر کے تجارتی قافلہ نے مکے کے باہر پڑاؤ ڈالا، حضورؐ نے تجارتی قافلے کے بازار سے ایک شلوار نما کپڑا خریدا کیونکہ عرب میں خاص طور پر مکّہ میں تہبند چادر لپیٹ لیناہی کافی ہوتا تھا جب محمد پاکؐ نے یہ خرید اتو صحابی حیران ہوئے اور سوال پوچھا کہ اس کا تو ہماری تہذیب سے دور دور تک کا واسطہ نہیں۔ محمدؐ نے فرمایا کہ یہ میں سوتے وقت جاگتے وقت پہنوں گا یعنی اس حدیث کے مطابق جب کپڑے بدل سکتے ہیں تو ثقافت زبان رہن سہن کیوں نہیں بدل سکتے دنیا کے کئی مقامات پر بڑے بڑے فلاسفر اس بات پر متفق ہیں اور الگ الگ طریقے لکھے ہیں۔ ایک نے اس طرح سے اقوال لکھے ہیں کہ دنیا میں زندگی آسان کرنے اور کامیابی حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو بدل کر دیکھو زندگی آسان ہو جائے گی لیکن یہ دنیا کا مشکل ترین کام ہے اور یہ بہت بڑی پہاڑی چڑھائی کٹھن راستے اور مہم جوئی کرنے کا کام ہے اسی لیے سارے انگریز اور ...لمان فلاسفر اس بات پر متفق ہیں۔

According to the time. According to the situation. According to the condi... According to the place. According to laws. According to the need. Accordin... the reason. According to the opportunity.

According to the culture. According to the laws. ...ابق تہذیب وتمدن۔

اسی طرح جب گھوٹکی میں اسپورٹس کا زمانہ تھا تو کبڈّی، (Weight lifting) اور کھیلوں میں میرے پاپا لوگوں کے دلدادہ تھے اور Health club اور فلاح و بہبود کے کاموں میں حصّہ لیتے اور جب کاروبار شروع کیا تو ٹریکٹروں کا رواج نیا نیا تھا تو ٹریکٹروں کے کام میں مسلسل مصروف ہوگئے اور وقت کے مطابق انٹرپرینور شپ استعمال کرتے ہوئے اور گھوٹکی بائے پاس بننے کا معلوم ہوا تو زمین خریدی اور روڈ کی مٹی کے بھراؤ کے لیے ٹریکٹر ٹرالی بھی رکھی اور خوب اس کا فائدہ اُٹھایا۔ مٹی کی مزدوری ملی اچھا Business چلا اور جب بائی پاس روڈ والی زمین لی پارٹنر شپ میں۔ پلاٹوں کی کٹنگ کی اور وہاں گھوٹکی کا نقشہ بھی دیا تو ہم نے اپنی پلاننگ میں نقشوں کا تصوّر دیا چونکہ گھوٹکی میں ہندو آبادی بہت بڑی آبادی ہے۔ شہر کے بیچوں بیچ ہونے کے ناطے پاپا نے ایسا نقشہ بنایا کہ وہاں مندر کے لیے جگہ مخصوص کی اور مسجد کے لیے بھی لکھ دیا۔ اس وقت سرکار کی طرف سے ٹاؤن پلاننگ کے کوئی بھی By laws یا کوئی قانون موجود نہیں تھا اور تصور بھی نہیں تھا کہ ایسا کوئی ادارہ ہے نقشے کا ہی تصور نہیں تھا تو ادارے کا کیا ہو گا۔ یہ پلاٹوں کی اسکیم خاص طور پر ہندو برادری میں اتنا مشہور ہوئی کہ لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ پلاٹ خریدے مندر کی وجہ سے بھی۔ اور لوگوں نے 90 کی دہائی میں ایک رات میں پلاٹ

Marfat.com

کی خرید و فروخت میں تین تین لاکھ روپے کمائے اور لوگوں نے بینکوں میں رکھے fix اکاؤنٹ سے پیسے نکالی تو بینک مینیجر نے پاپا سے کہا کہ آپ نے ایسا کیا کر دیا ہے کہ لوگوں نے fix deposit ہی نکال لیے؟ آپ بھی اپنا اکاؤنٹ بنوا لیں ہمارے بینک میں Deposit کروائیں۔ بیج کے اندر درخت کو دیکھ لینا بھی ایک بہت بڑی کاروباری انٹر پرینور شپ ہے اور اسے آنے والے مواقعوں کو بھانپ لینا بھی کہتے ہیں اس سے پہلے جس پلاٹ پر شادی ہال بنایا اس وقت بھی لوگوں نے تنقید کا نشانا بنایا یہ تو پلاٹ ہے شادی ہال کیسے بنے گا؟ اس وقت بھی شادی ہال بہت چلا۔ وہ بھی ایک موقع کی نزاکت سے فائدہ اُٹھایا اس کے بعد پہلے بھی ہم نے کتاب میں یہ لکھا ہے کہ انسان کی قسمت کا دورانیہ ہوتا ہے، اس دوران جو بھی انسان کام کرے گا وہ کامیاب ہوگا چاہے رشتے داری میں، کھیل میں ایک مخصوص مدت کے لیے ہوگا اس لیے میرے پاپا نے بھی اپنا وقت (Lucky) بڑھانے کے لیے فلاح و بہبود کے کام کرنے کی ٹھان لی اور اسی آمدنی والے شادی ہال کے پلاٹ جو کہ اسکیم سے ہی آئے تھے اس رقم کا ایک بڑا حصہ خلق کی خدمت کے کاموں کے لیے مختص کر دیا، بسم اللہ ہسپتال بنانے کے لیے بہت بڑا ایک رسک کھیلا پوری جمع پونجی لگائی اور پراپرٹی بیچ کر اور بینک سے لون لیا اور پرائیوٹ سود بھی لیا اور اپنا پراجیکٹ مکمل کیا اور وہ درد جو انسانیت کو برداشت کم ہی ہوتا ہے وہ درد برداشت کیا۔ بھلائی کے کاموں میں قرض چڑھ گیا اور پھر اللہ نے ایک اور موقع عطا کیا وہ بھی ایک اتفاقی حادثہ ہوا کہ سکھر میں استاد فیض قائم خانی صاحب پر لاگت لگائی تھی اس کے عوض زمین ملی 11 ایکڑ اور آج جہاں ایک بہت بڑا شہر آباد ہے اور لوگوں کی سہولت کے لیے چھتیں فراہم کی اور فلاحی کاموں میں زمین ڈونیٹ (Donate) کی، مفت میں شہر کے لیے صاف پانی مہیا کرنا، چھوٹی چھوٹی ڈسپنسری مہیا کرنا وغیرہ وغیرہ مواقعوں سے فائدہ اُٹھایا انٹر پرینور شپ سے۔ میرے پاپا کہتے ہیں کہ سارا اللہ آزماتا ہے کہ میرے معاملات اُسی کے دینے سے ہیں ایسے سمجھو کہ اللہ نے نیک بندے سے اذان دلوائی اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اَشھَدُ اَن لا اِلٰہَ اِلا اللہ اَشھَدُ اَن لا اِلٰہَ اِلا اللہ وَاَشھَدُ اَنّ محمداً الرسول اللہ وَاَشھَدُ اَنّ محمداً الرسول اللہ حیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ حیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ حیَّ عَلَی الفلاح حیَّ عَلَی الفلاح اللہ اکبر اللہ اکبر لا اِلٰہَ اِلاّ اللہ اس اذان کو سمجھو کہ مجھے اللہ نے کتنا وقت لکی (Lucky) دیا، تو اپنی صلاحیت کو نہ سمجھ، بندہ یہ تجھے اللہ اپنی طرف اصلاح کی طرف بلاتا ہے۔ اللھم لبیک کہہ کر اللہ کی اس اذان کا جواب دیا نہ کہ دنیا کی عارضی کامیابی کو اپنا گہنا سمجھ کر دنیا میں غرق ہو جاؤ کہ تمہاری بھی اوقات اور پرانی تہذیب (محکمہ) ہڑپہ کی طرح تیرا شہر نہ اُجڑ جائے اور موئن جو دڑو میں پڑی بوسیدہ ہڈیاں بھی نہ مل سکیں۔ خیر پور میں (آثارِ قدیمہ) تیرے جبڑے کو چیک کرنے لے جائے کہ تیرا یہ جبڑا کتنے صدیوں پہلے کا ہے سُن لے بندہ سُن لے بندہ یہ بھی اللہ تیرے سُپرد۔ یہ ساری بات میرے پاپا نے مجھے بتائی تھی اور یہ بات ہے بھی صحیح ہر چیز بر مطابق حالات انسان کو انجام دینا چاہیے۔ انسان کے اوپر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ پریشان ہو جاتا ہے اور اس کا حل نکالنے کی کوشش کرتا ہے لیکن بہت سی ایسی چیزیں جو شاید زیرِ غور نہیں ہوتی وہ یہ کہ جو ہمارے والدین ہوتے ہیں وہ حالات کے مطابق میں اپنے

Marfat.com

آپ کو ڈھال لیتے ہیں جس کا انہیں خود بھی اندازہ نہیں ہوتا۔ مطلب انسان ایک مسلسل وزن کو برداشت کرتے کرتے اس میں ہی ڈھل کر وہ تخلیق شروع کر سکتا ہے اور یہ عطا بھی اُن ہی لوگوں کو ہوتی ہے جو اپنی ذمے داری اور فرائض پورے طریقے سے سرانجام دے سکیں۔ جیسے میں اپنے گھر میں بچوں میں دوسرے نمبر پر ہوں مجھ سے پہلے میری بڑی بہن ہے تو مجھے کبھی ذمے داری محسوس ہی نہیں ہوئی امیؔ اور پاپا کے کہیں جانے کے بعد بھی، لیکن جب میری بہن کی شادی ہوگئی اور اس کے بعد جب پہلی بار امیؔ پاپا باہر ضروری کام سے کراچی گئے تو مجھے ہی پتہ ہے کہ وہ ذمے داری کا احساس کیسا تھا۔ نہ تو رات کو صحیح نیند آئی اور نہ دن میں، ہر وقت ہزار کام ہزار ذمے داریاں سر پر رکھی لگتی تھی تب مجھے احساس ہوا کہ ہمارے ماں باپ بھی میری ہی طرح ہونگے لیکن وقت کے حساب سے حالات کے مطابق وزن برداشت کرتے کرتے وہ اب اتنے مضبوط ہو چکے ہیں کہ ہزار ذمے داریوں کے باوجود وہ لوگ نارمل محسوس کرتے ہیں اور ہزار ذمے داری لینے کے لیے بھی تیار رہتے ہیں اور اپنے دوسرے کام بھی بخوبی انجام دیتے ہیں اتنے مسائل کا ڈٹ کے سامنا کیا ہے اور انہیں جھیلا بھی ہے ان کا سامنا کیا ہے کہ اب وہ اتنے مضبوط ہو چکے ہیں کہ بڑے سے بڑی مصیبتیں بھی اُن کے چہرے کے تاثرات کو خراب نہیں کر پاتیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے انسان کی اندر کی مضبوطی بھی وہی عطا فرماتا ہے اُسے پَرکھ پَرکھ کر مضبوط بناتا ہے تو انسان بمطابق حالات ڈھل جاتا ہے۔

گھٹ گئے ہیں قد قدر کے زمین میں دھنس گئے ہیں
زمین بوس ہوئے عزت کی علامت پہلے کے شاکر پھنس گئے ہیں

روس گئے راس گئے آنا پہلے سے گنّے سے رس گھٹ گئے ہیں
وفا کی بولی بے وفا لگاتے ہیں سچ کیا اندر تو جھوٹ رچ بس گئے ہیں

Marfat.com

According to Place

بمطابق جگہ

کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں یا کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو بمطابق جگہ ہی کار آمد ثابت ہوتی ہیں۔ بہت سی ایسی ایجادات بھی ہیں جو ایک ملک میں کامیاب ہوتی ہیں لیکن کسی دوسرے ملک میں آکر فیل ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ہر ملک کی آب وہوا، درجہ حرارت، آبادی، نمی کتنی ہے وغیرہ وغیرہ، تو ایسے بہت سارے فرق ہیں ہر ملک کے۔ اب جیسے میں نے اپنے پاپا سے فرمائش کی کہ بغیر چھت والی گاڑی without roof car لینے کی تو پاپا نے کہا کہ بیٹا یہاں وہ گاڑی نہیں چل سکتی ہے کیونکہ وہ گاڑی صرف خوبصورتی اور دکھاوے کے لیے تو یہاں خریدی جاسکتی ہے، لیکن یہاں کے آب وہوا کے لحاظ سے وہ گاڑی یہاں پر فیل ثابت ہو گی، کیونکہ اگر آپ نارملی بھی گاڑی کا شیشہ کھولیں گے سفر کے دوران تو کہیں پیٹرول کی بو دھواں، کہیں کھیتوں سے بو تو آتی ہے ایسے کہیں کچھ تو کہیں کچھ ہوتا ہے آپ مسلسل گاڑی کا شیشہ بھی کھول کر سفر نہیں کر سکتے۔ یہ گاڑیاں تو اُن جگہوں کے لیے ہیں جہاں آلودگی نہ ہو آب وہوا صاف ہو۔ جہاں کی یہ ایجاد ہے وہیں کی سہولت ہے، یا کچھ اور ممالک جہاں یہ گاڑی فائدہ دے سکے گی۔ مگر یہاں پاکستان میں یہ گاڑی فیل ثابت ہو گی۔ تو ایسی ایجادات بمطابق جگہ ہوں تو کامیاب ہوتی ہیں اب ایک قصہ میں نے پڑھا مولانا وحید الدین صاحب کی کتاب میں اس میں لکھا تھا کہ راجہ راؤ ایک میسور برہمن ہیں اور ہندوستان کے مشہور فلسفی ہیں۔ ہندوستان میں اپنی تعلیم کی تکمیل کے بعد 1929ء میں وہ مزید مطالعہ کے لیے پیرس گئے اور 1950 میں پہلی بار امریکہ کا سفر کیا۔ 1973 میں امریکہ کی یونیورسٹی میں اِن کو فلسفہ کے مہمان پروفیسر کی حیثیت سے بلایا گیا۔ اس قیام کے دوران ایک امریکی مصنفہ الزبتھ ووہل نے ان سے مفصّل انٹرویو لیا۔ الزبتھ ووہل دوبار ہندوستان آچکی ہیں۔ انٹرویو کا ایک فقرہ یہ ہے کہ " راؤ اپنی ذہنی زندگی کی حفاظت کرنے میں بڑے مستعد ہیں وہ بغیر کسی احساس ندامت کے محض اس بنا پر کسی ملاقاتی سے ملنے سے انکار کر سکتے ہیں کہ وہ "سوچ" رہے ہیں۔ اس میں ہم صرف اتنا اضافہ کریں گے کہ یہ کہنے کے لیے بھی امریکہ کی سرزمین چاہیے ہندوستان میں اگر کوئی ایسا کہے تو اس کو پاگل کا خطاب ملے گا یا مغرور کا۔ تو یہ بالکل صحیح بات ہے، کہ یہ بھی بمطابق جگہ ہوتی ہے امریکہ میں یہ کہا جاسکتا ہے لیکن ہندوستان یا پاکستان میں نہیں۔ اور اب جیسے لکڑی کا فرش بنایا جاتا ہے گھروں میں تو یہ بھی ایجاد بمطابق جگہ ہی کارآمد ہے جیسے امریکہ میں پانی استعمال نہیں ہوتا اور جہاں پانی استعمال نہیں ہوتا اُن ممالک میں یہ ایجاد فائدہ مند ثابت ہو گی مگر پاکستان میں یا پاکستان جیسے ممالک میں لکڑی کا فرش لگوا کر اس کا بے حد احتیاط کرنا پڑے گا جو آج کے دور کے حساب سے مشکل بھی ہے، مصروف زندگی میں فرش کا احتیاط مشکل کام ہے تو یہاں نامناسب ہے وہاں کار آمد ہے جہاں پانی کا استعمال نہ کیا جاتا ہو یا کم کیا جاتا ہو۔ ایسے ہی ہر چیز بمطابق جگہ کارآمد ہوتی ہے اور اگر بمطابق جگہ نہ ہو تو وہ ایجاد فیل ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

وقت بمقابلہ معاشرہ

انسان کو اپنے معاشرے میں اپنا Status بڑھانے کے لیے بہت سی حکمت عملی استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اندر سے کمزور اعصاب کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ اپنے مشکل وقت کے وسائل بناتے رہتے ہیں رشتے داروں میں کوئی بیمار ہو گیا اُن کو پوچھنے جائیں گے۔ کوئی فوتگی ہو گئی وہاں انھیں جانا ہے کوئی کسی کو کچھ بھی ہو جائے وہ ضرور جائینگے۔ یہ لوگ اپنے وسائل بنا رہے ہوتے ہیں کہ مشکل ٹائم میں یہ لوگ اُن کے کام آئیں گے مگر ایسا نہیں ہوتا، ان وسائل کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی کے یہ لوگ کام آئیں گے بھی یا نہیں یہ جیسے انسان بیسی ڈالتے ہیں تو وہ پیسے کسی اور کے پاس جمع کرواتے ہیں تا کہ وہ پیسے اُن کو مشکل وقت میں کام آسکیں۔ لیکن جب آپ کا وہ مشکل وقت آجائے اور وہ بیسی رکھنے والا شخص آپ کو پیسے نہ دے تو پھر کیا فائدہ ہو گا اُس بیسی کا۔ ایسے ہی وہ انسان ہے جو رشتے داروں میں کسی کے بخار ہو جانے پر بھی اُس کو دیکھنے چلا جاتا ہے۔ اب اگر مثال اُس انسان کا ایک کلینک ہے اگر اُس کی ایک دن کی آمدنی ایک ہزار روپے ہے تو جب وہ کسی کا بخار پوچھنے چلا گیا اپنے رشتے دار کے پاس تو اب اس شخص کا یہ ایک ہزار بھی اور جو 500 کرایا لگا، ملا کر 1500 روپے اُس شخص نے اپنے رشتے دار کے پاس وہ 1500 رکھوا دیے اپنے مشکل ٹائم کے لیے، جس کی کوئی گارنٹی نہیں کہ وہ 1500 اُسے واپس ملیں گے یا نہیں۔ مطلب مشکل ٹائم میں وہ رشتے دار کام آئیں گے بھی یا نہیں اور جب انسان اِن جگہوں پر اپنا ٹائم لگاتا ہے تو معاشرے میں بھی اُس کا Status کم ہو جاتا ہے اور اُس کی آمدنی بھی کم ہو جاتی ہے اب آمدنی کم کیسے ہوتی ہے؟ آمدنی کم ایسے ہوتی ہے کہ اگر کسی شخص کو ڈاکٹر کے پاس جانا ہے اور دو راستے ہیں دو کلینک ہیں تو وہ شخص دوسرے کلینک پر جائے گا کہ کیا پتا آپ اُس کلینک پر ہوں گے یا نہیں کیونکہ ظاہر ہے اگر آپ رشتے داروں کے پاس جانے میں پورے ہو جاتے ہونگے تو کلینک پر کم موجود ہونگے اور لوگ بھی آنا کم ہو جائیں گے کہ ہم اتنا کرایہ اتنی مشقت لگا کر جائیں بھی اور آپ پتہ نہیں ملیں بھی یا نہ ملیں۔ تو ایسے آپ کی آمدنی بھی ایک ہزار سے 800 پھر 700 ایسے کم ہوتی گئی اور وہ ایسی جگہ رکھوا دی جہاں آپ کو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن اگر انسان وہ کرے جو اس کی ڈیوٹی ہے اس کی ذمے داری ہے۔ اسے وہ کرنا چاہیے جس کے لیے وہ بھیجا گیا ہے اِس سے یہ فائدہ ہو گا کہ ایک تو جب وہ اپنے کلینک پر بیٹھے گا تو جو ایک ہزار اُس کو ملنے ہونگے وہ اُس کو مل جائیں گے۔ اور جو 500 روپے خرچ ہونے ہونگے سفر میں وہ بھی خرچ نہیں ہونگے اور دوسرا فائدہ یہ کہ جب وہ زیادہ سے زیادہ اپنے کلینک پر بیٹھے گا تو لوگوں کو پکا یقین ہو گا کہ کوئی اور ملے یا نہ ملے یہ شخص ضرور ملے گا۔ اور اس کی ایک دن کی آمدنی میں ایک ہزار پھر 1500 پھر دو ہزار کا اضافہ ہوتا جائے گا اور ساتھ ساتھ

Marfat.com

معاشرے میں اُس کی ریپوٹیشن بھی بڑھتی جائے گی، اور آپ کے خود کے پاس اتنے پیسے اکٹھے ہو جائیں گے کہ آپ ان پیسوں سے اپنی ضروریات پوری کرسکتے ہیں، اور کم سے کم کسی ایک شخص کی آپ مدد بھی کرسکتے ہیں۔ اس شخص پر احسان کرسکتے ہیں جس کی زیادہ نہیں تو 50% تو چانس ہونگے کہ اگر کام پڑا تو وہ مدد کردے گا، ورنہ تو آپ اپنی مدد خود کرسکتے ہیں آپ اتنے مضبوط ہو جائینگے کہ آپ کو کسی اور سے مدد کی ضرورت نہیں ہو گی اور معاشرے میں اس کی عزت، ریپوٹیشن بڑھ جائے گی۔

بات پرانی ہے انسان کے اُدھم کی لیکن نئے طریقے سے ہوئی ہے
جو بھی کہہ گئے مسافر انسان اپنا اپنا بیتا وقت دے گئے ہمیں

روز بروز بنتا بگڑتا کام ہے ہر سویرے کے بعد شام ہے
شام کو جس نے شام ہی سمجھا وہ خود ڈھلتا دن ہوجائے گا

کان سے ایسے گذر گئی مون کی یہ بات پانی گلے سے گذر گیا
بات بھی مون کے پانی طرح خارج ہو پیشاب گردے سے گزر کر گیا
آنکھ نیچے کرنے سے کیا ہوا برائی دُھواں نکلا تو سُدھر گیا

Marfat.com

وقت کے مطابق کام سر انجام دینا

انتظامی معمور میں یہ ایک خاص اور قابل غور باتیں ہیں کہ کوئی بھی بات کسی بھی وقت پر نہیں چل سکتی کوئی بھی بات یا کوئی بھی کام بمطابق وقت ہونا ضروری ہے، اس لیے اپنا انتظامی معمور بہتر کرنے کے لیے وقت کے مطابق According to time کا گُر انسان کو سیکھنا ہو گا جب انسان بمطابق وقت کا گُر سیکھ جاتا ہے تو اس کا انتظامی معمور بہتر سے بہترین ہو سکتا ہے۔ کوئی بھی کام وقت کے مطابق کرنے کی صلاحیت خداداد صلاحیتوں میں سے ایک ہے، میں نے مولانا وحید الدین صاحب کی کتاب سے ایک مضمون پڑھ کر یہ سمجھا کہ کوئی بھی کام بمطابق وقت ہو تو ہی وہ کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ اور بمطابق وقت کام کرنے سے اُس کے کتنے بڑے فائدے اور کتنے اچھے اثرات ہو سکتے ہیں۔ اُس کتاب میں ایک راجہ مہندر پرتاب کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے روس جا کر ولادیمیر لینن سے ملاقات کی تھی وہ آزادی پسندوں کے ایک وفد کے ساتھ لینن سے ملے تھے، وہ جب اشتراکی روس کے پہلے حکمران کے کمرے کے ایک گوشہ سے خود ہی ایک چھوٹی آرام دہ کرسی اٹھالائے۔ راجہ مہندر پرتاب کہتے ہیں کہ میں آرام سے کرسی پر بیٹھا اور میرے ساتھ قریب کے ایک چھوٹے صوفے پر لینن بیٹھ گیا، لینن کا پہلا جملہ یہ تھا:

" In which language should I speak: English, German, French, Russian. میں کس زبان میں بولوں انگریزی میں، جرمن میں، فرانسیسی میں، یا روسی میں۔ بالآخر طے ہوا کہ انگریزی زبان میں گفتگو ہو۔ راجہ مہندر پرتاپ نے اپنی ایک کتاب لینن کو پیش کی۔ اُس کتاب کا نام تھا "پریم دھرم" "The Religion of Love" لینن نے کتاب کو ہاتھ میں لیتے ہی فوراً کہا: میں اس کتاب کو پڑھ چکا ہوں راجہ مہندر پرتاب کہتے ہیں کہ: میں حیران ہوا کہ لینن کو آخر یہ کتاب کہاں سے ملی۔ پوچھنے پر لینن نے بتایا کہ: " پچھلے دن شام کو جب آپ میرے سیکرٹری سے ملاقات کا وقت مقرر کرنے کے لیے ملے تھے تو آپ نے سیکرٹری کو اس کتاب کا ایک نسخہ دیا تھا۔ سیکرٹری نے آپ کا تعارف کرتے ہوئے یہ کتاب مجھے دکھائی۔ میں نے کتاب اس سے لے لی اور رات ہی کو اسے پڑھ ڈالا تاکہ کل صبح میں جس شخص سے ملنے والا ہوں، اس کے خیالات سے واقف ہو جاؤں۔ " لینن جدید روس کا بانی تھا۔ وہ غیر معمولی صلاحیتوں والا آدمی تھا۔ اُس واقعہ سے اس کی دو خصوصیات کا اندازہ ہوتا ہے، ایک قابلیت، دوسری مستعدی، تو ایسے اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ کیسے ایک غیر ملکی مصروف شخص نے ہندوستان کے بندے کی کتاب پڑھ لی وہ بھی ایک رات میں صرف خیالات سے واقف ہونے کے لیے تو یہ کوئی عام بات نہیں ہے، یہ بمطابق وقت یہ ایک اہم کام تھا اور اس نے بمطابق وقت ہی یہ سر انجام دے دیا یہ کام ایک غیر معمولی شخصیت ہی کر سکتی ہے کیونکہ یہ فن اُسے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

بمطابق وقت کی بمطابق مثال

انسان بہت پرانا بھی ہے اور مخلوقات میں جدید بھی ہے یعنی کہ دنیا وجود میں آئی تو جانداروں میں انسان سرفہرست ہیں اور کتنی ہی مخلوق اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اور کئی ہزاروں سال زندہ رہی۔ کئی صدیوں انہوں نے اپنا مقام بنائے رکھا اور پھر وہ ناپید ہوگئی۔ ان کا وجود بھی موجود نہیں ہے جیسے ڈائناسار اور بہت سی چھپکلیاں جن کی پہاڑوں میں باقیات کی ہڈیاں ملی ہیں قسم قسم کے جانوروں کی کچھ نشانیاں ملی ہیں کہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ کیسے ہونگے، اور ان کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ کیا کرتے ہونگے کیا کھاتے ہونگے تو ایسے ہی انسان بھی زیادہ پرانی مخلوق میں سے ایک ہے کئی پرانی کھوپڑیاں اور انسان کے پرانے ہونے کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔ اور انسان آج کی جدید مخلوق بھی ہے، یعنی بڑے بڑے اژدھا کو قابو میں رکھتا ہے بڑے بڑے بھاری بھر کم جانوروں کو بچاتے ہیں، کرتب دکھاتے ہیں، مخلوق کو اپنے قابو میں کیا ہوا ہے جدید انسان نے اور پوری دنیا کو سمیٹ کر ایک گاؤں (گلوبل وِلیج) بنا دیا ہے۔ انسان بوسیدہ پرانی اور جدید واحد مخلوق ہے اور میں نے مولانا وحید الدین صاحب کی کتاب میں پڑھا:

"ہندوستان میں سب سے پہلا چڑیا گھر 1875ء میں قائم ہوا۔ یہ کلکتہ کے قریب علی پور میں ہے۔ اس کو لوئی شیوینڈلر نے قائم کیا تھا۔ 1857ء میں یہاں ایک کچھوا تھا جس کی عمر اس وقت 50 سال تھی۔ یہ کچھوا آج بھی علی پور چڑیا گھر میں موجود ہے اور اب اس کی عمر 150 سال ہو چکی ہے۔ ایک اخباری تصویر (ایوننگ نیوز 29 ستمبر 1975ء) میں ایک لڑکے کو کچھوے کے اوپر بیٹھا ہوا دکھایا گیا ہے انسان کچھوے کی طرح 150 سال تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ مگر انسان کا ایک بچہ کچھوے کی پیٹھ پر سوار ہوسکتا ہے"۔

150 سال کے کچھوے پر بچے کی سواری اور انسان کی سیاروں پر سواری، نئی دریافتوں پر سواری، انسان کی چاند پر سواری، انسان کی اب توپ کے گولے پر سواری یعنی جہاز پر اور اب تو گولی پر سواری یعنی کہ راکٹ جو چاند پر گیا۔ 2005ء سے 2012ء تک جو ترقی ہوئی ہے ان سات سالوں میں اتنی ترقی ہوئی ہے جتنی دنیا بننے سے 2005ء تک ہوئی، تو اندازہ لگایئے، 2017ء تک کیا ہوگا کمال ہے اللہ کی قدرت، اللہ سے عبرت حاصل کر۔

شعر:

بادشاہ بھی بے حد حساس بھی بیعت حِس بھی ہے بے حساب دے رہا ہے
اور بے حساب لے رہا ہے شاکر اور شکور کے درمیان یہ کیا ہو رہا ہے

Marfat.com

مینجمنٹ

ایک عام کہاوت مشہور ہے کہ شکار ـ توں کے بغیر نہیں ہوتا اس کہاوت کی مینجمنٹ میں ایک اہم پہلو یہ بھی ہے جو کہ میں ضرور آپ کو بتانا چاہوں گا جیسے کہ یہ کہاوت ہے کہ کتوں کے بغیر شکار نہیں ہوتا تو وہ ایسے ہی ہے کہ شکاری کے پاس چھ سات نسل کے کُتّے ہوتے ہیں ان میں ایک نسل کُتوں کی ایسی ہوتی ہے کہ وہ شکاری اس نسل کے کتوں کو جنگل میں چھوڑ دیتے ہیں پھر وہ کتے شکاری کے لیے سونگھ سونگھ کر شکار ڈھونڈ لیتے ہیں شکار کہیں بھی چھپا ہو وہ شکار تک پہنچ جاتے ہیں، پھر وہ ایک مخصوص آواز نکالتے ہیں مطلب اُن کی ایک مخصوص آواز ہوتی ہے، شکاری اُن کی وہ مخصوص آواز سن کر دوسری نسل کے کُتّے چھوڑ دیتے ہیں جو شکار کو جا کر گھیر لیتے ہیں اور یہ کُتّے پکڑیں گے نہیں لیکن چھپے ہوئے شکار کو اس کے بل سے نکلنے بھی نہیں دیتے اور اپنی آواز سے اس قسم کی شکاریوں کو اطلاع دیتے رہتے ہیں کہ شکار چُھپ کر بیٹھا ہے نکل نہیں رہا اور ہلکی ہلکی آواز میں بھونکتے ہیں اور اگر وہ شکار نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر تیز ڈراوَنی چیر پھاڑ والی آوازیں نکالنا شروع ہو جاتے ہیں اور اگر وہ شکار کتوں سے لڑتا ہے تو پھر وہ کُتّے الگ آواز نکالتے ہیں اور بھونکتے بھی ہیں پھر وہ شکاری اس شکار کو پکڑنے والے کتے بھیجتا ہے اس نسل کے کتوں کو چھوڑ دیتا ہے وہ جا کر اس کو پکڑتے ہیں ان میں سے کوئی کتا سیدھا ناک کو پکڑتا ہے کوئی کان کو پکڑتا ہے کوئی گردن کو وہ مضبوطی کے لحاظ سے شکار پر جھپٹے ہیں پھر وہی کتے شور مچاتے ہیں۔ جو سونگھنے والے ڈرانے والے ہوتے ہیں کیونکہ وہ پھاڑنے والے کتے تو صرف غُراتے رہتے ہیں باقی شور دوسرے کتے مچاتے ہیں اور ایسی آوازیں لگاتے ہیں کہ شکاری کو اطلاع ہو جاتی ہے کہ شکار پکڑ لیا ہے پھر شکاری خالی نہیں جاتے کئی نسل کے کتے ان کے ساتھ ہوتے ہیں جن کی آواز بے حد بھاری اور منہ موٹے موٹے ہوتے ہیں اور ان کی آواز سے دہشت پھیلتی ہے۔ چیتا، شیر اور کوئی بھی آدم خور جانور اگر راستے میں مل جائیں تو اس نسل کے کتے جہاں سے شکاری کو گزرنا ہوتا ہے وہاں سے راستہ صاف کرتے ہوئے جاتے ہیں تو یہ شکاریوں کی Protection ہوتی ہے کیوں کہ اگر شکاری صرف بندوق لے کر جائے گا تو ہو سکتا ہے کہ کوئی چھپا ہوا چیتا یا کوئی دوسرا جانور شکاری پر وار نہ کر دے جب کہ شکاری کے کتوں کے بھونکنے کی وجہ سے وہ جانور ایک طرف ہو جائیں گے۔ مطلب اس شکار تک شکاری کا راستہ صاف ہو تا جائے گا شکاری کا شکار تک پہنچنے کے لیے اس نسل کے کتوں کا شکاری کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ راستے میں اگر کوئی شیر سو رہا ہو ان کو پاؤں لگ جائے یا سانپ ٹکرا جائے تو کہیں خود ہی شکاری ان جانوروں کا شکار نہ ہو جائے اس لیے کتے اتنے خطرناک طریقے سے بھونکتے ہیں کہ راستہ صاف ہوتا جاتا ہے تو اس لیے کہتے ہیں کہ کتوں کے بغیر شکار نہیں ہوتا اب یہ تو ہو گئی شکار کی بات اب آ جاتے ہیں

Marfat.com

ہم منیجمنٹ کی بات کی طرف کہ منیجمنٹ میں یہ بات کیسے ترتیب دی جاسکتی ہے تو اب جیسے کسی بندے نے سوال کیا ہے کہ کوئی شخص شکایات کرتا ہے، لڑتا ہے وغیرہ وغیرہ تو میں نے دوسرے شخص کو یہ جواب دیا کہ جو پہلا بندہ ہے اس کو اگر میں کوئی بھی کام کہوں قانونی تو وہ کردے گا۔ وہ میرے کہنے پر کچھ بھی کر جائے گا میں نے اس سے جو بھی کام کرایا ہے اس جیسا کام کوئی بھی نہیں کرسکتا، فرض کیا کہ اگر میں بدر کو کوئی کام کہوں جھوٹ بولنے کا اور پھر اس کو کوئی قرآن اٹھانے کا کہے تو وہ اٹھالے گا تو ایسے ہی مجھے پتہ ہے کہ کون آدمی ہیں جو برائی ڈھونڈتے ہیں کون ہیں جو دھاڑتے ہیں کون بندہ کیا کام کرسکتا ہے کون کس کام میں ماہر ہے اور میں ان سے ان کے مطابق ہی کام لیتا ہوں مجھے پتہ ہے کہ کون کیا کرتا ہے کس میں کیا مہارت ہے ہر آدمی کو اس کی خصوصیت کی وجہ سے رکھتا ہوں کہ کس میں کیا خاصیت ہے مینیجمنٹ میں یہ سب رکھنے پڑتے ہیں کوئی لڑنے میں تیز ہے تو کوئی بات کرنے میں کوئی بات بنانے میں تو کوئی بات بگاڑنے میں مجھے جہاں بات بنانی ہوتی ہے وہاں الگ بندے بھیجتا ہوں جہاں بندے کو چھڑوانا ہوتا ہے وہاں الگ بندے۔ اب میرے پاس ایک بندہ ہے شاہ رخ اسے آپ وہاں بھیج دو جہاں تم نے صلح کرنی ہو مطلب اگر سامنے والے بندے بہت غصے میں بھی ہوں تو شاہ رخ کو وہاں بھیج دو تو وہ دوسری خبر یہ ہی دے گا کہ سر گھبرائیں نہیں مسئلہ فی الحال میں نے ایسے ایسے کر کے ٹال دیا ہے اور انشاءاللہ مسئلہ حل ہو جائے گا مجھے معلوم ہے کہ شاہ رخ کی رپورٹ ضرور ایسی ہی آئے گی۔ تو ایسے ہی جھگڑا کرنے والے بندے الگ ہیں، کام سنبھالنے والے الگ ہیں، سونگھنے والے الگ ہیں، پھاڑنے والے الگ ہیں، گھیرا کرنے والے الگ ہیں تو یوں ہی مینجمنٹ میں بندے رکھنے پڑتے ہیں ایسے بندے جو کہ بعض اوقات عام روٹین میں آپ ان سے تنگ ہوسکتے ہیں تو ان کو نظر انداز کرنے میں ہی بھلائی ہے کیونکہ آپ کو اپنی مینجمنٹ کا نقصان نہیں کرنا۔

Marfat.com

مینجمنٹ

دماغ متاثر ہوتا ہے زخم سے

انسان کو جب اس کے اپنے جسم کے کسی حصّے میں یا کسی رگ میں درد ہو تو اس وقت وہ اپنا دھیان جب کسی اور کام کی طرف لگائے گا تب اُسے سمجھ آئے گی کہ میرا ہر کام میں کتنے فیصد دھیان ہوتا ہے اور اس بکھرے کام کو سنبھالنے اور آس پاس کی چیزوں پر اس کا کتنے فیصد دھیان خرچ ہوتا ہے کیونکہ عام طور پر تو انسان کے دھیان کی وسعت زیادہ ہوتی ہے اِس لیے اُسے پتہ نہیں چلتا اور وہ فراخ دلی سے کام کرتا ہے آس پاس کی بری چیزیں، عادتیں، کام کی غلط ترتیب نظر انداز ہو جاتی ہیں یا یہ کہیں کہ انسان کا دماغ ان کو برداشت کر لیتا ہے، مینیج کر لیتا ہے لیکن جب کہیں درد ہو تو اس کا سمجھو 40٪ دھیان اس درد میں بٹ جاتا ہے پھر وہ جب اپنا دھیان دوسرے کام میں لگاتا ہے تو اسے سمجھ آتی ہے بے ترتیب کیا ہے بری کیا چیز ہے کیا ایسا کام ہے جو نہیں ہونا چاہیے وہ کون سے کام ہیں، اس کے دماغ کا آدھا دھیان ان میں لگا ہوتا ہے، سلیقہ اور ترتیب کی اوقات کا پتہ چل جاتا ہے اور اپنے دماغ کی برداشت کی اوقات کا بھی پتہ چل جاتا ہے تو اس لیے اللہ کی اس میں حکمت ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی پھونس کے دانے کے برابر درد کی وجہ سے دماغ اس درد کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اس لیے انسان کو تھوڑے بھی زخم یا تھوڑے درد سے بھی توبہ، توبہ کرنی چاہیے کیونکہ اس میں بھی کام کا ہرجانہ ہوتا ہے

جب انسان کا جسم چھوٹی تکلیف میں بھی ہو تو وہ اپنے کام کو جتنا پہلے ہوتا تھا تو اس کام سے کم کر دے، ورنہ یا تو کام غلط ہو جائے گا یا زخم بڑھ جائے گا اس لیے دونوں کے درمیان میانہ روی اختیار کریں۔

Marfat.com

انٹرپنیور شپ

مینجمنٹ میں اپنے پاس بہت سے قسم کے لوگ رکھنے پڑتے ہیں جن میں سے ایک قسم کے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو حلال طریقے سے دو گے تو وہ اسے بچے گا نہیں ان کی قسمت میں حرام لکھا ہوتا ہے اور وہ حرام کھا کر خوش ہوتا ہے۔ سوئر اسی لیے حرام ہے کیونکہ اگر اس کے سامنے ایک طرف دانہ اور دوسری طرف فُضلہ رکھ دیں تو وہ گندگی کی طرف ہی جائے گا اس لیے وہ حرام ہے۔ اس قسم کے لوگ حرام خور ہوتے ہیں وہ حرام کھا کر خوش ہوتے ہیں نہ کہ انعام لے کر خوش ہوتے ہیں، اور اس قسم کے لوگ حرام کی چوری چھپانے کے لیے یہ کام کریں گے پھر ان سے تم وفائی لے لو اگر انعام دے کر کام کرواؤ گے تو وہ یہ سوچتے ہیں کہ ہم ان کو خرید رہے ہیں لیکن حرام پھیلا دو پھر وہ ہر کام کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں صرف اپنی چوری چھپانے کے لیے اُس پر اُس کی چوری کا دباؤ ہو گا۔ اور پھر اس کو میں کوئی بھی کام کہوں گا وہ بھاگا جائے گا میرا بتایا ہوا کام کرنے کے لیے اور میرے پاس ایک ایسا بندہ ہے جس کا نام بدر ہے اس کو میں یہ کہوں گا کہ یار بدر رات کو اِن چوکیداروں پر چھاپے مار ۔ میرے پاس گارڈ بھی سارے چھٹے ہوئے بدمعاش ہیں پھر جب رات کو بدر چھاپے مارنے جاتا ہے تو تین ہاتھ یہ ان کو مارتا ہے دو ہاتھ وہ اس کو مارتے ہیں چار گالی یہ دیتا ہے آٹھ وہ دیتے ہیں پھر میرے پاس وہ توبہ توبہ کرتے ہوئے آتے ہیں کہ سائیں اور کسی کو بھیج دیا کریں بدر کو نہ بھیجا کریں، اس طرح کے بندے ایسے کاموں کے لیے رکھنے ہوتے ہیں۔ ایسی خصلت کے بھی لوگ ہوتے ہیں۔

Marfat.com

یہ بھی مولانا وحید الدین صاحب کی کتاب سے اقتباس

اپنے خلاف

1- 1971ء میں آسٹریلیا کے وزیر اعظم، پارلیمنٹری لبرل پارٹی کے صدر مسٹر جان گارٹن تھے۔ پارٹی میں ان کے خلاف شکایت پیدا ہوئی، اس کے بعد پارٹی کی پارلیمنٹری باڈی کی میٹنگ ہوئی جو قانون و قاعدہ کے مطابق انہیں کی زیر صدارت تھی، میٹنگ میں ان کے خلاف عدم اعتمادی کی تجویز پیش ہوئی اس وقت حاضر ممبران 66 تھے۔ جب ووٹ لیے گئے تو دونوں طرف 33، 33 ووٹ پڑے۔ یعنی تحریک کے موافق اور مخالف دونوں برابر ہو گئے، اب فیصلہ صدر کے ایک زائد ووٹ سے ہونا تھا۔ مگر خود صدر نے اپنا زائد ووٹ اپنے خلاف استعمال کیا، اس طرح انہوں نے خود اپنے ہی ووٹ سے شکست کھائی، اس کے بعد وہ پارٹی کی صدارت سے علیحدہ ہو گئے اور کہا:

جب ممبران کی اتنی بڑی تعداد صدر کے خلاف ہے تو میں صدر کے عہدے پر رہنے کے قابل نہیں۔

(الجمعیۃ ویکلی۔20 جولائی 1937)

2- انیسویں صدی کے وسط کی بات ہے پھلواری شریف (بہار) میں دو رئیس رہتے تھے۔ ایک کا نام قاضی غلام امام اور دوسرے کا قاضی مخدوم عالم تھا۔ دونوں رشتہ دار تھے۔ کسی وجہ سے دونوں میں جھگڑا ہو گیا اور مقدمہ بازی کی نوبت آ گئی۔ مخدوم عالم سرکاری ملازمت میں تھے۔ اسی دوران ان کا تبادلہ کسی دور مقام پر ہو گیا جہاں سے پٹنہ کی عدالت میں حاضری پر آنا سخت مشکل تھا۔ انہوں نے چاہا کہ اپنے مقدمہ کی پیروی کے لیے کسی کو مقرر کر دیں۔ کافی سوچنے کے بعد جب کوئی موزوں آدمی سمجھ میں نہ آیا تو وہ اپنے فریق مخالف قاضی غلام امام کے پاس گئے اور کہا کہ:

میں ٹرانسفر ہو کر ایسی جگہ جا رہا ہوں کہ مقدمہ کی پیروی خود نہیں کر سکتا۔ یہ تمام کاغذات آپ کے حوالے ہیں۔ اب آپ ہی میری طرف سے مقدمہ کو دیکھیں۔

یہ کہہ کر انہوں نے قاضی غلام امام کو اپنے مقدمہ کے کاغذات دیئے اور سفر پر روانہ ہو گئے۔ قاضی غلام امام کے لیے اس اعتماد کو مجروح کرنا ناممکن تھا جو ان کے فریق نے ان پر کیا تھا۔ انہوں نے مخدوم عالم کے مقدمہ کی پیروی کا کام اپنے ذمہ لے لیا اور خود اپنے کاغذات کسی دوسرے کے حوالے کر دیئے، اب صورت یہ ہوئی کہ قاضی غلام امام کے اپنے مقدمہ کی پیروی تو دوسرا شخص کر رہا ہے اور وہ خود اپنے فریق مخالف قاضی مخدوم امام کی طرف سے مقدمہ کی پیروی کر رہے ہیں اور یہ سب مصنوعی طور پر نہیں بلکہ حقیقی طور پر ہوا اور نتیجہ یہ آیا کہ وہ خود ہار گئے اور ان کے مخالف قاضی مخدوم جیت گئے۔

(حسب روایت جعفر شاہ پھلواری، مطبوعہ زندگی ستمبر 1980ء)

Marfat.com

یہ بہادری اور اعلیٰ ظرفی کی بات ہے کہ آدمی اصول کے آگے جھک جائے، نہ کہ وہ اصول کو خود اپنے آگے جھکائے، وہ نقصان اور فائدہ اور عزت اور بے عزتی کے خیالات سے اوپر اٹھ کر اصول کے تقاضوں کو اپنا لے۔ اسی طرح یہ آدمی کی بہادری اور اعلیٰ ظرفی ہے کہ اگر اس کا مخالف بھی اس کے اوپر اعتماد کر لے تو وہ اس کے اعتماد کو مجروح نہ کرے۔ یہ بھی بمطابق وقت کی مثالیں ہیں کہ کس طرح بمطابق وقت پر انسان کی خود کار صلاحیتوں کو استعمال کیا جائے اور بمطابق وقت کام انجام دے دیا جائے تو وہ مثالی واقعات قائم کر سکتا ہے۔ بس انسان کے اندر کی سچائی اور ایمانداری کبھی بھی وقت گزرنے کے بعد سمجھ نہیں آنی چاہیے وقت پر ان کا استعمال ہی بہادری ثابت کرنا ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت بڑا رحم والا ہے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں

قول: انسان تیری برداشت اتنی ہلکی ہے کہ تو عظیم کام میں اللہ کو شامل حال کر اپنا وزن عظیم کام کے وزن سے بڑھا اور پھر عظیم بن۔

تشریح: انسانی برداشت اور عظیم کام کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دنیا کے عظیم کام کو ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھا جائے اور ترازو کے پہلے پلڑے میں انسان اپنا دماغ اور جسم کی سکت کو بھی ڈال دے تو بھی ہزاروں انسانوں کے دماغ اکٹھے کرنے سے بھی عظیم کام کا ہونا ناممکن ہے لیکن اگر پہلے پلڑے میں اللہ کے نام کے ساتھ انسانی دماغ اور انسانی سکت کو ڈال دیا جائے تو عظیم کام ہو جاتا ہے اور سب عظیم لوگوں نے ایسا ہی کیا، تاریخِ انسانی، عقل انسانی اور کائنات گواہ ہے۔

اللہ کے نام کے بغیر

ترازو میں انسانی برداشت کا پلڑا اونچے ہے
اللہ کے نام کے بغیر توازن برقرار نہیں

دنیا کا ترازو

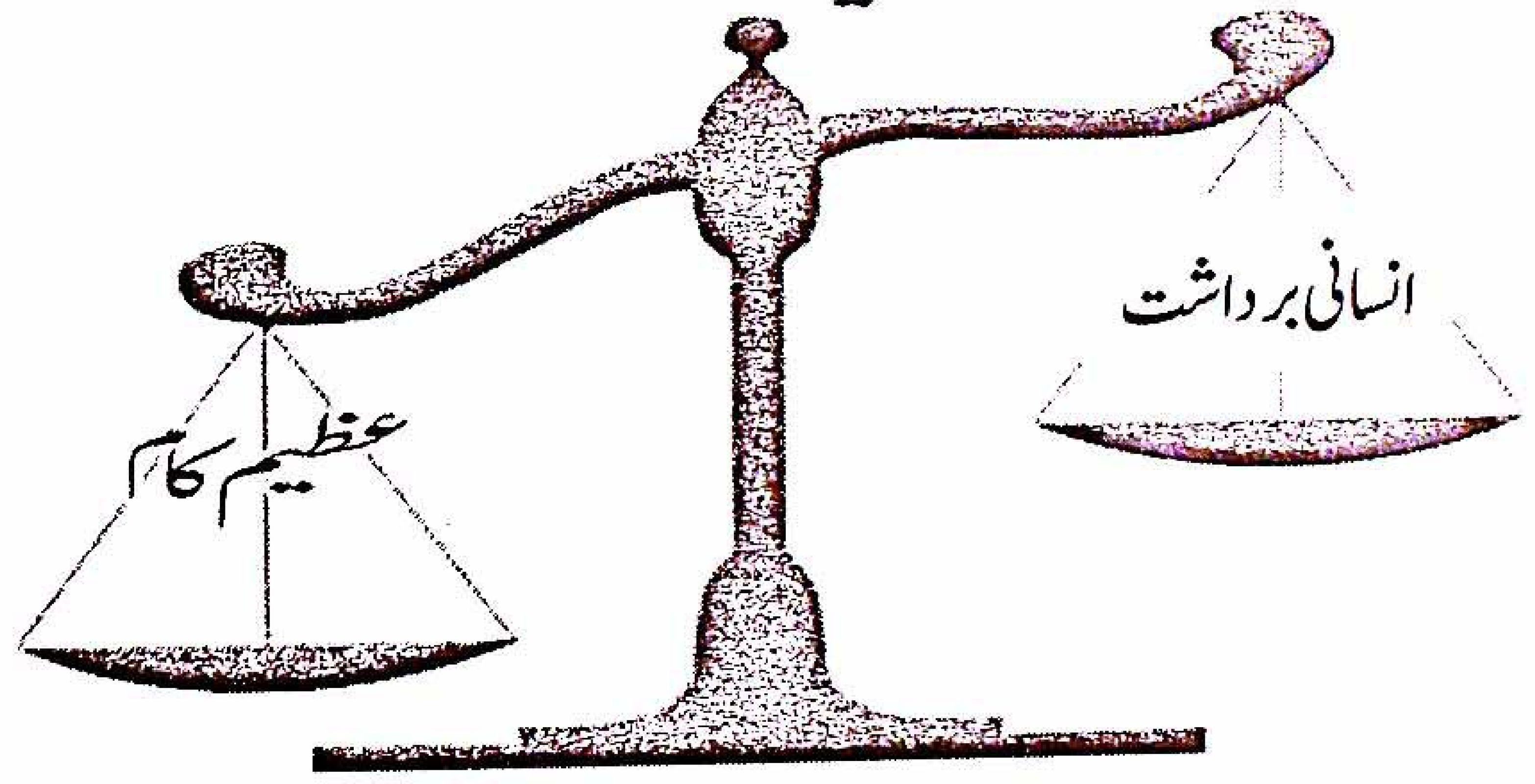

اللہ کے نام کے ساتھ

انسانی برداشت کے ساتھ اللہ کا نام شامل ہو جائے تو عظیم کام ہو جائے گا، اور انسانی برداشت اور عظیم کام کا توازن برقرار رہے گا۔

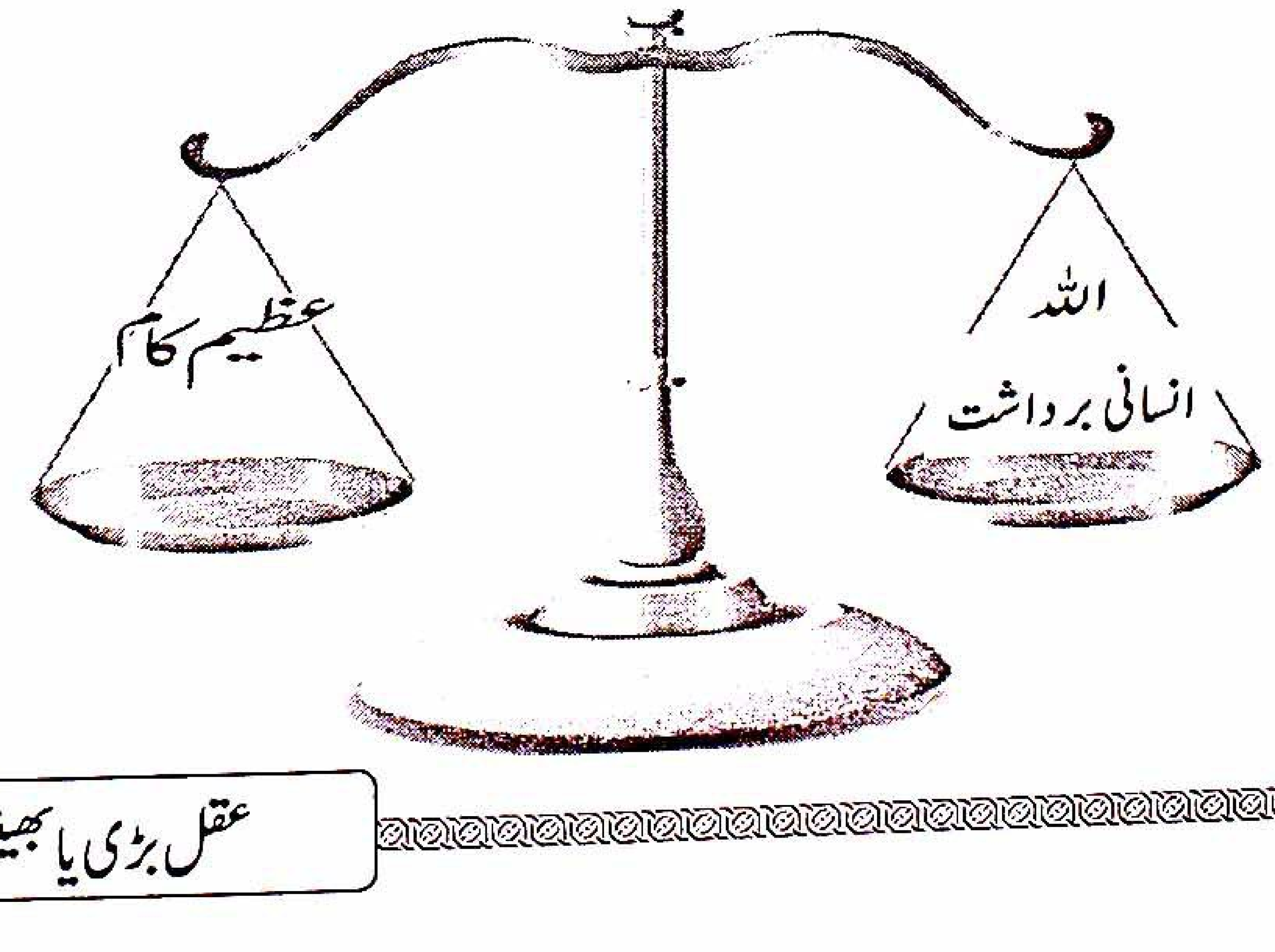

Marfat.com

فرض شناسی کو پہچاننا

میں ایک دن اپنے ہی آفس میں صبح سویرے جلدی چلا گیا، مجھے چوکیدار جو کہ پٹھان تھا اُس نے مجھے اندر جانے سے روکا کہ ابھی تک کوئی اسٹاف نہیں آیا ہے آفس خالی ہے صرف صفائی والا صفائی کر رہا ہے۔ تو میں نے یہ بھانپ لیا پٹھان مجھے نہیں پہچان رہا کیونکہ وہ نیا آیا ہے۔ میں نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا کہ میں مالک ہوں لیکن پھر بھی اس نے بے پرواہی سے کہا کہ ابھی گیٹ والا کلرک نہیں آیا جو آپ کا نام لکھے، یعنی کہ پٹھان چوکیدار نے مجھے مالک کے بجائے میرا نام مالک سمجھا، پھر میں نے دوہرایا کہ بھئی میرا نام راؤ محمد شاکر ہے۔ پٹھان نے پھر سادگی سے کہا کہ راؤ شاکر یہاں کیا کرتا ہے؟ کیا کلرک ہے، اور غصے میں بولا یار تو راؤ شاکر ہے یا جو بھی ہے تو آفس ٹائم پر ہی آنا، اس ہی درمیان میں جو برابر میں خیراتی اسپتال ہے اس کی رات کی ڈیوٹی والا ڈسپینسر ہمیں دیکھ رہا تھا تو اس نے بھاگ کے قریب آکر پٹھان کو سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ راؤ محمد شاکر صاحب ہیں اور یہ کمپنی کے مالک ہیں۔ پٹھان نے بے پرواہی سے کہا کہ بھئی مالک وہ ہے جس نے مجھے رکھا ہے، اُس نے کہا ہے کہ جب تک مینیجر نہ آجائے اور اسٹاف والوں کی اجازت کے بغیر کسی کو نہ چھوڑنا۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ یہاں کے حالات صحیح نہیں ہیں تو یہ مالک شالک کوئی نہیں، یہ سُن کر مجھے تھوڑا غصہ آیا پر میں تھوڑی ہی دیر میں سمجھ گیا کہ یہ میرے کزن راؤ عبدالغفار نے رکھا ہے اور یہ اس کا فرض ہے تو یہ اپنی جگہ ٹھیک ہے اور پھر وہ میں نے اپنے ساتھ ہی رکھ لیا۔ وہ پٹھان آج تک موجود ہے، اس دنیا میں وہی سچے ہیں جو اپنا کام بہتر طریقے سے کرتے ہیں اور وہ بھی بہتر ہیں جن کو کھڑے ہونے کی ڈیوٹی دی جائے اور وہ کھڑے ہی رہتے ہیں۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ہم نے ایف سی کے جوانوں کو سکھر ٹاؤن شپ میں گارڈ کے طور پر رکھا اور میں نے دیکھا کہ تعمیرات کا کام ہو رہا تھا ٹھیکیداروں کی لیبر اور مزدور خاردار تاروں کو اوپر کر کے ہر جگہ سے راستہ بنا کر آجا رہے ہیں، میں نے ایف سی کے انچارج کو بلا کر اُسے سختی سے کہا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ لوگ خاردار تاروں سے اوپر نیچے ہو کر گذر رہے ہیں، تو آپ لوگوں کا کیا فائدہ تو ایف سی کا بڑا انچارج جس کی عمر 50-60 سال ہوگی اُس نے کہا کہ صاحب ہمیں یہ نہیں بتایا گیا، ہمیں صرف یہ کہا گیا ہے کہ کوئی اسلحہ سے آئے تو اُسے پکڑو آج آپ نے کہا ہے تو ان کو بھی روک دیا کریں گے۔ تو ایسے بھی لوگ ہیں آدھے دماغ کے لوگ جو ایک انچ آگے نہ پیچھے، اس کے فائدے بھی بہت ہیں اور ان کے نقصان بھی بہت ہیں۔ یہ فرض شناسی کا عنصر بھی ہے، کسی فلاسفر نے کیا خوب کہا ہے: "فرض سے کوتاہی بے وفائی سے کم نہیں" اور مولانا وحید الدین صاحب نے اس پر بھی ایک قصہ بیان کیا ہے جو یہاں بتانا چاہوں گا جس کا مضمون یہ ہے۔

Marfat.com

لارڈ سالسبری (1830-1930) ملکہ وکٹوریہ کے زمانہء حکومت میں برطانیہ کے وزیر اعظم تھے۔ اس زمانہ میں کار کا رواج نہ تھا۔ وزیر اعظم سالسبری اپنی سائیکل پر سوار ہو کر جا رہے تھے، ایک مقام پر وہ سڑک کے غلط رخ سے گزرنے لگے سڑک پر متعین کانسٹیبل نے انہیں روکا۔

وزیر اعظم نے کانسٹیبل کو بتایا کہ:

میں وزیر اعظم ہوں اور چونکہ مجھے عجلت تھی اس لیے مجھ سے ٹریفک کے ضابطہ کی خلاف ورزی ہو گئی۔

کانسٹیبل نے جواب دیا کہ:

میں اپنی ڈیوٹی کو بجالانے والا کانسٹیبل ہوں، میرا فرض صرف یہ ہے کہ ٹریفک کی خلاف ورزی نہ ہونے دوں، چونکہ آپ ایک سفید ریش بزرگ ہیں اس لیے میں صرف اتنی رعایت کر سکتا ہوں کہ آپ کا چالان نہ کروں۔ لیکن اتنا آپ کو بہر حال کرنا پڑے گا کہ آپ واپس جائیں اور جہاں سے سڑک شروع ہوتی ہے وہاں سے سیدھی سمت میں آئیں۔

وزیر اعظم نے بے چوں و چرا ٹریفک کانسٹیبل کا حکم مان لیا۔ نیز اس واقعہ کا ذکر خود ملکہ وکٹوریہ کے پرائیویٹ سیکریٹری سے کر کے اس فرض شناس کانسٹیبل کو خراج تحسین پیش کیا۔

برطانیہ کے دوسرے وزیر اعظم مسٹر بالڈون (1876-1947) کا واقعہ ہے۔ وہ اپنی کار میں سفر کر رہے تھے۔ ایک چوراہے پر کار رکی، ٹریفک کی قطار میں ان کی گاڑی پیچھے تھی۔ راستہ کھلا تو ڈرائیور نے قبل اس کے کہ آگے کی موٹریں گزریں، وزیر اعظم کی موٹر آگے نکال لینے کی کوشش کی ٹریفک کانسٹیبل نے فی الفور روکا، ڈرائیور نے کہا کہ: وزیر اعظم صاحب کو سرکاری کام کی وجہ سے جلدی ہے۔ کانسٹیبل نے کہا: مجھے اس سے کوئی بحث نہیں کہ موٹر نشین کون ہے۔ قانون کی رو سے ٹریفک کی پابندی عام شہری اور وزیر اعظم دونوں پر لازم ہے۔ یہ سن کر وزیر اعظم نے موٹر سے اُتر کر کانسٹیبل سے معافی مانگی اور ڈرائیور کو ہدایت کی کہ وہ کانسٹیبل کے حکم کی تعمیل کرے۔

(نیشنل ہیرلڈ: جنوری 1978ء)

لیڈر اپنے آپ کو اصول کے آگے جھکا لے تو ساری قوم اصول کے آگے جھکنے والی بن جاتی ہے اور یہی کسی قوم کی طاقت کا سب سے بڑا راز ہے۔

Marfat.com

فقیر مرشد کی طالب سے

ایک فقیر جس کا مجھے نام یاد نہیں ہے اور خیر پور شہر کے باہر جی ٹی روڈ پر اس عاشق کا مزار ہے۔ وہ کیسے فقیر بنا اور اللہ کی راہ پر کیسے چلا یہ سچا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک لڑکا ایک لڑکی پر مجازی عشق میں مبتلا ہو گیا اور اس کے گاؤں کے چکر لگاتا اور لڑکی نے اس کے عشق کو قبول کیا، لیکن مجبوری اپنے ماں باپ قبیلے اور جو اس معاشرے میں ذات پات کے مسئلے ہوتے ہیں ان سے کون بھاگ سکتا ہے۔ لڑکی راضی تھی لیکن سب کوشش کے باوجود لڑکی کے رشتے دار لڑکے کو قبول نہیں کر رہے تھے اور عاشق لڑکا مایوس ہو کر اپنے پیر و مرشد کے پاس گیا، اور اس کو سارا ماجرا بتایا اور لڑکی کی خوبصورتی کی داستان سنائی کہ اس کی آنکھیں کالی ہیں، گال لال ہیں، بال گھنے اور بڑے ہیں ہرنی سی چال ہے، کوکو کولا جیسی کمر ہے دنیا کی جو بھی حسینوں کے رنگ ڈھنگ کی بات کی جاتی ہے وہ کہہ ڈالی۔ اور مرشد کو ساری مشکلات کا بھی کہہ ڈالا اور قبیلے کی لڑائی کا بھی اندیشہ بتادیا کہ زیادہ کوشش کی تو لڑائی ہو جائے گی۔ مرشد نے دو دن کے وقفے کے بعد بلایا اور کہا کہ میں تجھے دوا دارو اور تعویذ دوں گا۔

لڑکا مرشد کی اس بات سے تھوڑا بہت مطمئن ہوا۔ اور مرشد کے بتائے ہوئے دن پر آ گیا۔ پیر نے ایک تعویذ لکھا جس پر لکھا تھا یا اللہ خیر اور اسی کے اندر ایک (سفوف) یعنی دوائی کا ایک نسخہ جو ذرّہ ہوتا ہے وہ تعویذ میں ڈال کر دیا اور یہ کہا کہ لڑکی سے ایک دفعہ رات کے اندھیرے میں دو منٹ کے لیے ملاقات کر و اس دوران یہ ایک دودھ کے کپ میں ملا کر پلا دو چاہے ایک گھونٹ ہی ہو تو معاملہ تیرے حق میں ہو جائے گا۔ عاشق لڑکا خوش ہو گیا اور پیر کے بتانے کے بعد بڑی مشکل سے یہ ممکن ہوا کہ وہ پاک دامن لڑکی صرف دو منٹ کی ملاقات کے لیے آ گئی۔ اسی دوران اس کو دودھ پلا دیا دو سے پانچ منٹ ہوئے پانچ سے دس منٹ ہو گئے۔ لڑکی کو اپنا درد دکھ سناتے ہوئے وقت گزرنے کا پتہ نہیں چلا اور دودھ پینے سے اس کی حالت خراب ہو گئی اور اس کے پیٹ میں مروڑ اُٹھے اور پیچش ہو گئی اور اتنی ہوئی کہ کپڑے بھی خراب ہو گئے، اور لڑکی غشی میں آنے لگی اور لڑکی کے پیٹ سے فضلہ بھی جاری ہونے لگا، اور بدبو اتنی زیادہ تھی کہ ناقابل برداشت اور عاشق لڑکے کو بدبو سے اُلٹیاں آئیں اس نے لڑکی کو بے ہوشی میں اٹھایا تو اس کے گند سے ہاتھ اور کپڑے بھی بھر گئے۔ لڑکے کو اپنی جان کی پڑ گئی اس نے مشکل سے لڑکی کو رات کے اندھیرے میں اُٹھایا اور اس کے گھر کے باہر پھینک کر بھاگ گیا اور اُلٹیاں کرتا ہوا اتنا بیمار ہوا کہ اس لڑکے کو بھی حکیموں اور ڈاکٹروں کی ضرورت پڑ گئی، اور کئی دن بے ہوشی میں پڑا رہا۔ اور ناتواں نڈھال اپنے پیر و مرشد کے پاس غصے اور مایوسی سے گیا کہ یہ جعلی پیر ہے میرے ساتھ اتنی بڑی بددیانتی کی ہے مرشد کے آستانے پر گیا تو مرشد موجود نہ تھا وہاں مرشد کے خدمتگار تھے انہوں نے بتایا کہ مرشد 2 ماہ کے بعد ہی واپس آئیں گے۔ لڑکا واپس آ کر مرشد کے خلاف انتقامی منصوبے بنانے لگا۔ اور اس دوران معشوق کی گلی میں لڑکی کے دیدار کے لیے بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہے کہ لڑکی دو عورتوں کے سہارے بیمار اور ناتواں حکیم کے پاس جانے کیلئے گھوڑے تانگے میں سوار

Marfat.com

ہو رہی تھی اور بیحد نڈھال تھی۔ عورتوں کے سہارے چڑھ رہی تھی۔ عاشق نے دیکھا کہ آنکھیں جو کالی تھیں وہ پیلی پڑ گئی تھیں اور سایہ دار گھنے بال مردہ بے نور نظر آ رہے تھے، گال پچکے پڑے تھے، اس کی رنگت پھیکی پڑ چکی تھی جو خوبصورتی دیکھ کر وہ اس کے عشق کا اسیر ہو گیا تھا وہ جس لڑکی کو صبح کی روشنی اور رات کی چاندنی میں یاد کرتا تھا اسی لڑکی کے جبڑے نکل آئے، ہڈیاں نظر آنے لگیں پھر اس لڑکے کے دماغ میں وہ رات کی بدبو اور اس کا وہ بدصورتی کا چہرہ دیکھ کر اسے اس لڑکی سے نفرت ہو گئی اور اس کی اور بھی برائیاں نظر آنے لگیں۔ پھر اس کو سمجھ میں آیا کہ یہ محبت تو میری عارضی تھی مجھے تو وہ محبت کرنی چاہیے یا محبت تو وہ ہے جو دائمی ہو جو صرف ظاہری نہیں اندر کی خوبصورتی ہو۔ لڑکا پھر اپنے مرشد کے پاس گیا تو اس کا مرشد اس کو دیکھ کر ہنسنے لگا اور پھر لڑکے کو سارا ماجرا سنایا کہ اگر میں پہلے ہی تجھے یہ سمجھاتا کہ یہ قبائلی جھگڑے ہو جائیں گے اور یہ عارضی محبت ہے تم کبھی نہیں سمجھتے، کیونکہ تیرا عشق تیرے سر چڑھ کر بول رہا تھا اس لیے میں نے تجھے سمجھانے کے لیے یہ سب کیا ہے۔

حکمت سے کاہلی کا علاج:

ایک بادشاہ بے حد موٹا تھا اور اپنے موٹاپے کی وجہ سے وہ بے حد ناخوش تھا۔ اس کے آگے بے انتہا کھانے کے لوازمات رکھے ہوتے، لیکن وہ اپنی بیماری کی وجہ سے کچھ نہیں کھا پاتا تھا بے حد سست اور کاہل بادشاہ تھا۔ اس کی زندگی کے سارے رنگ اُڑ چکے تھے اس کی زندگی میں کوئی بھی مزہ نہ تھا، بے حد بے مزہ اور بے رنگ زندگی گزار رہا تھا اور اپنی کاہلی اور سستی کی وجہ سے بہت تنگ آ گیا تھا۔ اس کے خیر خواہ ملازم کئی حکیموں کے پاس اُس کو لے کر گئے مگر اس کا علاج نہ ہو سکا۔ پھر ایک حکیم نے انھیں یقین دلایا کہ وہ اس کا علاج کر دیں گے، اس حکیم نے کہا کہ کل بادشاہ کو لے آنا میں اس کے علاج کا انتظام کر لوں گا۔ پھر اس حکیم کے کہنے کے مطابق بادشاہ کو اس حکیم کے پاس لے جایا گیا تو حکیم نے بادشاہ کو ایک کمرے میں جانے کو کہا کہ تم اس میں جا کر بیٹھو میں آتا ہوں، اور اندر داخل ہونے سے پہلے جوتے اتار کر جانا وہ جیسے ہی جوتے اتار کر کمرے میں داخل ہوا تو ایک دم سے حکیم نے اس کو اندر کی طرف ہلکا سا دھکا دے کر دروازہ باہر سے بند کر دیا اور اندر خوب تپتا فرش تھا جس پر کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔ وہ کاہل بادشاہ ایک پاؤں فرش پر رکھ رہا تھا اور دوسرا فوراً اُٹھا رہا تھا، دوسرا پاؤں رکھتے تو پہلا فوراً اُٹھائے۔ اُچھلتا ہوا زور زور سے آوازیں لگانے لگا کہ مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ لیکن حکیم نے ملازموں کو سختی سے منع کیا کہ کوئی قریب نہ جائے بادشاہ چلاّتا چلاّتا پسینے سے شرابور ہو گیا۔ مسلسل اچھلتے اچھلتے تقریباً آدھا گھنٹہ گزرنے کے بعد حکیم نے دروازہ کھولا۔ بادشاہ باہر آ کر نڈھال ہو کر لیٹ گیا۔ اس کے بعد حکیم نے اس کے پیروں کے لیے مرہم دیا جو لگا کر ایک دو دن میں ہی آرام آ گیا اور اس دن کے بعد سے بادشاہ کی زندگی پھر سے نئی سی ہو گئی، جیسے اُس کی زندگی کے رنگ لوٹ آئے ہوں وہ چاق و چوبند ہو گیا اور اس حکیم کی حکمت سے اس کی زندگی کی رونق واپس آ گئیں۔

Marfat.com

ہم باہر کیوں جائیں

میری بیٹی نے پوچھا کہ پاپا یہ بتائیں، ٹی وی پر دیکھتی ہوں اور اخباروں کے مطالعے اور انٹرنیٹ کھولنے سے پتہ پڑتا ہے کہ اپنے ملک کے نوجوان یہ کیوں سوچتے ہیں کہ اپنے وطن سے دوسرے ملکوں یا اپنے صوبے اور شہر سے باہر چلے جائیں۔

میں نے جواب دیا ہاں بیٹا: اگر ہم اپنی مادر بھومی چھوڑنا چاہیں تو ہم کو اپنے معاشرے سے دور جانا ہوگا اور دوسری بات بیٹا ہم سے اللہ تعالیٰ کی ذات خوش نہیں ہوگی کیونکہ انہوں نے ہمیں سندھ گھوٹکی میں پیدا کیا ہے تو اس کا پہلا مطلب یہ ہے کہ آپ اس جگہ، اس علاقے، اس خطے کی خدمت کریں۔ دوسرے معاملات میں دوسری مثال ہوسکتی ہے۔

جس علاقے میں ہم رہنے والے ہیں یعنی گھوٹکی اس کی آبادی 16 لاکھ ہے اس میں ہمیں صرف دو آدمیوں سے خطرہ ہے اور دو آدمیوں سے عزت کا ڈر ہے تو 16 لاکھ کی آبادی کے اندر صرف 4 آدمیوں سے خطرہ ہوا تو 1599996 بندے تو آپ کو کچھ نہیں کہیں گے تو آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے، جس معاشرے میں آپ رہتے ہیں اُن میں سے 500 سے دس ہزار آپ کو جانتے ہوں گے ان کو چھوڑ کر اگر آپ دوسرے شہر جائیں گے اور اس شہر کی آبادی بھی 16 لاکھ ہوگی تو آپ کو 16 لاکھ لوگوں سے خطرہ ہوگا اور سب نئے ہونگے۔ سب اجنبی ہونگے کسی بھی وقت آپ کی غلطی وہ معاف نہیں کریں گے اور نہ ہی آپ کی طرف متوجہ ہونگے اور نہ آپ کا کوئی ضامن پڑے گا۔ شہر بدلو یا ملک بدلو دونوں صورتوں میں یہ معاملات آپ کو پیش آئیں گے اللہ پاک نے آپ کو جہاں پیدا کیا ہے وہی تیرا بسیرا ہے۔ اگر اللہ کی طرف سے اشارہ ہجرت کا ہو پھر کوئی ہرج نہیں۔ اگر کوئی عزت کے لیے پیسے یا زیادہ مال کمانے کے لئے ہجرت کرے یا کرنی پڑے تو یہ ڈر ہے، خوف ہے کہ ہر طرف غیروں کا محور ہے۔ پہلے یہ سوچو تمہیں اللہ تعالیٰ نے یہاں کیوں پیدا کیا۔ اِدھر اُدھر اور اپنے ارد گرد نظر دوڑا کر دیکھ اگر تیرے لیے مواقع موجود ہیں تو کچھ وقت لگا کر انہیں تلاش کر، پھر اگر اللہ پاک چاہے تو ایک جھونکا آئے گا اور تجھے بہا کر اڑا کر تیرے ٹھکانے پر لے جائے گا، پوری جان لڑا کر یہی کوشش کرو کہ تیرا رزق یہیں ہے، تیرا کام یہیں ہے، تیرا مقام، زوال اور سوال بھی یہیں ہے اور جواب بھی یہیں موجود ہے۔

کوئٹہ میں اخروٹ، کشمش، بادام، چلغوزے وغیرہ وغیرہ، پنجاب میں آم، کنوں وغیرہ، لاڑکانہ میں امرود اور سکھر روہڑی خیرپور میں کھجور، گھوٹکی میں پیاز ہوتی ہے جس میں گھی موجود ہوتا ہے۔ گھوٹکی کا پانی ایسا میٹھا ہے جس سے کماد میں زیادہ رس ہوتا ہے اور چینی بھی اس سے زیادہ مقدار میں بنتی ہے۔ اور گھوٹکی میں تیل، بلوچستان میں سونا، لوہے کی کان یہ سب چیزیں یہ ظاہر کرتی ہے جو جہاں پیدا ہو وہ چیز اوروں کو بھی اپنی جگہ رہ کر فائدے دے سکتی ہے۔ اور یہ انسان بھی ایسے کرے پہلے وہاں کا پورا کام کر کے اپنا قرض اتارے پھر اللہ ترقی خود کرا دے گا۔ جہاں ہم رہتے ہیں وہاں ہمیں سب

Marfat.com

جانتے ہیں اور عزت کو بنانے کے لیے جو قربانیاں درکار تھیں وہ یہاں ہم دے چکے لیکن اب یہاں سے کہیں اور جائیں گے تو وہاں جاکر ہمیں شروع سے یہ قربانیاں دینی پڑیں گی، پھر وہاں ہماری یہ پہچان ہونے کے لیے دس بیس سال لگیں گے پھر کوئی وہاں پہچانے گا کہ یہ بھی کوئی بندہ ہے جو یہاں رہتا ہے اور بیٹا انسان کی مخلصی بھی وہیں رہنے میں ہے جہاں وہ پیدا ہوا، کیونکہ جس زمین پر آپ پیدا ہوئے تو آپ کا فرض ہے کہ وہاں کے لوگوں سے خرید و فروخت کریں۔ اُسی جگہ کو کام میں لائیں اور وہی زمین بھی آپ کو ضرور فائدہ دے گی۔ یہ سب باتیں قابل غور ہیں لیکن دوسرے معاملات میں دوسری مثالیں بھی ہو سکتی ہیں۔ اصل میں انسان اِدھر اُدھر آتا جاتا ہے، یعنی کوئی نہ کوئی وجہ بنا کر سفر میں ہی رہتا ہے گھر سے باہر جانے اور باہر سے گھر آنے کی جلدی ہوتی ہے۔ جیسے زمانہ ختم ہونے والا ہو۔ انسان غور کم کرتا ہے کہ وہ عالم ارواح میں روح کی واپسی کا وعدہ اللہ تعالیٰ سے کر کے آیا ہے، اصل میں روح کی واپسی کی تڑپ عالم ارواح کی ہوتی ہے، لیکن ہم نہیں سمجھ پاتے۔

یاری کا گھر دور جگت میں کون کسی کا یار بھار ہوتا ہے
شاکر تمہیں پڑی ہے تلاش دوستی کے متلاشی دور جگت میں

کوئی کسی کا نہ بنتا جب تک تُو کسی کا نہ بنتا
جب تک تم کو کچھ نہ ملتا جب تو جیب کو نہ چھنتا

زمانے کی ریت ہی کچھ ایسی ہے پھر تیری ریت کیا ہو گی
جو آیا نیا زمانے میں جہاں میں اُس کی بھی ایک نیت نئی ہو گی

وجہ بتا کر بے وفائی نہ زمانے کی صرف اپنی بات کر تو
کرنے سے وفا بنتی ہے باتونی تو تم سے زیادہ میں بھی ہوں اس زمانے میں

Marfat.com

موت لینے سے بھی زندگی مل جاتی ہے

مجھ پر، میرے ورکروں پر، میرے ساتھیوں پر اور میرے دوستوں پر دنیا کے جو ظلم و ستم گرے اور پھر ہمیں انصاف بھی نہیں ملا۔ نہ کسی سیاستدان اور (بیوروکریٹ) انتظامیہ سے، نہ حکومت سے، نہ ججوں سے تو میرے دوست میرے ورکر مجھ سے سوالات پوچھتے تھے۔ ایک دن میں نے ٹرک (trick) نمبر 333 کا حوالہ دیتے ہوئے کچھ ایسا کرنے کو کہا جو بظاہر تو قانون سے بالاتر ہے۔ لیکن میری نظر میں یہ ٹرک (trick) نمبر 333 میں نے قانون سے ہی عدل و انصاف حاصل کرنے کے لیے اور چور دروازوں سے اپنے لیے عدالتوں سے انصاف چرانے کے لیے بنائی ہے۔ اور میں اپنے ورکروں کو یہ ٹرک استعمال کرنے کا کہتا تو وہ طرح طرح کے خدشات اور خوف میں مبتلا ہو جاتے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میرے ورکروں کے چہروں پر ناگواری اور خوف اُمڈ آیا کیونکہ کورٹ نے ہمارے اوپر مخالفین کے داخل کیے ہوئے جھوٹے کیس کی بنا پر جج ہمیں سزا دینے پر تُلا ہوا تھا کہ وہ کیس کے سارے پروف اور ہماری بے گناہی کے سارے ثبوت بھی کورٹ میں ہم دے چکے تھے پھر بھی ہماری بے گناہی کی بات جج نہیں مان رہا تھا۔ اِس لیے میں نے ٹرک نمبر 333 استعمال کی۔ اور ورکروں کو مثال دیتے ہوئے میں نے کہا کہ اس پر ایک فلم بھی بنی ہوئی ہے۔ ایک سچا واقعہ ہے جس میں ایک جہاز دنیا کے بلند برف پوش پہاڑ پر جا گرا۔ جہاز کا آدھا ٹکڑا ہزاروں گز نیچے گر کر تباہ ہو گیا۔ اور آدھا ٹوٹ کر برف کی پہاڑی میں پھنس گیا۔ ان میں سے جو لوگ بچے وہ بھی کافی زخمی ہوئے کسی کی ٹانگ ٹوٹی، کسی کا ہاتھ، کسی کی آنکھ پھوٹی، کافی عرصہ تک جہاز میں پھنسے ہوئے مسافروں نے بچے ہوئے چاکلیٹ سے گزارا کیا، چاکلیٹ ختم ہونے کے بعد لاشوں کا گوشت کھا کر گزارا کیا، پھر زندگی کے آثار ختم ہونے لگے کوئی بھی مدد ان تک پہنچ نہیں سکی کیونکہ وہ اتنی بلندی پر تھے۔ پھر کچھ انسانوں کا گوشت کاٹ کر خوراک کی جگہ استعمال کیا۔ جبکہ زخم ٹھیک نہیں ہوئے لیکن پھر بھی ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کے ساتھ سفر شروع کر دیا برف پوش پہاڑیوں پر سفر کرتے کرتے جو مر جاتے دوسرے آدمی ان کا گوشت کھاتے۔ ان کی چیزیں استعمال کرتے کافی عرصے تک رینگتے لڑکھڑاتے ایسی جگہ پہاڑ پر پہنچ گئے جو کئی ہزار فٹ نیچے ایک گھائی کو اترتا تھا دور دور تک زندگی کے آثار نظر نہیں آرہے تھے، کوئی جانور کوئی پرندہ دور دور تک دکھائی نہیں دیتا تھا۔ پہاڑ میں گھائی کی طرف اترنا سو فیصد موت کے برابر تھا کیونکہ کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا کسی کی ٹانگ، ایک ہی [illegible] تھا جس کے زخم ٹھیک ہو چکے تھے لیکن سفر کی ٹھنڈک میں جوتے نہ ہونے کی وجہ سے اس کے پاؤں کے نیچے کے تلوے کا گوشت نکل چکا تھا۔ اگر برف کو پکڑ کر آہستہ آہستہ پھسلتا تو زخمی پاؤں اُسے بھی لے مرتے لیکن وہ چل سکتا تھا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا تو ایک مسافر نے مشورہ دیا کہ تم میرے ہاتھ کی کھال بلیڈ سے اتار لو اور اس کے پاؤں پر میری کھال لپیٹ لو اور اس کو اس گھائی

Marfat.com

میں اتار دو۔ اگر یہ بچ کر دنیا میں پہنچ گیا تو ہمارے لیے ہیلی کاپٹر اور بچانے کا سامان لے آئے گا۔ اس ایک تجویز کے علاوہ اور کوئی بچنے کی امید یا آسرا ان کے پاس نہیں تھا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا ایک مسافر نے اپنے ہاتھ کی کھالیں اتاریں اور اس کے پاؤں پر لپیٹ کر نیچے کھائی میں اتار دیا۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ ہوئی، ہیلی کاپٹر آئے، ان میں سے مددگار اترے اور ان تمام بقایا بچے ہوئے زخمی مسافروں کو لے گئے۔ اس ساری منظر کشی کی بات کا مطلب یہ ہے کہ جب ایسے حالات ہو جائیں تو ایسے حالات کے مطابق فیصلے کیے جاتے ہیں۔ زندگی موت، ایمان بے ایمان، سچ یا جھوٹ، کالا یا سفید جو بھی حالات ہوں ان کے مطابق ہی فیصلے کیئے جاتے ہیں۔ موت کو بھی ترجیح دی جاتی ہے اور حالات کے مطابق زندگی سے موت لی بھی جاتی ہے تب ہر زندگی بچ جاتی ہے۔ یہ لڑائی صدیوں سے جاری ہے اور رہے گی۔ یہ مثال جب میں نے اپنے بعض دوستوں کو بتائی اور کہا کہ یہ واقعہ ہمارے مشن سے مشابہت رکھتا ہے تو انہوں نے اللہ اکبر کہا اور میرے مشن پر اعتبار کیا اور مشن پر ڈٹ گئے اور اس پر ہم کافی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ تحریر میں جب تحریر کر رہا ہوں تو ہمارا سفر پورے طریقے سے کامیابی کی طرف ہی چل رہا ہے۔ اب تک تو پورا نہیں ہو سکا لیکن سو فیصد کامیابی کی طرف چل رہا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور وسیلے ہوتے ہیں، یہ اللہ پاک کی طرف سے ہوتا ہے۔ ہم اب تک کامیابی کی طرف پہنچ چکے ہیں۔ ہمیں کامیابی انشاءاللہ کسی بھی دن ضرور ملے گی یہ سب اللہ پاک کے وسیلے ہیں۔

اپنے ہی حق کی چوری بھی ہوتی ہے عدل کا بھی ڈاکا ہوتا ہے
شاکر فراڈ انصاف لینے میں کر بھی شکر زور کے بغیر کون عدل کرتا ہے
بے خوف ہونے سے حق ملتا ہے عدل دینے میں پھر عدل پر ڈاکا ہوتا ہے

کوئی آسانی سے جینے کی اجازت تک نہیں دیتے تجھ کو ہم جنس
مانگنے اور لینے کی آس میں شاکر نہ رہیگا کبوتر نہ رہیگا ھنس

اب تو جنگل سے نکل آئیں ہیں فقیر پہاڑوں سے اُتر آئے ہیں گُرو
ویرانے ہی میں چھوڑے بھیس داڑھی جبے سمیت بندوں کے بیچ بندگی ہو گئی شروع

Marfat.com

نظریہ اپنا اپنا

مولانا وحید الدین صاحب کی کتاب کے ایک سبق سے مندرجہ ذیل الفاظ لیے گئے ہیں اس میں لکھا تھا کہ:
دو آدمیوں نے قید خانہ کے جنگلے سے باہر نظر ڈالی ایک کو کیچڑ دکھائی دیا اور دوسرے کو ستارے۔ تو یہ انسان کے دیکھنے کی نزاکت ہے کہ وہ کون سے زاویے سے اپنے مسئلے کو دیکھتا ہے ایک روشن ذھن انسان کو اندھیروں میں بھی روشنی نظر آجاتی ہے اور ایک غافل انسان کو روشنی میں بھی راستے پہچاننے میں دشواریاں میسر ہوتی ہیں۔ صرف دیکھنے اور پرکھنے کا فرق ہے کہ کسی غیر موجود چیز کو غیر موجود کہہ کر چھوڑ دینا یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ بلکہ بڑی بات یہ ہے کہ غیر موجود چیز میں سے موجودگی نکال لینا ذرّے میں پہاڑ دیکھ لینا بڑی بات ہے۔ اَنہونی میں ہونی دیکھ لینا بڑی بات ہے، نقصان میں فائدہ دیکھ لینا بڑی بات ہے۔ یہ بھی خداداد صلاحیت ہے جِسے اللہ عطا کرے انسان اگر خداداد صلاحیتوں کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے جنونیت سے حاصل کر سکتا ہے۔ جنونیت ایک ایسا فارمولا ہے جس سے خداداد صلاحیتیں بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔ مولانا وحید الدین کی کتاب سے ایک یہ تحقیق ملی ہے انھوں نے لکھا ہے کہ علم النفس کے ماہرین کی ریسرچ کے مطابق انسان دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تخلیقی فکر کے لوگ دوسرے غیر تخلیقی فکر کے لوگ۔ جو تخلیقی فکر کے لوگ ہوتے ہیں وہ بیج میں سے درخت دیکھنا جانتے ہیں اور غیر تخلیقی لوگ صرف حالات کو ظاہری مان لیتے ہیں۔ جیسے ایک ذاتی مثال ہے کہ ایک شخص نے دیکھا کہ اُس کی کچھ زمین بائی پاس کے دوسری طرف ہے اور وہ خود رہتا بائی پاس کے اِس طرف ہے تو جب اُس کے اپنے گھر کے سامنے والی زمین بکنے لگی تو اُس نے خرید لی اس حکمت عملی کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کہ بائی پاس کے دوسری طرف جو زمین پڑی ہے وہ ویسے بھی کسی کام نہیں آرہی اور اُس کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری الگ ہے تو اس لیے اس نے وہ زمین بیچ کر اپنے سامنے والی زمین خرید لی۔ تاکہ وہ استعمال میں بھی آسکے اور نگرانی کرنے میں بھی مشکل نہ ہو۔ ایسے بائی پاس کے اُس پار کی زمین اِس پار ہوگئی تو یہ بھی بیج میں درخت دیکھنے جیسا ہے۔ ایک تخلیقی فکر والے شخص میں یہ گُر ہوتا ہے کہ وہ اجڑے ویرانے کو بھی شاداب بنا دیتا ہے کسی بھی چیز کو استعمال میں لانے کا گُر رکھتا ہے، ناکارہ انسان سے کام نکلوانا، بے کار بندوں سے فائدے حاصل کرنا مطلب انسان کی پرکھ کر لینا کہ اس سے کیا فائدے حاصل ہو سکتے ہیں یہ سب تعریفیں تخلیقی دماغ کے لوگوں کی ہیں۔ تخلیقی تول لیتے ہیں کہ اگر کوئی بیکار شخص ہے دوسروں کی نظر میں لیکن تخلیقی فکر کے لوگوں کو بے کار چیز میں بھی فائدے نظر آجاتے ہیں ان میں ایسے گُر پرکھ لیتے ہیں جو وہ ایک دفعہ میں ہی مہینے کا کام کر جائے اور باقی پورا مہینہ چاہے کوئی بھی کام نہ کرے تو تخلیقی فکر والے دماغ کا بندہ یہ بات تول کر اس بیکار شخص کو بیکار نہ سمجھے گا اس کے گُر کو پہچان کر استعمال کرے گا یہ پرکھنے تولنے کا بھی ایک فن ہوتا ہے جو تخلیقی فکر والا شخص جانتا ہے۔

Marfat.com

بیوقوف کو الرٹ کرنا کیسے؟

یہ میرے پاپا کی انتظامی معمور میں ہے کہ میرے پاپا کہتے ہیں کہ انسان کو اپنے پاس ایسے بندے بھی ضرور رکھنے چاہیئے جو آپ کو فائدہ دے سکیں۔ جیسے اگر چور ہے آپ کے پاس تو جو آپ کے پاس کام کرنے والے لوگ ہیں ناتجربے کار وہ الرٹ ہو جائیں گے کہ چوری کیسے کیسے ہو سکتی ہے۔ چور کو پکڑنے کے طریقے سوچیں گے، چوری کے بعد اس شخص کے EXPRESSION اور اس کا بولنے کا طریقہ یہ سب قابل غور ہو گا کہ ایک چور چوری کیسے کرتا ہے چوری کے بعد اس کے کیا اظہارات ہوتے ہیں اس کی BODY LANGUAGE اس کی FACIAL IMPRESSION کیسے ہوتے ہیں اس طرح وہ کام کرنے والے الرٹ ہو جاتے ہیں۔ اور اب اس کی چوری پکڑنے کے طریقے نکالنا شروع ہو جاتے ہیں، اس کا ایک تو یہ فائدہ ہوتا ہے اور دوسرا یہ بھی کہ اب اُس شخص کا تو پتہ ہے کہ یہ چور ہے اس لیے اس بندے پر تجربات ہو جاتے ہیں اور پھر جس بندے کا پتہ نہیں ہو گا کہ چور کون ہے اور کون نہیں۔ تو اُس چور کے تجربات سے نامعلوم چوروں کا بھی پتہ چل جائے گا، اور وہ چور کے جھانسوں میں نہیں آیا کریں گے۔ چور کو فوراً بھانپ لیں گے ان سے DEALING کا پتہ چل جائے گا تو اپنے پاس اس طرح کے چال باز لوگ رکھنے چاہییں تا کہ دوسرے جو آپ کے خاص بندے سادہ اور ناتجربے کار ہیں وہ الرٹ ہو جائیں۔ ہمارے پاس ایک بندہ ہے جو حاضر جواب، ٹھگ، چالو وغیرہ ساری باتیں اس کے اندر ہیں تو میں نے پاپا سے پوچھا کہ پاپا آپ نے یہ شخص کیوں رکھا ہوا ہے؟ اس میں ساری برائیاں ہیں اور میرا بھائی بھی بتا رہا تھا کہ یہ ایسے ایسے جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ بولنے کے بعد اپنے بچوں کی قسم کھا لیتا ہے اب اس وجہ سے ہم چُپ ہو جاتے ہیں کہ بچوں کی قسم کھا لی لیکن ہمیں پتہ ہوتا ہے کہ یہ شخص جھوٹ کہہ رہا ہے اور میں نے بتایا کہ یہ سامان کی چوری بھی کرتا ہے۔ OVER EFFICIENT بننے کی ہر وقت کوشش کرتا ہے، تو اس کو کیوں رکھا ہوا ہے جبکہ اس کے بارے میں سب پتہ ہے کہ یہ دوغلا ہے تو پاپا نے بتایا کہ بیٹا یہ جو مون اور اویس ہیں یہ بالکل سادہ بچے ہیں، انہیں چال بازیاں نہیں آتی۔ لیکن دنیا میں یہ سب سمجھنا بھی ضروری ہے جب کہ انہیں پتہ ہے کہ وہ غلط ہے اور ٹھگ ہے اور اس کی حرکتوں کا انھیں معلوم ہونا شروع ہو گیا ہے کہ کب وہ جھوٹ بولتا ہے کب تیزی دکھاتا ہے۔ اس طرح ابھی اور مزید یہ لوگ اس کی چالاکیاں دیکھیں گے تو سیکھیں گے سیکھنے کا مطلب صرف یہ نہیں ہوتا کہ یہ خود چالاک بن جائیں یا ٹھگ بن جائیں۔ جہاں صحیح طریقے سے یہ کام کرنے کی ضرورت پڑے تو یہ کر بھی سکیں لیکن زیادہ تر ان کے علم میں اضافہ ہو جائے کہ یہ سب کیسے ہوتا ہے تو یہ ان لوگوں کو پرکھ سکیں یہ لوگ وہ کام کرنا بھی سیکھ جائیں اور پرکھنا بھی سیکھ جائیں۔ پھر میری تربیت ہے اس میں انہیں یہ سیکھنے کو ملے گا کہ وہ صحیح وقت کون سا ہے جس میں یہ لوگ یہ سب کر سکیں اور کرنے کے وہ کون سے طریقے ہیں، کرنے کے کیا اصول ہیں اور پرکھنے کے کیا اصول ہیں۔ یہ سب آج کے دور کے مطابق ہمیشہ ہی ان کے کام آئے گا۔

Marfat.com

لیڈر اور بکریاں

اگر آپ کبھی کسی کو بچپن میں بکریوں سے پیار یا کھیلنا یا شوق سے چارا ڈالنا دیکھیں تو سمجھ لینا کہ وہ بڑا ہو کر بڑا ہی کام سرانجام دے گا مثلاً سیاستدان، فلاحی کام، یا کوئی کمپنی کا بڑا عہدہ۔ اگر ان پڑھ ہو گا تو کوئی غیر معمولی کام سرانجام دے گا۔ بابا بلھے شاہ اور دوسرے کئی اللہ کے ولیوں نے بکریاں چَرانے کا کام سرانجام دیا ہے۔ بکری ایسا جانور ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے انسان کو بندوں کو قابو میں رکھنے کا گُر سکھانے والا جانور بنایا ہے۔ بکریوں کی جو عادتیں ہیں وہ ایسے سمجھو کہ ناقص عقل والا بچہ، وہ ان بچوں جیسی حرکتیں کرتی رہتیں ہیں (Discipline) ترتیب وسلیقہ توڑنا ان کی عادت ہی ہوتی ہے۔ جیسے مثال کے طور پر اکٹھی نہیں چلیں گی، لائن میں نہیں چلیں گی، کوئی آہستہ چلے گی، کوئی دائیں، کوئی بائیں، اکٹھے رکیں گی تو لڑائی کریں گی۔ رسے سے باندھنے پر "میں میں" کرتی ہیں پیشاب اور مینگنیاں ہر جگہ کر دیتی ہیں۔ اور بہت سے جانور یہ کام اس جگہ نہیں کرتے جہاں کھاتے پیتے ہیں لیکن بکریاں جہاں کھاتی ہیں یا پیتی ہیں وہاں ہی پیشاب کر دیتی ہیں۔ کبھی دودھ آرام سے بچوں کو پلاتی ہیں کبھی نہیں پلاتیں کبھی آرام سے دودھ نکالنے دیتی ہیں کبھی چھلانگیں لگاتی ہیں۔ لبِ لُباب یہ ہے کہ جیسے پیدائش سے ان میں سلیقہ اور ترتیب سیکھنا ہی نہیں ہے۔ یہ ساری باتیں اسی لیے قارئین کے گوش گزار کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اکثر رسولوں کو شروع میں بکریاں چرانے کی ترغیب دی ہے۔ وہ اس لیے کہ وہ انسانوں کو کس طرح سلیقے اور ترتیب سے تربیت دیں، جنھوں نے بکریاں چرائی ہوئی ہیں۔ انہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بندوں کو کیسے قابو (control) میں کیا جاتا ہے۔ جیسے ہر بکری کا اپنا مزاج ہوتا ہے بلکل ایسے ہی انسانوں کا بھی الگ مزاج ہوتا ہے۔ انسان اور بکریوں میں یہ مشترکہ بات ہے۔ اس لیے جو بکریوں کو چراتے ہیں انہیں انسانوں کو سدھارنے، پڑھانے، سکھانے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ ہمارے نبی پاک محمدؐ نے بھی بچپن میں بکریاں چرائیں۔ اس لیے انسان کی زندگی میں لیڈر شپ یا انسان میں سپہ سالار (کمانڈر) ہونے کی صلاحیت بکریوں کو چرا کر پیدا ہوتی ہے۔

قول:

ذہین آدمی اگر ذہانت قائم رکھنا چاہتا ہے تو
کھانا وہ کھائے جو پکانے والے کو یہ پتہ ہو یہ کون کھائے گا

Marfat.com

باپ کا کیا بچوں کے کام میں

میرے پاپا کی ایک تایازاد بہن ہے وہ کبھی کسی سے صحیح منہ بات نہیں کرتی، شکل بھی کوئی خاص نہیں ہے وہ اپنے باپ کی ایک ہی بیٹی تھی اب اتنی عمر کے بعد انہیں Blood Cancer ہو گیا تو اس کا شوہر اور اس کی سوتن بھی اسکی خدمت کرتی ہیں، سب اس کو ہاتھوں پر رکھتے ہیں اس کے نخرے اُٹھاتے ہیں، تو پاپا نے بتایا بیٹا دیکھو ان کا باپ ایک بہت اچھا آدمی تھا اور ان کی اچھائی ان کی بیٹی کے کام آرہی ہے۔ ایسے باپ کی اچھائی پڑتی ہے بچوں پر۔ اس کے باپ کی اچھائی کی وجہ سے آج اس کی بیٹی کی خدمتیں ہو رہی ہیں اس کی سوتن خدمت کر رہی ہے، یہ ایک بہت بڑی بات ہے۔ تایا ایک بہت اچھے انسان تھے اللہ کے بہت نیک بندے تھے۔ پھر پاپا نے بتایا کہ فقیر شریعت پر زیادہ عمل کرتے ہیں، وہ ایسے کہ حضور پاک ﷺ بھی میلے میں جایا کرتے تھے حاتم طائی کے میلے پر۔ حاتم طائی ایک بہت بہادر اور نیک بندہ تھا اسلام سے پہلے بھی ایسے لوگ تھے جو مسلمان تھے مطلب مسلمان کلمہ پڑھکر یا نام سے نہیں عمل سے انہیں بھی مسلمان کہا جاسکتا ہے۔ وہ مہمان نواز تھے اللہ کے بندوں کو بلا کر خدمت کرتے تھے، حاتم طائی نے ایک چولھا نما انگھیٹی سی بنائی ہوئی تھی دن میں وہ اس میں دھواں کرتے اور رات میں آگ جلاتے کیونکہ وہاں پر ویرانہ تھا کبھی کوئی راستہ بھٹک جائے تو دن میں دھواں نظر آتا ہے اور رات میں آگ دور سے نظر آتی ہے۔ اس لیے بھٹکے ہوئے لوگ کہیں دور سے بھی مجھ تک پہنچ سکتے ہیں اور پھر حاتم طائی ان بھٹکے ہوئے مسافروں کی مہمان نوازی کرتے تھے۔ حاطم طائی کے فوت ہو جانے کے بعد بھی لوگ ان کے میلے میں جاتے تھے۔ حضور پاک ﷺ بھی ان کے میلے میں جاتے تھے اور نبوت کے بعد بھی گئے ہیں اور پہلے بھی۔ کہتے ہیں تبلیغ کرنے جاتے تھے۔ آج کے فقیر اور صوفی لوگ میلے میں کیا کرتے ہیں؟ راگ کیا ہے؟ اللہ کو درد سے یاد کرنا، راگ میں تو انسان غشی میں آجاتا ہے، اس میں اتنا درد ہوتا ہے، اور میلے میں لنگر ہوتے ہیں، خیرات جو کہ اللہ کا ہی تو حکم ہے، حاتم طائی کے میلے میں حضور پاک ﷺ بھی شریک ہوئے تھے۔ اور میرے پاپا ہمیشہ کہتے ہیں کہ باپ کا کیا ہوا، بچوں کے کام آتا ہے۔ تو جب جنگ ہوئی جس میں حضور پاک ﷺ شامل تھے مخالف پارٹی میں حاتم طائی کی بیٹی بھی شامل تھی، پھر جب حضور پاک ﷺ کی طرف سے جنگ کی فتح ہوئی قیدی لائے گئے تو حضور پاک ﷺ کو جب پتا چلا کہ یہ حاتم طائی کی بیٹی ہے تو ادب میں کھڑے ہو گئے، اور اپنی کالی کملی بچھا کر اس کو اس پر بٹھایا اور حاتم طائی کی بیٹی کو انعام و اکرام دے کر آزاد کر دیا۔ ایسے باپ کی کرنی بچوں کے کام آتی ہے۔ اگر باپ اچھا کام کر جائے تو عین ممکن ہے وہ بچوں کے کام آئے۔ ورنہ باپ کی دولت شہرت تو بچوں کے کام نہیں آئے گی۔ کسی نے چھین لی ضائع کر دی یا قرضے میں پوری ہو گئی۔ پر یہ چیزیں بچوں کے کام آتی ہیں کہ باپ اچھا ہو گا تو بچوں کی بھی عزت ہو گی یہ ایک بہت بڑا حوالہ ہے جو پاپا کو مِلا تھا اور پاپا اس پر ہمیشہ سے عمل کرتے ہیں۔

Marfat.com

قول: ہماری چھاؤں میں جو آجائے اُسے چھاؤں دینا فرض ہے
خوامخواہ دوسروں کے لیے دھوپ میں کھڑے ہوجانا بے وقوفی ہے

بیٹی کی شادی

اللہ کو ضامن ڈال کر بیٹی کی شادی کر دی جائے تو پھر بیٹی کے مستقبل کی فکر کیوں، اور بیٹی کی سہولت کے لیے بیٹی کے سسرال سے تنازع کیوں، اور بیٹی پر اپنا رعب دبدبہ کیوں رکھا جائے۔ جب اللہ ضامن ہے اور نکاح میں وہ سب دعا موجود ہے جو ماں باپ چاہتے ہیں اس کا ذمّہ اللہ نے اپنے ہی ذمہ لے لیا ہے۔ عام انسان اگر کسی کام کے لیے ضامن ہوتا ہے تو وہ اپنی ضمانت پوری کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے ضامن ہونے کی پاسداری کیوں نہیں رکھے گا۔

اگر تم کسی کو امانت دے کر پھر امانت کی بار بار خیریت اور وجہ پوچھو گے تو جس کو آپ نے امانت دی ہے وہ برا مان جائے گا اور برا منانا اس کا حق ہے کہ امانت رکھنے کی تمہاری ضرورت تھی اور تم امانت دار پر ہی شک کرو تو یہ اچھا سلوک نہیں ہے بیٹی کی شادی کی تمہیں ضرورت تھی نہ کہ امانتدار کی ضرورت، بیٹی کی شادی تیری خواہش تھی، تیرا فرض تھا۔ اگر ہم چھاؤں میں ہیں اور بیٹی دھوپ میں ہے تو اس کا درد ہم دور سے دیکھ تو سکتے ہیں، محسوس تو کر سکتے ہیں، لیکن اس کے پاس جا کر وہاں ہمارا گھر بنا لینا بلکل غلط ہے۔ جو ہماری چھاؤں میں آنا چاہے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے، مگر یہ بیٹی کے مالک یعنی شوہر کا کام ہے کہ وہ اسے چھاؤں لینے دے یا نہ دے، یہ دھوپ چھاؤں کی صرف ایک مثال دی گئی ہے۔ کیونکہ جب بیٹی دے دی تو دے دی، اب وہ بیٹی کے شوہر کی ذمہ داری ہے۔ ہمیں ان کے معاملات میں خوامخواہ کی مداخلت کرنا یا ان پر اپنے فیصلے لاگو کرنا مناسب بات نہیں۔

بیٹی دیکر دُعا کرو، نہ کہ بیٹی کے گھر آکر ان کے معاملات کو اُلجھاؤ، آخر تو بیٹی ایک دن ضرور راج کرے گی، اپنے شوہر کے دل پر بھی اور گھر پر بھی سایہ خود ہو جاتی ہے، شرط یہ ہے کہ بیٹی کو اللہ کی امان میں دیا جائے، اللہ کی امان میں وہ ہی ماں باپ دیتے ہیں جن کے ماں باپ نے انہیں بھی اللہ کے امان میں دیا تھا ورنہ یہ نہیں ہو سکتا کہ جس کو جو وصیت وسیلے ملتے ہیں وہ ہی وہ وصیت وسیلے سمیت آگے بڑھا دیتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔ یہ سب دُعا ہی ہے بیٹی کے لیے ہے۔ اچھا ہوتا ہے اگر بیٹی کے سسرال والوں کے ساتھ بیٹی کی وجہ سے اچھا سلوک رکھیں تو یہ بیٹی کے لیے ہی دُعا کا انتظام کرنا ہوتا ہے۔

Marfat.com

فقیری ناممکن ہے

قول: فقیری فقط خواہش سے پوری نہیں ہوتی نہ ہی کٹھن راستے ہوتے ہیں
بے درد دکھ بھرے راستے تو عام زندگی کے بھی ہوتے ہیں فقیری کیا ہوگی توبہ کر

تشریح: اس شعر میں شاعر نے فرمایا ہے کہ فقیری کسی خواہش کا نام نہیں اور نہ ہی کسی محنت کا نام ہے جو کہ محنت کر کے حاصل کر لیا جائے یا محنت کر کے جیسے انسان طاقتور ہو جاتا ہے اور محنت کر کے پڑھائی پاس کر لیتا ہے، محنت کر کے کوئی نوکری حاصل کر لیتا ہے، یا محنت کر کے ہل چلا کر کوئی گندم پیدا کر لیتا ہے، محنت کر کے درخت لگا کر پھل حاصل کر لیتا ہے۔ فقیری وہ واحد چیز ہے کہ یہ محنت سے پڑھنے سے Training حاصل کرنے سے نہیں ملتی نہ کوئی کٹھن راستے ہیں نہ کوئی مصیبتیں ایسے کوئی راستے نہیں ہیں یہ اللہ کی عطا ہوتی ہے جو فقیر ہوتے ہیں وہ پیدائشی فقیر ہوتے ہیں جو کٹھن راستے ہیں یا جو محنت ہوتی ہے وہ تو ایک مزدور بھی کرتا ہے سارا دن گرمی میں سردی میں عمارت بنانے میں، گندم کاٹنے میں محنت تو وہ بھی کرتا ہے۔ کون انسان ہے جس کے کٹھن راستے نہیں ہیں اب جو مزدور ہے اس کے کتنے کٹھن راستے ہیں ہر ایک دن میں پتہ نہیں کتنی بار گھٹنوں کے بل اٹھنا بیٹھنا پڑتا ہے تو کیا یہ کٹھن نہیں ہے اپنا ہی وزن اٹھائے چکر ہی چکر لگا تار ہے یہ تو کٹھن ہے اور کٹھن ہی راستے ہیں۔ کبھی رشتے دار کے ساتھ معاملات، کبھی پڑوسیوں کے ساتھ معاملات، کبھی قانونی پیچیدگیاں، کورٹ پولیس تحصیل یہ سارے ہی کٹھن ہیں وہ فقیر کیوں نہیں بن جاتے، فقیر کو تو پیدائش سے ہی اللہ تعالیٰ فقیر پیدا کرتا ہے جیسے نبی کو اللہ پاک نبی ہی پیدا کرتا ہے ویسے ہی فقیر بھی پیدائشی فقیر ہوتے ہیں۔ ہاں کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ فقیر بھی ہوتے ہیں اور کٹھن راستے بھی ہوتے ہیں یہ نہیں ہوتا کہ صرف فقیر کے ہی کٹھن راستے ہوتے ہیں فقیر بادشاہ بھی ہوئے ہیں، فقیروں کے جاہ و جلال بھی ہوئے ہیں، فقیر بہت بڑے زمیندار بھی ہوتے ہیں، بہت بڑے شاہکار بھی ہوتے ہیں، فقیر اعلیٰ عہدے پر بھی فائز رہے ہیں، اپنے وقت میں قاضی بھی رہے ہیں، فقیر کی آزمائشیں بھی بہت ہوتی ہیں لیکن کٹھن راستے مصیبت و مشکلات یہ دونوں چیزیں عام انسان کے پاس تو ہیں لیکن فقیری میں یہ سب چیز تو ہونگی لیکن اس کے اور دوسرے کٹھن راستے بھی ہیں۔ جتنی ایک عام انسان کی ظاہری مشکلات ہیں اُتنے ہی ایک فقیر کے ظاہری کٹھن راستے ہوتے ہیں فقیر کے اندر کے بھی اتنے ہی کٹھن راستے ہیں یعنی کہ نفس کی جنگ ہوتی ہے فقیر کو یہ سارے راستے پار کرنے ہوتے ہیں باہر کے راستے تو ہوتے ہیں اس لیے ڈبل کٹھن راستے ہوتے ہیں فقیر کے لیے تبھی تو لکھا ہے کہ فقیری سے تُو توبہ کر، جیسے انسان تھوڑی سی تکلیف برداشت کر کے خود کو فقیر سمجھنے لگتا ہے ایسے فقیر بھی میں نے دیکھے ہیں بس تو بہ کر تم تو فقیر کے ناخن جتنی بھی تکلیف نہیں سہہ سکتے اگر باہر کی پریشانیاں آئیں گی تو اندر کی مشکلات کو نہیں سہہ سکتے اور جو اگر اندر کی آئے تو باہر کی کون سہے۔

Marfat.com

قول: منسلک ہو کر تب توں موافق ہوگا تیرے ہی مفاد میں ہوگا
موقع یہ ایک ہے تیرے پاس زندگی کی کوئی گوٹی کھیلنے کی ادھر کر یا اُدھر

تشریح: اس شعر میں شاعر صاحب فرمارہے ہیں منسلک یعنی کسی سے جوڑلے مرشد سے جوڑلے پھر ہی تیرے موافق ہو گیا تجھے راس آئے گی فائدہ ہوگا اور منسلک ہونے کے بعد تو کسی کو موافق آئے گا۔ جیسے اب تم نے دوائی کھائی اور الٹی آگئی تو یہ تمہیں موافق نہیں آئی لیکن جب توں منسلک ہوگا کسی کے ساتھ جب یہ قول وہ سمجھے گا جو گوٹی کھیلتا ہوگا۔ آپ لوگ لڈو گیم سے سمجھ لو لڈو میں آپ کے پاس چال تو ایک ہی ہوتی ہے نا تو پھر سوچ سمجھ کر گوٹی چلے کہ یہ گوٹی میری پٹے گی یا یہ آگے پٹے گی اگر آگے رکھ دوں تو اس کا پھنکا آجائے گا، کانا آجائے گا تو تم وہ چال چلو گے جس سے تیری گوٹی بچ جائے تو موقع تیری زندگی کا تمہیں ایک ہی بار مل رہا ہے اب تیری مرضی ہے کہ گوٹی اِدھر کی کھیل یا اُدھر کی، یا گوٹی پٹوادو تم یا اپنی گوٹی بچا کر یہاں بھی جیت اور وہاں بھی جیت۔ یہ دین اور دنیا کی بات کی گئی ہے تیرے پاس تیری زندگی کی گوٹی ہے ایک دفعہ ملی ہے بار بار چال نہیں ملے گی یہ اس تشریح میں ہمیں سمجھانے کی لیے لڈو کی مثال دی گئی ہے لیکن یہ لڈو کی مثال نہیں ہے ایک کھیل لڈو ایسی ہوتی ہے کہ اس میں ایک ہی چال ملتی ہے، اُس میں پھر گوٹی اِدھر یا اُدھر جیسے کرکٹ میں ٹاس ہوتا ہے وہ ایک ہی دفعہ ہوتا ہے تو اس طرح سے بہت سے ایسے کھیل ہوتے ہیں جس میں ایک ہی چال ملتی ہے یہ بڑا سوچ سمجھ کر کھیلنا پڑتا ہے جو اوپر لکھا ہے کہ زندگی کی گوٹی کھیل اس سے مراد یہ ہے کہ سوچ سمجھ کر کھیلنا پڑتا ہے اس دنیا کو بھی دھیان میں رکھو اور اُس دنیا کو بھی دھیان میں رکھو۔

Marfat.com

سلسلہ بھی وسیلا ہے

قول: سلسلہ سے وسیلہ بنتا ہے اور وسیلے سے سلسلے بنتے ہیں
اندر کے راستے اندر ہی ختم ہو جاتے ہیں، باہر کے راستے زمین پر ختم

تشریح: اس شعر میں شاعر صاحب فرمارہے ہیں کہ سلسلہ ایسے ہے جیسے چشتی سلسلہ، نقشبندی سلسلہ، خاندانی سلسلہ ہے، بادشاہی سلسلہ ہے، دنیا کا سلسلہ ہے۔ پھر لکھا ہے سلسلہ سے ہی بنتا ہے وسیلہ، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تیرا مرشد ہے تو وہ تیرے لیے وسیلہ بنیں گے اور تیرا اگر محمد ﷺ سے واسطہ ہے سلسلہ ہے تو وہ تیرے وسیلے بنیں گے۔ مطلب کوئی نہ کوئی تمہیں وسیلہ اختیار کرنا پڑے گا۔ مثال کے طور پر اگر بہت زیادہ طوفان آئے گا تو کسی چیز کا سہارا لینا پڑے گا اور اگر دھوپ ہے تو درخت کے نیچے آنا پڑے گا۔ یہ ساری چھاؤں تیرے وسیلے ہیں جب تک سلسلے اور وسیلے میں داخل نہیں ہو گا تو تیری بقا کیسے ممکن ہے جس کے سلسلے نہیں پھر اس کے وسیلے بھی نہیں ہیں۔ پھر وہ تو گم دماغ نہ اس کے آنے کا پتہ نہ جانے کا، وہ کیا ہے کیا نہیں اور پھر جو لکھا ہے کہ اندر کے راستے اندر ہی ختم ہو جاتے ہیں باہر کے راستے زمین پر ختم ہو جاتے ہیں۔ جو پہلے بھی بتایا تھا کہ فقیر کے باہر کے راستے اور اندر کے راستے بھی ہوتے ہیں باہر کے راستے تو باہر ختم ہو جاتے ہیں وہ تو سب کو نظر بھی آجاتے ہیں لیکن جو اندر کے راستے ہیں وہ بھی اندر ہی ختم ہو جاتے ہیں وہ کسی کو نظر نہیں آتے وہ کوئی بھی انسان نہیں سمجھ سکتا کیونکہ ان راستوں سے گذرنا بھی اسی فقیر کے بس کی بات ہے جو پیدائشی فقیر ہوتے ہیں۔ یہ اندر کے راستے ان کو معلوم ہوتے ہیں کیونکہ یہ ایک خاص رابطے کے دروازے ہیں جو اللہ اور اس کے پیارے بندے کے درمیان کا راز ہے جسے نہ اللہ پاک عیاں ہونے دیتا ہے اور نہ وہ فقیر اللہ کا پیارا بندہ عیاں کرتا ہے وہ اندر کے راستے اندر ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

عشق نام بدنام

قول: آج کی محبت میں جو آگ کہتے ہو عشق کی وہ تو لال لعل ہے
جو تم عشق کا دھنواں تصور کرتے ہو وہ دھول ہے بے یقینی تیری کا

تشریح: اس شعر میں شاعر صاحب فرمارہے ہیں کہ آج کی جو محبت ہے اس کے اندر لال چھپا ہے لال جو کہا گیا ہے شعر میں وہ یہ لال رنگ نہیں ہے وہ جیسے ہیرا ہوتا ہے پہلے وہ لعل پتھر بے شمار قیمتی ہوتا ہے تو پہلے کسی زمانے میں وہ لال پتھر ہی چلتا تھا تو جو آج کی جو محبت ہے وہ لال لالچ ہے، لال ہے وہ کچھ لینے کی بات ہے دینے کی بات نہیں ہے اگر مجازی عشق ہے تو وہ ہوس کا عشق ہے اور دوسری لائن میں لکھا ہے کہ اگر تمہارے عشق کا یہی تصور ہے تو پھر یہ تیرے تصور کا دھنواں ہے کیونکہ عشق تو بڑا پاک نام ہے صاف نام ہے عشق اس کو نہیں کہتے جو تم سمجھے کھڑے ہو اور اگر تم اس کو عشق سمجھ رہے ہو تو یہ عشق نہیں ہے یہ تیرے تصور کا دھنواں ہے۔

انسان خود مشکل پیدا کرتا ہے

قول: ہم تو اب سواری ہی بن کے رہ گئے ہیں، کبھی مہنگائی کا بوجھ ہے سر پر کبھی گناہ کا بوجھ
بچوں کو بے جا چڑھایا ہے سر پر، اب جو دوست میرے ساتھ سوار تھے وہ اب سوار مجھ پر رہے

تشریح: اس شعر میں شاعر فرمارہا ہے کہ اب ہم سوار نہیں ہیں بلکہ خود سواری بن گئے ہیں۔ گاڑی بن گئے ہیں مطلب ہم لادنے والے بن گئے ہیں اب ہم پر سوار ہی رہتا ہے کوئی نہ کوئی۔ ہم اب سب کی سواری بنتے جارہے ہیں اور جن پر میں سواری کرتا تھا اب وہ بھی مجھ پر ہی سوار ہو گئے ہیں۔ ایک مہنگائی سوار، پھر بچوں کی سواری، گناہ کی بھی سواری۔ مطلب خود پر ان کو سوار کرنے کے لیے گناہ بھی کر رہا ہوں گا، بچوں کو بے جا جو چڑھایا ہے ان کی بے جا خواہش پوری کروں۔ اب میں سواری ہی بن کر رہ گیا ہوں۔ ہر وقت اپنے ہی بچوں کو دلائل دیتا رہتا ہے اپنے باپ ہونے کا اور اپنی مجبوری بیان کرتا رہتا ہے، مجھے خرچہ دینے کی مجبوری بتاتا رہتا ہے اور اپنی ہی اولاد سے ڈرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

بچوں کی تربیت کا ایک نظریہ

ایک بار ایک بچے نے اپنے پاپا سے Mac Book کی فرمائش کی جو کہ تقریباً پچاسی ہزار کی مارکیٹ میں مل رہی تھی، جو کہ اس بچے کے والد کے لیے کوئی بڑی بات نہیں تھی لیکن پھر بھی اس نے اپنے بیٹے کو سمجھایا کہ بیٹا اگر میں چاہوں تو تمہاری یہ خواہش پوری کر سکتا ہوں لیکن اس فضول خرچی سے اللہ پاک کے دربار میں میری پکڑ ہوگی میں جواب دہ ہونگا ہر اس فضول خرچی کا جو تم لوگ کروگے۔ اب جو ایک ہفتہ پہلے تم لوگ لاہور گھوم کر آئے ہو اس میں کتنا خرچہ ہوا، تم لوگوں کو معلوم ہے پھر حساب لگا کر بتایا کہ پانچ لاکھ۔ پھر انہوں نے سمجھایا کہ دیکھو بیٹا میں نے اس گھمانے میں تم لوگوں کی خواہشات پوری کر دی ہے اب تمہاری فرمائش یہ میک بُک کی ہے تمہاری بہن کہے مجھے گھر کا فرنیچر لے کر دیں، تمہاری بھائیوں کی یہ فرمائشیں یہ سارے حساب لگا کر پانچ لاکھ سے کم کا خرچہ آتا ہے لیکن میں نے تم لوگوں کو گھومنے بھیج دیا اب یا تو تم لوگ گھوم لو یا پھر سب کی خواہش پوری کروالو۔ ہمارے گھر کے استعمال کے بجٹ کے حساب سے کوئی ایک کام ہو سکتا ہے میں نے تم لوگوں کو اجتماعی خوشی دی تاکہ تم لوگ گھوم کر آؤ تم تو لوگوں کو خوشی بھی ہو اور تمہارے دماغ بھی فریش ہوں، اللہ کی قدرت اللہ کے نظارے دیکھ کر اور بیٹا ضروریات پوری کرنے کے لیے فضول خرچی ضروری نہیں ہے، آپ کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ آپ گھر میں موجود لیپ ٹاپ سے بھی پوری کر سکتے ہو، مثال اب تمہیں اگر پیاس لگی ہے تو تم اگر سونے کے گلاس میں پانی پیو گے تو کیا پیاس تبھی بجھے گی، کیا اسٹیل کے گلاس میں پانی پینے سے نہیں بجھے گی، ایسی تو بات نہیں ہے نہ جو پانی اسٹیل کے گلاس میں پی کر پیاس بجھ رہی ہے وہی سونے کے گلاس میں بھی، پھر سونے کا گلاس تو فضول خرچی ہوئی، کیونکہ آپ کی غرض پیاس ہے گلاس نہیں سمجھے؟ اور بیٹا انسان کو ہمیشہ اپنی ضروریات کو اپنی قابلیت کو دیکھ کر پوری کرنی چاہیے ایسے تھوڑی ہے کہ اگر تم اچھے گھرانے میں پیدا ہو گئے ہو تو محنت کو بھول جاؤ۔ یہ سوچو کہ جو ہمارے گھر میں بچہ کام کرتا ہے اس کو کتنی تنخواہ ملتی ہے تو اس بچے نے بتایا کہ اُس کو تو پانچ ہزار تنخواہ ملتی ہے پھر پاپا نے کہا کہ بیٹا تو سوچو کہ وہ تین سال کمائے اور پھر ایک میک بُک خریدے اور اگر میک بُک خریدے تو خود بھی بھوکا رہے اور اپنے گھر والوں کو بھی بھوکا رکھے اور جو ہر سال کے ہر مہینے میں جو تیس دن اور ہر دن وہ جتنی بار جھاڑو پوچا اور بھاگ دوڑ کر کام کرے ڈانٹ سنے اُتنی محنت کروا تی قربانیوں کے بعد وہ Mac Book کمپیوٹر خریدے گا۔ تم ایسا کیا کرتے ہو جو

Marfat.com

تمہیں میک بک کمپیوٹر دیا جائے اب تیری مرضی ہے اگر تم اپنے پاپا کو سزا دلوا کر میک بک لینا چاہتے ہو تو لے لو یہ تم پر ہے۔

یہ کوئی افسانہ نہیں ہے یہ میرے پاپا کے حقائق ہیں، عملی زندگی ہے جو میرے پاپا ہمیں ان طریقوں سے سمجھا کر ہمیں صحیح اور غلط کا فرق سمجھاتے ہیں، اِن طریقوں سے ہمارے دل میں اوروں کے لیے محبت اور درد ڈال کر ہمارے دل اتنے گداز رکھے ہیں کہ جس سے ہمارے پاس اللہ پاک کے کرم سے سب کچھ موجود ہونے کے باوجود ہم خود کو برتر محسوس نہیں کرتے جو کہ بڑے ہونے کے ساتھ میں نے دوسرے لوگوں میں بہت سی تعداد میں دیکھا۔ میرا اپنا مشاہدہ ہے اور انسان کے اندر انسانیت کا درد ہونا ہی انسان ہونے کا ثبوت ہے اور انسان کے اندر دوسرے انسانوں کی محبت اور دوسرے انسانوں کا درد ہی اللہ کی طرف جانے کا راستہ ہے۔ یہ سب میں نے اس لیے لکھا ہے کہ بچوں کی تربیت میں ایسی مثالیں ایسے سمجھانے کے طریقے رکھنے چاہیے جن سے وہ صحیح غلط کا خود فرق معلوم کر سکیں ان میں چیز کا شعور موجود ہو اور فضول خرچی اور محنت کی چیز کے ذائقے کا تصور بھی ان کے خیال میں ہونا چاہیے تاکہ وہ بوجھ اٹھانا سیکھیں نہ کہ بوجھ بننا یا اتارنا، کسی اور پر زیادہ کام کرنے کا بھروسہ رکھے جبکہ خود کاہل ہو۔

مثال: اگر بچہ ماں باپ سے کسی بھی کھلونے کا تقاضہ کرے اور کھلونا اگر مہنگا ہو تو باپ یا ماں بچے کی خواہش اور ضد پوری کرنے کے لیے سو دو سو روپے یا اس سے کم کا کھلونا خرید کر دینگے۔ بچہ اگر ماچس لینے کا کہے تو ماں باپ اسے ماچس خرید کر نہیں دیتے۔

بچوں پر فضول خرچ کرنا دو گناہ ہیں ایک بچوں کی دل آزاری ہوتی ہے دوسرا فضول خرچ پر اللہ ماں باپ سے ہی حساب لے گا، ماں باپ جتنا کسی اور کام کے لیے اپنی اولاد کو سکھاتے ہیں ایسے فضول خرچی سے سبق آموز کہانی قصے سنا سنا کر فضول نہ کرنے پر عمل سے کوشش کریں نہ کہ بھرم بازی میں خود کو اور معاشرے کو تباہ کرے۔

دنیا کے درد دراڑیں پڑ جاتے کبھی کبھی دل بھی اُجڑ جائے، لیکن فقیر اس غم پر از جائے پھر دیکھ اڑ جاتے

عبادت سے آباد ہو جائے دل کی دنیا پھر نہ ڈرے دراڑ سے اُلٹے ڈر کے دے دراڑ کو

Marfat.com

لیڈر

امام کا کام

حضرت امام مالک سے وقت کے بادشاہ نے ایک فتویٰ کے بارے میں بحث کی۔ بحث و مباحثہ کے بعد بادشاہ نے امام مالک کو جیل کے حوالے کر دیا۔ بحث کا موضوع تھا کہ قرآن پاک صرف کتاب ہے۔ بادشاہ نے بڑے دلائل دیے، بادشاہ نے اپنے دلائل میں کہا کہ قرآن ایک مخلوق ہے الفاظ بھی مخلوق ہے اور قرآن کو چھوا جا سکتا ہے تو یہ مخلوق ہے خالق نہیں۔ حضرت امام مالک نے فرمایا کہ یہ ضرور مخلوق ہی ہے لیکن جب قرآن پڑھا جائے تو قرآن کے لفظ منہ سے نکلیں گے تو اس وقت انسان اللہ سے اپنے خالق سے روبرو بات کر رہا ہوتا ہے۔ قرآن کی تلاوت کرتے وقت خالق ہے اور اگر قرآن پاک رکھا ہوا ہے یا چھاپا گیا ہے تو اس وقت مخلوق ہے۔ اگر پڑھا جائے اللہ کا کلام تو خالقی ہے اللہ کی زبان ہے۔ بادشاہ نے حضرت امام مالک سے اسی بات پر مناظرہ کیا، حضرت امام مالک اپنی بات پر قائم رہے۔ بادشاہ نے حضرت امام مالک کو جیل میں ڈلوا دیا اور کوڑے مارنے کا حکم دے دیا، حضرت امام مالک اپنے فتویٰ کی وجہ سے جیل میں مایوس تھے کہ تھوڑی دیر میں کوڑے لگیں گے۔ اسی دورانیہ جیل میں پہلے سے ایک ڈاکو موجود تھا اُس نے امام مالک کو آکر کہا کہ اے امام مالک آپ ہمارے مسلمانوں کے امام ہیں اس لیے آپ بادشاہ کے کوڑے سے نہ ڈرنا یہ کوڑے مجھے بھی صرف ڈاکہ مارنے پر لگے ہیں لیکن میں نے ڈاکہ مارنا قبول نہ کیا آپ تو امام ہیں، اگر آپ نے کوڑے لگنے کے ڈر سے بادشاہ کی بات کو مان لیا تو امت مسلمہ کا کیا ہوگا؟ میں نے تو کوڑے سہہ کر صرف اپنی عزت بچائی ہے میں تو اکیلا تھا اگر کوڑے کے ڈر سے مان لیتا تو صرف مجھ ایک کی عزت کو نقصان ہوتا لیکن تیرے پیچھے حضرت محمدؐ کا دین ہے اور آپ کا فرض ہے کوڑے سہہ کر اسلام بچاؤ، امام مالک نے ایسا ہی کیا کوڑے کھاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ڈاکو والی نصیحت نے کام کر دیا اور آج تک دنیا میں امام مالک کا نام ہے۔ اس پورے واقع سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ لیڈر، مرشد، رہبر، امام، وڈیرا، سربراہ، چیئرمین یا کسی فرم یا کمیٹی کا بڑا عہدیدار ہو تو وہ اپنے عہدہ کا بھرم رکھتے ہوئے سچ پر مرنے کو ترجیح دے نا کہ سیاسی مصلحت یا دوستی یا مفاد یا رشوت یا رشتے داری میں اپنے عہدے سے ہٹ کر کام کرے یا فرض سے کوتاہی کرے یا ڈر کر دباؤ میں آکر اپنے لقب شان کی قربانی دے مال کی بھی اور جان کی بھی اور رشتے کی بھی۔

Marfat.com

خود کی ذمہ داری

میرے پاپا (راؤ محمد شاکر نمانو) کے پاس ایک بندہ آیا وہ ہمیشہ میرے پاپا کو کہتے رہتے ہیں کہ تم نے یہ صحیح نہیں کیا، تم یہ کیوں نہیں کرتے تم وہ کیوں نہیں کرتے، تم یہ کر سکتے ہو، تمہاری اتنی پاور ہے، تم یہ کرو وغیرہ وغیرہ۔ میرے پاپا نے انہیں سمجھایا کہ جو انسان جس جگہ کا بڑا ہوتا ہے وہاں کا سربراہ ہوتا ہے، اُس پر ہی سب کی ساری ذمہ داری ہوتی ہے صرف وہ ہی انسان سب کچھ کر سکتا ہے جو اس جگہ پر ہو مطلب جس پر ساری ذمہ داریاں ہوں۔ انسان جو بھی سوچتا ہے اب اس میں اگر کوئی آکر یہ کہے کہ یہ کردو وہ کرلو تو وہ دوسرا آدمی ہماری بات نہیں سمجھ سکتا جو وہ خود سمجھ سکتا ہے۔ میرے پاپا نے انہیں مثال دیتے ہوئے کہا کہ جیسے آپ یہاں تو بلکل آرام سے رہتے ہیں سکھر میں بالکل Relax ہوتے ہیں لیکن جیسے ہی آپ اپنے گھر جاتے ہیں وہاں جا کر اپنے گھر میں پاؤں رکھتے ہی ذمہ داریوں کے بوجھ سے جھک جاتے ہیں۔ کیونکہ آپ کے بیوی بچوں اور آپ کے گھر کے سارے افراد کی ذمہ داریاں آپ پر آجاتی ہیں، اب وہاں آپ جو بھی کریں گے وہ آپ کو ہی پتہ ہوگا کہ کیسے کرنا ہے کیوں کرنا ہے اس کے کتنے فائدے ہیں۔ اگر میں وہاں آکر آپ کے کسی کام کو غلط کہہ کر صحیح کر کے بتاؤں گا تو میں بالکل غلط ہوں گا اس کے بارے میں اور جو آپ کرو گے بالکل ٹھیک کرو گے وہاں پر۔ کیوں کہ آپ پر ساری ذمہ داریاں ہونگی وہاں آپ کا دماغ تیز چلے گا ایسے ہی یہاں جو بھی میں کرتا ہوں وہ مجھے پتہ ہے کہ ان سب کاموں کی کیا کیا وجوہات ہیں۔ اور ان سے کیسے Deal کرنا ہے آپ وہ سب نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ جو جہاں کا سربراہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے جس کی ڈیوٹی یا جس کو جو ذمہ داری دی ہے تو صرف وہ ہی انسان وہاں کے ہر زاویے کو سمجھ سکتا ہے اور جو جہاں جس جگہ پر ہر کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہی وہاں کے کام کے داؤ پیچ کی سمجھ عطا کرتے ہیں کسی اور کو نہیں، تمھاری نظر میں بے شک میں غلط کر رہا ہوں، کیونکہ وہ آپ کی سمجھ ہے جس کو عمل کی گہرائی نہیں صرف عمل نظر آرہا ہے، لیکن مجھے اپنے کام کا عمل بھی، عمل کی گہرائی بھی اور عمل کے بعد کے نتائج اور فائدے سب نظر آرہے ہیں۔ اگر میں آپ کے پاس آکر آپ کی ذمہ داریوں کو دیکھ کر مشورہ دونگا تو ایسے ہی میں غلط ہونگا اور تم صحیح ہوگے کیونکہ وہ آپ کی ذمے داریاں ہیں جس کا مجھ سے زیادہ تمھیں پتہ ہے۔ اس کا ثبوت ہمیشہ تو آپ کو ملتا ہے میرے ہر کام کا نتیجہ آنے سے پہلے آپ سب کو وہ غلط لگتا ہے کیونکہ جو حکمت عملی میں استعمال کرتا ہوں اس سے تم انجان ہوتے ہو لیکن نتیجہ آنے کے بعد مان جاتے ہو کہ سائیں آپ ٹھیک تھے۔ اب ہمیشہ نتیجہ سے پہلے حکمت عملی بتانے کی نہیں ہوتی ہے اور نہ میں ہمیشہ انتظار کرنے کے لیے سمجھا سکتا ہوں اس لیے میں یہ جو کام کر رہا ہوں اس میں میری دوراندیشی ہے جو کہ آپ ابھی نہیں سمجھ سکتے کیونکہ یہ میری ذمہ داری کی جگہ ہے۔

Marfat.com

پیسے کو استعمال کر لینا بڑا فن ہے

پیسے کو استعمال کرنے کا فن دنیا میں نمایاں کرنے کے لیے ہمیں اکنامکس، کامرس، میتھ میٹکس calculation کے فارمولے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور دنیا کی مخلوق کی خدمت کرنا جن لوگوں کا مقصد حیات ہوتا ہے اُنکی اس عادت کو ہی پیسے کا صحیح استعمال کرنا کہتے ہیں اور جب پیسے کا صحیح استعمال ہوتا ہے تو پھر پیسہ اپنی ہی طرف ایسے بہتا ہے جیسے پانی زمین کی نچلی سطح پر خود بخود بہہ کر چلا آتا ہے۔ پیسے کا صحیح استعمال ایسے ہے جیسے چھت پر بارش کے پانی کے نکاس کے لیے پرنالہ لگایا جاتا ہے کہ پانی اس کے ذریعے چھت سے نکلتا رہتا ہے اور چھت کو نقصان بھی نہیں ہوتا، اور اگر نکاسی نہیں کی جائے گی تو چھت کا نقصان ہوگا اور چھت ٹپکنے لگے گی یا کمزور ہو جائے گی اور پھر ایک دن وہ چھت دھڑام سے گر جائے گی۔ اور ایسے ہی پیسے کو بھی زیادہ روک لینا یا ذخیرہ کرنا فرعونیت ہے وہ جمع شُدہ پیسہ بارش کے پانی کی مانند ہے جو اکٹھا ہونے کی وجہ سے دھڑام سے گرا دے گا اور بقایہ پیچھے جمع ہوئی دولت کو لوگ ہمارے مرنے کے بعد ایسے کھا جائیں گے جیسے مرنے کے بعد کُتے کیڑے مکوڑے ماس کو چیر پھاڑ کر کے کھا جاتے ہیں۔ اور ہڈیاں بھی چاٹ چاٹ کر ختم کر دیتے ہیں۔ پیسوں کا ذخیرہ کرنے والا پیسے کو ہی اپنا دین ایمان سمجھتا ہے، اس کا اللہ پر کوئی یقین نہیں ہوتا کیوں کہ وہ اپنے مشکل ٹائم کے لیے پیسے کو اپنا ساتھی بناتا ہے اور اللہ پر کوئی توکل نہیں رکھتا، چاہے وہ کوئی بھی انسان ہو، اور اگر کسی انسان کو پیسہ استعمال کرنے کے اس راز کا پتہ چل جائے اور اللہ یہ صلاحیت انسان کو عطا کر دے تو اس کا پہلا ظاہر ہونا یہ ہے کہ جہاں ایک روپیہ عام آدمی خرچ کرتا ہے وہ وہاں 10 روپے خرچ کرے گا اور عام لوگوں کی نظر میں فضول خرچ یا کم عقل سمجھا جائے گا اور ایک جگہ عام آدمی خوشی سے سو روپے خرچ کرتے ہیں تو یہ شخص ایک روپیہ بھی وہاں خرچ کرنے سے گُریز کرے گا۔ کہیں مفت والی چیز کے کئی گُنا زیادہ رقم دے کر بے وقوف کہلائے گا اور کہیں چند روپے کے عیوض اپنے لیے مسئلے مسائل کھڑے کر دے گا۔ لیکن ان مسائل کے باوجود جس کو پیسے کا صحیح استعمال کا علم ہو گا وہ ہمیشہ ثابت قدم رہے گا۔ ہندو مذہب میں پیسہ دھن کو لکشمی دیوی بھی کہتے ہیں اور لکشمی کی پوجا بھی کی جاتی ہے۔ ایک بہت بڑے اکنامسٹ پروفیسر فلاسفر نے لکھا ہے کہ پیسے میں تین عدد خصوصیات اللہ جیسی ہیں۔

(۱) (فوراً فائدہ پہنچاتا ہے) مثال کے طور پر اگر کسی کے پیٹ میں درد ہے تو اللہ دعا سے درد کو ٹھیک کر دے گا۔ جبکہ ڈاکٹر کو پیسہ دیکر درد ٹھیک ہو جائے گا۔

(۲) (بخت) نصیب کی طرف پیسہ ایسے کھنچا آتا ہے جیسے غیر ضروری بارش سمندر پر برسے، اور ریگستان پیاسہ رہے۔ اس لیے اس مثال کو ایسے لکھا ہے کہ پیسہ حرف عام میں کہتا ہے کہ بھرتے کو بھرنا، یعنی سمندر میں پہلے ہی پانی ہے پھر بھی سمندر پر بارش کا برسنا، جبکہ ریگستان میں اب بھی پانی کی کمی ہے۔ پیسہ بھی ایسے ہی ہے جس کے پاس ہے تو وہ امیر سے امیر ترین ہوتا جاتا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ ہر کسی کو نوازتا ہے وہ چاہے کافر ہو، مسلمان ہو، عیسائی ہو، ہندو ہو، نعوذ باللہ اللہ کے مخالف بات کرنے والا ہو، اللہ تعالیٰ ان سب کو رزق دیتا ہے اِن میں کالا، پیلا کوئی بھی ہو وہ سب کو عطا کرتا ہے، ایسے ہی پیسہ بھی نہ کنجوس کو دیکھتا ہے، نہ فضول خرچ کو، نہ بیمار کو، نہ امیر کو، نہ غریب کو، نہ کالے کو، نہ بھورے کو، بس جس کے پاس ہے اُس کے پاس آتا ہی رہتا ہے اور یہ خاصیتیں ہیں پیسے کی۔

Marfat.com

بات سوچنے کا طریقہ

خود کار صلاحیت

اللہ تعالیٰ یہ خصوصیت بھی کسی کسی کو عطا کرتا ہے کہ وہ کروڑوں کی بات صرف ایک پیسہ کے کاغذ پر اتار دے، انسان جب بھی کوئی بات طے کرے تو وہ بات نوٹ کر لے، انسان کی سوچ تو یہ ہے کہ مجھے یاد رہ جائے گی لیکن وہ چھوٹی بات یاد کرنے کے لیے اُس کے اپنے دماغ کی دہی ہو جائے گی اور ذہن پر الگ بے اختیاری والے معاملے شروع ہو جائیں گے اور بار بار اس چھوٹے کام کو یاد کرنے کی کوشش کرتے کرتے بڑی بات بھول جائے گا اور ایسا عمل زیادہ دن کرنے سے بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے اور اکثر وہ جھنجھلاہٹ کا شکار رہتا ہے اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک سگریٹ کے ڈبے میں سلیقے اور ترتیب سے سگریٹ رکھے ہوتے ہیں اگر اُس ڈبے میں ایک زیادہ سگریٹ ڈالیں گے تو ڈبے میں پہلے سے پڑی ہوئی ترتیب سے سگریٹ بکھر جائیں گی اور ترتیب بگڑ جائے گی یا دوسری مثال جیومیٹری بکس میں کمپنی کی طرف سے پہلے سے اس میں پینسل اور زاویے اور مستطیل ربڑ اور پرکار اس بکس کے اندر سیٹ اور ترتیب ہوئی ہوتی ہے اور اگر دوسری چیزیں ڈالیں گے تو وہ جیومیٹری باکس بند نہ ہو سکے گی اور اس کو استعمال کریں گے تو الجھن کا شکار ہو جائیں گے یا تو اس بکس میں سے کوئی چیز نکالو یا اس طرح دوسری چیز اس میں نہ ڈالو ورنہ ترتیب بگڑے گی۔ ایسے ہی دماغِ انسانی ہے، دماغی بکس کے اندر سے کچھ نکالو گے تو ہی اس دماغ میں کوئی نئی چیز ڈالیں گے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسری عقل و حکمت والی چیز آئے گی اس لیے کسی بھی بات کا ذہن میں حل آئے اُسے نوٹ کر لو۔ ایک پیسہ کے کاغذ پر کروڑوں روپے کی بات یاد اور اس کا تحفظ برقرار رہے گا اور اگر ایک چھوٹی بات دو پیسہ کے کاغذ پر نہیں اُتارو گے تو وہ کروڑوں روپے کی حکمت کو دماغ میں نہیں آنے دے گی۔

دیتا تیرے دماغ میں وہ علم اگر تو بھی کسی کو دے گا شاکر وہ تجھے
ورنہ جمع علم تیرے مغز میں بدبو سے دنیا ہی کو بدبو پھیلا دو گے

Marfat.com

بمطابق موقع

میرے پاپا سے ان کے ایک دوست نے کہا کہ سر آپ کو اب اپنے دشمنوں کے ساتھ صلح کرنی چاہیے۔ جیسے حضور پاکؐ نے کی تھی۔ پھر فتح حاصل کی تو ایسے آپ بھی صلح حدیبیہ کی طرح ان سے صلح کریں۔ آپ کو بھی فتح ہو گی۔ وہ صلح حدیبیہ کا قصّہ سنانے لگا اور اُس وقت کی بات کرنے لگا۔ پاپا نے اُسے کہا کہ اُس وقت حضور پاکؐ نے مسلمانوں کے لیے کفّار کے خلاف صلح حدیبیہ کیا تھا لیکن قرآن اور حدیث، واقعات بمطابق موقع عمل کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ ابھی اگر جو موقع ہے جو حالات ہیں اس موقع کے مطابق میں صلح حدیبیہ کروں گا تو وہ مسلمان اور ہم کافر ہونگے۔ اب اِس وقت اُنہیں صلح حدیبیہ کرنی چاہیے۔ ہر چیز ہر جگہ پر نہیں جچتی ہر کام میں انتظامی معمور کے اصول لاگو ہوتے ہیں۔ بمطابق موقع بھی اُن کو غور میں رکھنا چاہیے جیسے یہ اُوپر دی گئی ذاتی مثال ہے، ایسے ہر جگہ ہر چیز کو نہیں آزمایا جا سکتا۔ ہر وقت کے دور میں سماج بدل جاتے ہیں اور ان کے مزاج بدل جاتے ہیں، شکل وہی انسان کی رہتی ہے، لیکن پہلے کے انسان 40 فٹ پھر 30 فٹ پھر 20 فٹ پھر 15 فٹ اب چونکہ عام انسان کا قد پانچ چھ فٹ کے درمیان ہوتا ہے۔ پہلے عمر 900 سال ہوتی تھی اب پاکستان میں تقریباً پچاس سال اوسط عمر ہے زبان، رہن سہن، سہولت میں فرق تھا اور ہے، اور آئندہ رہے گا، مثال کے طور پر حدیث و قرآن انسان کے لیے مشعل راہ ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ انسان کو اپنے حالات بدلنا چاہیے، خود ہمارے نبی پاک حضرت محمد ﷺ نے فرمایا انسان وقت کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بدلے لیکن ایمان کے ساتھ بدلے۔

Marfat.com

بھاری الفاظ کی تاثیر

کامیاب زندگی کے 365 اصول کی کتاب میں اصول نمبر 261 میں لکھا ہے کہ:

بڑے الفاظ کے استعمال کے لیے بہترین جگہ ایک کراس ورڈ پزل (ٹکراتے ہوئے لفظوں والا معمہ) میں ہی ہو سکتی ہے بڑے بڑے الفاظ عام طور پر اپنا مفہوم صحیح طور پر واضح نہیں کرتے اور اس سے آپ کی ذھنی پزیرائی میں کمی واقع ہو گی۔

میں نے پاپا سے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ پاپا نے بتایا کہ اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی بھاری لفظ یا کوئی تیکھے لفظ ہوں جن میں وزن ہو جب آپ استعمال کریں گے تو اس کے بعد کراس کر جاؤ اگر آپ وہیں کھڑے رہیں گے تو اس لفظ کی Value کم ہو جائے گی۔ جب کسی کے اندر بات پہنچانی ہو تو صرف لفظ لکھ کر دیں ان ورکرز کیلئے کافی ہے۔ اس لفظ کے کہنے کے بعد اگر سامنے والا اس کا جواب دے گا تو اس لفظ کی Value کم ہو جائیگی۔ مثال کے طور پر آپ کسی کے پاس جائیں آپ اس کو کوئی بھاری الفاظ یا بات کہہ کر کراس کر کے چلے جائیں۔ اس کی Justification نہ سنیں۔ تاکہ ان الفاظ کے اثرات اس پر اثر انداز ہوں۔ وہ الفاظ اس کے ارد گرد گھومتے رہیں گے وہ اس الفاظ کے خیال میں ہی رہے گا۔ اور اس پر بھاری لفظ کا اثر ہو جائے گا۔ پھر میں نے پاپا کی بات سمجھتے ہوئے پاپا کو یاد دلوایا کہ پاپا جیسے آپ مون (میرا چھوٹا بھائی) کو ایک بندے سے ڈیل کرنا سکھا رہے تھے تب آپ نے کہا تھا کہ یہ وزنی بات کہہ کر دوبارہ اس سے نہ ملنا، اس کی بات نہ سننا، جسٹیفکیشن نہ سننا پھر وہ بندہ بلکل صحیح ہو جائے گا ٹائم پر آیا کرے گا تو اُس وقت میرے پاپا مون کو بھاری الفاظ کا استعمال کرنا سکھا رہے تھے۔

خیال

اللہ تعالٰی نے ہمیں پیدا کیا بھلائی کے لیے، تو آپ لوگوں سے بھلائی کرتے رہو چاہے جتنے دکھ، تکلیفیں ملیں۔ اگر خود کے لیے کرو گے تو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر اللہ کے لئے کرو گے تو سب کچھ ملے گا۔ غلطی اور بھلائی کو الگ الگ دیکھو۔ بھلائی ایک الگ چیز ہے، غلطی ایک الگ چیز ہے۔ اگر آپ کے ذمہ کوئی کام لگایا جائے اور آپ اس کو پورے دھیان سے نہیں کریں گے تو آپ کی اس غلطی سے بڑا نقصان ہو جائے گا۔ آپ کی بھلائی کی حقیقت اُس نقصان کے سامنے کچھ نہیں ہو گی۔ آپ کو صرف ڈانٹ کر معاف کر دیں تو بتائیں بھلائی آپ نے کی یا ہم نے کی۔ (فرض سے کوتاہی بے وفائی سے کم نہیں) یہ کس کی کہاوت ہے۔ مطلب چاہے کام کیسا بھی ہو جب تک اس میں دھیان نہ لگاؤ گے تب تک تمھاری مخلصی ظاہر نہ ہو گی، کچھ لوگ کسی کے ساتھ بھلائی کرنے کے بعد سوچتے ہیں کہ اب دوسرا شخص ہماری بھلائی کے احسانوں تلے ہے اور اب ہم چاہے کچھ بھی غلطی کریں معاف کر دی جائے گی یا نظر انداز کر دی جائے گی لیکن ایسا نہیں ہے ایسا سوچنے والے لوگ مخلص نہیں ہوتے۔ بھلائی اللہ کے لیے کرنی چاہیے اُس مالک سے اجر کی توقع رکھنی چاہیے کیونکہ جو انسان بھلائی کرنے پر آپ کی عزت و محبت کر سکتا ہے تو وہی انسان آپ کی غلطی کے بعد آپ کو ڈانٹ بھی سکتا ہے یہی اس کا فرض ہے۔

Marfat.com

دوستی کا رشتہ

انسان کی دُنیا میں آنکھ کھُلتے ہی بہت کُچھ بدل جاتا ہے، مذہب اور زبان کے ساتھ ساتھ بہت سارے رشتے بھی اُس سے مُنسلک ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں قدم رکھتے ہی وہ کسی کی بیٹی / بیٹا بن جاتا ہے تو کسی کی بہن / بھائی بھی بن جاتا ہے اور خاندان سے جُڑے سارے رشتوں کا تاج اُس کے سر پر پہنایا جاتا ہے۔ یہ رشتے اُس کے مرنے تک اُس کے ساتھ چلیں گے۔ اُن رشتوں کے تاج میں بہت سے ایسے رشتے بھی ہیں جن کے موتی اُس تاج میں نہیں لگے ہوئے ہوتے وہ رشتے میراث میں ملنے والے رشتوں سے بہت مختلف ہیں، اُن رشتوں کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں دوبارہ سے اِس دنیا میں آنا نہیں پڑتا بلکہ سچائی اور کڑی محنت کے بعد وہ رشتے ہمارے رشتوں کے تاج کے باقی موتی بن کر ہمیشہ کیلئے پیوست ہو جاتے ہیں۔ جب یہ پتہ چلے کہ دوست، دوست کا مخالف بن گیا ہے تو پہلا دوست اُس اپنے دوسرے دوست کے بارے میں غلط نہ سوچے، اگر غلطی دوست کی جانب سے ہے تو اُس کو بتائے اور اگر معاملہ حل ہو سکتا ہے تو آپس میں معاملہ حل کریں۔ مگر اس دوست کو بتائے بغیر اس معاملہ کا علاج شروع نہ کیا جائے اور یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اِس وقت جذبات سے بات کرنے میں کتنا نقصان ہو گا، اور بات شروع نہ کرنے سے کتنا نقصان ہو گا، ان دونوں باتوں کا حساب کرنے کے بعد سوچے کہ نفع اور نقصان معاشرے کا کتنا ہو گا، اور معاشرے پر کتنا اثر انداز ہو گا، اور خود پر اور اگلے بندے پر اسکا نفسیاتی اثر کتنا ہو گا، اور دوسری بات یہ بھی دھیان میں رکھنی چاہیے کہ وقت کے انتظار اور جلدی میں کہیں ایمانداری کو تو نقصان نہیں پہنچ رہا اور ان دونوں فیصلوں پر اگلی پارٹی کے بچوں اور رشتے داروں پر کیا اثر ہو گا، اور تمہارے بچوں اور رشتے داروں پر کیا اثر ہو گا اور اس کام اور سوچنے میں جب تک اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر نہیں سمجھے گا اور خاص طور پر مرشد کے دیے ہوئے ذکر کو سامنے نہیں رکھے گا تو اسکی سوچ میں بہتری نہیں آئے گی، اور اگر اسکی عبادت بھی کام میں شامل نہیں ہو گی تو بھی ممکن یہ کام نہیں ہو گا۔

....

وفا وفا نام سُن کر بیزار ہوئے ہم
نہ ملی اگر ہمیں کیا ناکام ہوئے ہم

Marfat.com

انسان کے مزاج کے مطابق چلنا

میرے پاپا کہتے ہیں کہ انسان کو ہمیشہ ہر انسان کے مزاج کے مطابق چلنا چاہیے۔ اور وہ خود بھی اس بات پر عمل کرتے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو سب کے ساتھ ان کے مزاج کے مطابق چلنے میں مشکل نہیں ہوتی، تکلیف نہیں آتی، تو انہوں نے کہا آتی ہے مگر برداشت کرنا پڑتا ہے۔ پھر انہوں نے مجھے ایک مثال دی کہ جب ہم سائیکل چلاتے ہیں تو جب وہ سائیکل اُلٹی طرف گرنے جیسی ہوتی ہے تو ہم اپنا رُخ سیدھی طرف کر لیتے ہیں تو ہم تھوڑی دیر تک آگے ڈرتے ہوئے چلتے ہیں پھر جب وہ سیدھی طرف گرنے جیسی ہوتی ہے تو ہم اُلٹی طرف اپنا رخ کر لیتے ہیں۔ اسطرح ہم سائیکل کے مزاج کے مطابق سفر کرتے ہوئے اپنی منزل تک پہنچ جاتے ہیں۔ اگر کوئی سوار سائیکل کے مزاج کے مطابق اسے نہیں چلائے گا تو سائیکل گر جائے گی۔ یہ مثال %90 اوپر دی گئی بات کے مطابق ہے۔ پھر اس بات پر مجھے ایک اور مثال دے کر سمجھایا کہ جب آدمی گھوڑے سواری کرتا ہے تو وہ گھوڑے کی پیٹھ پر بہت اُچھلتا ہے، جب گھوڑا دوڑتا ہے تو جو شخص گھڑ سوار نہیں ہوتا وہ انسان اس گھوڑے کے ساتھ چپکے رہنے کی کوشش کرتا ہے اور انجام کیا ہوتا ہے کہ وہ آدمی گر جاتا ہے، جو اصل گھڑ سوار ہوتا ہے وہ جب سواری کرتا ہے تو جیسے جیسے گھوڑا اُچھلتا ہے تو وہ آدمی بھی یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ اس گھوڑے کی لہروں میں اُڑ رہا ہے۔ جب وہ گھڑ سوار ایسے سواری کرتا ہے تو پھر وہ گھوڑا کتنی بھی تیز دوڑے وہ آدمی گر نہیں سکتا، تو ایسے وہ آدمی جب گھوڑے کے مزاج کے مطابق دوڑے گا تو وہ کبھی نہیں گر سکتا۔ تو اس مثال سے ثابت ہوا کہ کسی اور کے مزاج کے مطابق چلنے سے مشکل تو ہوتی ہے لیکن اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے اس سواری کے مزاج کے مطابق چل کر ہی منزل تک پہنچا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

اکثر کوتاہی کیسے ہوتی ہے

جیسے سیکیورٹی میں انچارج اپنے بندوں کو الرٹ رکھنے کے لیے اپنے اسٹاف کو یہ کہتا ہے کہ حملہ آور آئے گا۔ بار بار کہتا ہے، جب کافی دفعہ کہہ چکا ہوتا ہے اور حملہ آور نہیں آتا تو سب مینجمنٹ کے لوگ بے فکر ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور انچارج بھی سختی نہیں کرتا کیونکہ وہ بہت دفعہ کہہ چکا ہوتا ہے اس لیے وہ دوبارہ کہنے میں شرمندگی محسوس کرتا ہے، کہ کئی دفعہ میں نے یہ کہا ہے کہ حملہ آور اس طرف سے آئیں گے مگر نہیں آتے لیکن انچارج کو پتہ ہوتا ہے کہ وہ آئیں گے اس طرف سے ہی لیکن کہہ کہہ کر تھک چکا ہوتا ہے۔ ایک دن حملہ آور آ کے اپنا کام کر جاتا ہے پھر یہ بات عام ہو جاتی ہے کہ سیکیورٹی کمزور تھی۔

عام مینجمنٹ میں ہوتا ہے کہ M.D یا ایڈمنسٹریٹر اسی طرح ہی اپنے ماتحت کو کہتا رہتا ہے اور پھر تھک جاتا ہے ایک دن وہی ہوتا ہے جو ہونے کا ڈر تھا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جس شخص کی جو بھی ڈیوٹی ہوا سے وہ ڈیوٹی پوری کرنی چاہیے، روزانہ کی بنیاد پر کرنی چاہیے، ہر وقت کرنی چاہیے اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

مصیبت کا بیج

اگر انسان یہ سمجھے کہ مسئلہ اندر کے بجائے باہر سے حل ہو جائے گا تو اس طرح کوئی بھی مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ جیسا کہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ کسی پر غصّہ کا اظہار کرنے سے اس کے اندر سے غصّہ باہر نکل جائے گا تو انسان کی یہ سوچ غلط ہے، اس کی مثال میں اس طرح دیتا ہوں کہ کوئی کسان اگر گندم کی بوری میں سے بیج لے کر زمین پر پھینک دے تو ان ایک ایک دانے سے کئی مُٹھیاں دانے اُگ آئیں گی، ایسے ہی انسان کے اندر کی بوری میں غصّہ بھرا ہوتا ہے تو اگر اس نے کسی پر ایک مُٹھی پھینک دیا تو اس کے بدلے غصّے کی کئی مٹھیاں آپ کے اوپر پڑ جائیں گی۔ یہ مثال ایک حکمت کی مثال ہے یہ صرف جن سے لین دین ہو پڑوسی اور رشتے دار وغیرہ پر لاگو ہے۔

Marfat.com

انسان کا دھرتی کے مطابق مزاج ہوتا ہے

نئی تحقیق کے مطابق جو لوگ پہاڑی علاقے یا پتھریلی زمین والے علاقے (جہاں زمین کا پانی میسر نہ ہو) وہاں پر رہتے ہیں تو اس جگہ کے لوگوں کا مزاج سخت ہوتا ہے۔ انکو محبت اور پیار کے نام کا مطلب بھی پتہ نہیں ہوتا، موت زندگی کا بھی کوئی خوف نہیں ہوتا۔ اس لیے ہر انسان کو اپنے علاقے کی مناسبت کے مطابق سوچنا چاہیے۔ جیسے ہمارا ملک پاکستان ایک ایسا خِطّہ ہے جسکے چاروں طرف خشک، ویران اور پہاڑی علاقے ہیں۔ خشک علاقے، ویران علاقے اور پہاڑی علاقے ان سب علاقوں کے لوگوں کے مزاج الگ الگ ہوتے ہیں، اور جو سر سبز و شاداب، آباد پہاڑی علاقے ہوتے ہیں ان کے مزاج الگ ہوتے ہیں، ویران اور پہاڑی علاقے کے لوگوں کا مزاج خشک اور سر سبز و شاداب علاقے کے لوگوں کے مزاج سے الگ ہوتا ہے۔ نمکین، کھارے اور کڑوے پانی کے علاقے والے لوگوں کے مزاج کسی میٹھے پانی والے علاقے کے لوگوں سے نہیں ملتے۔ اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ صوبہ بلوچستان ہمارے ملک کے بقایا صوبوں سے ہمیشہ سے ہی الگ تھلگ رہا ہے اور افغانستان کے بھی کچھ علاقے ایسے ہیں جو ملک افغانستان کے باقی صوبوں سے بالکل الگ تھلگ ہیں وہ کبھی بھی قومی دھارے میں کسی سے بھی مل کر نہیں چل سکتے۔ کشمیر کے بھی کچھ علاقے ایسے ہیں جو پاکستان اور ہندوستان کے ساتھ مل کر نہیں رہ سکتے، اور کچھ سر سبز و شاداب علاقے والے لوگ ایسے بھی ہیں جو انگلینڈ میں بھی Adjust ہو گئے ہیں۔

زرہ بھی دُکھ کا باعث بنو گے تم کسی کے لیے
نہ بچو گے درد سے باعث خود بنو گے درد کے اپنے
رحمی صلہ ماں کا جو ہوتا ہے لو کبھی تو کر اگر باپ بھی ہے
ماں نے تو رحم میں رکھ کر سکھایا پھر مخلوق کے لیے

وجہ نہ بن شرمندگی کا خود بھی اور کسی اور کا بھی
اپنے اندر ہی فخر کرو گے ظاہر نہیں تو باہر فخر تجھ پر اور کریں گے

قول:- (کسی فلاسفر نیک آدمی کا)

اگر کوئی مسئلہ آپ کا خود دماغ و دل سے اندر ہی اندر حل ہو جائے تو اُس شخص کو اتنی خوشی ہو گی جیسے سہاگ رات میں مزہ آتا ہے۔

Marfat.com

اللہ کی جانب سے گمبھیر مسئلوں کا حل ہونا

سکھر ٹاؤن شپ (پراجیکٹ) کا مسئلہ گمبھیر تھا میں نے اللہ پر چھوڑا اور سوچا کہ وقت پر ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن اگر ایس ٹی ایس کا مسئلہ حل ہو جائے گا تو اس سے پہلے دوسرے مسئلے کھڑے ہو جائیں گے۔ ایسے ساری زندگی مسائل کی زنجیر سلجھانے میں لگی رہے گی۔ جو مسئلہ اللہ پر چھوڑا جائے کہ اللہ ہی حل کرے گا، اس کے لیے بہت صبر کرنا پڑتا ہے۔ جب گمبھیر مسئلے کو اللہ تعالیٰ ٹھیک کرنا چاہتا ہے تو اس کی نشانی یہ ہے کہ آپ کے ساتھی گمبھیر مسائل کو حل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مطلب کا خود غرضی کا مسئلہ کھڑا کریں تو سمجھو اللہ کی طرف سے وہ تمہارا گمبھیر مسئلہ حل ہونے والا ہے۔ جلد سے جلد اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر، صبر کے ساتھ، ان خود غرض ساتھیوں کے معاملات خوش اسلوبی سے حل کرو، یہ ہی اللہ کی طرف سے بندے پر آزمائش ہوتی ہے، اگر بندہ اس پر پورا اترا تو تیرا گمبھیر مسئلہ حل ہو جائے گا ورنہ بندہ پھنس جائے گا۔

نصیحت نابالغ کی

شادی سے پہلے میری آنکھ دیکھ میرے ہونٹ دیکھ میرے لال گال دیکھ
شادی کے بعد میرا پیٹ دیکھ میرے بال دیکھ میری ہڈی دیکھ
میں تو بھاگتا ہی جاؤں گا چیختا ہی جاؤں گا گرتا بھی جاؤں گا

جہاں یقین ہو وہاں یقین آجائے، وہ اسے 100٪ کہتے ہیں
جہاں عقل ختم ہوتی ہے، وہاں روحانیت شروع ہوتی ہے
جہاں ان ہونی ہو وہاں ہونی ہوجائے اسے 200٪ کہتے ہیں
جہاں سے معاملہ بند ہوتا ہے، وہاں سے معاملہ حل ہونا شروع ہوتا ہے
جہاں ختم وہاں سے شروع کرتے ہیں، ہمت والے یہ اُن کی زبان نہیں

(1) کہاں (2) کیسے (3) کیوں (4) چونکہ (5) چُنانچہ (5) (But) (6) لیکن (7) جے کڈھن (8) (If) یہ الفاظ منزل تک جانے میں رکاوٹ بنتے ہیں ہو سکے تو ان الفاظ سے نہ اُلجھو۔

مغز کو محبت کے رستے ہجرت کرجائے اگر دل میں دل دماغ ہو مومن
دماغ میں دل کو بٹھا کر سڑ جائے، دل ایسے گوبر میں جیسے بھنبھورا
مومن اور بھمبھورا بیچ کی زندگی ہم جی رہے شاکر

Marfat.com

حرام کھانے نہ دینا

جو لوگ آپ کے پاس کام کر رہے ہیں وہ اگر کسی چیز کی یا کسی کام کی چوری کر رہے ہیں تو اللہ کے سامنے جب اس کی چوری کی پوچھ گچھ ہوگی تو صرف اس بندے سے پوچھا نہیں جائے گا کہ اس نے چوری کیوں کی، مالک سے بھی پوچھا جائے گا کہ اس کے پاس کام کرنے والے بندے نے چوری کیوں کی، تو جو لوگ آپ کے پاس کام کر رہے ہیں ان سے پوچھنا یا نظر رکھنا یا ایسے وسائل بنانا کہ وہ چوری نہ کر سکے یہ آپ کا فرض ہے۔ اور ایسی نیت ہی بنا کر رکھنا کہ وہ چوری نہ کر سکے، یہ بہت اچھی بات ہے یہ اس شخص کا فرض ہے ان لوگوں کے متعلق جو اس کے پاس کام کر رہے ہیں کہ وہ ان کے لیے یہ نیت رکھے، کہ کسی بھی بندے کے گھر حرام یا چوری کا رزق نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جو رزق دے رہا ہے اس میں اگر حرام شامل ہو جائے گا تو اس کا حساب ملازم سے ہی نہیں بلکہ مالک سے بھی ہوگا۔ اپنے پاس کام کرنے والے ہر بندے سے صحیح کام کروائیں تا کہ جو معاوضہ انہیں ملے وہ حلال ہو جس کا ثواب بھی ملے۔ یہ بات میرے پاپا نے کہی تھی جب ہم نے پنو عاقل میں گھر بنوایا جب گھر بن گیا اور لان وغیرہ پورا ہو گیا تو کوئی دو تین ملازم جیسے مالی اور گھر کے کام کرنے کے لیے دو تین بندے رہتے تھے پھر باقی سب چلے گئے تھے دوسرے ملازموں کا کام ختم ہونے کے بعد تو یہ دو تین بندے ہی لان میں گھوم رہے تھے کیونکہ انکے پاس کرنے کو کوئی کام نہیں تھا اور وہ بالکل فارغ تھے۔ تب میرے پاپا نے میرے بھائی سے فرمایا کہ یہ لوگ فارغ ہیں تو تم ان کے لیے کام تلاش کرو کہ ان سے کیسے کام لیا جائے یہ ہمارا فرض ہے کہ یہ ہم سے حرام نہ کمائیں، کیوں کہ اس کا حساب ہمیں بھی دینا پڑے گا۔ اُن کی برداشت سے زیادہ کام نہ لیں لیکن کام کرنے والوں سے کام لیں کیونکہ جس کام کے پیسے انہیں دیے جائیں گے تو اگر یہ لوگ وہ کام ہی نہ کریں گے تو پھر کس بات کے ان کو پیسے ملیں گے؟ تو یہ مالک کا ہی فرض ہوتا ہے کہ وہ پورے طریقے سے اپنے ملازم سے کام کروا کر پیسے دے اور ملازم کو بھی چاہیے کہ وہ پوری ایمانداری سے کام کرے تا کہ اس کے اپنے گھر ایسی کمائی نہ جائے جو اس کا حق ہی نہ ہو۔

Marfat.com

مصیبت کی پیمائش

انسان کو چاہیے کہ مصیبت کی اس طرح پیمائش کرے جیسے اگر درخت کو مصیبت سمجھو تو درخت کی لمبائی، گولائی، چوڑائی، گہرائی کا اندازہ لگانا چاہیے، جہاز کو مسئلہ سمجھو تو اندازہ لگاؤ جہاز کیسے اس کے اوپر سے پرواز کرے گا، کہیں ٹکرا تو نہیں جائے گا، تو جب جہاز کی پرواز کی پیمائش آجائے گی تو کم از کم حادثہ ہونے کا پتہ چل جائے گا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ ایک بیراج ہے اور پیچھے سے سیلابی ریلا بہت زیادہ پانی لے کر آرہا ہے، افواہ پھیل گئی کہ یا بیراج ٹوٹ جائے گا یا سیلاب نہروں کو ڈبو دے گا وغیرہ وغیرہ۔ اپنا تجربہ استعمال کرتے ہوئے اندازہ لگائیں کہ پہلے کبھی اس بیراج سے کوئی سیلاب گزرا ہے، فرض کیا اگر بیراج سے چودہ لاکھ اوسطاً کیوسک فیٹ پانی گزرنے کی پیمائش آپ کے پاس آجائے تو آپ اس بیراج کی موجودہ پیمائش اور آنے والی مصیبت کی پیمائش با آسانی کر سکتے ہیں۔ اس طرح مصیبت اور آنے والی مصیبت دونوں کی پیمائش کر لی جائے تو مسئلے کا حل نکل آتا ہے۔ مثال کے طور پر پانی اوسطاً چودہ لاکھ کیوسک فیٹ آرہا ہے اور بیراج بھی اتنے پانی کو برداشت کرلے گا، مصیبت کی پیمائش کے بعد انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ مصیبت ٹل جائے گی۔ دوسری مثال سکھر بیراج 14 لاکھ کیوسک فیٹ پانی برداشت کرے اور (مصیبت) یعنی سیلاب کا پانی 15 لاکھ کیوسک فیٹ ہے تو اس کا مطلب مصیبت ٹکرائے گی یعنی اب مصیبت ایک لاکھ کیوسک فیٹ پانی کی صورت میں بچے گی، جس کا حل تلاش کرنا ہے۔ پانی کی رفتار کم کرنے کے لیے کچھ بند توڑنے پڑیں گے تاکہ بیراج اوسطاً ایک لاکھ پانی کی مصیبت سے بچ سکے۔ مثال سمجھانے کا مقصد یہ ہے کہ اگر گھر پر بھی کوئی مصیبت آئے تو اس مصیبت کو تول لینا چاہیے، اس کی پیمائش کرنی چاہیے، اس کے یونٹ بنانے چاہییں، اس کا وزن کرنا چاہیے۔ مصیبت کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور ترازو کے دوسرے پلڑے میں اس کے حل کو رکھا جائے تو ہمیں معلوم ہو گا کہ مصیبت میں کتنا وزن ہے اور اس کے مقابلے میں ہمارا حل کتنا ہلکا ہے۔ پھر ہمارے پاس دو راستے ہوتے ہیں یا تو مصیبت والے پلڑے کو ہلکا کر دیں یا پھر ہمارے پاس اتنے وسائل ہوں کہ حل والے پلڑے میں وزن بڑھا سکیں، دونوں پلڑوں کو برابر کر سکیں۔ مصیبت اور حل دونوں کا گنتی کے حساب میں بھی گنتی کرنے کا حل چھپا ہوتا ہے، اس کے متعلق ایک واقعہ حضرت مولا علیؑ سے بھی منسوب ہے (۱۲ اونٹ والا واقعہ)۔

Marfat.com

انتظامی امور

انسان کو چھوٹے Level کے دشمن یا مخالف یا اپنے عزیز رشتے داروں سے ٹکراؤ پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے، اگر کسی منزل پر جانا ہے تو اِن کو نظر انداز کرنا پڑے گا اِن کی کوتاہیوں کو اَن دیکھا کرنا پڑے گا۔ اور اگر بڑا آدمی آپ سے ذاتی دشمنی کرنا چاہے تو بھی انسان کو صبر سے کام لینا چاہیے، اور ٹکراؤ سے گریز کریں۔ ہاں اگر آخری حد آ جائے تو بڑے بندے سے ٹکرائیں کیونکہ چھوٹا بندہ آپ کو اگر گرا سکتا ہے اور گرا دے تو یہ بہت غیر مناسب بات ہے کہ چھوٹا آدمی آپ کو گرا دے اور اگر بڑا آدمی آپ کو گرا دے تو اس میں دو فائدے ہیں، اگر اس نے آپ کو گرا دیا تو یہی ہو گا کہ بھئی اتنی بڑی مصیبت تھی اتنا بڑا آدمی تھا میں کیسے جیت سکتا ہوں، اور اگر اس کو آپ نے گرا دیا تو بھی یہ بڑی ہمت اور طاقت کی بات ہے کہ آپ نے کسی بڑے کو گرا دیا، اور ویسے بھی کسی چھوٹے سے لڑ کر یا گرا کر تو کچھ حاصل نہیں ہوتا، انسان کا خود ہی چھوٹا بنے رہنے میں بھلا ہے۔ چھوٹے اور اکیلے کا ساتھ تو اللہ بھی دیتا ہے۔

Marfat.com

ضامن

اقوالِ شاکر

Management

سوال: کسی بھی شخص سے (Deal) معاملہ کرتے وقت وہ کون سے طریقے ہیں جن پر غور کرنا چاہیے؟

جواب: (1) ہر انسان کی بات کو پوری طرح سُنا جائے۔ جب وہ بات کر رہا ہو تو درمیان میں آپ خود نہ بولیں اور اگر سوال کرنا ہے تو احتیاط سے کرو، اس سے سوال کریں اور ایک ایک سوال تفصیل سے کریں۔

(2) کوشش کریں کہ کسی کے ساتھ (Deal) معاملہ کرتے وقت آپ کا موڈ ٹھیک ہو، تاکہ تم اس کی پوری بات سُن سکو۔

(3) آپ کے اندر بہت زیادہ برداشت ہونی چاہیے تاکہ اگر اگلا آدمی آپ کے ساتھ ناجائز باتیں بھی کرے تو آپ انھیں برداشت کر کے اس سے کر اس سوال کر سکیں۔

(4) بڑی حکمت عملی کا استعمال کریں اور ٹائم کا حساب (Calculation) ضرور کرنا چاہیے۔

(5) روپے کا حساب کرنا چاہیے کافی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اگلا بندہ جو کچھ مانگتا ہے وہ ظاہری میں تو نقصان ہوتا ہے پر اگر ٹائم کو ضرب تقسیم رقم کے ساتھ کیا جائے تو بڑا فرق پڑتا ہے اور جو ظاہر میں نقصان ہوتا ہے وہ فائدہ ہوتا ہے۔

(6) آپ اُس شخص کی ہر بات کو تول لو اور ہر طریقے کی بات پر غور کرو۔

خیال: کسی بھی لکڑی، چارپائی، دروازے، لوہے کے گاڈر یا شیشے۔ اِن سب کی ہی ختم ہونے کی تاریخ (Expire Date) ہوتی ہے لیکن کسی بھی انسان کی کوئی مدت نہیں ہوتی۔ وہ پَل میں مضبوط ہو جاتا ہے اور پل میں اتنا کمزور ہو جاتا ہے جیسے تنکا، یعنی نرم کپاس کی روئی۔

Marfat.com

سوال لیڈر سے

سوال: دنیا میں جو لوگ مالی حساب سے آگے بڑھ جاتے ہیں تو اُن کے رشتے دار عزیز احباب اُسے چھوڑ کیوں دیتے ہیں؟ مطلب وہ انسان اُن سے الگ کیوں ہو جاتا ہے؟

جواب: جب انسان دنیا میں کسی عہدے پر پہنچ جاتا ہے یا بڑا ہو جاتا ہے تو وہ اکیلا ہی رہ جاتا ہے۔ اُس کو مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ قدرت کا نظام ہے۔ جو چھوٹا آدمی ہے اس کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اب اس شخص کے اندرونی اور بیرونی تعلقات بڑے لوگوں سے ہیں۔ اب اس کے رشتے دار اور دوست بھی بڑے لوگ ہوتے ہیں اسے خود کو اکیلا نہیں سمجھنا چاہیے۔ جیسے قدرت کا نظام ہے کہ اللہ کسی کے لیے کچھ تو کسی کے لیے کچھ کرتا ہے، انسان جب چھوٹا ہوتا ہے سب اُس کے ساتھ ہوتے ہیں، لیکن جب انسان بڑا آدمی بنتا ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے، جیسے اگر سیڑھیاں اوپر کی طرف صرف آپ چڑھیں گے اور آپ کے ساتھ نیچے کھڑے ہوئے لوگ سیڑھیاں نہیں چڑھیں گے تو جب انسان کافی سیڑھیاں چڑھ جاتا ہے تو وہ بقایا لوگوں سے الگ ہو جاتا ہے اس کے لیے یہ کوئی مایوسی کی بات نہیں ہونی چاہیے۔

سوال: پاپا! آپ ہمیشہ ایسے کہتے ہیں کہ کوئی کام جو نہ ہو رہا ہو اُس کو کرنے کی کوشش کرتے رہو، ہار نہ مانو جب تک کہ وہ کام ہو نہ جائے تو اِس بات پر کیسے عمل کیا جائے آپ وضاحت فرمادیں؟

جواب: بیٹا! آپ کا سوال اچھا ہے اور اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ اگر جو انسان بار بار ناکام ہوتا ہے تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اس کو بڑے مقام پر بھیجنا چاہتا ہے۔ کیونکہ جتنے بھی کاموں میں ناکامی ہوئی ہے کم از کم دوبارہ تو اپنی زندگی میں وہ ناکامی والی چیزیں نہیں دھرائے گا اور آخر کار وہ ناکامی ختم ہو گی جیسے اگر اللہ تعالیٰ نے انسان کے نصیب میں سو ناکامی لکھ دی ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ 101 پر کامیابی ملے گی تو اب سو ناکامی سے گزرنا پڑے گا۔ وہ لوگ اللہ کا راز سمجھ سکتے ہیں جن کا مرشد (استاد) کامل ہو۔ بہت سے لوگ اِس راز کو نہیں سمجھ سکتے تو وہ کچھ ہی ناکامیوں کے بعد مایوس ہو جاتے ہیں اپنے کام کو بند کر دیتے ہیں تو علامہ اقبال نے بھی ایک شعر میں لکھا ہے کہ مجھے ناکامی کا جسم میں جو خنجر لگتا ہے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے زہر جسم میں داخل ہوا ہو۔ بیٹا ایک ایڈیسن نامی سائنسدان تھا اس نے کئی ساری چیزیں ایجاد کی ہیں۔ ایڈیسن سائنسدان سے انٹرویو لیا گیا اور کسی نے پوچھا کہ آپ کئی ہزار تجربات میں ناکام ہوئے ہیں تو آپ مایوس نہیں ہوئے اتنی محنت کے بعد، تو انھوں نے جواب دیا کہ میں مایوس کیوں ہوں میں نے کئی ہزار تجربات کیے۔ یہ میری محنت کرنے کی طاقت تو ہے اور کئی ہزار تجربات کرنے کی ہمت تو تھی جو میں نے کی اور آخری بات یہ ہے کہ جو پہلے میں نے تجربے کیے اور جن تجربات سے بلب نہ بنے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان تجربوں سے بلب نہیں بنے گا، لیکن میں نے وہ راستے تو تلاش کر لیے نا جن سے بلب نہیں بنے گا اور کبھی تو یہ راستے ختم ہوں گے۔ پھر ایک وہ راستہ بھی آ ہی جائے گا جس سے بلب بن جائے۔ تو بیٹا جب تک آپ کامیاب نہ ہوں تب تک کوشش کرتے رہنا چاہیے ایسے ہی تو ایجادات ہوتی ہیں ناکام ہو کر۔ جیسے اگر سائنسدان تجربہ کرتے وقت جس چیز کا تجربہ کر رہے ہیں تو اگر اس تجربے سے وہ چیز نہ بن سکے جو بنانا چاہتے ہیں تو اسی فارمولے میں کچھ اور ملا کر کوئی اور ایجاد ہو جائے گی۔ ایسے بھی ہوتا ہے محنت کبھی رائگاں نہیں جاتی۔ اب اگر تجربے سے وہ ایجاد نہ ہوئی تو دوسری ایجادات ہو جائیں گی ورنہ وہی ایجاد آپ کی کامیابی ہو جائے گی۔

Marfat.com

لیڈر - نگران اپنے مشن کا

میرے پاپا پنو عاقل شفٹ ہونے کے بعد زیادہ تر پنو عاقل میں رہنے لگے، اور اپنی جسمانی تندرستی پر دھیان دینے لگے اور پرُسکون ماحول میں اپنے سکھر کے گمبھیر مسئلوں پر غور و فکر سے سوچنے اور ان مسائل کو حل کرنے کی حکمتِ عملی کے طریقے سوچتے اور بہت سے ایسے مسائل پر غور و فکر کرتے۔ کیونکہ یہ ایک ضروری بات ہے کہ جو انسان تخلیقی کام کر رہا ہو یا حکمتِ عملی بنا رہا ہو، کوئی بھی جنگ کا یا کوئی بھی بڑا کام کر رہا ہو تو اُس شخص کے کمرے کا درجہ ء حرارت نارمل ہونا چاہیے۔ مطلب باہر خوب ٹھنڈ ہے تو کمرے میں نارمل ہیٹر ہو جس سے نہ کہ سردی لگے اور نہ گرمی، اور اگر گرمی کا موسم ہے تو A.C ہونا چاہیے جس سے نہ سردی لگے نہ گرمی، تو تخلیقی کام کرنے والوں کا کمرہ ایسا ہی ہونا چاہیے۔ پاپا کا معمول ہے صبح سویرے اُٹھ کر یوگا کرنا، ذکر کرنا، مشاورتیں کرنا، شام میں پھول پودوں کے درمیان اور پرُسکون ماحول میں شام کی واک کرنا، اس ماحول میں رہتے ہوئے پاپا کو نئے نئے مثبت خیالات آتے ہیں، نئے نئے طریقے اور نئی نئی تخلیق آتی ہیں، لیکن پاپا کو ہمیشہ یہ خیال ضرور تنگ کرتا ہے کہ جن لوگوں کو میں رسکی کام (Risky work) پر بھیج دیتا ہوں یا جو لوگ کام کی وجہ سے اپنے بیوی بچوں سے دور ہیں تو وہ لوگ میرے بارے میں سوچتے ہونگے کہ ہم تو اپنے گھر والوں سے اتنا دور آئے ہوئے ہیں اور صاحب خود مزے سے گھر میں گھر والوں کے ساتھ ہیں۔ پاپا کو اکثر ان لوگوں کے لیے یہ خیال آتا ہے لیکن پاپا ان کو یہ بتانے کی اور سمجھانے کی ہمیشہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ کیوں پنو عاقل میں رہتے ہیں۔ انھیں پنو عاقل میں رہنے کے کیا کیا فائدے ہیں، وہ پنو عاقل میں رہ کر بڑے بڑے فائدے سوچ پاتے ہیں، لیکن پاپا کے پاس وہ الفاظ نہیں ہوتے تھے کہ ان لوگوں کے دل میں اُتر جائے یا بات انہیں سمجھ میں آجائے، اسی وجہ سے پاپا زیادہ سے زیادہ سکھر رہنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ ایک دن میں نے پاپا کو ایک واقعہ پڑھ کر سُنایا کہ ایک کوّا درخت پر بیٹھا اپنی روزی روٹی کی سوچ میں مصروف ہوتا ہے اور ایک خرگوش بھی اُسی درخت کے نیچے بیٹھ کر سوچ میں مصروف ہوتا ہے پھر ایک شیر آتا ہے اور ایک دَم خرگوش کو کھا جاتا ہے لیکن کوّے تک نہیں پہنچ پاتا اس لیے وہ کوّا Disturb بھی نہیں ہوتا اُس کے دھیان میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی تو جب میں نے یہ بات پاپا کو سُنائی پاپا نے ایک دَم سے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بالکل یہی بات تو میں اپنے بندوں کو سمجھانا چاہتا ہوں، Counseling کرنا چاہتا ہوں مگر ایسا مضبوط حوالہ نہیں دے پاتا کہ میں ایسا کیوں کرتا ہوں۔ اس طرح مجھے اُن سب سوالوں کا جواب مل گیا۔ پھر پاپا نے بتایا کہ میں بھی اُس کوّے کی طرح اتنی اونچائی پر بیٹھتا ہوں تاکہ میں اپنی تخلیق کر سکوں، میری سوچ میں خلل ڈالنے والا کوئی نہ ہو اور میں وہ حل نکال سکوں جن سے میرے سپہ سالار بھی سمجھ جائیں اور وہ دوسرے ورکرز کو بھی سمجھا سکیں اور وہ خود بھی کام کر سکیں اور دوسروں سے بھی کام نکلوا سکیں، میں وہ حل تلاش کرتا رہتا ہوں۔

Marfat.com

تقاضے وقتوں کے

بمطابق جگہ:-

میں پاپا کو کہہ رہی تھی کہ پاپا میں نے دیکھا ہے کہ گھر کے باہر لکڑی کی پٹی بہت خوبصورت لگتی ہے آپ بھی ایسے یہاں کیوں نہیں لگواتے؟ پاپا نے بتایا کہ بیٹا گھر پر باہر کی طرف اِس جگہ پر یہ لکڑی نہیں لگوائی جاسکتی کیونکہ یہاں گرمی زیادہ پڑتی ہے اس لیے یہاں کے موسم کے لحاظ سے یہ کام فیل جائے گا اور گرمی گزرنے کے بعد یہ پھول کر بودہ اور بہت بُری لگے گی اس لیے یہاں کے مطابق یہ کارآمد نہیں ہے۔

جاپان کی مثال:-

جاپان سے میرا ایک دوست آیا ہوا تھا جو میرے پاس کافی دیر سے بیٹھا ہوا تھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ یار تم جاپان سے میرے لیے کوئی خاص چیز لیکر آئے کہ نہیں؟ اس نے بتایا کہ میں ایک پاؤڈر لایا ہوں جو پورا دن کام کر کے تھک جانے کے بعد اسے گرم پانی میں ملا کر اس پانی میں بیٹھ جاؤ اور تھوڑی دیر بعد پانی سے باہر نکلو تو آپ کو محسوس ہو گا کہ جیسے آپ خوب اچھی نیند کر کے بالکل فریش ابھی ابھی نیند سے اُٹھے ہوں، آپ کو اتنا سکون ملے گا۔ گھر آ کر میں نے نہانے کے لیے باتھ روم میں سیمنٹ کا ٹپ بنوایا کیونکہ ہمیں تو ٹب میں نہانے کا Concept ہی نہیں تھا۔ جب میں نے ٹپ کے گرم پانی میں ایک پُڑیا ڈالی تو میری جسمانی تھکاوٹ پر کوئی اثر نہیں ہوا، میں حیران رہ گیا کہ یہ کیا بات ہے۔ کچھ ٹائم بعد میرے پاس ایک جاپانی دوست آیا میں نے اُس سے یہ بات شیئر کی لیکن اُس وقت اس نے کہا کہ میں یہ مسئلہ پوچھ کر بتاؤں گا۔ پھر کچھ عرصے بعد اس دوست کا جاپان چکر لگا۔ وہاں سے واپس آکر جب وہ مجھ سے ملا تو اُس نے کہا کہ یار میں نے تیرا سوال جاپانی لوگوں سے معلوم کیا تھا اور وہاں سے پتہ چلا کہ یہ صرف اسی جگہ کے لیے بنائی گئی ہے وہاں کے موسم کے مطابق اُس جگہ جتنی سردی پڑتی ہے تو اُس موسم میں وہاں کے موسم کے لحاظ سے وہ جسم کو فائدہ دیتی ہے۔

جنریٹر کی مثال:-

جنریٹر کے اوپر جو لوہے کی شیلڈ لگی ہوتی ہے اس کے نیچے ایک چھوٹا سا دروازہ ہوتا ہے، جب شروعات میں وہ جنریٹر پاکستان آیا تو عام طور پر پاکستانی جنریٹر کا وہ ڈھکن بند ہی رہنے دیتے جس کی وجہ سے جنریٹر جل جاتا تھا یا خراب ہو جاتا تھا۔ تحقیق سے پتہ چلا کہ یہ جنریٹر جس ملک کا تیار کردہ ہے وہاں پر منفی درجہ حرارت میں سردی پڑتی ہے تو اس وجہ سے ڈھکن لگایا گیا ہے، تاکہ اس کا شور باہر کم آئے اور دوسرا اس کی حرکت کرنے سے جو اس کا درجہء حرارت ہے وہ برقرار رہے اور باہر کی سردی اندر نہ جائے کیونکہ اگر دروازہ کھلا رہا تو اس میں لگے پائپ سے گزرنے والا تیل باہر کی سردی کی وجہ سے جم جائے گا، اس لیے اپنی ہی گرمی سے وہ صحیح سے کام کرتا ہے۔ اب اگر یہاں پاکستان میں وہ ڈھکن بند کریں گے تو باہر کی گرمی پھر اندر بھی گرمی تو جنریٹر اُبل کر جل جائے گا اس لیے بمطابق جگہ ایجادات اور اشیاء کو استعمال کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

مصیبت کو دھکیلنا

انتظامی معاملات

اگر مصیبت کا رُخ بدلنا چاہتے ہو تو وقت کی طاقت استعمال کرو، اللہ کی مدد حاصل کرو، اللہ کے ذکر سے اور نماز سے رخ بدلنے کا طریقہ اور صبر سے مدد حاصل کرو۔

عرض یہ ہے کہ وقت صَرف مشن پر ہی صَرف کرو نا کہ رشتے داری پر، دوستی پر اور نہ ہی پڑوسی پر۔ تلخ بات یہ ہے کہ اگر معاشی مشکلات دور کرنا چاہتے ہو تو گھر کے احباب میں سے تجھے ہی اپنے کاروبار اپنے مشن پر گامزن رہنا پڑے گا اور اگر آپ لیڈر بننا چاہتے ہو تو مندرجہ بالا تحریر پر عمل کرنا پڑے گا۔

Marfat.com

مصیبت کو مثبت میں بدلنا

روز مرّہ کے کاموں میں صدق دل سے اللہ کو شامل حال مانو گے تو پھر خدا کی حکمت محسوس بھی ہو گی۔ انسان کے اندر کے بدلتے حالات اور بدلتے موسموں کی طرح کے جیسے واقعات بھی ہمارے ساتھ ہوئے ہیں، دشمنوں نے ضلع سکھر کی تمام پولیس نفری اکٹھی کی اور درجنوں پولیس موبائلز کے ساتھ ہمیں گھیرے میں لے لیا۔ ہمارے دل میں یہ خیال آتا تھا کہ اب ہم کام سے گئے یا اب ہم مارے جائیں گے، ہم پر قتل کے اور دہشت گردی کے بہت سارے الزامات لگائے جائیں گے، اور ہم ساری زندگی جیل سے نہیں نکل سکیں گے۔ ہمارے اندر سے خود بخود ایک آواز نکلی کہ جو بھی ہو گا منجانب اللہ ہو گا عزّت ذلّت کا مالک وہی ہے۔ یہ خیال آتے ہی چند لمحوں کے بعد وہ جان گنوانے کا خیال اور عزت کا جنازہ نکلنے سے ڈرا ہوا انسان اور ہمارے سارے ساتھی مرنے مرانے کے لیے تیار ہو گئے۔ اور ایک بڑا حادثہ رونما ہونے کا سو فیصد ہی امکان برپا ہو گیا، مگر تھوڑی دیر بعد وہ مصیبتوں کی گھنگور گھٹا، دکھ اور دردوں کی برسنے والی بارش ایسے چھٹ گئی جیسے روشنی کا سورج نکل آیا ہو۔ یہ کوئی ایک واقعہ نہیں ہے سیکڑوں ایسے واقعات ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو سمجھ دے وہی سمجھے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اسکی مرضی کے سوا کوئی تنکا بھی اِدھر سے اُدھر نہیں ہو سکتا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ مصیبت اللہ کی طرف سے آئے اور مصیبت کا حل نہ آئے، تو اس طرح ہم نے بغیر کسی وجہ سے مصیبت اور اس کے حل کی ذکر فکر کے ساتھ اور اس کام کی حکمت کے ساتھ دونوں چیزیں سیکھ لیں۔ اگر ہمارا حضرت باباواحد بخش نمانو سائیں جیسا روحانی استاد ہو گا تو مصیبت کو آسانی میں بدل لینے کا ہمیں ہنر آجائے گا اور ہم یہ ہنر سیکھ جائیں گے۔ میں ایک اور بڑی یہ بات کہتا ہوں کہ ذکر فکر والے بندے اور جتنے بھی دنیا میں کامیاب ترین انسان ہیں ان پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے وہ مصیبت کو آسانی میں بدلنے کا ہنر رکھتے ہیں اور فن رکھتے ہیں۔ مذہب چاہے کوئی بھی ہو، پوجا چاہے کوئی کسی کی بھی کرے، بھگوان چاہے کوئی کسی کو بھی مانے لیکن اصل میں ایک اللہ ہی کو ماننے کے سب کے الگ راستے ہیں۔ اور اللہ نے مصیبت کو آسانی میں بدلنے کی انسان کو قوت عطا کی ہے چاہے اس کی بولی کوئی سی بھی ہو، اسکی ثقافت کوئی سی بھی ہو، علاقے چاہے کوئی سے بھی ہوں، انٹرپرینور شپ اونچی ہو یا نیچی سب کو ایک جیسے ہیرے جواہرات عطا کرتا ہے، زمین، آسمان، درخت، پودے، پھول، ٹہنی، کانٹے، ان سب میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور رمز ربّی سب کو سمجھ میں آجائے تو اس کو ہی اللہ تعالیٰ کی رمز کو پہچاننے والے یعنی انٹرپرینور شپ کو سمجھنے والے کہتے ہیں اور جسے عام محبت کی بولی میں ولی اللہ کہتے ہیں اور انگریزی میں شیکسپیئر کہتے ہیں، اس کو ہی علامہ اقبال کہتے ہیں، اس کو بابا بلھے شاہ کہتے ہیں، اسے ہی داتا گنج بخش کہتے ہیں، اسے ہی واصف کہتے ہیں، اسے

Marfat.com

ہی سچل کہتے ہیں، اسے ہی شیخ سعدی کہتے ہیں، اسے ہی خواجہ غلام فرید کہتے، ہیں اللہ تعالیٰ اور ان تمام ولی اللہ کے درمیان میں یہی انٹرپرینورشپ ہے، یہی جانور اور اللہ کے درمیان انٹرپرینورشپ ہے، چرواہے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان انٹرپرینورشپ ہے، کوئی عظیم انٹرپرینورشپ بھی ہوتی ہے جن میں نبی ہوتے ہیں اور رسول بھی ہوتے ہیں۔ یہ دین کے پھیلانے والے کے درمیان اور خدا کے درمیان انٹرپرینورشپ کے طور پر ہی ہوتے ہیں۔ اسی کو ان کے اور اللہ کے درمیان انٹرپرینورشپ کہتے ہیں۔

ہر کام کو منجانب اللہ سمجھنا چاہیے، چاہے وہ غلط ہو، اللہ اس غلط کام کو بھی اچھائی میں بدل دیتا ہے۔ پاپا کا ہائی کورٹ میں ایک کیس تھا جو کہ انتہائی خطرناک تھا۔ پاپا کے چہرے سے اداسی اور درد دل عیاں تھا ہم دعا کر رہے تھے کہ اللہ عزت رکھے۔ پاپا کئی گھنٹے اضطرابی کیفیت اور دکھ درد میں مبتلا رہے، وہ کیفیت، وہ لمحات الم ناک تھے اس وقت پاپا کے پاس ایک فون آیا جس میں پاپا کو بتایا گیا کہ اپنا وکیل جو پاکستان کا پہلا نمبر وکیل تھا اس نے ہمارے کیس کی ساری تفصیل کورٹ کے ججز کو بتائی اور ہمارے بڑے وکیل نے دلائل دینے میں حد کر دی اور ہماری بے گناہی اپنے دلائل سے ثابت کر دی اور ججز نے بھی اس کے دلائل کو مان لیا لیکن اپنے اس فیصلے کو کچھ دنوں کے بعد سنانے کا آرڈر کیا ہے تو یہ سن کر پاپا مطمئن ہوئے اور کہا کہ اللہ پاک نے ہماری دعا سن لی ہے اور بظاہر بہت مطمئن اور اللہ تعالیٰ سے بہت خوش ہوئے آج جب میں ایک ہفتے کہ بعد جب یہ مضمون لکھ رہی ہوں صبح کے تقریباً 9:51 منٹ ہو رہے ہیں کچھ منٹ پہلے پاپا کے پاس ایک فون آیا اور اس فون پر پاپا کو بتایا گیا کہ مذکورہ بالا کیس کا فیصلہ ججز نے ہمارے خلاف سنا دیا ہے۔ پاپا کو تھوڑی دیر کے لیے افسوس ہوا اس کے بعد پاپا نے کہا ہر چیز اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اللہ وہ ہے جو انسان اپنی امیدوں میں سما سکتا ہے نہ کہ انسان اللہ کو اپنی مرضی میں سما سکتا ہے، نہ انسان اللہ کو اپنی خواہشوں میں سما سکتا ہے، نہ ارادے میں، نہ سوچ میں، نہ فکر میں، نہ اللہ تعالیٰ انسان کی خوشی میں سما سکتا ہے۔ پاپا نے بتایا کہ اللہ وہ ہے کہ جس کا احاطہ ناممکن ہے۔ اس لیے میں منجانب اللہ سمجھتا ہوں وہی رحیم کریم ہے۔ مستقبل جانتا ہے، ماضی جانتا ہے، اس فیصلے پر صبر شکر کرتے ہیں اللہ سے میری بے انتہا اُمید ہے کہ آخر بھلا ہو گا۔

برترحل: کتاب مولانا وحید الدین سے اقتباس

دنیا کے لیے سوچنا ہماری ایک ناقابل فہم حد تک عجیب عمل ہے۔ موجودہ زمانہ میں اس پر کثرت سے کتابیں لکھیں گئی ہیں۔ اور ان تحقیقات نے انسان کے علم میں اضافہ کرنے سے زیادہ انسان کی حیرانگی میں اضافہ کیا ہے ان میں سے چند کتابوں کے نام درجہ ذیل ہیں:

Dr. Rapa port . Toward a Theory of Thinking 1951

W.E Vinaccke, The Psychology of Thinking 1952

F.C Bartlett. Thinking 1958

Max Wertheimer, Productive Thinking 1959

Marfat.com

ان کتابوں میں تحقیقات کے ذریعے بے شمار نئی معلومات سامنے آئی ہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ انسانی ذہن کے اندر ہمیشہ ایک نہایت اہم عمل جاری رہتا ہے۔ علماءِ نفسیات اس کو ذہنی طوفان سے تعبیر کرتے ہیں، یہ عمل اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ ذہن کسی نئے چیلنج سے دوچار ہوتا ہے، ایسے وقت میں وہ خود فطرت کے زور پر مسائل کے حل تلاش کرنے لگتا ہے، یہ عمل اس امکان کو بڑھادیتا ہے کہ درپیش مسئلہ کو حل کرنے کے لیے کچھ بہتر حل آدمی کے سامنے آجائیں:

یہ ریسرچ بتاتی ہے کہ آدمی جب کسی بحرانی حالت سے دوچار ہوتا ہے تو اس کے اندر چھپی ہوئی فطری صلاحیت کے تحت اس کے اندر ذہنی طوفان کی ایک کیفیت جاگ اٹھتی ہے۔ یہ طوفان اس کو اس قابل بنادیتا ہے کہ وہ پیش آنے والے مسئلے کا ایک بہتر حل دریافت کرلے۔ اور مسئلہ کا بہتر حل معلوم ہوجانے کے بعد کامیابی اتنی ممکن ہوجاتی ہے جتنا شام کے بعد صبح کا آنا، اللہ کا یہ معاملہ کیسا عجیب ہے کہ اس نے مشکلات کو ہماری ترقی کا زینہ بنادیا۔

تخلیقی صلاحیت:

یونیورسٹی کے ایک پروفیسر سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک تعلیم یافتہ ہونے کی پہچان کیا ہے؟ پروفیسر نے جواب دیا وہ شخص جو تخلیق کرسکے۔ یہ تعریف نہایت صحیح ہے۔ اس میں شک نہیں کہ کسی آدمی کے تعلیم یافتہ اور باشعور ہونے کی سب سے زیادہ خاص پہچان یہی ہے کہ وہ کوئی نئی چیز دریافت کرسکے۔ بظاہر "نہیں" کے حالات میں وہ "ہے" کا واقع ظاہر کرسکے۔

اس خصوصیت کا تعلق زندگی کے ہر میدان سے ہے۔ خواہ علم کا میدان ہو یا تجارت کا، سماجی معاملات کی بات ہو یا قومی معاملات کی غرض زندگی کے ہر شعبہ میں وہ ہی شخص بڑی ترقی حاصل کرسکتا ہے جو اس صلاحیت کا ثبوت دے سکے۔

اس دنیا میں آدمی کو معلومات سے اعلیٰ معرفت کی دریافت تک پہنچنا ہے۔ اس کا ناموافق حالات میں موافق پہلو کو دریافت کرنا ہے۔ اس کو دشمنوں کی آمد کا اپنے دوستوں میں پتہ لگانا ہے، اس کو ناکامیوں کے طوفان میں کامیابی کا سفر طے کرنا ہے۔ اس کو یہ ثبوت دینا ہے کہ وہ زندگی کے کھنڈر سے اپنے لیے نیا شاندار محل تعمیر کرسکتا ہے۔

جو لوگ اس تخلیقی صلاحیت کا ثبوت نہ دے سکیں وہ حقیقت میں حیوان ہیں خواہ بظاہر وہ انسانوں جیسا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ یہ تخلیق کسی شخص یا قوم کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ یہی چیز اس کو موجودہ دنیا میں اعلیٰ مقام عطا کرتی ہے جو لوگ تخلیق کی صلاحیت کھو دیں، وہ کسی اور چیز کے ذریعہ اپنا مقام نہیں پاسکتے۔ خواہ وہ کتنا ہی شور وغل کریں۔ خواہ ان کی فریاد واحتجاج کے الفاظ سے تمام زمین و آسمان گونج اٹھیں۔ وہ لاؤڈ اسپیکروں کا شور تو برپا کرسکتے ہیں مگر وہ استحکام کا خاموش قلعہ کبھی کھڑا نہیں کرسکتے۔

Marfat.com

بچ کر چلیے:

ایک راستہ ہے جس میں کانٹے دار جھاڑیاں ہیں، ایک آدمی بے احتیاطی کے ساتھ اُس راستے میں گھس جاتا ہے اس کے جسم میں کانٹے چبھ جاتے ہیں، کپڑے پھٹ جاتے ہیں، اپنی منزل پر پہنچنے میں اس کو تاخیر ہو جاتی ہے، اس کا سکون درہم برہم ہو جاتا ہے، اب وہ آدمی کیا کرے گا۔ کیا وہ کانٹوں کے خلاف ایک پریس کانفرنس کرے گا، کانٹوں کے بارے میں دھواں دار بیانات شائع کروائے گا، وہ اقوام متحدہ سے مطالبہ کرے گا کہ دنیا کے تمام درختوں سے کانٹوں کا وجود ختم کر دیا جائے تاکہ آئندہ کوئی مسافر کانٹوں کے مسئلہ سے دوچار نہ ہو۔ کوئی سنجیدہ اور باہوش انسان کبھی ایسا نہیں کر سکتا، اس کے برعکس وہ صرف یہ کرے گا کہ وہ اپنی نادانی کا احساس کرے گا۔ وہ اپنی نادانی محسوس کرے گا وہ اپنے آپ سے کہے گا کہ تم کو اللہ نے جب دو آنکھیں دی تھیں تو تم نے کیوں ایسا نہ کیا کہ تم کانٹوں سے بچ کر چلتے۔ تم اپنا دامن سمیٹ کر کانٹوں والے راستے سے نکل جاتے۔ اس طرح تمہارا جسم بھی کانٹوں سے محفوظ رہتا اور تم کو اپنی منزل تک پہنچنے میں دیر بھی نہ لگتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کانٹے دار درختوں کو دنیا میں مثال کے طور پر اس لیے رکھا ہے تاکہ دنیا میں انسانوں کو سفر کرتے ہوئے اس سے سبق حاصل ہو۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی اس آیت (نشانی) کو کسی نے نہیں پڑھا۔ خدا کے اس پیغام کو سن کر کسی نے اس سے سبق نہیں لیا۔

آج کی دنیا میں آپ کو بے شمار ایسے لوگ ملیں گے جو انسانی کانٹوں کے درمیان بے احتیاطی کے ساتھ سفر کرتے ہیں اور جب کانٹے ان کے جسم سے لگ کر انہیں تکلیف پہنچاتے ہیں، تو وہ ایک لمحہ سوچے بغیر کانٹوں کو بُرا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ اپنی نادانی کو دوسروں کی طرف ڈالنے کی بے فائدہ کوشش کرنے لگتے ہیں، ایسے تمام لوگوں کو جاننا چاہیے کہ جس طرح دنیا سے درختوں کی کانٹے دار جھاڑیاں ختم نہیں کی جاسکتیں۔ اسی طرح سماجی دنیا سے بھی کانٹے دار انسان کبھی ختم نہ ہوں گے، یہاں تک کہ قیامت آجائے، اس دنیا میں محفوظ اور کامیاب زندگی کا راز کانٹے دار انسانوں سے بچ کر چلنا ہے اس کے سوا ہر دوسرا طریقہ صرف بربادی میں اضافہ کرنے والا ہے، اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

حکیمانہ طریقہ:

زندگی میں بار بار ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کو یہ فیصلہ لینا پڑتا ہے کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ ایسے مواقع پر فیصلہ لینے کی دو بنیادیں ہیں، ایک کیا یہ درست ہے، دوسرا کیا یہ ممکن ہے۔ حکیمانہ طریقہ یہ ہے کہ اپنی ذاتی معاملات کے لیے آدمی کے لیے کون سا طریقہ درست ہے، اور جو طریقہ درست ہو اس کو اختیار کر لے۔ مگر اجتماعی معاملہ کے لیے صحیح بات کو دیکھا جائے اور اگر ممکن ہو وہ طریقہ

Marfat.com

اختیار کر لیا جائے اور جو بھی چیز اجتماعی معاملات کے لیے ممکن ہو اس کو اپنا لیا جائے۔

اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ ذاتی معاملے میں سارا مسئلہ صرف اپنی ذات کا ہوتا ہے۔ آپ کو اپنی ذات پر پورا اختیار ہے۔ اپنی ذات کو آپ جس طرف چاہیں موڑیں اور اپنے ساتھ جو چاہیں سلوک کریں۔ اس لیے آپ کو اپنی ذات کے معاملہ میں معیار پسند ہونا چاہیے اور حتی الامکان وہی رویہ اختیار کرنا چاہیے جو مذہب اور اخلاق کی رُو سے بہتر ہو، مگر اجتماعی معاملہ میں آپ کی ذات کے ساتھ اور فریقین بھی شامل ہوتے ہیں۔ اُن فریقین پر آپ کا کوئی اختیار نہیں ہوتا، آپ انہیں کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں، اس کو کچھ کرنے پر مجبور نہیں کرسکتے۔ ایسی حالت میں عقل مندی کی بات یہ ہے کہ اجتماعی معاملہ میں ممکنات کو دیکھا جائے۔ دونوں صورتوں میں سے جو صورت عملاً ممکن ہو اس پر اپنے آپ کو راضی کر لیا جائے۔ ذاتی معاملہ میں " درست سمت " پر چلنے سے زندگی کا سفر نہیں رکتا، وہ برابر جاری رہتا ہے، مگر اجتماعی معاملہ میں ایسا کیا جائے تو فریق ثانی کی مخالفت فوراً آپ کے سفر کو روک دیتی ہے۔ اب سفر کو ملتوی کر کے ساری طاقت فریقین کے تنازع کے محاذ پر خرچ ہونے لگتی ہے۔ اس لیے مفید اور نتیجہ خیز طریقہ یہ ہے کہ فریقین کے مطالبہ کی رعایت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے عمل کی جو ممکن صورت مل رہی ہے، اس کو اختیار کر لیا جائے۔ حال کو مستقبل کے حوالہ کرتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھا جائے۔ یہی اس دنیا میں زندگی گزارنے کا حکیمانہ طریقہ ہے۔

تعمیری شعور:

دوسری جنگ عظیم تک امریکہ ساری دنیا میں موٹر کار کا سب سے بڑا تاجر تھا، ہر آدمی پر رولس رائس کار کی عظمت چھائی ہوئی تھی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جرمنی کی ووکس ویگن کا زمانہ آیا، 1970 تک 140 ملکوں میں 61 ملین سے زیادہ گاڑیاں فروخت ہو چکی تھیں۔ مگر اب جاپانی کاروں کا زمانہ ہے۔ آج ٹویوٹا (نہ کہ جنرل موٹرس) کاروں کی دنیا کا بادشاہ ہے۔ امریکہ کی سڑکوں پر آج جو کاریں دوڑتی ہیں ان میں 53 فی صد کاریں جاپان کی بنی ہوئی ہیں۔ آج دنیا بھر میں استعمال ہونے والا الیکٹرانک سامان 80٪ فیصد جاپان کا بنا ہوا ہے۔ امریکہ کا اپالو دوم جب چاند کے سفر پر گیا تو اُسے بہت چھوٹے ٹیپ ریکارڈر یعنی کیسٹ ریکارڈر کی ضرورت تھی اتنا چھوٹا اور بالکل صحیح کام کرنے والا ریکارڈر صرف جاپان فراہم کر سکتا تھا۔ چنانچہ اپالو دوم کے ساتھ جاپانی ساخت کا ریکارڈر چاند پر روانہ کیا گیا۔

دوسری جنگ عظیم تک جاپان کا یہ حال تھا کہ Made in Japan کا لفظ جس سامان پر لکھا ہوا ہو اس کے متعلق پیشگی طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ سستا اور ناقابل اعتماد ہوگا، جاپانی سامان کی تصویر اتنی گھٹیا تھی کہ مغربی ملکوں کے تاجر

Marfat.com

جاپانی ساخت کا سامان اپنی دکان پر رکھنا اپنی ہی کوتاہی سمجھتے تھے۔ پھر صرف 40 سال کے اندر جاپان نے کس طرح انقلابی ترقی حاصل کرلی؟ ایک امریکی تجزیہ نگار ولیم اویوچی کے الفاظ میں اس کا راز اپنے کارکنوں کے اندر داعیہ پیدا کرنا ہے جاپانیوں نے اپنے ملک میں ابتدائی تعلیم کا انتہائی اعلیٰ معیار قائم کیا۔ انہوں نے ابتدائی معلموں کو اعلیٰ تنخواہ اور پروفیسروں والا اعزاز دینا شروع کیا اور اس طرح اعلیٰ ترین صلاحیت کے اساتذہ کو اپنی نئی نسل کی تعلیم و تربیت پر لگا دیا۔ انہوں نے اپنے افراد میں نہایت گہرائی کے ساتھ یہ شعور پیدا کیا کہ صنعت میں اصل چیز معیار ہے، جدید جاپان میں ہر جگہ کوالٹی کنٹرول سرکل قائم ہیں۔ 1980 تک ایک لاکھ کوالٹی کنٹرول سرکل رجسٹرڈ ہو چکے تھے۔ اس کے علاوہ کہا جاتا ہے کہ ایک ملین غیر رجسٹرڈ کوالٹی سرکل بھی جاپان میں موجود ہیں۔

جھانسے کی مارکیٹنگ:

ہم نے گھوٹکی میں گھروں کے لیے پلاٹ بیچنے کی اسکیم بنائی اور میں نے اس اسکیم میں نقشہ متعارف کرایا۔ مسجد اور مندر کے لیے جگہ کو بھی مختص کر دیا اور آج وہ اس اسکیم میں بن بھی گئے ہیں۔ جب ہم بیچنے لگے تو شروعات میں پلاٹوں کے خریدار مشکل سے آئے لیکن جنہوں نے پہلے خریدے ان کو ہم نے منافع دیکر پلاٹ واپس لے لیے۔ پھر وہی گاہک دوبارہ آئے اور بس پھر خریداروں کا تانتا بندھ گیا۔ ہم نے بڑا منافع کمایا مجھے اپنی قسمت پر اتنا ناز نہ تھا اس لیے میں نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ ہمارے رہائشی پلاٹوں کے بروکر ڈاکٹر اور بشیر پٹھان تھے انہوں نے انکشاف کیا کہ ہم دونوں بازار میں جاتے ہیں اور موٹر سائیکل پر بیٹھے بیٹھے اُس دُکان دار کو آواز دیتے ہیں پورے ایک لاکھ منافع پر ہم سے خریدا ہوا 120 گز کا پلاٹ واپس بیچو گے۔ کل خریدا ہوا پلاٹ کا ایک لاکھ منافع دُکان دار کو دوسرے ہی دن مل جائے تو وہ دوکاندار کیوں جلدی کرے گا۔ وہ فوراً منع کر دیتا ہے۔ پھر یہ بات بازار میں گردش کرتی ہے اور ڈاکٹر اختر اور بشیر پٹھان بھی پروپیگنڈا کرتے ہیں جس کو آج ہم مارکیٹنگ کہتے ہیں۔ یہ بات جھوٹ کے زمرے میں یا سچ کے زمرے میں آتی ہے لیکن میں نے کافی عرصے کے بعد ان کو اسطرح مارکیٹنگ کرنے سے منع کر دیا۔ لیکن ان کی اس طرح مارکیٹنگ کرنے سے میرے پاس رقم تو آگئی تھی۔

جھانسے دینے سے کاروبار پر اثر اور سزا:-

میرے ساتھ بھی یہ سب کرنے سے کچھ ایسے ہوا۔ چاہے میں اس میں شامل نہیں تھا۔ لیکن منع کرنے کے باوجود بھی اندر سے ان کی اس چالاکی پر میں بہت خوش تھا۔ اُس کی وجہ میں ناتجربہ کار تھا، روحانیت کا مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ جھانسا ہے یا مارکیٹنگ ایسے ہی ہوتی ہے اس کا مجھے پتہ نہیں تھا، مجھے اس جھوٹی مارکیٹنگ کے جھانسے کی 19 سال تک سزا ہوئی اور

Marfat.com

میں نے جو پیسے کمائے ان سے میں نے اپنا پہلا کاروبار شادی ہال اور ٹریکٹروں کی خرید و فروخت کا چھوڑ کر پرائیوٹ ہسپتال بنوایا جس کا نام بسم اللہ میڈیکل کمپلیکس گھوٹکی رکھا۔ دوستوں نے مجھ سے کچھ ایسے غلط فیصلے کروائے کہ میں نے اپنے ذاتی پلاٹ کے اندر دوسرا شرکت دار کر لیا لیکن اس نے مجھ سے تعاون نہیں کیا۔ مجھے زندگی کا پہلا بڑا دکھ ملا اور غلط ٹھیکیدار نے تعمیرات میں ایسے غلط کام کیے جو کہ غیر ضروری تھے یعنی کہ بنیاد اتنی زیادہ بھری کہ 20 منزل کی ہو اور خرچہ کی زیادتی اتنی کی کہ مجھے لوگوں سے پرائیوٹ سود (انٹرسٹ) پر رقم لینی پڑی۔ معاشرے میں عزت کی جگہ میڈیکل اسٹاف نے دھوکے دیے۔ اندر ہی اندر کے اس صدمے کی وجہ سے میں نے اب دو بڑے ہسپتال بنا کر لوگوں کا مفت میں علاج شروع کر دیا ہے، اللہ مجھے معاف کرے۔ یہ کہانی سچی ہے صرف جو لوگ جھوٹ بول کر کاروبار کرتے ہیں اُس وقت تو منافع مل جاتا ہے لیکن اللہ کی بے آواز لاٹھی بھی کاروبار کے ساتھ میں چلتی رہتی ہے۔ بندہ بے بس، بے عقل اس بات کو سمجھے اگر میرے اس سچ پر کسی ایک انسان نے بھی عمل کیا تو میں سمجھوں گا کہ میری یہ کاوش اللہ کے یہاں قبول ہوئی اور شاید میری مغفرت اس لکھنے میں ہو جائے کہ نہ جانے اللہ تعالیٰ کس وقت راضی ہو جائے۔

رشوت سے راستے بھلائی کے:-

ہم نے جب 1995 سے بسم اللہ ہسپتال شروع کیا تو مریضوں کی اکثریت آئی، لیکن بچے کی پیدائش کے لیے جو عورت آتی تو معمولی ڈلیوری کے لیے بھی تین دن تک ہسپتال میں داخل رکھنا پڑتا اور مشکل سے ڈلیوری ہوتی اکثریت میں بچے فوت ہو جاتے تھے یا اکثریت میں بچے پیٹ ہی سے مردہ پیدا ہوتے، اور کئی مرتبہ ماں بھی ڈلیوری کے دوران مر جاتی یا پھر ایسی تکلیف میں رہتی جس پر بہت زیادہ ادویات کا خرچ آتا تھا۔ کچھ ہم مریض سے پیمنٹ اور کچھ ہم ان ادویات کی پیمنٹ دیتے۔ لیکن اندازاً اُس زمانے میں بھی 20 ہزار ڈلیوری پر خرچ ہو جاتے تھے۔ دوسری طرف ہمارے پاس ڈلیوری کے کیس آتے ان میں سے بہت سے کیسز کی ڈلیوری آپریشن سے ہوتی کیوں کہ ہمارا ہسپتال پہلا پرائیوٹ ہسپتال تھا اور بڑا بھی تھا۔ پورے ضلع گھوٹکی میں یعنی 12 لاکھ آبادی میں ایک بڑا ہسپتال ہونے کے ناتے ہم پر بڑا بوجھ تھا اس لیے جب آپریشن ڈلیوری کے ہونے لگے تو یہ بھی عام خیال کیا جانے لگا کہ بسم اللہ میڈیکل کمپلیکس گھوٹکی میں عام ڈلیوری کے کیس کا بڑے آپریشن کے ذریعہ ڈلیوری سے بچہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اور مخالف ڈاکٹرز بھی الزام لگاتے تھے کہ یہ آپریشن پیسوں کے لیے کیا جاتا ہے، حالانکہ ہم کو اپنی بھی رقم بھرنی پڑتی تھی اور مریض کے ساتھ پانچ سے دس آدمی زیادہ بڑھ جاتے ہمیں تو لینے کے دینے پڑ جاتے تھے۔ لیکن حالت مجبوری لوگوں کی تنقید برائے تنقید کرنے کی ہے۔ ہم نے بہت تحقیق کرنے کے بعد پتہ چلایا کہ یہ باتیں صرف ہمارے ہسپتال کے لیے نہیں ہو رہی ہیں بلکہ رحیم یار خان، صادق آباد اور گھوٹکی کے چند اور چھوٹے میڈیکل

Marfat.com

سینٹروں پر بھی یہ ہی حال تھا۔ اسی طرح نارمل ڈلیوری سے بچے پیدا کرانے والی دائی بھی پورا زور لگاتی تھی کہ کسی طرح گھر پر نارمل ڈلیوری سے بچوں کی پیدائش ہو جائے تاکہ اسے 200 یا 500 مریضوں کے لواحقین سے مل جائیں۔

اور ایسے ہی نرسوں نے بھی چھوٹے چھوٹے ہوم ڈلیوری ویم گھر کے نام سے بچے کی پیدائش کے سینٹرز بنائے تھے، اور کچھ ڈاکٹروں نے اور لیڈی ڈاکٹروں نے بھی اپنے پرائیویٹ کلینک کھولے تھے یہ لوگ زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے کہ بچہ ان کے ہی ویم گھر میں آئے اور پیدائش ہو۔ ڈاکٹر، لیڈی نرس، دائی ماسی وغیرہ وغیرہ اپنی ناتجربہ کاری کی بنیاد پر صرف 500-1000 روپے کے عیوض ماں کو بچے سے بھی محروم کر دیتی تھیں۔ ان کے پاس ڈلیوری کے دوران نہ ہی گلوز اور نہ ہی صاف ستھرے کپڑے ہوتے تھے اور ڈلیوری میں کام آنے والے اوزار بھی جراثیم سے محفوظ نہ ہوتے تھے اور نہ کوئی پایوڈین، نہ کوئی ڈیٹول، نہ کوئی صابن، نہ کوئی کاٹن، نہ صاف تولیا اور نہ انٹی سپٹک دوائی اور نہ کوئی ایمرجنسی دوائی لائف سیونگ ڈرگ، نہ کوئی ایمرجنسی دوا نہ دارو نہیں ہوتی تھی۔ یہ ساری جاہلیت کے کام کی وجہ سے اکثر بچے فوت ہو جاتے یا دوران ڈلیوری ماں مر جاتی تھی۔ اگر ماں بچ بھی جاتی تو اندر سے زہر چڑھ جاتا دائی اور متعلقہ نرس تجربہ نہ ہونے کے باوجود یہ کام پیسوں کے عیوض کرتیں اور دوسرا مریضوں کا بھی قصور تھا کہ وہ بھی پیسوں کی بچت کی وجہ سے لالچ اور بچت کے چکر میں انسانیت کا بڑا نقصان کر دیتے۔ ہم نے بہت سوچ سمجھ کر ایڈمن کے ساتھ تجربہ کار اور تعلیم یافتہ اسٹاف نرسز، لیڈی ڈاکٹرز، ڈسپنسرز تھے اور دو عدد ایمبولینس کی سہولت مہیا کی۔ ہاتھوں میں پہننے والے جراثیم سے پاک دستانے جو ڈلیوری کے دوران استعمال ہوتے ہیں، ایمرجنسی دوائیاں، پایوڈین، ڈیٹول، صابن، کاٹن اور بسکٹ وغیرہ فراہم کیے۔ لیڈی ڈاکٹروں، نرسوں اور دائیوں کو تحفے تحائف دیے اور کہا کہ ہر ایک ڈلیوری ہمارے پاس بھیجو۔ ہم آپ کو پانچ سو روپے یا ایک ہزار روپے کمیشن بھی دیں گے۔ ڈاکٹرز کو ٹیکسی کا کرایہ اور کھانا بھی دینگے لیکن ہم نے ڈاکٹرز سے شرط یہ رکھی کہ آپ ڈلیوری والے مریض کو ہمارے دیے ہوئے سامان سے ہی چیک کرو گے اور ہماری دی ہوئی میڈیسن بھی مریض کو استعمال کراؤ گے اور مریض کے ساتھ آپ میڈیکل کے سارے طریقے آزما کر ہمارے پاس بسم اللہ میڈیکل سینٹر میں بھیج دو گے تاکہ مریض کو زیادہ تکلیف نہ ہو اور اللہ کی مہربانی سے ایسا ہی ہوا۔ دائیوں نے اور نرسوں نے اور لیڈی ڈاکٹروں نے ہمارے سینٹر میں مریض بھر دیئے اور ہم وعدہ کے مطابق سب کو کمیشن دیتے رہے اور دیکھتے ہی دیکھتے مریضوں کے بڑے آپریشن ہونے بھی کم ہو گئے اور اگر بڑے آپریشن ہوتے تو جلد صحت مند بھی ہو جاتے اور دوائی بھی کم مقدار میں لگتی اور کافی کم عرصے میں ہمیں رزلٹ ملنا شروع ہو گیا۔ اب نہ کوئی ماں بچے کی پیدائش کے بعد ساری عمر سر کو دوپٹے سے باندھ کر رکھتی تھی اور نہ ہی بچے کے فوت ہونے کی نوبت آتی تھی اور ڈلیوری بھی نارمل ہو جاتی تھی، پانچ سال تک ہمارا بہت زیادہ خرچ ہوا زیادہ مریضوں کی وجہ سے

Marfat.com

اپنے پاس سے رقم بھرنا پڑی۔ اللہ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر پرائیویٹ لوگوں سے سود پر رقم لی، ایک لاکھ روپے رقم پر فی ماہ 5٪ سود ادا کیا۔ پانچ سال کی جدوجہد کے بعد کامیابی حاصل ہوئی، عوام کو لاکھوں روپے رشوت دے کر مجھے سمجھ آگئی تھی۔ پھر میں نے فوراً رشوت کمیشن پر پابندی لگادی۔ اب میرا ضمیر بہت مطمئن ہے کیونکہ میں نے گھوٹکی کا سپوت ہونے کا ثبوت دے دیا۔ مجھے اللہ کا لائسنس مل گیا۔ کوئی بھی فرد مجھے اس کام کا انعام نہیں دے سکتا۔ یہ سب اللہ کی عطا کردہ حکمت عملی سے ہوا۔ میں تو کروڑوں روپے کا فراوان ہو گیا، لیکن گھر گھر شفا ہو گئی، اور ماؤں کا بھلا ہوا اور میرے بھائیوں کا اس دنیا میں خیریت سے آنا میرے لیے باعث فخر ہے۔ مجھے اب کروڑوں کی ضرورت نہیں لیکن اب میرے پیچھے اربوں روپے بھاگتے ہیں اور میں اُن سے بھاگتا ہوں جب تک ہوں دنیا میں کام کرتا ہی رہوں گا انسانیت کے لیے اللہ آمین۔

تقدیر کی بھی تقدیر ہوتی ہے لیکن تقدس تقدیر تک ہوتی ہے
محب کا معلوم محبت سے ہوتا ہے مسلمان کو اثر مُلّا کی تقریر تک ہوتا ہے

ہم افلاک کے افلاس میں ہیں جیسے مہتاب آفتاب ہے
اخلاق و خلوص سے احترام چاہتے ہیں اس دنیا سے ہم

دھوکا دہی سے موقع بھی بنتے ہو صرف کان سے بہرے بنتے ہو
دور کی نگاہ اگر دھوکے سے رکھتے ہو اس لیے تو اندر سے نہیں کھلتے ہو

Marfat.com

مشن کی وصیت

کاروبار ،فلاحی کام، مشن، جنگ یا کوئی بھی کام جس کو آپ اپنے مرنے کے بعد بھی قائم رکھنا چاہتے ہیں تو اپنا جانشین چالیس سال اور پچاس سال کے درمیان ضرور رکھنا چاہیے۔ وصیت کر دینی چاہیے یا خفیہ وکیل سے وصیّت لکھوا کر رکھے یا اپنے گھر کے افراد کو وصیّت لکھنے والے وکیل کا نام بتائیں۔ بالترتیب پہلے نمبر پر، دوسرے نمبر پر اور پھر تیسرے نمبر پر آنے والے جانشین کے نام لکھوائیں اور تقسیم میں ان کو صرف سالانہ خرچ دیا جائے، ماہانہ اخراجات کے لیے ہر ایک جانشین کو ہر تین ماہ بعد گھر کے اخراجات کے لیے خرچ لینے کی اجازت دی جائے، کام کرنے کی وصیّت ٹائم اور محدود اختیار کے لیے بھی لکھ دیا جائے۔ یہ صرف انسان کی کوشش ہو گی باقی اللہ جو کرے وہ بہتر ہو گا۔ انسان کو اپنے کام، کاروبار یا مشن کے لیے وصیّت لکھنی چاہیے۔ انسان کی زندگی میں اپنی ذات سے وفاداری اور سچائی یہی ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ اُس کے بعد بھی وہ کاروبار یا مشن چلتا رہے گا، ہو سکتا ہے یہ جہان چھوڑنا پڑے، ہو سکتا ہے معذور ہو جائے، ہو سکتا ہے بوڑھا ہونے کی وجہ سے فیصلے کی قوت کم ہو جائے اور غلط فیصلے کرنے کی وجہ سے اپنے مشن میں وہ ناکام ہو جائے یا کوئی بھی رخنہ رکاوٹ پڑ سکتی ہے۔ اس وجہ سے جانشینوں کو پہلے فریم ورک میں ڈھال کر ان کے نام بتائیں جائیں پہلے جانشین کی عمر اندازاً 40 سال اور پچاس کے درمیان میں ہونی چاہیے۔ اور کوئی خاص بیماری نہ ہو اور فزیکل فٹ ہو اور دانائی اور اعتبار کے لحاظ سے بہتر ہو دوسرا جانشین 35 سال سے 45 سال کے درمیان ہو اور تیسرا جانشین 32 سال سے 42 سال کے درمیان ہو، ان تینوں کے نام کا پیمانہ پرکھا جائے ان میں عقل، تجربہ، ایمانداری، صبر، دلیری ہونا ضروری ہے، مشن مکمل کرنے کے لیے بھائی اور بیٹے ضروری نہیں ہوتے، مشن کی اس پرکھ میں میراث ضروری نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس پرکھ میں اپنے جیسا ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے کام میں نمبروار کا کھیل ہے، پہلا دوسرے سے کم ہوتا ہے۔ اور پہلے جانشین سے دوسرا جانشین تجربے کی بنیاد پر آگے بڑھ جاتا ہے۔ اپنے جیسا جانشین چُننا اختیار سے باہر ہے اور نہ وہ اُس میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ وہ اِس کی بھول ہے اللہ تعالیٰ نے اُس مشن یا کاروبار کے لیے صرف اُسے چُنا ہے تو تیرا کام نہیں اپنے جیسا چُنّا، بس تجھے جو میسّر آجائے وہ تو کر، بس آگے اللہ تعالیٰ پر چھوڑ نہیں تو اللہ پاک خود تم سے چھڑوائے گا پھر تیرے بھی بس میں نہ رہے گا، پھر پچھتانے کے سوا کچھ نہ ہو گا۔ یہ سب جو تیرے اختیار میں ہے وہ کر، جو تیرے اختیار میں نہیں اُس کو سوچنے میں بھی اپنا وقت ضائع نہ کر۔ باقی اللہ پاک پر چھوڑ جس نے تیرا مشکل سے آسان کام کر دیا تھا تجھے کامیاب کیا، وہ اُس اللہ کو پتہ ہے کہ

Marfat.com

جانشین کو آگے کامیاب کرتا ہے یا اللہ دنیا کو دکھانے کے لیے ناکام کر دے گا، اگر آپ ترتیب سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جانشین رکھو گے تو زیادہ کامیابی کا امکان ہوتا ہے ورنہ اگر اُس کے کاروبار اور مشن میں کسی کا حق تلف ہوا ہے تو وہ ضرور سامنے آئے گا۔ یہ خیال رہے کہ اللہ کی قینچی چلتی رہتی ہے، حصوں کو اور پوری پیمائش کرنے کو اور پورا تولنے کے لیے اُس کا جانشین افسوس نہ کرے کہ وہ حصّہ کٹ جائے گا جو اگر اُس کے وارث یا جانشین بنانے والے نے کچھ غلط کیا ہو گا ۔اِس بات کا یقین کر لینا چاہیے یہ ہو کر رہے گا، بس پھر وصیّت اپنی زندگی میں بھی تبدیل کر دی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی جس کو آپ نے خفیہ رکھا وہ پہلے 45 سال کا ہو تا پھر تیری عمر میں ہی وہ پچاس سال سے بڑھ جائے تو اُسی وقت تبدیل کر لیا جائے ۔جو دوسرے نمبر پر آئے گا اُس کو دوسرے نمبر پر، پہلے والا جس کی عمر بڑھ جائے اُس کو دوسرے نمبر والے کا بڑا مشیر بنایا جائے۔ یہ اپنی زندگی میں ہوتا رہے گا اگر دوسرا بھی ایسا ہوا تو اُس کو بھی مشیر بڑا کر لیا جائے۔ ایسا جب تک ہوتا رہے گا جب تک آپ کام کے قابل رہیں گے اور بہتر صحت اور عقل قائم رہے گی۔

کمانڈر مشن کے قابل :

ریٹائرمنٹ کی نشانی یہ ہے کہ تمہیں آئندہ کے لیے کوئی موذی مرض لاحق ہو جائے جیسے شوگر، بلڈ پریشر، گردوں کی بیماری، دماغ کی بیماری، پھیپھڑوں کی بیماری وغیرہ۔ پھر سمجھ لو کہ اللہ نے اسے ریٹائرمنٹ کا لیٹر / خط دے دیا وہ اپنی تیاری کر لے، جلدی جلدی بکھرے کام سمیٹ لے جو اُس کے سوا کوئی اور نہ کر سکے اور اتنا سمیٹ دے کہ جانشین کو تکلیف نہ ہو آسانی سے وہ کام انجام دے اُسے سمیٹنے میں کوئی سُستی نہ برتے۔

Marfat.com

بائے لاز اپنے جانشین کا

وصیت کرنے والا

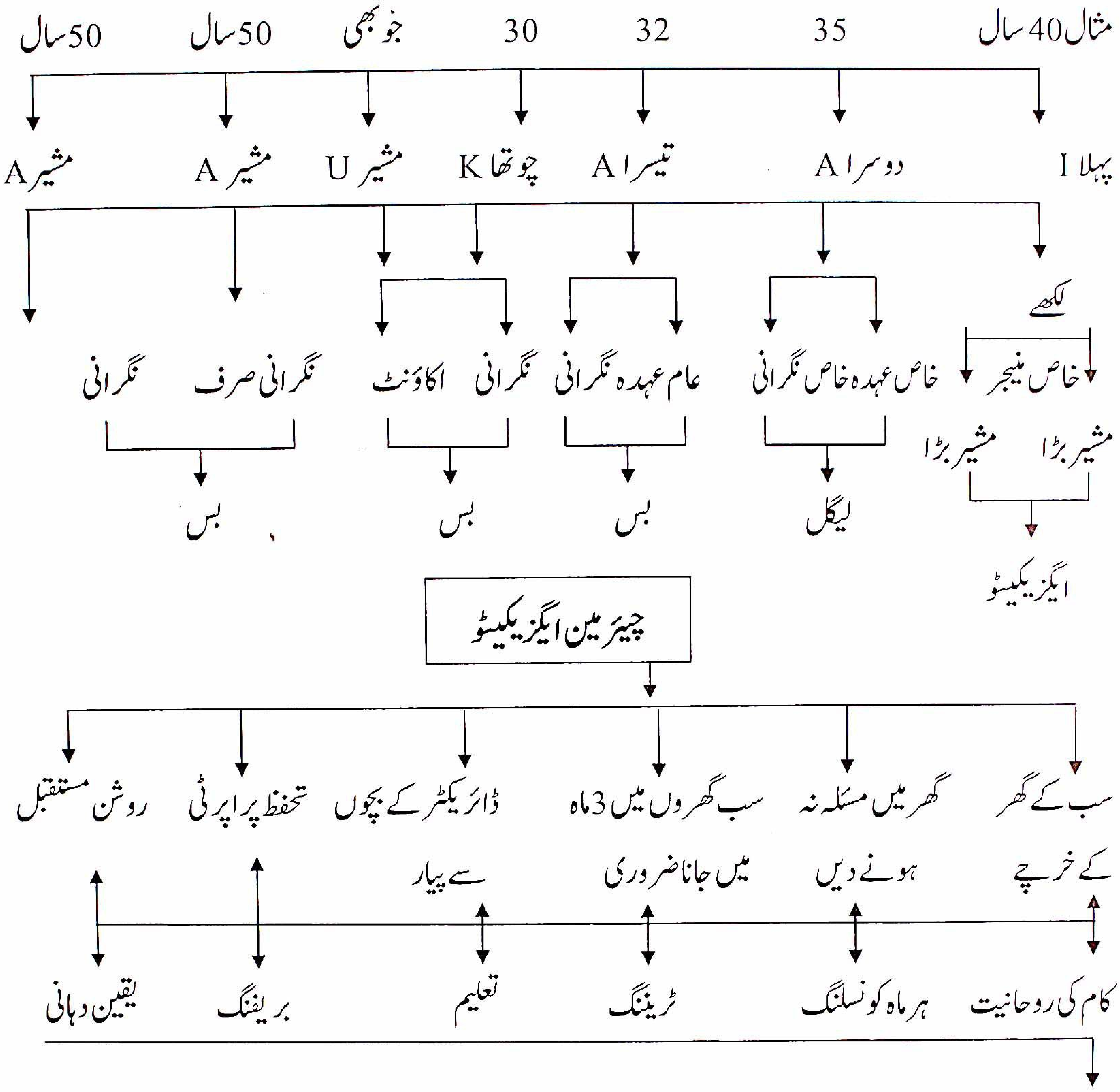

اوپر جو بھی نقشہ گراف بنایا ہے اُس کے بعد جانشین کا یہ سلسلہ چلتا رہے گا ایک دوسرے کو جگہ بھی دیں اور آگے جانے کی تربیت اور راستہ فراہم کرنا ایگزیکیٹو کا فرض ہے یہ اُس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب اس چارٹ اور گراف کو سمجھ کر ہر ماہ کے بجٹ کا تعیّن اگلے پچھلے کاموں اور منزل و مقصد کو سامنے رکھا جائے۔

Marfat.com

انسان جب بڑا آدمی بنتا ہے تو تکلیفیں

جو بھی انسان بڑا آدمی بنتا ہے تو اس کے ساتھ یہ حادثہ ہوتا ہے کہ وہ معاشرے میں اکیلا رہ جاتا ہے، لیکن ظاہری طور پر معاشرہ اس کے ساتھ ہمدردی دکھاتا ہے۔ لیکن اصل میں سب اسے جھکانے اور توڑنے میں لگے ہوتے ہیں، کچھ لوگ ظاہر میں کچھ اندرونی لیکن دونوں کی خواہش ہوتی ہے کہ یہ ٹوٹے یا جھکے، لیکن زیادہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ معاشرے کے سامنے بڑا آدمی جھک بھی جاتا ہے۔ لیکن معاشرے کو پھر بھی چین نہیں آتا اور اس کو توڑنے میں لگ جاتے ہیں، معاشرے کے اندر پڑوسی، بھائی، بہن، شہر کے لوگ، رشتے دار، دوست ہر انسان ہوتا ہے لیکن تین شخص اس کھیل میں شامل نہیں ہوتے باپ، ماں، مرشد باقی سب ہوتے ہیں۔ ان سے بچنے کا بڑا اچھا طریقہ یہ ہے کہ بندا بڑا نہیں بنے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اس کو اپنا نہیں سمجھے۔ تیسرا یہ ہے کہ جو کچھ لیڈر کے پاس ہے اس کو بانٹ دے، اور دولت مندوں کے پاس جو کچھ ہے وہ ضرورت مند کو دے اور شاعر کے پاس لوگوں کو دینے کے لئے اچھی شاعری ہوتی ہے جس میں ایمان داری سے لوگوں کی اصلاح کرے۔ بس جو بھی بڑا آدمی ہو اور کسی بھی وجہ سے بڑا آدمی بنے اس چیز کو وہ اپنی یا اپنے بچوں کی میراث نہیں سمجھے یہ ہی اس کے لیے بہتر ہوگا۔ جو بھی شخص بڑا آدمی بنتا ہے یعنی لیڈر، اداکار یا سیاستدان، بڑا افسر، بڑا سیٹھ وہ اپنے ہمعصر ہم نوا، ہم پیالا لنگوٹی یاروں سے بچھڑ جاتا ہے اور جب تک وہ اُن عہدوں پر برقرار رہتا ہے تو وہ اپنوں سے دور رہتا ہے۔ ان کے ساتھ رہتے ہوئے بھی ان کی ترجیحات الگ ہوتی ہیں اس کا قصور نہیں ہوتا وہ اپنے اس مشن اور محنت کرنے کی وجہ سے ہمیشہ آگے ہوتا ہے جو اُسے اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہوتی ہے اُس میں اُسی کا ہی خون پسینہ لگا ہوتا ہے۔ اور اس عہدے کو برقرار رکھنے کے لیے اُسے وقت نہیں ملتا کہ وہ اپنے عزیزوں اور یاروں کی شادی غمی یا محفل میں وقت دے سکے، دوستوں اور عزیزوں کو چاہیے کہ اس کی مدد کریں اور مدد اس سے بہتر اور کوئی نہیں بلکہ اس کو وقت نہ دینے پر معاف کریں یہ دونوں کے لیے فائدہ ہے۔ الگ الگ کرنے میں اللہ کا کام ہے اور وہ اُس کی حکمت ہے۔

Marfat.com

ملازم رکھنا ایک ـــــ فن ہے

ایک بار، ہماری کمپنی کی طرف سے قائم ہسپتال کے ڈسپینسرز اور ایڈمنسٹریٹر کے لیئے انٹرویوز ہو رہے تھے، میری آفیس میں میرا ایک دوست ملنے کے لئے آگیا، انہوں نے پوچھا آپ کے پاس اتنے لوگ کیوں اکٹھے ہو گئے ہیں؟ میں نے اپنے دوست سے کہا کہ نوکری کیلئے اسٹاف کی ضرورت ہے اور کسی بھی شعبے میں نوکری دینے سے پہلے اسٹاف کی قابلیت پرکھنے کیلئے ہی انٹرویوز لئے جاتے ہیں، اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ان کو ٹریننگ دینے سے وہ مجھے سستے پڑ سکتے ہیں اور وہ تجربہ حاصل کر کے، وفاداری کے ساتھ میرے لئے زیادہ فائدہ مند ہو سکتے ہیں، ویسے تجربہ کار لوگ مجھے زیادہ مہنگے پڑ سکتے ہیں۔

میرے دوست جس کا نام بابلے تھا اُس نے مجھے ایک اچھی اور کام کی بات بتائی، انہوں نے بتایا کہ وہ ایک بار دو مرغوں کی لڑائی دیکھ رہے تھے اور اُس نے دیکھا کہ ایک مرغا بہت اچھا لڑ رہا تھا اور مخالف مرغے کو بڑی چوٹیں لگا رہا تھا اور میرے دوست کو کسی نے بتایا کہ یہ مرغا ایک اچھے نسل کا ہے۔

یہ سوچ کر میرے دوست نے اُسی نسل کے مرغے کا ایک بچہ خرید لیا، اُس کو پالا پوسا، سردی اور گرمی کے دن کاٹے اس مرغے کے بچے کو بڑا کیا لیکن جب اس مرغے کو لڑانے کے لئے لے جاتے تھے تو مرغا ہمیشہ ہار جاتا تھا۔

اِس صورتحال کو دیکھتے ہوئے میرے دوست نے بتایا اور یہ سوچا کہ اب وہ مرغوں کا مقابلا دیکھنے کیلئے خود جائے گا اور جو مرغا اچھا لڑے گا اُس کو، مالک سے کچھ زیادہ اچھی رقم خرچ کر کے خرید لے گا اور اُسی مرغے کو لڑانے کیلئے میدان میں اُتارے گا۔ میرے دوست نے مزید بتایا کہ اس طرح اس کو یقین ہو گا کہ مرغا آزمایا ہوا ہے اور لڑائی میں میدان چھوڑ کر کبھی بھاگے گا نہیں۔ میرے دوست نے یہ بھی بتایا کہ مرغے کو پال پوس کر اُس کو اپنا بیٹا تو نہیں بنایا جا سکتا۔

اِس لئے میرے دوست نے کہا کہ جو ملازم آپ رکھ رہے ہیں اُن کو اپنا بیٹا تو نہیں بنا سکتے اور نہ ہی وہ آپ کے بیٹے بن سکتے ہیں، ان پر اتنا بھروسہ بھی نہیں کر سکتے وہ کوئی بھی بہانا بنا کر بھاگ سکتے ہیں۔

اِس طرح ٹریننگ دینے سے بھی آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور محنت بھی ضایع ہو جائے گی۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم کسی آدمی کو ٹریننگ دیں، اس کو سکھائیں، سمجھائیں اُس کا نسل دیکھ کر اُس پر اپنی ساری توانائی خرچ کریں اور پھر جب انعام لینے اور فائدہ اُٹھانے کا وقت آئے تو وہ آدمی نوکری ہی چھوڑ جائیں اِس سے تو یہ بہتر ہو گا کہ کوئی تجربہ کار بندہ رکھیں اور اپنا کام بہتر طریقے سے کروا سکیں۔ ناتجربہ کار آدمیوں کو ٹریننگ دینے میں وقت اور پیسہ کیوں برباد کریں؟

یہ بات میرے جس دوست نے بتائی وہ اُن سب باتوں کا تجربہ رکھتا تھا لیکن وہ پڑھے لکھے تو نہیں تھے لیکن زندگی کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ یہ باتیں میں نے ایک سبق حاصل کرنے کے لئے لکھیں ہیں، جو نوکر ہوتے ہیں اُن کے تجربات سیٹھ یا مالک کیلئے الگ بھی ہو سکتے ہیں، وہ درست بھی ہو سکتے ہیں، میں خود اپنے ہی نوکروں کا نوکر بھی ہوں اور مالک بھی، میرے پاس دونوں تجربے ہیں، اِس سبق آمیز باتوں سے کسی ایک آدمی کو بھی فائدہ ہو جائے تو میرے لکھنے کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

Marfat.com

جیسا مقام ویسی ترجیحات

کسی بھی بڑے عہدے پر فائض شخص اور اُس کے نیچے کام کرنے والے اشخاص کے درمیان فاصلہ ہونا چاہیے تا کہ وہ جو بھی کام کرے سب کو دکھائی نہ دے۔ اپنے ذاتی کام سب کے سامنے نہ کرے اور جب سب کے سامنے جائے تو اپنے عہدے کے مطابق تیار ہو کر جائے تا کہ اُس کے عہدے کا مقام قائم رہے اور یہ فاصلہ ضرور ہونا چاہیے۔ جب آپ عہدے کے مطابق تیار ہو کر سب کے سامنے جائیں گے تو آپ کے عہدے کے رنگ، اثرات، فائدے آپ کو نظر آئیں گے۔ کیونکہ کمانڈر ایسا ہونا چاہیے جو زبان سے کم بولے، بس اس کے چہرے کے تاثرات اور نظروں کے اشاروں سے ہی کام ہو جائیں۔ میں نے مولانا وحید الدین صاحب کی کتاب میں پڑھا تھا کہ " ایک حدیث میں ہے کہ، اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا (خلق اللہ آدم علیٰ صورۃ) تو جب اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا ہے تو ضرور آل اولاد میں بھی یہ شبیہ ہو گی۔ یہ ایک یقین شدہ بات ہے۔ اصل میں سارا کام اعمال پر مبنی ہوتا ہے۔ اگر انسان غلط کام کرتا ہے تو اُس کی روح اُسے روکتی ہے کیونکہ روح تو پاک ہے، لیکن جب انسان اپنی روح کی بات نہیں مانتا تو اُس کی روح سو جاتی ہے اور اُس کے چہرے پر چالاکی، بدصورتی، بے رونقی عیاں ہو جاتی ہے، معصومیت ختم ہو جاتی ہے، رُعب ختم ہو جاتا ہے جو کام انسان نظروں اور اپنے چہرے سے کر سکتا ہے وہ نہیں کر پاتا، جو شخص اچھا عزت دار بارُعب ہوتا ہے اُس کو دیکھ کر نظریں خود بخود جھک جاتی ہیں، اور دیکھنے والے شخص پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے، اور جو شخص اچھے اعمال کرتا ہے اُس کے چہرے پر نور اور عزت نظر آتی ہے۔ اگر کوئی ذکر فکر والا بندہ ہو اور اُس کو کسی سے کوئی بات منوانی ہو تو وہ روبرو کچھ دیر نظریں جھکا کر ایک دم سے سر اُوپر اُٹھائے گا اور سامنے والے بندے سے اپنی بات کہے گا تو سامنے والا بندہ فوراً مان جائے گا۔ یہی ہوتا ہے انسان کا روح سے تعلق، اس تعلق کی وجہ سے انسان کے چہرے کے نور سے فوائد اور اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لیے مینجمنٹ میں کمانڈر کو کسی بھی کام کے لیے خود کے اور ماتحتوں کے درمیان فاصلے برقرار رکھنے چاہییں، تا کہ وہ اپنے سپہ سالاروں کو بہتر Councelling کر سکے، اس طرح وہ سپہ سالار اپنے ماتحت کام کرنے والے لوگوں کو بھی بہتر طریقہ کار سے سمجھا سکیں اور ان سے کام لے سکیں اور خود بھی بخوبی کام سرانجام دے سکیں۔

Marfat.com

اکنامکس

آج کی اکنامکس یہ ہے کہ اپنے لیے چھ ماہ کے خرچ کی رقم کے علاوہ ایک دن کے لیے بھی اپنے پاس بلاوجہ ایک روپیہ بھی جمع نہ کیا جائے، فوراً اس رقم سے کوئی پراپرٹی، یا کوئی جانور مطلب وہ چیز خریدی جائے جو بڑھتی ہو، اور اس قسم کی خریدی ہوئی چیز سے مستقبل میں آپ کو فائدہ ہوگا اور اگر مجبوری میں روپیہ ہی جمع کرنا ہے تو آپ ڈالر یا ریال خرید کر اپنے پاس اس رقم کو محفوظ کرلیں۔

پیش گوئی اکنامکس: آج تک جو بھی چیز ایجاد ہوئی ہے یا ہوگی اس کی روزانہ ہی صلاحیت بڑھتی رہے گی اور پہلے والی جدید ایجاد ہر روز پرانی ہوتی جائے گی اور آخر کار وہ کباڑ ہو جائے گی، اس لیے الیکٹرانک مشینری کو اسٹاک میں نہیں رکھنا چاہیے۔ اب زمانہ بدل چکا ہے، جدید سائنس دان بل گیٹس بھی آگے چل کر اس جدید دور سے مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ مواصلات میں بہت بڑی تبدیلی آئے گی اس کا ذخیرہ کرنا کاروبار کو تباہ کرنے کے مترادف ہوگا جو چیز جس ملک میں بھی ایجاد ہوتی ہے وہ اس ملک میں 6 سے 8 ماہ میں عام ہو جاتی ہے۔ اس لیے اسٹاک کرنا کاروباری خودکشی کے مترادف ہے۔

زمین میں سرمایہ کاری: زمین وہ چیز ہے جس کا آج تک کوئی نعم البدل نہیں ہے سیکڑوں سالوں سے انسان کا ایک ہی انداز رہا ہے کہ گھر کے اوپر گھر بنالینا، فلیٹ کے اوپر فلیٹ بنالینا اور ایک گھر کی جگہ پر اوپر نیچے گھر بنالینا۔ جیسے آبادی بڑھے گی تو زمین کی قیمت بھی بڑھے گی چاہے وہ زرعی زمین ہو، یا رہائشی ہو، یا کمرشل ہو اور جو میٹیریل اِس کاروبار میں استعمال ہوگا اس کی قیمت میں بھی روز بروز اضافہ ہوگا اس کاروبار کا دورانیہ اور بھی بڑھے گا کوئی پتہ نہیں، مثال کے طور پر آج جدید دور میں جو موبائل فون آئے ہیں وہ روزانہ کی بنیاد پر مارکیٹ میں اپ ڈیٹ اور نیو ٹیکنالوجی میں آرہے ہیں۔ پچھلا ماڈل ردّی کے بھاؤ میں بک رہا ہے جیسا کہ موبائل کے ذریعے ہر بندے کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ آپس میں کیا بات کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دوستی کی جگہ دشمنی اور کار آمد کی جگہ نقصان میں آہستہ آہستہ اضافہ ہو رہا ہے، ایسے گاڑی رکشہ سب مواصلات کے ذریعے ہیں وہ بے فائدہ یا کم فائدہ ہوتے جا رہے ہیں۔ معذرت کے ساتھ اس سے کوئی اتفاق کرے یا نہ کرے میرے لیے کوئی بڑی بات نہیں۔ یہ میرا کام ہے کہ جو تخلیقی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے وہ میں نے کاغذ کے ایک ورق پر اتار دی ہے تاکہ ہمارے ملک پاکستان میں جو کاروباری حضرات ہیں وہ اس کو سمجھیں، بس اس تحریر کے ذریعے میری نیّت فقط دوسروں تک فیض پہنچانا ہے۔

Marfat.com

دوست کی دوستی

ایک گاؤں میں دو دوست رہتے تھے، ان کی ایک دوسرے سے بڑی دوستی تھی۔ ایک دن ایک دوست کی بیوی نے اپنے کانوں کی سونے کی بالی دھو کر دھوپ میں سوکھنے کے لیے رکھ دی، ایک چوہا اپنے بل سے باہر نکلا اور وہ بالی اٹھا کر اپنے بل میں لے گیا۔ اسی دوران اس کا دوست اس سے ملنے اس کے گھر آیا ہوا تھا، وہ چائے پانی پی کر چلا گیا۔ دوست کے جانے کے بعد جب اُس کی بیوی نے اپنے سونے کی بالی سنبھالی تو وہ غائب تھی، اس کی بیوی نے کہا کہ میری بالی گم ہو گئی ہے اور ضرور تیرا وہ دوست جو ہمارے گھر تجھ سے ملنے آیا تھا وہ لے کر گیا ہو گا، سوائے تیرے دوست کے اور کوئی آدمی نہیں آیا، بیوی کے کہنے پر وہ اپنے دوست کے پاس گیا اور کہا کہ اگر آپ کو سونے کی بالی چاہیے تھی تو مجھے کہا ہوتا میں آپ کو خود لے کر دے دیتا۔ دوست نے اسے جواب دیا کہ آپ کی بیوی کی سونے کی بالی مجھے اچھی نہیں لگی تھی اور میں، جیسی میری بیوی کی بالی ہے ویسی بنوا کر آپ کو دینا چاہتا تھا، اور اس دوست نے اپنی بیوی سے کہا کہ جلدی کر مجھے اپنی بالی اتار کر دے بیوی نے اپنے شوہر کو بالی اتار کر دے دی اور وہ دوست اپنے دوست سے بالی لے کر گھر چلا گیا۔ جب گھر پہنچا تو پتہ چلا کہ سونے کی بالی مل گئی ہے وہ تو چوہے کے بل میں تھی چوہا لے گیا تھا، اس نے مٹی باہر نکالی تو مل گئی۔ اب وہ دونوں میاں بیوی بہت زیادہ شرمندہ ہوئے۔ دونوں نے مشورہ کیا کہ اب اس شرمندگی سے بچنے کے لیے اپنے دوست کے سامنے اپنی اس غلطی کو مانیں تاکہ وہ خوش ہو جائے۔ میاں بیوی یہ سوچ کر اُن کے گھر چلے گئے اور اپنی اس غلطی کا اعتراف کیا۔ سونے کی بالی لے جانے اور مل جانے کی بھی بات کی تو اس کے دوست نے کہا کہ میں آپ کی معذرت ضرور قبول کروں گا لیکن تجھے اس طرح قبول کروں گا کہ تیری نسل سُدھر جائے کیونکہ تم میرے دوست ہو اور بغیر سوچے سمجھے تم نے مجھ پر الزام لگا دیا کہ دوست ہی آیا تھا وہی سونے کی بالی لے گیا ہے۔

عبدالغفار سکھر

Marfat.com

ہیرا

انسان تو خراب ہوسکتے ہیں پر ہیرا، ہیرا ہوتا ہے اور پہاڑ، پہاڑ ہوتے ہیں۔ بس مشکلات ہوتی ہیں وہاں، جہاں کسی اللہ کے ماننے والے عاشق کا گزارا مشکل ہوتا رہتا ہے لیکن وہ نالائق انسانوں سے کھیلتا رہتا ہے۔ نالائق انسان جو کہتا ہے وہ بزرگ برداشت کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ آگ کو تو گندے نالے کا پانی بھی بجھا سکتا ہے اور آبِ زم زم بھی بجھا سکتا ہے۔ تو ایسے ہی ایک ہیرا مطلب روشن انسان بُرے انسانوں کے درمیان میں بھی فتح حاصل کرلے گا۔ جب انسان روشن ہے تو اندھیرے میں بھی اس کی تھوڑی تھوڑی روشنی ضرور نظر آئے گی۔ لیکن یہ بہت ہی مشکل کام ہے پہاڑ مٹی میں نہیں ملے گا ایسے ہی فقیر جہاں بھی ہوگا وہ نالائق انسانوں میں نہیں گھلے ملے گا۔ ہیرا چاہے کیچڑ میں ہو یا گلے میں پہنا ہوا ہو، ہیرا، ہیرا ہی رہے گا۔ کیونکہ اس کے پاس اپنی شان پر قائم رہنے کا گُر ہوتا ہے، ولی نالائق انسانوں میں بھی رہ سکتا ہے لیکن اس کے لیے یہ سب کچھ بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن نالائق انسانوں کے درمیان کٹھن مراحل سے گزرنے کے بعد بھی اس ولی اللہ کی شان میں کوئی کمی نہیں آتی۔

ایمانداری

علی واصف

ایماندار کام: خطرہ اس کو ہے جس نے غلط کام کیے یعنی ڈاکا، چوری، کرپشن، اپنے عہدے کا غلط فائدہ لینا یا کسی کا حق سلب کرنا جھگڑا کرنا، ضد کرنا یہ خطرے کی بات ہے، لیکن ایمانداری سے اپنا رزق کمانا ہے تو اس میں یہ خدشہ ہوتا ہے کہ اگر آپ کسی کی مدد کروگے تو اس مدد کرنے کے بدلے میں آپ کے ساتھ جوابًا اُلٹے ہونے کا خدشہ بھی رہتا ہے، کسی سے کچھ لیتے وقت بھی دینے والے سے خدشہ رہتا ہے۔

ایمانداری سے فارغ بیٹھنا خدشہ بھی اور خطرہ بھی:

دنیا میں چھوٹے سے چھوٹا کام کرنے سے بھی انسان کو سو فیصد خطرے اور سو فیصد خدشے لاحق ہوتے ہیں، انسان کے لیے آسان کام اولاد پیدا کرنا ہے لیکن اولاد کا خدشہ تو ہوتا ہی ہے لیکن اکثر خطرہ بھی ہوتا ہے۔ کیوں نہ سو فیصد خطرے کے بجائے سو فیصد خدشے کے کام کیے جائیں۔ جُرم سرزد ہوجانے سے ہر چیز میں انسان کو خدشہ یا خطرہ ظاہر ہوتا ہے۔ چھوٹے گناہ گاروں کے مُجرم کے اندر کی زندگی کا یہ حال ہوتا ہے کہ اگر ان کو معافی نہ ملے تو ان کی ساری عمر ایسے گزر جاتی ہے کہ ہر چیز کھاتے وقت بے مزہ بے سواد محسوس ہوتی ہے۔ اور بڑے جرم کرنے والے انسان کو اپنے ہر سایہ بھوت نظر آتا ہے اور زمین پر پڑی ہوئی کوئی رسّی بھی اسے سانپ دکھائی دیتی ہے۔

Marfat.com

پیار سے وحشی بھی ناچتا ہے، "جیسا کرو گے ویسا بھرو گے"

محبت کا جواب پیار سے

انسان عقل سے طاقت کو کیسے نچاتا ہے

تم موذی سانپ کو گردن سے مروڑو گے، تو کبھی وہ بھی موقع پالے گا

Marfat.com

سانپ کو انسان کے بچے کا پتہ ہے ہم انسانوں کو کیوں نہیں

مصنف نے 7 فٹ کے سانپ کو پکڑنے کے بعد چھوڑ دیا

موذی سانپ کو بھی پتہ ہے کہ ڈنگ کسے مارنا ہے اور کسے نہیں

Marfat.com

باب دوسرا

عقل بڑی یا بھینس

انٹرپینیورشپ

قول:- دن اور رات کو دیا ہوا دان کہتے ہیں
دنیا میں جو دان نہ کرے اس کو نادان کہتے ہیں

قول:- جو باہر کے ناداروں کو نادار کہتے ہیں اُسے ہی تو نادان کہتے ہیں
اندر کے ناداروں کو دانا کہتے ہیں وہ اندر ہی کے نادار ہوتے ہیں
کسی نے چھوڑا، جب ہی تو، تم نے رکھا

قول:- خود کو اتنا ہی پسند کرو اپنے ہی اندر میں
کسی اور کے لیے جگہ چھوڑو اپنے اندر میں

قول:- ادب کر تو ہوگا بعد میں ادب ہی تو تیرا ہوتا ہے

قول:- تو چھوڑے گا کوئی اور تو رکھے گا
کوئی اور چھوڑے گا تو، تو رکھے گا

Marfat.com

انٹرپرینور شپ

انٹرپرینور شپ کے علم کے لیے آج سے سو سال پہلے یونیورسٹیز اور کالجز قائم ہوئے۔ لیکن انٹرپرینور شپ بھی ایک خداداد صلاحیت ہوتی ہے اور وہ خدا تعالیٰ چاہے کسی اَن پڑھ کو عطا کرے جو کہ دور دراز جنگل کے گاؤں میں ہی کیوں نہ پیدا ہوا ہو، اس لیے انسان نے سوچا کہ جتنی جلدی ہو سکے انٹرپرینور شپ کے علم کے لیے یونیورسٹیز اور کالجز بنائے جائیں۔ اب انٹرپینور شپ کا وہ علم بند ہو گیا ہے، اور اب یہ محدود ہو کر کالجز اور یونیورسٹیز میں ایک مضمون تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ جیسا کہ ایم۔بی اے، بی۔بی۔اے، آئندہ آنے والے کئی سالوں میں ہو سکتا ہے کہ یہ بھی بند ہو جائیں اور یہ علم بھی سکڑ کر ایک مضمون کی صورت میں پڑھایا جائے۔ کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم ہے، سیکھنے سے تو نہیں آئے گا اور اگر آ بھی گیا تو سمجھ میں نہیں آئے گا، اگر سیکڑوں اسکولز میں کوئی سمجھ بھی گیا تو وہ بھی ضرور خداداد صلاحیتوں کی لسٹ میں پہلے سے موجود ہو گا، یہ تو ہونا ہی ہو گا۔

قول: جہاں منصوبہ بندی کرنا ہو وہاں کی درجہ حرارت اور ہوا کا ماحول نارمل ہونا چاہیئے۔ سردی میں مناسب گرم اور گرمی میں مناسب ٹھنڈک۔

قول: کاروباری مینجمنٹ کا انتظام یا ایک سے چار کرنا یہ صرف خداداد صلاحیت ہوتی ہے۔ یہ صلاحیت ایم کام، بی بی اے، ایم بی اے کرنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ صرف آگہی ہوتی ہے اور خدا کی دی ہوئی صلاحیت اور آگہی میں فرق ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے لوگ ایسے بھی اَن پڑھ گزرے ہیں جن کے کام آج تک تاریخ کا حصّہ بنے ہوئے ہیں۔

حضرت سچل سرمست نے تو کبھی P.H.D نہیں کی لیکن سخی قبول محمد سائیں نے صوفی اِزم پر P.H.D کی ہے۔ حضرت واصف علی واصف نے فرمایا کہ حضرت وارث شاہ نے خود P.H.D نہیں کی لیکن اُس کے نام سے P.H.D ہوتی ہے۔

Marfat.com

مسلک کا ڈھیٹ پن

ایک شخص صوفی بن گیا۔ اس نے دوسرے نئے نئے صوفیوں کے ساتھ ملاقاتیں کیں اور ان کو اپنے ساتھ شامل کر کے سرِعام نعرہ لگانے لگا کہ میں اللہ ہوں، اور ہو اللہ، ہو اللہ کرنے لگا، یعنی میں اللہ ہوں اور عین الحق کا نعرہ زور زور سے مارنے لگا۔ اُس شہر کے عالم فاضل علماء نے اُس جعلی صوفی کو منع کیا اور بہت دفعہ ڈانٹا کہ یہ گناہِ عظیم ہے یہ مت کہو مسلک کی بہت بڑی جنگ ہو جائے گی۔ عالم اور عام صوفیوں کے درمیان غلط فہمیاں اور لڑائیاں شروع ہو جائیں گی اُس صوفی کو سمجھانے کے لیے علاقے کے علماء اور صوفی حضرات جمع ہو کر اُس گمراہ صوفی کے گھر ملاقات کے لیے گئے اور اُس صوفی سے ملے، صوفی کے سب گھر والے، اس کے خاندان والے، صوفی حضرات اور کئی درجنوں لوگ اُس کے گرد جمع ہو کر بیٹھ گئے اور اُسے پیار سے اور ڈانٹ ڈپٹ کر سمجھانے لگے، دھمکیاں بھی دیں، لیکن اس گمراہ صوفی شخص نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا کہ میں تمہاری یہ بات نہیں مانوں گا۔ وَفد میں ایک شخص جو صوفیوں کا بڑا فقیر تھا اُس نے پھر پیار سے سمجھایا کہ بھائی دیکھو جو تم نعرہ لگا رہے ہو وہ غلط ہے۔ کیونکہ دنیا میں چند اللہ کے ولی اور جو مشہور فقیر گذرے ہیں جیسے ابن علی، شاہ تبریز، سچل سرمست، منصور، وہ سب اللہ کے پہنچے ہوئے بزرگ تھے اور تم تو ان کے سامنے کچھ بھی نہیں ہو اور پھر بھی تم یہ نعرہ لگا رہے ہو جو سراسر غلط ہے، جب کہ تم اِس وقت تک کے کسی صوفی کے طالب بھی نہیں ہوئے ہو اور تم نے اتنا بڑا نعرہ لگا دیا، بس پھر کیا تھا اس نعرہ لگانے والے شخص نے جواب دیا کہ یارو میری بات سنو جنھوں نے یہ نعرہ لگایا وہ تو پہنچے ہوئے بزرگ تھے انہوں نے نعرہ لگا کر کونسا بڑا کام کیا وہ تو ولی اللہ بھی تھے بڑی بات تو یہ ہے کہ میں پہنچا ہوا بھی نہیں ہوں پھر بھی میں نے یہ نعرہ لگا دیا۔

دنیا ڈھیٹ پن کا شکار

آج کل نام نہاد سیاستدان اُن پر اتنے بڑے الزام لگتے ہیں اور ثابت بھی ہوتے ہیں لیکن پھر بھی روزانہ ٹی وی پر آکر بیان بازی کرتے ہیں اور صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو 50 فیصد چوری کی ہے پہلے والے حکمران تو 100 فیصد چور تھے، تو ہم کیسے حکومت چھوڑ دیں ہمیں موقع ملنا چاہیے، 100 فیصد کھانے کے بعد پھر ہم بھی حکومت چھوڑنے کا سوچیں گے۔ بڑے بڑے ملکوں کے سربراہ اپنے کئے وعدے بھول جاتے ہیں بلکہ بالکل ماننے سے انکار کر دیتے ہیں کہ ہم نے وعدہ کیا ہی نہیں تھا ہم نے یوں کہا تھا یہ کیا تھا اب اقوام متحدہ بھی ایسے کر رہا ہے نہ کوئی دنیا کا قانون ہے نہ ورلڈ بینک نہ ایشیا بینک سب دنیا کے ادارے بے معنیٰ ہو کر رہ گئے ہیں پوری دنیا میں جنگ کا ماحول بنا رکھا ہے خود اقوام متحدہ نے دنیا کو بدامنی کی طرف دھکیل دیا ہے۔

Marfat.com

انٹرپرینیور شپ

ڈھیٹ پن پاور

ایک تھانیدار ایک شہر میں گشت کر رہا تھا اور بڑے رُعب سے چل رہا تھا، تھانیدار چلنے اور دیکھنے میں ایسا محسوس کر رہا تھا کہ اس جیسا کوئی طاقتور انسان نہیں ہے اور وہ اس شہر کا تھانیدار ہے۔ اس دوران میں ایک شخص گُجر نامی تھانیدار کو نظر آیا اس گُجر نامی شخص کو تھانیدار نے اپنے پاس بلایا اور گُجر نامی شخص نے رُعب دار آواز میں کہا کہ تھانیدار تم نے مجھے کیوں بلایا ہے، ایسی کیا بات ہے، تھانیدار کو اُس کے اِس روّیہ پر غصّہ آیا اور اُس سے کہا کہ تم مجھے اُلٹا جواب دے رہے ہو، گُجر نے کہا ہاں اسی طرح ہی جواب دونگا، تھانیدار نے دوسرے پولیس والوں کو کہا کہ اس کو پکڑو اور ہتھکڑیاں لگاؤ مجھے یہ اُلٹے جواب دے رہا ہے۔ تھانیدار نے تھانے میں جاکر اُس گجر نامی شخص کی خوب پٹائی کی، تقریباً سارا دن ساری رات اُس کو طرح طرح کی سزا دی، تھانیدار نے تھک ہار کر اُس کو مارنا چھوڑ کر کہا، او گجر میں تو تھانیدار ہوں اور سرکاری آدمی ہوں اور میرے پاس سرکاری طاقت بھی ہے تم تو غریب ہو اور تمہیں کوئی تھانے سے چھڑانے کے لیے بھی نہیں آیا یہ بات تو بتا تمہارے اندر کونسی طاقت ہے کہ میں تھک گیا ہوں، اور تم نہیں تھکے یہ کونسی پاور ہے؟ گجر نامی شخص زور زور سے ہنسا اور کہا کہ میرے پاس ڈھیٹ پن کی طاقت ہے وہ طاقت تھانیدار صاحب تجھ میں نہیں ہے میں نے تو تجھ جیسے طاقتور سے پنگا لے لیا ہے اور تیری بدلی کرانے کے لیے مجھے صرف گورنمنٹ سے ٹرانسفر آرڈر کے کاغذ کا ایک ٹکڑا درکار ہے اس کے سامنے تم ٹِک نہیں سکو گے اور تم فوراً بدلی ہو کر دوسری جگہ چلے جاؤ گے، ہماری ڈھیٹ پن کی طاقت ہمارے ہی ہاتھ میں ہے اور اُس وقت تک رہے گی جب تک ہم ڈھیٹ ہیں۔ یہ بات گُجر نے تھانیدار کو سنائی اور تھانیدار نے تھانے سے باہر جانے کے لیے گُجر کو حکم دیا اور گُجر تھانے سے باہر چلا گیا۔

Marfat.com

خاندان سے تاش کی بازی

گھر کے فرد انٹر پرینیور شپ

ایک ہندو فلاسفر (گرُو) کا کہنا ہے کہ انسان کو اپنے خاندان یعنی گھر کے افراد کے ساتھ اپنا رویہ کس طرح کا رکھنا چاہیے، کیونکہ اتفاق سے ہی خاندان میں اچھے مزاج کے افراد ملتے ہیں۔ جیسے شوہر کو شادی کے وقت معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی بیوی کس مزاج کی ہو گی یا اس کے کیسے کیسے مزاج بدلیں گے۔ نا ہی بیوی کو معلوم ہوتا ہے کہ میرا شوہر کس مزاج کا ہو گا آگے چل کر اُس کا مزاج کس طرح کا ہو گا۔

شوہر اور بیوی یعنی (ماں اور باپ) کو معلوم نہیں ہوتا کہ ان کی اولاد دنیا میں آنے کے بعد کس مزاج کی ہو گی۔ نا ہی کسی اولاد کو یہ معلوم تھا کہ اُن کے ماں باپ کس مزاج کے ہونگے۔ اسی بے خبری کی کیفیت میں ایک خاندان (پریوار) بن جاتا ہے۔ خاندان کے ہر فرد کے مزاج الگ، عادات الگ، خیال الگ، منصوبے الگ، خواہش الگ، منزل الگ ہوتی ہے تو پھر آپس میں ان کی زندگی کیسے گزرے گی۔ اگر کسی کو علم نہیں تو مشکلات اور ہر روز نئے نئے مسئلے درپیش ہونگے۔ خاندان کے افراد میں سے کوئی فرد اگر خداداد صلاحیت کا مالک ہو تو اُس فرد کی اس صلاحیت کو انٹر پرینیور شپ کہتے ہیں۔ اگر اس فرد کے پاس ان مسائل کے حل کرنے کے گرُ ہیں یہ گرُو نے ست سنگ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ تم اپنے گھر والوں کے ساتھ ایسے چلو جیسے تاش کے پتوں سے کھیل کھیلا جاتا ہے جس طرح تاش کے کھیل میں کچھ ناپسندیدہ تاش کے پتے ملتے ہیں تو اس طرح زندگی کے کھیل میں گھر کے افراد میں سے بھی کچھ ناپسندیدہ ہوتے ہیں۔ گھر میں اچھے کھلاڑی کی طرح بازی کھیلو کس وقت کونسا پتہ کھیلنا ہے اور یہ گرُ ماہر کھلاڑی کو اچھی طرح آتا ہے۔ اس لیے وقت کی نزاکت سے گھر کے فرد کے مزاج کے مطابق اپنا رویہ رکھنا چاہیے۔ تاش کے کھلاڑی کے پاس کھیل کے دوران اگر اتفاق سے کمزور پتے آجائیں تو وہ کھلاڑی نفسیاتی طور پر ایسے ظاہر کرتا ہے کہ جیسے اس کے پاس اچھے تاش کے پتے آئے ہیں اور اپنی آنکھوں اور اپنے رویے سے ظاہر کرتا ہے کہ اس کے پاس بہت ہی اچھے پتے آئے ہیں اور تاش کا کھیل یا تو جیتے گا یا پھر کم نمبروں سے ہارے گا۔ تاش کے کھیل میں کم نمبروں سے ہارنا بھی جیتنے جیسا ہی ہوتا ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ اور پتوں کو بھانپ لیں کہ کونسا پتہ کس کھلاڑی کے پاس ہو سکتا ہے۔ اسی طرح گھر کے ہر فرد کے ساتھ تاش کے کھیل کی طرح کھیلیں۔ اگر آپ کے نصیب میں کچھ کم عقل والے بیٹے یا بھائی ہیں اور ماں باپ بھی غریب ہیں اور ان میں سے کچھ میں اچھی خصوصیت ہے جو اس گھر کے فرد کو آگے سہولت دے سکتے ہیں تو آپ اُنہیں اچھے تاش کے پتوں کی طرح استعمال کریں۔ وقت آنے پر غریب ماں باپ کا پتہ کھیلیں اور وقت آنے پر کم عقل والے بھائی کی چال چلیں۔ اس طرح دنیا میں ایک مخصوص وقت جو تمھیں ملا ہے وہ کم یا زیادہ کامیابی کا ہو گا لیکن وہ وقت عزت سے گزر جائے گا۔ یہ حکایت میں نے سچائی سمجھ کر لکھی ہے کسی کو سمجھ میں آجائے تو گھر میں امن رہے گا اور گھر کے فردوں میں محبت رہے گی اگر گھر کے افراد میں سے کسی ایک بھی فرد کو انٹر پرینیور شپ آتی ہو تو وہ آس پاس کے لوگوں کو بھی کئی تکالیف سے بچا سکتا ہے۔

Marfat.com

باتوں کا انٹر پرینیور شپ: میرے مطابق انٹر پرینیور شپ کا مطلب آپس میں باتوں کی کڑیوں سے کڑیاں ملا کر کھوجنا، یا ایک قدم کو دیکھ کر اپنی کھوج کے مطابق دوسرے قدم کو ملا دینا اسی کو انٹر پرینیور شپ کہتے ہیں۔ کسی بھی بات کے شروع ہونے سے آخر تک درمیان میں سے دوسرے موضوع کے لیے اپنے مطلب کی بات نکال لینا اور باتوں کو بڑھا چڑھا کر اپنے مُدعٰ پر آجانا اس کو انٹر پرینیور شپ کہتے ہیں۔ جیسے اسٹیج پروگرام پر یا ٹی وی پروگرام پر اینکر گفتگو میں کہتے جاتے ہیں کہ آج کل گرمی بہت ہے، اس گرمی کے لیے مہناز گانا گاتی تھی، جیسے گرمی میں ٹھنڈی ہوا کا جھونکا جب لگا، گاتی تھی تو ٹی وی اینکروں کی طرح باتوں کو باتوں سے جوڑ کر مطلب کی بات پر آجانا اسی کو باتوں کا انٹر پرینیور شپ کہتے ہیں۔ اسی طرح ذاکر بھی مجلس میں بیان کرتے ہوئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور آیت سے بیان شروع کرتے ہیں اور آیت کے آخری حصے سے حسینؑ اور کربلا کا واقعہ نکال کر شام غریباں تک کا بیان کرتے ہیں اور مجلس میں شام غریباں برپا کر دیتے ہیں ۔ کاروباری حضرات انٹر پرینیور شپ میں اپنے ساتھ کام کرنے والے لوگوں کو میٹنگ کے دوران ذلیل و خوار کرتے ہیں، غلطیوں کا احساس دلاتے ہیں اور محسوس بھی نہیں ہوتا کہ یہ مالک کس کو کہہ رہا ہے اور کیا کہہ رہا ہے اس طرح کے مالک بھی میں نے دیکھے ہیں جو بالکل اَن پڑھ ہوتے ہیں لیکن پھر بھی انٹر پرینیور شپ کرتے ہیں۔

قول: اگر ایک پیسے کے کاغذ پر کروڑوں روپے یاد دھانی کے لیے لکھیں تو تحفظ اور یقین ہو جائے گا، اگر دو پیسے کی بات ایک پیسے کے کاغذ پر یاد دھانی کے لیے نہیں اُتارو گے تو وہ دو پیسے کی بات ایک پیسے کے کاغذ پر نہ لکھنے کی وجہ سے کروڑوں روپے اور بڑی بڑی حکمتوں سے آپ محروم رہ جائیں گے۔ اچھا ہے کہ تمہارے دماغ میں ان سب جھنجھٹ اور بڑے نقصانات سے بچنے کے لیے اپنے اندر اس عادت کو اپنا لیں ورنہ آپس میں کاروباری مصروفیت کے دوران فیصلے کرنے پڑیں گے، شواہد اکٹھے کرنے پڑیں گے، تو ان تمام صورتحال سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی اور حدیث میں یاد دھانی کے لیے تحریری طور پر اہم بات کو محفوظ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسلام میں بھی ایسا طرز عمل اختیار کرنے کا فرمان ہے۔

پھول کھلنے کے لیے کِھلتا ہے تجھے کلی مروڑنے سے کیا ملے گا
تو بھی تو مرنے ہی کے لیے پیدا ہوا تو مٹی سے مٹی میں جا ملے گا

Marfat.com

جھوٹ کا ذائقہ

اقوال:

جھوٹے لوگ جھوٹ سننے میں ایسا محسوس کرتے ہیں جیسے ان کے کانوں میں رس گھل کر کان کے ذریعے ان کے اندر جارہا ہے اور جھوٹ بولتے وقت بھی اُن کی زبان سے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے گڑ کھارہے ہوں تو مزے کا ذائقہ جھوٹے سے پوچھو وہ بھی یہ ذائقہ نہ بتاسکیں گے۔ جیسے شیطان سے کوئی پوچھے کہ تم گناہ کیوں کراتے ہو شیطان کہے گا کہ یہ تو دماغ کو سمجھانے کی بات ہے۔ محسوس صرف دماغ ہی میں کرے کہ یہ گناہ ہے یا ثواب ہے۔ جس کو جس طرف کروگے اُسی طرف ہوجائے گا اگر گناہ کو تم ثواب سمجھوگے تو وہ گناہ پر بھی ثواب سمجھ کر معمور ہوجائے گا۔ جیسے ہم مسلمان گناہ کو گناہ سمجھتے ہیں اور اپنی حِس میں منتقل کرچکے ہیں غلط کام گناہ ہے اور صحیح کام ثواب سمجھتے ہیں۔

جھوٹ کو سچ میں بدلنے کی مہارت:

میرے پیارے دوست ایس کے پاس ایسا ہی فن تھا۔ ایک مرتبہ میں قادر پور پولیس چوکی کام کے سلسلے میں قادر پور رہنے دوست کے چچا کے پاس چلا گیا۔ کیونکہ اس کا چچا وہاں انچارج تھا۔ اس کے چچا نے میرا کام ٹال دیا یا واقعی ہی اس دن اُس کے پاس ٹائم نہیں تھا اور مجھے کہا 4-3 دن بعد آنا میں نے وجہ پوچھی تو انھوں نے وجہ بتاتے ہوئے یہ کہا کہ میں اپنے پولیس اہلکاروں کے ساتھ کسی ملزم کو پکڑنے دریاء کے اس طرف جنگل میں بڑی کشتی میں بیٹھ کر جارہا ہوں چونکہ وہاں بڑی کشتی ہوتی ہے۔ اگر کوئی بندہ کشتی کے اندر کھڑا بھی ہو تو دور سے نظر نہیں آتا اس کشتی کی گہرائی 7 یا 8 فٹ ہوتی ہے۔ اس میں سوار ہوکر تمام پولیس اہلکار ڈاکوؤں کی منزل کی طرف جارہے تھے تو اچانک اُس طرف سے مشہور ڈاکوؤں کا ٹولہ اسلحے سے لدا ہوا کھڑا ہوا دکھائی دیا، ڈاکوؤں کے سردار کا نام احمد و جاگیرانی تھا جس پر اُس وقت زندہ یا مردہ پکڑنے کے لیے 15 لاکھ روپیہ انعام تھا۔ قصہ مختصر میں نے یہ قادر پور سے آکر گھوٹکی میں یہ تمام ماجرا جو کہ زیادہ سے زیادہ دس پندرہ سیکنڈ کا ہوگا سنایا۔ یہ واقعہ پولیس چوکی کے انچارج عبدالکریم لاکھو نے مجھے بتایا تھا۔ کئی دنوں کے بعد میں دوستوں سے ملاقات کرنے جہاں دوست اکٹھے ہوتے تھے دوست کی دوکان پر پہنچا، میں نے دیکھا کرسیوں پر کوئی دس گیارہ میرے دوست بیٹھے تھے ان میں سے ایک دوست اپنا کوئی واقعہ سنا رہے تھے تو میں بھی وہاں آکر بیٹھ گیا اور مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کس کا واقعہ ہے۔ واقعہ بڑا دلچسپ تھا، واقعہ سننے کے لیے میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور قصہ سنتے وقت میرے دل کی دھڑکن بھی تیز

Marfat.com

ہو گئی کہ پتہ نہیں اب کیا ہو گا میں (ایس) کو تکتا رہا۔ اس کہانی کا انجام کیا ہو گا اور جو اس کے بتانے کے ہاتھوں کے اشارے تھے وہ بندوق کلاشنکوف کے نام G-3 رائفل کی تھراتھراہٹ اور گولہ بارود کی گڑ گڑاہٹ اور گولیوں سے آسمان کی طرف ستارے برسا رہے ہوں اور چہرے کے تاثرات سے ایسے میرا دوست کہانی سنا رہا تھا اور راکٹ لانچر کی تھرتھراہٹ بندوقوں کی ٹھاٹھاچیخ چیخ کر ایک دوسرے سے بھرم بازی کرنے سے ڈاکو اور پولیس کے درمیان گالی گلوچ اور دھماکوں سے جنگل لرز اُٹھا۔ آسمان جیسے آگ اُگل رہا ہو مقابلہ دوبدو اینکاؤنٹر۔ میں اس تجسس میں بیٹھا اور (ایس) کے منہ کو تکتا رہا کہ یہ اس واقعہ میں اپنے چچا کا نام لے رہا ہے میں سمجھ نہ سکا اس پوری بات کے دوران یہ کوئی 45 منٹ سے زیادہ چلا ہم سب لوگ صرف حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس درمیان میں ہم نے اپنے دوست ایس سے پوچھا یہ قصہ وہ تو نہیں جو کل ہم نے تجھے بتایا تھا اس نے مجھے ڈانٹا ارے تو تو چپ کر بیچ میں نہ بول، پھر بھی روانی سے وہ مار دھاڑ والی کہانی سناتا رہا اور اس کہانی کا ایک ایسا ڈرامائی نچوڑ نکلا جو واقعی وہ مجھے آج تک یاد ہے اس لیے میں اس کہانی کو تحریر کر رہا ہوں اور اس کہانی میں سراسر 90% جھوٹ تھا۔ میں نے اکیلے میں اپنے دوست ایس سے کہا کہ یار تم جو یہ اتنی لمبی لمبی چھوڑ رہے تھے جب کہ میں نے تو یہ کہانی صرف 10 منٹ کی بتائی تھی تو اس نے مجھ سے کہا کہ ارے بات ایسے بیان نہیں کی جاتی جیسے تم کرتے ہو بلکہ بات ایسے کرتے ہیں جیسے میں بیان کرتا ہوں، اس کو بات کرنے کا فن کہتے ہیں۔

انڈیا کا گوا شہر ساحل سمندر کا واقعہ:

میرا دوست ارجن داس انڈیا گھوم کر آیا اور ہم سب دوستوں کو جن میں ایس بھی شامل تھا گوا شہر کے ساحل سمندر کا واقعہ سنایا تھا یہ واقعہ ہمارے دوست شوکت نے بھی سنا۔ شوکت نے اپنے الفاظ میں گوا شہر کے ساحل سمندر کی منظر کشی کی، پھر ایک مرتبہ کچھ ہندو لڑکے ہندستان سے گھوم کر واپس آئے تو انہوں نے بڑی شوخیاں ماری۔ ہمارے دوست شوکت نے انھیں ڈانٹا اور کہا کہ آپ لوگ ایسے بتا رہے ہو جیسے کہ وہاں تم نے کبھی امیتابھ بچن کو دیکھا ہے، شاہ رخ خان دیکھا ہے، ایسا شیر دیکھا ہے، تو شوکت نے اپنے الفاظ میں ارجن داس کی کہانی کی ایسی منظر کشی کی کہ اُن لڑکوں کو یہ ماننا پڑا کہ اگر ہم آئندہ ہندوستان گئے تو ہم سمندری ساحل گوا ضرور جائیں گے۔

Marfat.com

فوری خطرہ ٹالنا

فیاض قائم خانی صاحب

ایک مرتبہ میں اپنے استاد جو مجھے ہاسپٹل کے انتظامات کے معمور سکھاتا تھا اور اس میں عقل بھی بہت زیادہ تھی انہوں نے ہی حرا میڈیکل سینٹر چلانے میں بہت ہی بڑا اہم کردار ادا کیا تھا بعد میں انہوں نے حرا کو چھوڑ کر پارٹنر شپ پر الفیصل میڈیکل سینٹر جو پہلے ہی بند پڑا تھا اسے چلانے کی انہوں نے بہت کوشش کی۔ بہت اچھی طرح چلایا اور سکھر اور اردگرد کے شہروں سے بھی مریض آنا شروع ہوگئے۔ سکھر ضلع میں سب سے بہتر سینٹر شروع ہوگیا، میرے استاد محترم کافی بہترین میڈیکل کی مشین لے کر آئے بغیر رقم کے ادھار پر اور لوگوں سے اپنے ریپوٹیشن کے بنیاد پر بھرپور فائدہ لیا، کیونکہ میرے استاد محترم فیاض قائم خانی نے اپنی کوئی ذاتی رقم نہ لگائی تھی اور نہ ہی ان کی اتنی گنجائش تھی۔ شاید ان پر ایک ایسا وقت آیا کہ لوگوں سے ادھار پیسے لینے پڑے انہوں نے ایک دن مجھے فون پر کہا کہ یار تم کو میرے دوست دعوت دینا چاہتے ہیں تم جب میرے پاس آؤ گے تو ان کو تم ٹائم دینا اور دعوت کھانے کا میں نے تجھ پر چھوڑا ہے، لیکن وہ کہتے ہیں تمہارا بھائی راؤ شاکر بھی دعوت میں آئے اور ضرور آئے۔ جب میں استاد محترم فیاض صاحب کی آفس میں گیا تو کچھ لوگ کرسیوں پر بیٹھے تھے میرے آتے ہی سب اُٹھ کر ملے اور فیاض صاحب نے کہا کہ آ گیا میرا بھائی اور اٹھتے ہی مجھے آفس سے باہر لے گیا اور مجھے کہا کہ یار ان دوستوں نے مجھے دعوت کے لیے تنگ کیا ہوا ہے اور میرے پرستار ہیں اور مجھے بہت چاہتے ہیں۔ آپ میرے ان دوستوں کو دعوت کے لیے کوئی تاریخ اور وقت اپنی مصروفیت سے نکال کر بتا دیں ابھی ہم یہ بات کر ہی رہے تھے کہ اتنی دیر میں وہ لوگ جو 6 بندے تھے وہ فیاض صاحب کی آفس سے باہر آ گئے اور ہم سے چند قدم دور الفیصل سینٹر کے کونے پر کھڑے ہوگئے اور ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔ مجھے فیاض صاحب نے کہا کہ شاکر آپ ان کو یہیں سے آواز بلند کر کے یکم فروری کی دوپہر دو بجے کا بول دو۔ یہ تاریخ غالباً 2 ہفتے بعد کی تاریخ ہے اور وہ لوگ میری آواز سن کر وہیں سے چلے گئے، یکم فروری کو وہ سب لوگ آئے اور مجھے ڈھونڈتے رہے لیکن میں وہاں نہیں پہنچ سکا۔ ایک دن اچانک میں الفیصل سینٹر سکھر گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ بھی آئے ہوئے ہیں۔ وہ مجھ سے غصے سے بات کرنے لگے اور کہا یار تم بھی اپنے بھائی فیاض کی طرح جھوٹے نکلے اور تم اس دن فیاض صاحب کے سامنے فیاض صاحب کو کہہ رہے تھے اور ہمیں کہا تھا کہ میں ایک لاکھ یکم فروری کو دو بجے دوپہر کو تمہیں دوں گا۔ جب کہ ہم تو اس دن آخری رقم لیتے یا فیاض

Marfat.com

سے لڑتے، ہم کو انہوں نے یہ کہا کہ میرا بھائی شاکر تمہیں رقم دے گا۔ ہم نے آپ پر اعتبار کیا کہ آپ گھوٹکی کے ہو اور لوکل ہونے کے ناطے آپ پر اعتبار کیا۔ میں یہ معاملہ سمجھ گیا کہ مجھ کو استعمال کیا اور میرے ہی استاد نے، میں بھی غصے سے اُس کے گھر گیا کہ یار مجھے تم نے دھوکا دیا ہے میرے استاد فیاض قائم خانی نے مجھے وقت کے تقاضے بتاتے ہوئے مطمئن کیا اور میں قائل ہو گیا۔ ان کی کونسلنگ بہت زیادہ طویل تھی میں نے ان سے سیکھا لیکن جھوٹ سے نہیں۔ میرے نزدیک انٹرپرینیور شپ میں وقت کے حساب سے جھوٹ کو سچ میں بدلا جا سکتا ہے۔ جیسے جھوٹے لوگ سچ کو جھوٹ میں بدل دیتے ہیں۔ انسان کو آخر کار مٹی میں سے گذر کر جانا ہے، جیسے مٹی سے، آگ سے، پانی سے، ہوا سے گذر کر آئے ہیں ایسے ہی واپس جاؤ گے پھر کیا یہ عارضی چالاکی اور فریبی، کیا باتوں کی گفتار، رفتار سب فانی ہیں ختم ہو جائیں گی، سچل سائیں نے فرمایا:

بندہ کام ایسا کر گزرے جس سے خدا بھی خود بن جائے یعنی اللہ کے دیے ہوئے حکم پر عمل کرنے سے۔

جب جب تو شیطان ہے وہی تیرا سُلطان ہے
جب جب تو کمہار ہے برتن کچے تیرے تو ٹوٹیں گے

Marfat.com

ریڈار

ایک کاروبار چلانے کے لیے لیڈر کے دماغ میں ایک فری کوئنٹ ریڈار ہونا چاہیے، جس کا کام اپنے ارد گرد آنے والے مسائل کو جانچ لینا ہو، جیسے ہر ملک میں ایک ریڈار لگا ہوتا ہے جو اس ملک میں آنے والے خفیہ جہاز یا کسی چیز کے آنے پر بجنا شروع ہو جاتا ہے، اس میں فری کوئنسی بھی لگی ہوتی ہے کہ کتنے میٹر تک پہنچنے پر وہ بجے گا۔ ایسے ہی انسان کو اپنے دماغ کو ایسا فری کوئنٹ ریڈار بنائے رکھنا چاہیے انسان کا اپنا کاروبار ہے یا جو بھی اس کا کام ہے اُس کے مطابق اپنے دماغ میں ایک ریڈار fix رکھنا چاہیے، جس کے ذریعہ جو آپ کے کام کا ایریا ہے وہ آپ کے دماغ میں رہے۔ جس کے اندر کوئی بھی پریشانی آتے ہی الرٹ سائرن بجنے لگ جائے یا اس کی فری کوئنٹ اتنی رکھو کہ پریشانی آنے سے پہلے وہ بجنے لگے۔

خطرے کو بھانپنے کے لیے اللہ تعالی کا ذکر کرنے کی کثرت کرنی پڑتی ہے، ہر اچھی بری چیز میں پہچان ہو جاتی ہے انسان خود بظاہر کوئی کام کرے لیکن اس کا ریڈار کام کرتا رہے گا اور ذکر فکر والے انسان کو پھر کچھ بھی سوچنا نہیں پڑتا اس کا ہر کام حالات اور ٹائم کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ کیا کام کس وقت کرنا ہے، ذکر و فکر سے اس انسان کے دماغ میں ریڈار کی یہ ساری فری کوئنسی سیٹ ہو جاتی ہیں۔ اب جیسے ایک ذاتی مثال ہے کہ ایک بار پاپا مجھے بھی لکھوا رہے تھے اور دوسرے کام بھی سوچ رہے تھے اور نعت بھی چل رہی تھی تو پاپا کو مشکل ہو رہی تھی لکھواتے ہوئے تو مجھے لکھواتے لکھواتے پاپا واش روم میں جانے لگے اور جاتے ہوئے امیؔ کو کہہ دیا کہ اسے تو پلیز بند کرو پھر اچانک کہا اچھا! اچھا! سن لو۔ جب واش روم سے واپس آئے پھر بند کرنے کو کہا تو امیؔ نے بغیر ناراضگی جتائے بند کر دیا۔ تو یہ بھی حالات کے مطابق والا سسٹم پہلے سے ہی اُن کے دماغ میں ترتیب دیا ہوا ہے اس لیے واش روم جانے سے پہلے انہوں بند نہیں کروائی انہوں نے سوچا کہ میں بھی تو واش روم جا رہا ہوں تو یہ بھی سُن لے گی اور پھر واپس آ کر جب کہا تو انہوں نے بند کر دیا۔ تو ایسے پھر یہ عام معمول میں انسان منصوبے نہیں بناتا کہ کیا کرے کیا نہیں اور انسان کی دماغی ترتیب کی وجہ سے ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں میں یہ اصول استعمال کیے جاتے ہیں۔ اور ذکر فکر والے لوگ اپنی فری کوئنسی کے مطابق استعمال کرتے بھی ہیں۔

Marfat.com

مذہبی انٹر پرینیور شپ

کرنے والے اور کروانے والے

مسلمان تبلیغ کے لیے سوڈان افریقہ سمیت سیکڑوں غریب ملکوں میں تبلیغ کر کے لوگوں کو مسلمان کرتے ہیں، وہاں کے لوگ مالی امداد دیکھ کر مسلمان ہو جاتے ہیں، اور جب دوسرے مذہب کے لوگ مالی امداد دے دیتے ہیں تو وہ اُن کے ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کا کاروبار ایسے کر دیا ہے مذہبی ٹھیکے دار پیسہ مہیا کرتے ہیں جو اپنے لیے انھوں نے بے دریغ بے وجہ کمائے ہوتے ہیں۔ پھر دنیا میں ہی، بعد میں پتہ چلتا ہے تو پچھتاتے ہیں لوگوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کرتے ہیں۔ اسلام پر خرچ کرنا سستا سودا ہے، گھوم بھی لیتے ہیں گھر میں عزت بھی کہ ریٹائر ہونے کے بعد گھر سے باہر ہے اور مقصد کے لیے ہے تو یہ تبلیغ نہیں اپنا مطلب ہے۔ ایسے ہی ہندوستان میں صوبہ آسام اور تامل ناڈو اور بہت سے ایسے شہر جو پیسہ روپیہ، رہن سہن میں غریب ہوتے ہیں اور ہندو مذہب کے لوگ آکر اِن غریب لوگوں کو ہندو کر دیتے ہیں اور مسلمان مذہب کے لوگ آکر اِن کو مسلمان کرتے ہیں، عیسائی مذہب کے لوگ آکر مالی امداد دے کر عیسائی کرتے ہیں، اور وہ لوگ غریب ہو کر اپنی غربت کا فائدہ اُٹھاتے ہیں اور امیر لوگ اپنی مذہبی چالاکی سے نواز دیتے ہیں، اور یہ گورکھ دھندا کبھی کبھی مجھے سمجھ نہیں آتا۔ پھر قرآن پاک کا ایک واقعہ یاد آجاتا ہے موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کا جس میں موسیٰ علیہ السلام اپنی شریعت کے لحاظ سے وہ نہ دیکھ سکا جو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے کیا اور ہر بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دیکھے ہوئے واقعے کو برداشت نہ کرتے ہوئے بیچ میں بول پڑتا ہے ایسے میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام جوابات سے تنگ آکر چلے گئے۔ ایسے ہی ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک جگہ فرمایا کہ کاش موسیٰ علیہ السلام نہ بولتے تو حضرت خضر علیہ السلام کیا کیا راز فاش کرتے۔ ایسے ہی مجھے اللہ تعالیٰ معاف کرے، تبلیغ ایسے ہے جیسا کہ مذکورہ بالا بیان کیے ہوئے مسلمان ہوتے ہیں اور مسلمان کرتے ہیں مجھے اسی لیے تبلیغ کے بارے میں اس کا راز سمجھ نہ آیا ورنہ مسلمان پر فرض ہے کہ وہ انسانوں کو اخلاق سکھاتے، صبر، اصلاح، اعلیٰ ظرف سیکھے اور سکھاتے ہیں۔ یہ تبلیغ ہوتی ہے اللہ ہم سب لوگوں کو ایسی تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثمہ آمین۔

کرتا جا مسلمان تو لوگوں کو خود انسان بھی پورا نہیں
شاکر کو شکر سکھاتا خود کو معلوم نہیں شکور کا پتہ پورا نہیں

Marfat.com

ٹھگ انٹر پرینیور

پہلے زمانے میں جو لوگ اگر اپنی روزی کی خاطر غلط طریقہ استعمال کرتے تھے تو وہ ٹھگ کہلاتے تھے۔ اگر اچھے طریقے سے روزی کماتے تھے تو عزت دار، دانا اور سیانے کہلاتے تھے۔ دوسرے غلط طریقے سے جو لوگ روزی کرتے تھے ان کو بنارسی ٹھگ کا نام دیتے تھے۔

بھگت سے بھی ٹھگی:

ایک مرتبہ بھگت صاحب کو اُن کے کسی عقیدت مند نے تحفہ میں بکری کا بچہ دیا بھگت صاحب اُسے رسی سے پکڑ کر اپنے گاؤں کے لیے چل نکلے، اس دوران اُسی گاؤں میں چار ٹھگوں کو پتہ چل گیا اور انہوں نے اسے ٹھگنے کا منصوبہ بنالیا اور جہاں سے بھگت صاحب کو گزرنا تھا وہاں راستے پر دور دور ٹھگ منصوبے کے مطابق کھڑے ہو گئے۔ جب بھگت صاحب وہاں سے گزرے پہلے ٹھگ نے کہا بھگت صاحب کتا کہاں لیکر جارہے ہو بھگت نے جواب دیا یہ میرے عقیدت مند نے دیا ہے، ٹھگ نے پھر بھگت صاحب کو کہا یہ کتا ہے اس کا کیا کریں گے بھگت صاحب نے کہا بیوقوف یہ تو بکری کا بچہ ہے مجھے میرے عقیدت مند نے دیا ہے۔ ٹھگ نے پھر کہا بھگت صاحب یہ کتا ہے۔ بھگت صاحب آگے بڑھ گیا کوئی ایک میل کے قریب گیا ہوگا کہ دوسرا ٹھگ ملا اُس نے بھی یہ جملہ دھرایا۔ اے مسافر کیا تمہارے گاؤں میں کتے نہیں ہیں جو تم دوسرے گاؤں سے مشقت کر کے کتے کو لے جارہے ہو۔ بھگت صاحب فکر میں پڑگئے اور اچھی طرح بکری کے بچے کو ٹٹولا اور دیکھا اور پھر کہا بھائی تیری نظریں کمزور ہیں اس لیے آپ کو بکری کے بچے کی جگہ کتا نظر آرہا ہے، لیکن ٹھگ نے مضبوط دلائل دیکر کہا یہ کتا ہے۔ بھگت صاحب اپنے گاؤں کی طرف آگے بڑھتے رہے، ایک کلومیٹر فاصلہ طے کرنے کے بعد بھگت صاحب کو تیسرا ٹھگ ملا اور اُس نے کہا بھگت صاحب آؤ بیٹھو پانی پیئو اور کتے کو مجھ سے دور رکھو، بھگت نے پھر کتا بولنے والے کی طرف دیکھا اور مایوس ہو کر آگے چل دیا پھر کافی دور جانے کے بعد چوتھا ٹھگ ملا اور بھگت کو کہا اے جانے والے مسافر کیا تیرے پاس یہ کتا، اچھی نسل کا ہے جو تو ساتھ رکھے ہوئے ہے، بس یہ ٹھگ کا کہنا تھا کہ بھگت کو اب یقین ہو گیا تھا کہ اتنے لوگ مجھے راستے میں جو ملے ہیں وہ سچ کہہ رہے ہیں میں شاید کم ذہن ہوں اور میرے عقیدت مند مرید نے ہی مجھ سے فراڈ کیا ہے، بکری کے بچے کی جگہ کتا دیا ہے، بس بھگت صاحب نے بکری کے بچہ کی رسی کھولی اور اُس کو کتے کا بچہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور ٹھگ اپنے منصوبے میں کامیاب ہوئے۔

Marfat.com

آج کے دور میں اخبار اور ٹی-وی میں اشتہار کی بھرمار ہے کہ پرانی گاڑی، پرانا گھر کا سامان دیکر نیا لے جاؤ، اور کچھ گھر بیچنے والے بلڈر اپنے اشتہارات میں سبز باغ دکھاتے ہیں کہ آسان اقساط، مضبوط اور پائیدار گھر اور جنت نظیر گھر کا منظر اس طرح پیش کرتے ہیں کہ جیسے وہ کسی زمانے میں بنارسی ٹھگ تھے، اب یہ پوری دنیا میں پھیل گئے ہیں جیسا کہ امریکہ صرف اپنا اسلحہ بیچنے کے لیے اسلحہ بنا کر کئی ممالک کو بیچ کر ان میں جنگ کرا دیتا ہے۔

اُلٹے انٹرپرینیور لوگ:

میرا ایک جاننے والا جس کا (H) نام ہے اُس نے بھری محفل میں اپنی داستان سُنا سُنا کر فخر سے بتایا ہے کہ میں نے کپڑے کی دوکان کھولی اور اس دوکان کے نام کا مشہوری کا بورڈ میں نے اُلٹا لگا دیا، لوگ کوشش کریں گے کہ بورڈ اُلٹا ہے اور اس پر کیا لکھا ہے جیسے ایمبولنس پر اُلٹا نام لکھا ہوا ہوتا ہے تو ہر کوئی دیکھتا ہے۔ اُس (H) نے بتایا کہ میری کپڑے کی دوکان پر اُلٹا لکھا ہوا دوکان کا نام بورڈ پر دیکھ کر لوگ دوکان میں اندر جھانکتے ہیں اور یوں میرے کپڑے کی دوکان مشہور ہو گئی۔

Marfat.com

چھ سو دیگ چوری کی حکمت

ہمارا داتا ٹینٹ اور تاج محل شادی ہال کے نام سے کاروبار چل رہا تھا۔ ایک مرتبہ میرا بھائی محمد ناصر جو دونوں کاروبار کو سنبھالتا تھا، اس نے آکر بے بسی میں مجھے ایک عجیب و غریب واقعہ سنایا، کہا کہ میری ٹینٹ کے آگے چھیاسی ماڈل ٹویوٹا کرولا سفید رنگ کی گاڑی آکر رُکی اور اشارے سے میرے نوکر کو بلا کر کہا کہ مجھے چھ دیگیں چاہییں ہمارے گھر فنکشن ہے۔ میرے بیٹے کی پہلی سالگرہ ہے نوکر نے دیکھا کہ خوبرو عورت جس کی گود میں ایک بچہ لیٹا ہوا ہے ایک سال کا لگتا تھا، اور گاڑی کے مالک نے نوکر کو کہا کہ میرے ساتھ تم گاڑی میں بیٹھو اور چھ دیگیں وہاں تک پہنچا دو ہمارا فنکشن شام تک ختم ہو جائے گا۔ تم اپنی دیگیں واپس لے جانا میرا نوکر اس کی گاڑی میں بیٹھ کر جگہ دیکھنے چلا گیا۔ گھوٹا ہاسپٹل کے پیچھے ایک چھوٹا میدان تھا اور اس کے آس پاس کافی مکان تھے انہوں نے وہ جگہ دکھائی کہ آپ دیگیں یہاں اُتار جائیں، اور تھوڑی دیر میں میرا نوکر آیا اور مجھے جگہ بھی بتائی اور چھ دیگیں گدھا گاڑی پر لوڈ کرا کر چلا گیا، جب میدان میں گیا سفید گاڑی کا مالک وہاں کھڑا تھا مگر عورت اور بچہ دونوں نہیں تھے ظاہر ہے میں نے سوچا کہ انھی مکانوں میں سے کسی گھر میں چلی گئی ہو گی اور دیگیں وہاں اُتار دیں۔ اُس کار کے مالک نے کہا کہ تم جاؤ شام کو کرایا بھاڑا لے جانا اور دیگیں بھی، نوکر دیگیں چھوڑ کر آ گیا۔ شام کو جب گدھا گاڑی لے کر دیگیں واپس لینے گیا تو نہ وہاں کوئی دیگ کا نشان تھا، نہ کوئی فنکشن کا نشان، نہ کوئلے، گوشت کچھ موجود نہ تھا تو نوکر نے ایک دو مکانوں کے دروازے کھٹکا کر کہا کہ یہاں آج کوئی فنکشن تھا ہم انہی مکانوں کے سامنے دیگیں چھوڑ کر گئے تھے وہ مالک کہاں ہے؟ مکان مالک سارے لوگ باہر آگئے کہ بھائی یہاں دیگیں تو پڑی ہم نے کچھ دیر پہلے دیکھیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد ایک سوزوکی آئی اس میں وہ چھ دیگیں لوڈ ہو کر گاڑی لے گئی، نوکر نے مجھے یہ سارا ماجرا بتایا۔ تو میں سمجھ گیا کہ یہ فراڈ ہو گیا ہے تین دن بعد ایک نیا معاملہ سامنے آیا کسی اور ٹینٹ والے کے ساتھ بھی وہی ہوا، اس نے بتایا کہ ہمارے ساتھ دس دیگوں کا فراڈ ہوا ہے۔ اُس ہی قسم کی گاڑی اس ہی قسم کی عورت اور بچہ انہوں نے بھی یہ کہانی سنائی ہم نے وہ بندہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں ٹینٹ کا خود مالک تھا اس لیے وہ جگہ میں دیکھنے گیا تو میں نے دیکھا کہ محلے میں وہی گاڑی والا بندہ اور کافی بچے اس کے گرد کھڑے ہیں اور وہ ان سے ہنس ہنس کے باتیں کر رہے ہیں اور بچے طرح طرح کی ٹافیاں کھا رہے ہیں اور جو بے تکلف دیگوں کا آڈر دیکر گیا تھا ان بچوں سے ہنس کر باتیں کر رہا ہے۔ میں سیانا ہوتے ہوئے بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ مزید میں اس سفید پوش کی کیا انکوائری کروں گا اس لیے میں نے دس دیگیں اُتار دیں۔ میں یہ سارا نظارہ دیکھ کر دیگیں چھوڑ کر فوراً واپس آ گیا۔ جب میں شام کو دیگیں واپس لینے گیا تو میں نے معلوم کیا کہ

Marfat.com

کہاں چلے گئے پتہ چلا کہ سفید گاڑی والا ایک گھنٹے پہلے ہی آیا تھا بچوں کو ٹافیاں بھی دے رہا تھا اور کسی بڑے آدمی کے سوال پوچھنے پر اس شخص نے بتایا کہ میں اس محلے میں مکان لینا چاہتا ہوں، یہ بچے مجھے اتنے اچھے لگے پڑوسیوں نے بتایا کہ ہم نے دیگیں اترتی دیکھیں چھوٹی ڈاٹسن میں چڑھتی ہوئی بھی دیکھیں پھر تو معلوم ہی ہو چکا تھا کہ یہ فراڈ ہوا ہے۔ گھوٹکی شہر میں اس کی بڑی تلاش ہوئی لیکن کہیں پتہ نہ چلا اور اسٹیشن بس اڈوں پر دور دور تک پتہ نہ چلا دیگوں کے چار دن گزرنے کے بعد ہمارا ایک دوست بابو بشیر لاکھو جس کی ڈیوٹی ریلوے میں ہی تھی، دیگ کا نام سُنا ہم سے تو انھوں نے پوچھا کہ کس کی بات کر رہے ہو ہم نے پھر سارا ماجرا سنایا۔ انھوں نے کہا کہ یار یہ دیگیں تو ایک لوکل ٹرین جس کا نام (لونڈی) ٹرین ہے اس ریل گاڑی میں کچھ لوگوں کو لوڈ کرتے ہوئے میں نے دیکھا ہے۔ یہ ٹرین لوکل ہونے کے ناطے تین دن میں ساہیوال پہنچے گی تم ان کو پکڑنے کے لیے فوراً اپنا بندوبست کرو۔ مجھے میرے بھائی راؤ محمد ناصر نے یہ سارا ماجرا سُنایا اس کے بعد مجھے اس فراڈی پر غصہ آیا اور دل میں عہد کیا کہ اس کو ضرور پکڑیں گے، ہمارا ایک جاننے والا دین محمد ملک Constable railway ان کو بلا کر مشورہ کیا، میں خود اور وہ ریل ہی کے ذریعے ساہیوال اسٹیشن پہنچے چونکہ دین محمد ملک کو کانسٹیبل ریلوے ہونے کی وجہ سے 16 سال ریلوے اسٹیشنوں سے وابستگی تھی، جاتے ہی وہاں سارا ماجرا سُنایا ریلوے کے گودام پر گئے تو درجنوں بلکہ سیکڑوں دیگیں ایک ہی عورت کے نام پر مختلف شہروں کے نام سے آئی تھیں اور پھر مزید بڑے بابو نے اپنے ریلوے کے فون سے معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ ساہیوال اور چیچاوطنی کے ریلوے اسٹیشن کے گودام میں 600 دیگیں پڑی ہیں اور وہ ایک ہی عورت کے نام ہیں۔ حیدرآباد، ٹنڈو آدم، سبی، روہڑی، نواب شاہ، سکھر، محراب پور، رحیم یار خان، کے ریکارڈ میں ایک ہی عورت کے نام پر بلٹی بک ہوئی تھی ہم بڑے خوش تھے کہ ہم نے بہت بڑی کامیابی حاصل کرلی، ہم زیادہ انتظار نہ کر سکے ہم وہاں سے لاہور چلے گئے تھانہ چونگ بابا راضی سائیں کے مزار پر رات پرانے دوستوں سے بھی ملے واپس ساہیوال آئے ہمیں بتایا گیا کہ ابھی تک اُس عورت نے رابطہ نہیں کیا دیگوں کے لیے ہمیں قانون بھی بتایا کہ جب تک بلٹی والا بلٹی نہیں دے گا تب تک یہ دیگیں گودام میں ہی رہیں گی، اس لیے انھوں نے ہماری چھ دیگیں واپس نہ کی، اور ہم واپس گھوٹکی آگئے اور میں ایک کانسٹیبل ریلوے کے فون سے دیگوں کے بارے میں مزید اطلاع لیتا رہتا۔ ایک مرتبہ اچانک دین محمد نے کہا کہ آپ لوگ ساہیوال آجائیں جب ہم وہاں گئے ریلوے کا بابو پولیس والوں نے ایک حیران کُن بات بتائی کہ جب سے آپ لوگوں نے ہمیں چھ دیگوں کی درخواست دی تھی تو ہم نے چھان بین کی 600 سے زیادہ دیگیں نکلیں تو ہماری ریلوے پولیس حکام نے اس فراڈ والی عورت کو پکڑنے کے لیے ایک جال بچھا دیا۔ اس نے بتایا کہ ایک دن ایسا ہوا کہ بڑے بابو جو بلٹی گودام کا انچارج تھا ان کے پاس ایک خوبرو حسین ترین عورت آئی اور اس کے ہاتھوں میں پانچ سالہ بچہ انگلی پکڑے

Marfat.com

ہوئے تھا۔ بڑے بابو کے آفس میں آ کر رُعب دار آواز میں کہا مجھے ایک معلومات حاصل کرنی ہے بابو جی، تو اسٹیشن ماسٹر نے کہا فرمایئے، خوبصورت عورت نے کہا میرے ایک رشتے دار، کی آپ کے پاس دیگوں کی بلٹی آئی ہے اس کے لیے معلوم کرنا ہے اور ان کو چھڑوانا ہے۔ میں معلومات لینے آئی ہوں چھڑوانے وہ خود آئیں گے۔ بڑے بابو نے فوراً کہا میڈم یہ تو چوری کی دیگیں ہیں تو عورت نے چشمہ پہنا تھا اور فوراً پلٹی اور کہا پھر میرا کیا تعلق اور اعتماد سے قدم رکھتی ہوئی آفس سے باہر نکل گئی۔ اور بڑے بابو مزید یہ بتا رہے تھے کہ میں اس کی خوبصورتی اور گفتگو سے اتنا متاثر ہوا کہ میں سوال کرنا بھول گیا پھر مجھے یاد آیا اور میں اس کے پیچھے لگا کہ اسے کھڑا کر کے جو ہم نے Civil کپڑوں میں جال بچھایا تھا تو اس کو اطلاع دوں اور وہ اسٹیشن سے باہر نکل چکی تھی۔ تو میں باہر آیا تو پہلے سے یاماہا موٹر بائیک اسٹیشن کی مخالف طرف منہ کیے ہوئے پہلے ہی اسٹارٹ تھی اور وہ عورت فوراً اس پر بیٹھی میں یاماہا کا جلدی میں میں نمبر ہی نوٹ نہ کر سکا اور پل بھر میں ہی وہ غائب ہو گئی اور پھر میں نے Civil کپڑوں والوں کو بتایا کہ وہ آئی بھی تھی اور چلی بھی گئی۔ بلٹی بابو نے سارا ماجرا بتاتے ہوئے اپنی ناکامی کا اقرار کرتے ہوئے اور مزید بتایا کہ تقریباً ایک ہفتے کے بعد میرے نام پر ایک پارسل آیا جب میں نے پارسل کھولا تو میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی وہ ساہیوال سے آیا تھا جس میں لکھا تھا کہ میں نے پورے سندھ میں محنت اور جفاکشی سے اور اپنے آپ کو خطرے میں ڈالتے ہوئے تین ماہ میں 600 سے زائد دیگیں فراڈ سے اکٹھی کیں اور ساہیوال اسٹیشن ماسٹر نے میرا یہ فراڈ کیسے پکڑا میں حیران ہوں اس محنت اور رسک پر میں صبر کرتا ہوں کہ میں اپنے مشن میں تین ماہ کی جدوجہد میں ناکام ہوا ۔اس لیے میں یہ 600 سے زائد دیگیں آپ کو پارسل کر رہا ہوں، آپ اُن مالکوں کو دیگیں لوٹا دیں اللہ کی زمین بڑی ہے پھر کبھی فراڈ کر کے گزارا کر لوں گا۔ پھر چھ دیگیں ہمیں اسٹیشن ماسٹر نے ساہیوال کے قانون سے ہٹ کر ہمیں دے دیں اور یہ کہا کہ آپ کی وجہ سے 600 دیگیں سرکار کے مال خانے میں جمع ہوئیں، یہ میں آپ کو دے رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کی حکمت ہر انسان کو بتانی چاہیے وہ چوری میں، مذہب میں، اللہ کی تلاش میں، روزگار میں، لیڈر میں، رہبر میں تلاش کرے، یہ اس انسان پر منحصر ہے کہ اللہ کی حکمت کیسے استعمال کرے۔ اگر ان دیگوں والے کے ہی سارے واقعات لکھوں اور ٹنڈو آدم کے سارے واقعات لکھوں کہ مرد اور عورت نے کتنی بڑی سازش سے یہ دیگیں اکٹھی کیں اور فراخ دلی سے چھوڑ دیں میں اپنی حکومت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ملک کی ترقی کے لیے ان کو بڑی بڑی تنخواہیں دیں کہ یہ ملک کے لیے بڑے بڑے تھنک ٹینک ہو سکتے ہیں۔

Marfat.com

ملازم کے ساتھ رویہ

اگر آپ کا اپنا خرچ 30 ہزار ہے اور ملازم کا 5 ہزار۔ تو اپنی سہولت یا خرچ سے تقسیم کریں۔ اپنے خرچ کا اور ملازم کی تنخواہ کا Comparison کریں۔ تیس ہزار آپ کا خرچ اس کا خرچ پانچ ہزار ہے یہ تو چھٹا حصہ ہوا آپ کے خرچ کا، اور اس کے خرچ کا آپ 6 گنا زیادہ خرچ کر رہے ہیں۔ آپ اس سے اُمید کر رہے ہیں کہ وہ 30 ہزار کے مطابق آپ کا حکم مانے ایسے کبھی نہیں ہو گا۔ اب جیسے اس کا 6 گنا کم خرچ ہے تو اس کا دماغ اور اس کی توانائی بھی کم ہو گی۔ یا پھر وہ جان بوجھ کر کم کام کرے گا۔ اس کی مثال اس طرح سے ہے جیسے 30 ہزار والے مالک 5 ہزار والے نوکر کو یہ کہے کہ تیس چکر لگاؤ تو وہ 6 ہی چکر لگائے گا۔ اس سے زیادہ لگائے گا ہی نہیں اس کا دماغ بھی آپ سے کم کام کرے گا۔ اس لیے آپ ملازم پر 6 گنا کام ہی رکھو۔ دباؤ چاہے تیس کا ہی رکھو اس طرح ملازم سے کام آسان ہو جائے گا۔ انسان کو کسی دوسرے سے کام لیتے وقت اس کی سہولت کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔ ورنہ دکھ ہو گا۔ اگر آپ صرف اپنی سہولت دیکھیں گے اور ملازم کی آمدنی خرچہ پر نظر نہیں ڈالی تو مسئلہ پیدا ہو گا۔

تکنیکی دھوکا

جب چنے کی فصل تیار ہو جاتی ہے اور فصل کا مالک فصل کا دھیان رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ فصل تیار ہو گئی ہے۔ لیکن دھوکے باز چور، بکری یا بھیڑ چرانے والے رات کے اندھیرے میں کانٹوں کی باڑھ لے کر اس سارے چنے کی فصل میں گھما دیتے ہیں۔ جس سے چنے کی ساری فصل جھڑ جاتی ہے، مالک صبح کو دیکھتا ہے اُسے کچھ نظر نہیں آتا کہ فصل اس کی جھڑ چکی ہے، وہ فصل کو کاٹ کر لے جاتا ہے اور تکنیکی چور یعنی بکری چرانے والے خالی زمین میں بکریاں چھوڑ دیتے ہیں، چنے زمین پر پڑے ہوتے ہیں وہ بکریاں اور بھیڑیں بڑے آرام سے کھا لیتی ہیں اور مالک کو پتہ بھی نہیں ہوتا۔ ایسے ہی پارٹنر شپ میں خیال کرنا چاہیے کہ اس کا دوسرا پارٹنر بکری چرانے والے چوروں کی طرح بائٹر گھما جائے اور مالک کو پتہ بھی نہ چلے۔ وہ بس دیکھتا رہے کہ فصل قائم ہے اور چور اپنا کام کر جائے۔

Marfat.com

بے عزتی سے عزت کی کلٹی

ایک مرتبہ ہم کبڈی کا میچ کھیلنے پنو عاقل آئے، گرمیوں کے دن تھے شام کو میچ تھا۔ اُس زمانے میں لوگوں کے پاس کوئی تفریح نہیں ہوتی تھی، ٹی وی عام نہیں تھا۔ ہوٹلوں پر ہی لگے ہوئے تھے، لوگوں کے مشغلے بہت کم تھے اس لیئے پنو عاقل میں کبڈی میچ دیکھنے کے لیے لوگ کھیل کے میدان میں پہنچ گئے اور کھیل کا میدان گرم ہونے کی وجہ سے پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا تھا، مٹی کو ٹھنڈا کرنے کے لیے صبح ہی سے کبڈی کے میدان میں جب پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا تو پانی ایک جگہ زیادہ اکٹھا ہونے کی وجہ سے کیچڑ ہو گیا تھا اس لیے کھیلوں کی انتظامیہ نے وہاں کیچڑ سکھانے کے لیے اوپر سے کچھ سوکھی مٹی ڈال دی تھی جہاں کیچڑ تھا، وہ بھی تھوڑے سے حصے میں یعنی کہ ۳فٹ اسکوائر کا اندازہ ہو سکتا ہے، لیکن وہ ہم کھلاڑیوں نے نہیں دیکھا اوپر سے سوکھی مٹی تھی نیچے سے تھوڑا کیچڑ بچ گیا تھا یہ معلومات انتظامیہ کو بھی نہ رہی۔

اس دوران کبڈی کے لیے ہم لائن بنا کر کھیل کے میدان میں اُترے۔ میں کیپٹن ہونے کے ناطے آگے تھا گول میں آہستہ آہستہ بھاگنے سے کھلاڑی کا اندازہ ہوتا ہے، خوبصورتی دکھانے کے لیے یہ خاص طور پر صرف کبڈی کھیل میں ہی ہوتا ہے۔ پورا گول چکر لگاتے وقت لاؤڈ اسپیکر میں کمنٹری کرنے والا اعلان کرتا ہے، گھوٹکی کی یہ ٹیم ہے لائن میں جو کھلاڑی چکر لگاتے ہیں ان کو نام سے پکارا جاتا ہے، جب میدان کا چکر پورا ہو جاتا ہے تو پھر کھلاڑی ورزش کے لیے (وارم اَپ) کسرت کرتے ہیں اپنا لہو گرم کرنے کے لیے تیزی سے دوڑتے ہیں۔ میدان میں رعب جھاڑنے کے لیے اور دوسری ٹیم کے کھلاڑیوں پر برتری دکھانے کے لیے پھر اس ٹیم کے بعد مخالف ٹیم بھی ایسے ہی کرتی ہے اور جیسے واگہ بارڈر پر پرچم بدلنے کی تقریب ہوتی ہے وہی منظر ہوتا ہے۔

جب ہماری ٹیم وارم اَپ کے لیے تیز دوڑ رہی تھی تو ہمارا ایک کھلاڑی کیسری سیّد تھا مجھے اِس وقت نام یاد نہیں ہے، اس نے جب حد سے زیادہ زور لگا کر دوڑ لگائی تو اچانک اُس کا پاؤں کیچڑ پر آ گیا اور وہ ایسا پھسلا کہ اس کی ٹانگ آگے کو چلی گئی اس کی ٹانگیں پھسل کر آگے کو اُلٹا کمر کے بل پچھلا حصہ زمین پر لگا تو ہزاروں لوگوں نے قہقہے لگائے کہ کھلاڑی کھیلنے سے پہلے زور سے گرا اور ہمیں بھی بے عزتی محسوس ہوئی، ایک ہی دم چپ ہو گئے ہم نے سمجھا کہ اب یہ بے ہوش ہو جائے گا، لیکن اُسی لمحے اس نے ٹانگوں کو اتنا اوپر سے گولائی سر کی طرف کی کہ اُلٹی کلٹی کھا گیا اور مسلسل تین کلٹی کھائی اس نے اور سیدھا اُٹھ کر نعرہ لگایا یا علی! اور پھر لوگوں کی حیرانگی کی حد ہو گئی، پھر انہوں نے ہنسنا چھوڑا اور اوپر ہاتھ کر کے تالیاں

Marfat.com

بجائیں۔ یہ کوئی بہت بڑے سرکس کا کرتب تھا، ایسے گرنا اور اُلٹی کلٹی کھا کر نعرہ لگانا اور کمنٹیٹر نے کمنٹری کی اور پوچھا کہ یہ کیا تھا اور سید کھلاڑی نے آواز بلند کر کے کمنٹیٹر کو جواب دیا کہ آج میں نے پنو عاقل کے شہریوں کے لیے یہ کرتب کیا تھا اور پھر دوبارہ لوگوں نے بہت تالیاں بجائی دوسرے ہی لمحے وہ میرے پاس آیا اور جیسے کوئی نہ سنے بے خیالی میں مجھے انہوں نے بتایا کہ میں واقعی گرِ گیا تھا اور میرا دماغ ہِل رہا ہے اور چکر آ رہے ہیں۔ کیوں کہ آپ کیپٹن ہیں آپ مجھے جان بوجھ کر کھیلنے نہ دینا، ورنہ، مخالف کھلاڑی مجھے بہت مار دیں گے، اور میں بہت حیران ہوا اور میں نے (رِزرو) کھلاڑیوں کے طور پر بٹھا دیا ایکسٹرا کھلاڑیوں کی لائن میں بیٹھا دیا اور کسی نے کچھ محسوس نہ کیا۔ یہ سچا واقعہ جو بتایا ہے اس میں کاروبار میں نقصان کھا کر منافع کی کلٹی مارنا یہ بھی کاربار کا فن ہوتا ہے اور کاروبار میں نقصان کا لوگوں کو نہیں بتایا جاتا اس کو نقصان کی کلٹی منافع میں کہیں گے اور ایسے ہی ہاری ہوئی لڑائی میں کبھی نہ مانے کہ میں اس لڑائی میں ہار گیا ہوں، اور ضرور ایسی باتیں کرے جیسے ظاہر ہو کہ میں جان بوجھ کہ ہارا ہوں، اور دوسری لڑائی میں جیتوں گا یہ فن ہر کاروبار، بحث مباحثہ، ہر ادارہ، ہر مشن، ہر جنگ میں آزمایا جاتا ہے۔

گری ہوئی عمارت پر عمل سے عمارت بنالینا:-

میں نے ایک بہت ہی معتبر مصنف کی کتاب میں ایک واقعہ پڑھا تھا۔ اس وقت نام یاد نہیں آرہا اس نے واقعہ لکھا تھا کہ ایک دوکاندار کی بانس کے لکڑے، لکڑی کے شہتیر اور مزید لکڑی کے دروازے بنانے اور بیچنے کی دوکان کو آگ لگ گئی اور آگ سے سب کچھ جل کر بھسم ہو گیا، ابھی دوکان کو لگنے والی وہ آگ ٹھنڈی بھی نہ ہوئی تھی، دوکاندار کی ہمت تو دیکھیے چند بانس کے لکڑے، چند شہتیر، کھڑکیاں اور دروازے اسی دوکان کے سامنے رکھ کر بیچنا شروع کر دیے۔ یہ ہمت اور عجیب و غریب ماجرا لوگ دیکھ کر حیران ہو گئے، اسی سے مہنگا سستا سامان لینا شروع کر دیا، اس کا نقصان پورا ہو گیا اور پھر دوبارہ وہ دوکان زور و شور سے چلنے لگی۔ یہ اس دوکاندار کی ہمت تھی سب کاروباری حضرات کو ایسا کرنا چاہیے ہر ناکامی کے بعد کامیابی نصیب ہو جاتی ہے ہر گرنے والی دوسری عمارت کے اوپر عمارت بنائی جاتی ہے، جب صدیوں کے بعد کُھدائی کی جائے تو نیچے عمارت نکلتی ہے۔ نامعلوم طور پر تو ہم عمارت بنالیتے ہیں، ہمیں پتہ نہیں ہوتا کہ ایک یا آدھی صدی پہلے کوئی اور بھی اس جگہ عمارت تھی اس کو سمجھ سے بالاتر ہو کر بنالیتے ہیں، لیکن اگر ہم پر کوئی آزمائش آجائے عمارت گر جائے تو ہم ہمت ہار جاتے ہیں اور رونے دھونے لگ جاتے ہیں، اگر وہی وقت محنت، کوشش، دیدہ دلیری سے گزارا جائے تو کامیاب کیوں نہیں ہو سکتے! اور ہوئے بھی ہیں۔ اربوں کی آبادی میں لاکھوں ایسی مثالیں ہیں کہ ایک وقت میں تباہ و برباد اور اسی وقت میں اور اسی دوران میں اس سے بھی زیادہ کامیاب مینار بنا دیے گئے۔

Marfat.com

میں نے جو لکھا میں نے جو پڑھا عمل بھی کیا:

17-01-2012 کو میرے ساتھ بھی ایک ایسا ہی واقعہ ہوا۔ سکھر ٹاؤن شپ جس کا میں کُلی طور پر مالک تھا، میرے ساتھ کچھ لوگوں نے لڑائی کی، منافقت کی، مافیا نے مل کر میرے خلاف پلان بنایا اور مجھے کروڑوں اربوں کا مقروض بنا کر دھوکا دیا اور فریب سے کراچی بلا کر پیچھے سے سکھر ٹاؤن شپ پر قبضہ کر لیا۔ میرا سب کچھ جلا دیا اس میں پاکستان کے سب سے بڑے سیاستدان DSP.SP.DIG سب ملوث تھے۔ میں نے صبر سے ایسے ہی کیا جیسے جلنے والی دوکان کا واقعہ میں نے اوپر بیان کیا ہے، میں نے سکھر ٹاؤن شپ کے سامنے کرسٹل ٹاؤن کی آفس بنائی، آج اللہ نے مجھے کامیاب کیا۔ اس وقت ہمارا کاروبار آر آر گروپ کے نام سے ہے پاکستان کے کاروبار کے ستاروں میں ایک ستارہ آر آر گروپ کا بھی چمک رہا ہے، اور انشاء اللہ ہمارے اس مشن کو اللہ تعالیٰ اور کامیاب کرے گا۔ اور ستاروں سے روشنی حاصل کر کے ہمارا آر آر گروپ چاند جیسی روشنی لے کر اُبھرے گا۔ اللہ پاک ہم سب کا، پورے سکھر کا، پورے سندھ کا، پاکستان کا، پوری دنیا کا حامی و ناصر رہے۔ اور پوری دنیا میں امن اور خوشحالی آئے اور صرف اللہ اور اس کے محبوب حضرت محمد ﷺ کا بول بالا ہو۔ یہ خواہش پہلے بھی تھی اور اب بھی یہ ہی حسرت ہے آمین ثمہ آمین۔

Marfat.com

انٹر پرینیور شپ نیگیٹیو

اللہ تعالیٰ کی خود کار دی ہوئی صلاحیت منفی

اللہ پاک کی طرف سے بندے کو خود کاری کی دی ہوئی صلاحیت کو اگر بندہ منفی چلائے گا تو وہ صلاحیت منفی بھی چلے گی اور وہ بندہ کامیابی سے ہر چال شطرنج کی بازی کی طرح استعمال کر کے ایک محدود مدت تک کے لیے کامیابی حاصل کرتا رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خود کار صلاحیتِ منفی کو استعمال کرنے سے انسان کے اندر کی پورے جسم کی مشینری دل، دماغ، پھیپھڑے، کان، ناک، آنکھ، گردے گویا کہ سب جسم کی چیزیں الٹی چلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح ایک محدود مدت کے بعد کوئی بھی بجلی کی موٹر کو بنانے کے بعد اس میں کوئی فالٹ آجائے یا کوئی خرابی ہو جائے تو وہ بجلی کی موٹر اُلٹی چلنے لگے گی، اور ظاہر ہے بجلی کی موٹر اُلٹی چلنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا لیکن بجلی اتنی ہی خرچ ہو گی بجلی کا بل اتنا ہی آئے گا چاہے موٹر الٹی چلے یا سیدھی، ایسے ہی انسان کی خود کار صلاحیت منفی چلنا شروع ہو جائے تو اس کا اللہ پاک کے یہاں وقت کاؤنٹ ضرور ہو گا، جو اچھی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور اسی صلاحیت کو اس نے میرے کام میں استعمال کی۔ جیسے کہ میرا ایک کاروباری ٹھیکیدار تھا H جب ہم سے ٹھیکیداری کا معاہدہ ہوا تو اس کی عمر 55 سال سے زیادہ تھی، لیکن وہ اپنے اوپر پیسے کا بے دریغ خرچ کرتے تھے۔ 2005ء کی بات ہے ہم سے بھی ملنا ہوتا تو پھر بھی وہ ٹھیکیدار اپنے منہ پر FACIAL اور دیگر لوازمات سیلون پر میک اپ کرواتا تھا۔ بیوٹی پارلر میں چہرے پر دس ہزار سے زیادہ خرچ کرتا تھا اور ہمیں فخر سے کہتا تھا کہ مارکیٹ میں چہرہ بھی بکتا ہے لوگ مجھ سے ڈریں گے اگر کسی کے پیسے لے کر واپس نہیں کرونگا تو وہ بھی میری جوانی دیکھ کر ڈر جائے گا اور مجھ سے پیسے نہیں مانگے گا اور وہ اپنے منفی کردار کے قصے ہنس ہنس کر بتاتا تھا۔

آج میں یہ مضمون بتاریخ 2017-01-06 کو لکھ رہا ہوں جب آج میں نے اس کی FACEBOOK پر تصویر دیکھی خشک ہونٹ چہرہ زرد آنکھیں بے نور سوجی ہوئی اور آنکھوں کے نیچے دائرے تو مجھے اس کی 2005ء میں کی ہوئی بڑائیاں اور خود کی چالاکیاں جو وہ بتاتا تھا یاد آگئیں۔ اپنے نوکروں میں جس کی بیوی پسند آجاتی تھی اس نوکر کی باہر کہیں دور ڈیوٹی لگاتا تھا، بس اور میں اس مضمون میں نہیں لکھ سکتا وہ آج تصویر دیکھ کر یہ سبق آموز بات بتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیت دی ہے وہ اگر پورے طریقے سے استعمال کرے گا تو اس کے اندر کا سب نظارہ سیدھا چلے گا ورنہ سب الٹا چلے گا۔ شطرنج کی بازی کی طرح انسان جو کھیل جیت رہا ہو گا وہ جیت اصل میں اسکی ہار ہو رہی ہو گی۔ خود اپنی ہی بازی میں ایسا پھنسے گا جیسے مکڑی جب کمزور ہوتی ہے تو اپنے ہی بُنے ہوئے جال میں تڑپ تڑپ کر اس میں ہی مر جاتی ہے، اور عبرت کے لیے اس میں ہی پڑی رہتی ہے۔ کوئی اس کا شکار بھی نہیں کرتا یہ اللہ کی عبرت ہی ہوتی ہے وہ مکڑی اپنے ہی بُنے جال میں پھنسی رہتی ہے۔ جیسے آج کل میں ایک جہاز کریش ہوا تھا۔ ATR جہاز جس کا انجن الٹا چلنا شروع ہو گیا تھا اور وہ کریش ہو گیا اور سول ایوی ایشن ریسرچ کے مطابق دوسرے جہازوں میں انجن الٹے چلنے پر اتار لیے گئے اور انجن تبدیل کر دیے گئے لیکن انسان کا تو کوئی دوسرا انجن نہیں ہوتا کریش ہی ہوتا ہے اور کریش ہونے کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

میں کسی کے لیے کیوں کماؤں

ایک ایسے قسم کے بھی انٹرپرینیور شپ کے لوگ ہوتے ہیں، ان کا قصّہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک انٹرپرینیور انسان فرض کرو اُس کا نام رانا ہے، رانا نے اپنی بیروزگاری ختم کرنے کے لیے ایک کتاب لکھنے کا منصوبہ بنایا اور کتاب لکھ ڈالی اُس کتاب کا عنوان بڑے حروف سے نمایاں لکھا کہ (میں کسی کے لیے کیوں کماؤں)۔ ایسا کرشمہ ہوا کہ مصنف کو لاکھوں روپے ملے، اس کتاب کی فروخت کی آمدنی سے اس کتاب کو پڑھ کر ایک فلاسفر مصنف رانا کے پاس آیا اور کہا کہ رانا صاحب میں نے تو کتاب پڑھی ہے اُس کے اندر تو کچھ نہیں ہے، کتاب کے اندر تو اُوٹ پٹانگ لکھا ہے جو باہر عنوان ہے وہ کچھ اور ہے لیکن اندر کچھ اور باتیں لکھی ہوئی ہیں، یہ آپ نے کیا لکھا ہے اور کیسے تم نے لاکھوں روپے کمائے، جب کہ ہمیں مدت ہوگئی ہے کتاب لکھتے ہوئے اور اچھے اچھے موضوع چُنے ہیں لیکن ہمیں تو اپنی روٹی کمانے میں بھی مشکل ہو رہی ہے۔ تو اس مصنف نے کہا کہ میں نے کئی نوکری پیشہ آدمیوں سے انٹرویو کیے، میں نے لکھا نوکری، پیشہ ور لوگوں کی نفسیات دیکھ کر یہ لوگ اندر سے جس کی نوکری کر رہے ہیں اس سے مطمئن نہیں ہیں اور خود ان کی جگہ افسر بننا چاہتے ہیں یا جو ویسے پرائیوٹ نوکری سیٹھوں کے پاس کر رہے تھے وہ ان کی جگہ خود مالک یعنی سیٹھ بننا چاہتے ہیں۔ اِس لیے میں نے یہ سب تجزیہ کرکے پھر یہ کتاب لکھی جو یہ دل میں رکھتے ہیں کہ جو کچھ ہے ان میں ہی ہے اس لیے یہ کتاب کو وہ 90٪ فیصد خرید کر لے گئے۔ میں نے تو اپنی حصّے کی رقم لی ہے اُن کی نفسیات بھانپ کر یہ کتاب لکھی پھر وہ ادیب اور فلاسفر چُپ ہوگیا۔ بینک میں جو ہوتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ ہمارے پیسے ہیں، اکاؤنٹنٹ منشی سمجھتے ہیں یہ رقم کاش میری ہوتی اس طرح انٹرپرینیور بندے نے یعنی کتاب کے مصنف نے اس طرح سے دنیا سے فائدے حاصل کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ہدایت دے جو اپنے کام میں سچے نہیں ہوتے، اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے ہی رزق پر شکر صبر کرنے کی توفیق عطا کرے آمین ثم آمین۔

تو کسی کے لئے نہیں کرے گا تیرے لئے کون کرے شاکر
تو ہی رسم توڑ اپنے ہی بڑوں کی، تو کر تو تیرا ہو بھلا

Marfat.com

حادثاتی واقعہ کا فوراً فائدہ

ایک رنگ کی دوکان پر کئی سارے اچھے رنگ دکھانے کے بڑے بڑے بورڈ لگے ہوئے تھے، بہت ہی سلیقے اور ترتیب سے مالک نے لگائے تھے، جو رنگ کی دوکان پر ملازم کام کرتا تھا وہ ایک انٹرپرینیور شپ تھا اور دوسرا سیدھا سادہ سا مزدور تھا لیکن انٹرپرینیور وہ ہوتے ہیں جو آگے بڑھنے کے لیے طرح طرح کے منصوبے بناتے ہیں۔ اتفاقاً ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ انٹرپرینیور شپ والے شخص نے جو رنگ کے چھوٹے چھوٹے ڈبّے ترتیب سے رکھے ہوئے تھے ان میں سے ایک رنگ کا چھوٹا ڈبہ نیچے گر گیا، نیچے دوسرا سادہ طبیعت مزدور کام کر رہا تھا وہ جھکا ہوا کچھ اُٹھا رہا تھا اور اس کی کمر پر وہ ڈبہ گر گیا۔ اس کی سفید شلوار اور کالی قمیض تھی۔ جو اُس کے اوپر رنگ کا ڈبہ گرا تھا وہ لال تھا، جیسے ہی وہ لال رنگ جھکے ہوئے مزدور کے اوپر گرا تو رنگ ایسے پھیلا کہ جیسے اس کی کمر پر رنگ کے قدرتی طرح طرح کے پتّے پھیل گئے ہوں اسی دوران ایک امیر شخص رنگ پسند کرنے دوکان پر چڑھا جیسے ہی جھکے ہوئے مزدور کی کمر پر پڑا رنگ دیکھا تو اس کے منہ سے اچانک نکلا۔۔۔ واہ! مصوّر نے کیا مصوّری کی ہے، اور اتفاق سے رنگ خریدنے والا اچھا کیمرہ مین بھی تھا اور اُس نے ہاتھ کے اشارے سے (Zoom) زوم بھی کرتے ہوئے کہا وری گُڈ! اور معلوم کیا کہ یہ مصوّری کس نے کی ہے؟ انٹرپرینیور شپ والے بندے نے سادہ مزدور بندے کے کان میں کہا چُپ ہو کر کھڑے رہنا بولنا نہیں، چونکہ دوکان کا مالک سیٹھ دوکان پر موجود نہیں تھا تو اس آدمی نے دوبارہ کیمرے کے (Zoom) نزدیک کرتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے اور پوچھا اس تصویر کی کیا قیمت لوگے تو انٹرپرینور شپ والے بندے نے کہا کہ سائیں میں آپ کو سستے میں دوں گا میرا مالک ابھی موجود نہیں ہے وہ ہوتا تو وہ مہنگے میں دیتا۔ آپ جلدی ایڈریس دے کر جائیں وہ سیٹھ آگیا تو وہ یہ انمول مصوّری مہنگا ہی بیچے گا، تو اس انٹرپرینیور مزدور کی بات پر یقین کرتے ہوئے وہ خریدار ایڈریس دے کر جلدی سے دوکان سے نکل گیا جیسے ہی وہ نیچے اُترا تو انٹرپرینیور والے بندے نے سادے بندے کو کہا کہ جلدی سے اپنی قمیض شلوار اُتارو اور دھوپ میں سکھاؤ اور پھر سکھا کر لکڑی کے اچھے فریم میں لگا کر دیے ہوئے ایڈریس پر لے گیا اور خریدار کو کہا یہ لیں انمول مصوّری کا شاہکار بین الاقوامی انعام یافتہ آپ تو نصیبوں والے ہیں۔ آپ جوہری نکلے جو دور سے ہی ہیرے کو پہچان لیتا ہے، تو ایسے انٹرپرینیور شپ لوگ اچانک حادثاتی واقعہ رونما ہو تو جلدی سے جلدی فائدہ اُٹھا لیتے ہیں۔

Marfat.com

ہیرو بننے کا شوق ادھورا

ڈرپوک ـــــ مصنوعی ڈاکو کا ڈر:

میرے ایک کسان کا بیٹا میرا ہی ہم عمر تھا جس کا نام بابلہ سنگھڑ تھا اور ان کا گاؤں بالکل ہی پستی میں تھا اور ان کے آس پاس والے علاقے کچے کے لگتے تھے، تو اُن کے گاؤں میں چور اچکے ڈاکو اور لڑاکو لوگوں کو ان کے معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اسی ماحول میں وہ پیدا ہوا تھا لیکن وہ اندر سے شریف تھا اور ڈرپوک بھی تھا، اس میں سادگی اور سچائی بھی تھی۔ اتنا سادہ ہوتے ہوئے بھی اس پر ایک عشق کی آفت آن پڑی اور وہ ساتھ والے گاؤں کی لڑکی پر عاشق ہو گیا۔ اور اس نے بڑی بھاگ دوڑ کے بعد گاؤں والوں سے رابطے بڑھائے بکریاں چرانے والوں سے واسطے داری رکھی، اس کے لیے دنیا میں بڑی سے بڑی خواہش یہ رہ گئی کہ لڑکی کے بھائی کے ساتھ واقفیت ہی ہو جائے، اور دن رات اس سوچ میں مگن اور تعویز گنڈوں میں مصروف رہا کہ لڑکی کے ساتھ افیئر چل جائے، یا اسے پتہ ہی چل جائے کہ میں اس کا عاشق ہوں۔ اس نے ایک عجیب کام کرنے کی ٹھانی کہ لڑکی کے گاؤں والوں کو بھی پتہ چل جائے، اس کے ہیرو پن کا، اس نے ڈاکا مارنے کی ٹھان لی اور جا کر جو چھوٹے موٹے چوری کرتے تھے ان سے کہا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ ملا لو۔ اور ایک دن وہ قادر پور ڈاکا مارنے کے خیال سے رات کے کوئی دو ڈھائی بجے کے قریب ڈاکا مارنے گئے۔ راستے میں ایک آرا مشین پر گئے جہاں بڑی اور موٹی لکڑیوں کے علاوہ کچھ بھی موجود نہیں تھا۔ چوکیدار کے منع کرنے پر بابلے کے ساتھیوں نے تشدد کیا تو بابلہ اپنے ہی ساتھیوں کے پاؤں پڑ گیا کہ چوکیدار کو نہیں مارو، ڈاکوؤں نے بابلے کے منع کرنے کے باوجود چوکیدار پر تشدد کیا، اور بابلے سے کہا کہ ابھی تو ہم نے شروعات کی ہے اور تم ابھی سے روک رہے ہو۔ بابلے نے کہا یار مجھے اس پر ترس آرہا ہے۔ تم تو ظالم ڈاکو ہو اس دوران بابلے سے چوکیدار کے سامنے ایک بڑی عظیم غلطی ہو گئی کہ بابلے نے ڈاکوؤں کے اصلی نام پکارے۔ ڈاکوؤں نے چوکیدار کو تو چھوڑ دیا اور بابلے کو گریبان سے پکڑ کر لے گئے اور کہا کہ بدبخت ساری رات ہمیں پریشان کیا چوری کرنے کے لیے اور اب چوکیدار کے سامنے اصلی نام لیا ہے، اور اب یہ صبح پولیس کو ہمارے نام دے گا اور پھر ڈاکوؤں نے بابلے کو خوب مارا۔ اتنا مارا کہ صبح ہسپتال بھرتی ہونے کی ضرورت پڑ گئی، یہ تھا بابلے کا آپ بیتی قصہ مختصر۔ یہ کام عام لوگوں کا نہیں لیکن اکثر لوگ آج کل سیاستدان اور پولیس میں بڑے عہدے والے کرتے ہیں کہ دوسرے لوگ ان کے گرویدہ ہو جائیں کہ انہوں نے بڑے بدمعاش ٹھیک کر دیئے اس طرح کی دہشت پھیلاتے ہیں اور سیاست دان بھی اسی طرح پروپیگنڈے پھیلاتے ہیں کہ انھوں نے اپنے حلقے کے لوگوں کو نوکریاں دی ہیں۔

Marfat.com

عاشق کا پیغام معشوق کو طریقے سے

انٹر پرینیور شپ پیغام رسائی

بابلے نے عشق کی یہ آپ بیتی خود مجھے بتائی کہ وہ سارا دن سوچتا رہتا تھا کہ لڑکی کے دل میں ہیرو کیسے بنوں، کہیں ڈاکوؤں کو مار بھگاؤں اور فلموں کی طرح پولیس لے جاؤں۔ ایسے طرح طرح کے خیال کوئی بڑے بڑے ڈاکو ملنے آئیں میری کوئی بات بن جائے۔ ایسے منصوبے دل میں سوچتا رہا لیکن وہ سارے منصوبے میری طاقت سے باہر تھے، میری اوقات سے باہر تھے۔ دل میں پہلا نمبر بننے کا خیال ستاتا رہتا تھا۔ اور ذہن میں خیال آتا کہ میرے پاس تیز دوڑنے والا گھوڑا ہو یا زیادہ دودھ دینے والی بھینس ہو جس سے گاؤں میں میرا نام ہو۔ فلموں کی طرح گاؤں میں ہنگامہ ہو جائے، وہ خوابوں میں سوچوں میں مگن تھا بس کسی بھی طرح وہ لڑکی کے سامنے ہیرو بن جائے۔ ہر وقت اسی سوچ میں مشغول رہتا تھا۔ ہیرو بننے کے لیے بابلے کے بس میں جو بھی ہوتا وہ ضرور کر بیٹھتا تھا۔ ایک صدی کے لگ بھگ بڑا پیپل کا وہ قدیم درخت جو میں نے بھی دیکھا تھا بہت بڑا گھنا لمبا اور وہ ایک ایسے راستے پر تھا جو لڑکی کے گاؤں کو جاتا تو بابلا روزانہ دوپہر کے وقت پیپل کی آخری اونچائی پر پہنچ جاتا جو انتہائی خطرناک کام تھا، تو میں نے پوچھا کہ یہ تو کیوں کرتا تھا تو اس نے بتایا کہ ان کا خیال تھا کہ جو یہاں سے دیہاتی گزرے گا تو ضرور گاؤں میں جاکر کہے گا کہ بابلہ اونچائی پر چڑھا ہوا تھا تو ہو سکتا ہے میرا یہ ہیرو والا کام لڑکی تک پہنچ جائے۔ بابلے نے ایک اور عاشقی کا انکشاف کیا کہ ان کے گاؤں سے جو بڑی نہر گزرتی ہے اُس نہر کا نام ڈینگڑو واہ تھا اور اس پر ایک پُل تھا جو کہ لڑکی ہی کے گاؤں کی طرف جاتا تھا شہر سے اگر جایا جائے تو لڑکی کے گاؤں کو جانے کے لیے پُل کے پاس سے ہی گزرنا پڑتا تھا۔ سخت دسمبر اور جنوری کے ماہ میں دھند چھائی ہوتی تھی گنے کے فصل پر شبنم اور گھاس پر برف جمی ہوتی تھی، بابلہ ہیرو بننے کے چکر میں صبح صبح اس نہر میں نہاتا اور چھلانگ لگاتا تھا صرف اس خیال سے کہ لوگ گاؤں جاکر یہ کہیں گے کہ اُف اللہ! کتنی سردی میں بابلہ سردی ہونے کے باوجود نہر میں نہا رہا تھا۔ بہت مرتبہ بیماری سے بچا اور اس کو اس کے ابا نے بھی مارا کہ وہ اتنی سردی میں کیوں نہاتا ہے۔ اس نے بہت مرتبہ مار کھائی اور نمونیا وغیرہ ہونے کے سبب کئی بار موت سے بھی بچا۔

عاشق ظاہری میں دیوانہ وار ہوتے ہیں لیکن وہ اللہ کے ہوتے ہیں

دنیا کے عاشق پاگل ظاہری بھی، اندر سے بھی، واللہ وہ انسان ہوتے ہیں

Marfat.com

شیخی خور ڈاکو بناوٹی

یہ ایک سچا واقعہ ہے لوگ اسی طریقے کو اپنے کاروبار کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں۔ جس کو وہ مارکیٹنگ کا نام دیتے ہیں اور معاشرے میں سیاست دان بھی اس طرح کے طاقت کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں تاکہ لوگوں پر ان کی دہشت پھیلے۔ لوگ اپنے اپنے طریقے سے دہشت پھیلاتے ہیں تاکہ لوگوں میں خوف پھیل جائے۔ یہ انٹرپرینیور لوگ ہوتے ہیں، اگر یہی کام نیک نیتی سے کیا جائے تو اچھا ہوگا۔ یہ پچھلا واقعہ بابلے نے مجھے اس وقت بتایا تھا جب بابلے نے مجھ سے اپنے پاس رکھنے کے لیے چند ہاتھ کی گھڑیاں اُدھاری اور دو سونے کی انگوٹھیاں اور کچھ پرس اور پیسے رکھنے والی تھیلی اور پسٹل اُدھار مانگی تھی، پھر میں نے پوچھا یہ کس لیے تب اس نے مجھے یہ واقعہ سنایا! اور اس شرط پر سنایا کہ آپ پہلے مجھے یہ سب چیزیں اُدھار دیں پھر میں آگے کا قصہ سناتا ہوں، میں گھر گیا اور سونے کی انگوٹھیاں کسی سے منت ساجت کے بعد اُدھار لی۔ بابلہ میرا ہنسنے ہنسانے والا بڑا گہرا دوست تھا اس لیے میں نے سارے انتظامات کر کے بابلے کو دیے اور میں نے اس سے کہا کہ اب بتاؤ کہ یہ سب چیزیں مجھ سے منگوانے کی کیا وجہ ہے۔ اس نے بتایا کہ میں آپ سے یہ سب چیزیں لے کر دو رات آپ کے پاس ہی آپ کا مہمان رہوں گا اور پھر گاؤں جاؤں گا اور گاؤں کے آوارہ، چور اور اُچکّے لوگوں کو یہ سارا سامان دکھاؤں گا اور ان سے کہوں گا کہ یہ میں مختلف شہروں میں ڈاکا ڈال کر لوٹ کر لایا ہوں اور یہ پسٹل بھی لایا ہوں، میں نے فوراً کہا اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ بابلے نے جواب دیتے ہوئے کہا یہ بات آوارہ چور اُچکّوں کے ذریعے لڑکی کے بھائی کو پتہ چلے گی یا لڑکی کو بھی پتہ چل جائے گا کہ میں ڈاکو بن گیا ہوں۔ اس زمانے میں گاؤں کی لڑکیوں کے ڈاکو ہی ہیرو ہوتے تھے۔ بابلے کی یہ دل کی گہرائیوں سے دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ کرے گاؤں میں یہ بات پھیل جائے کہ میں بہت بڑا ڈاکو بن گیا ہوں۔ اور مجھے بھی کہا یار شاکر تو بھی دعا کرنا کہ میرا یہ منصوبہ کامیاب ہو جائے اور لڑکی کو پتہ چل جائے کہ میں ہیرو ہوں۔ میں نے بھی کہا کہ ہاں میں مسجدوں میں قرآن خوانی کرواؤں گا کہ تیرا یہ منصوبہ کامیاب ہو جائے۔ بابلہ میرے پاس دو راتیں رہنے کے بعد اپنے گاؤں چلا گیا۔ قادر پور کی جنوب میں ان کا گاؤں تھا۔ دو دن کے بعد بابلہ مجھے سارا سامان واپس لوٹا کر چلا گیا تھا۔ پھر کافی عرصہ تک ہم دونوں کی آپس میں ملاقات نہ ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد بابلے کا والد مهدی خان سنگھڑ میرے پاس گھر آیا اور بتایا کہ بابلے کو قادر پور کی پولیس پکڑ کرلے گئی ہے، چوکی پر چار کانسٹیبل اور ایک ہیڈ کانسٹیبل مصری خان ہوتا تھا بابلے کے والد نے پریشانی کے عالم میں بتایا کہ کہیں دور ایک گاؤں میں چوری ہوئی تھی اور اس شک میں بابلے کو

Marfat.com

پولیس پکڑ کر لے گئی ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگوں نے گواہی دی تھی کہ بابلا بڑا چور ہے، جب میں نے یہ ماجرا سنا تو میں دل ہی دل میں سمجھ گیا کہ بابلے کا جو منصوبہ تھا وہ لڑکی تک تو نہ پہنچا لیکن پولیس کے کانوں تک پہنچ گیا، اس لیے بابلہ مشکل میں ہے۔ چوکی کا ہیڈ کانسٹیبل عبدالکریم لاکھو گھوٹکی کا ہی تھا اس کا بیٹا میرا دوست تھا میں اس کے بیٹے کو لے کر اس کے پاس گیا انہوں نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ہم نے بابلے کو بہت مارا ہے۔ اور بابلا کہہ رہا ہے کہ جتنی بھی چوری کی ہے وہ ساری میں نے کی ہے، میں نے ہیڈ کانسٹیبل کو اس کی عاشقی کی داستان کے سارے واقعے سنائے اور عبدالکریم بہت ہنسے اور کہا مجھے بھی لگ رہا تھا کہ یہ مصنوعی ڈاکو ہے۔ اپنی باتوں میں کہیں پھنسا ہے ہیڈ کانسٹیبل کو پیٹرول کے نام سے پیسے دیئے بابلے کو پولیس سے آزاد کروا کر اپنے ہمراہ واپس لیکر آئے اور اس کے باپ کے حوالے کیا۔ اور اس کو ڈانٹا اور کہا کہ یہ عاشقی چھوڑ دے۔ اور بابلے نے کان پکڑتے ہوئے کہا میں آئندہ عاشقی نہیں کروں گا مجھے اتنی مار پڑی ہے کہ میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اتنی کوشش کی جائے تو اس دور میں اللہ تعالیٰ اُس کو اپنا ولی بنالے۔ اللہ پاک اس طرح کے کردار اس لیے پیدا کرتا ہے کہ لوگ مجازی عشق چھوڑ کر مجھ اللہ سے محبت کر لیں تو بہتر ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی میری کائنات کو سنوارے گا تو میں عشق اللہ کا فیض انسانیت کو عطا کر دوں گا۔ ہماری پچھلی تاریخ بھری پڑی ہے کہ کئی ولی اللہ کو مجازی عشق ہوئے لیکن اس چنگاری سے اللہ تعالیٰ کے نور کی کرن مل گئی، اُن ولی اللہ نے اللہ پاک کی مدد سے خود کو بدل لیا عشق مجاز سے عشق الٰہی میں۔

ڈاکو سے ڈرتے ہو جب کہ خود ڈاکو تم بازار کے ہو
وہ ڈاکو چھپ کے وار کرتے ہیں تم بھاؤ میں وار کرتے ہو

Marfat.com

حاضر جوابی خطرے کو ٹال دیتی ہے

ایک بار میرے پاپا اور اُن کے تین دوست پنجاب جا رہے تھے، دوستوں میں شنکر انکل، شوکت انکل، اور مر سلین انکل ساتھ تھے۔ اُس زمانے میں اسٹوڈنٹ کارڈ بہت چلتا تھا۔ اسٹوڈنٹ کارڈ کے ذریعے سواریوں میں بھی مفت سفر کیا جاسکتا تھا۔ ایک بس میں پاپا اور اُن کے تین دوستوں نے سفر کیا۔ اس میں جب وہ لوگ بیٹھے تو وہ بس بھری ہوئی تھی اور پاپا ،شوکت انکل اور مر سلین انکل کو ایک ہی جگہ تین سیٹیں مل گئی۔ شنکر انکل کو بس میں پیچھے کی طرف جگہ ملی وہ وہاں بیٹھ گئے۔ جب یہ لوگ بیٹھ گئے تو انھوں نے دیکھا کہ ٹکٹ لینے والا بڑی مونچھوں والا موٹا تازہ سا بندہ ہے اور اس کا رویہ ایسا تھا جیسے اسٹوڈنٹس سے چڑتا ہو۔ جب وہ ٹکٹ لینا شروع ہوا تو کوئی اگر اُس سے کہتا کہ میں اسٹوڈنٹ ہوں تو وہ اُس کو گریبان سے پکڑ کر مار رہا تھا اور ٹکٹ مانگ رہا تھا تب میرے پاپا اور اُن کے دوستوں نے یہ منظر دیکھا تو پہلے تو وہ لوگ گھبرا گئے لیکن انھوں نے آپس میں یہ سوچا ہوا تھا کہ اگر اس نے ٹکٹ نہ دینے پر ہمیں کچھ کہا تو ہم میں سے ایک بندہ اس کا گریبان پکڑے گا اور دوسرا مکّا مارے گا کیونکہ اسٹوڈنٹس اُس زمانے میں ٹکٹ لینا اپنی بے عزتی سمجھتے تھے۔ پاپا، شوکت انکل اور مر سلین انکل نے یہ سوچا ہوا تھا کہ ہمارے ساتھ تو جو ہوگی ہم یوں نپٹیں گے، لیکن اگر شنکر ہمیں آواز دے گا تو ہم انجان بن جائیں گے جیسے اسے ہم جانتے ہی نہیں، اور اُسے شرارتاً پھنسائیں گے، تو یہ شرارت بھی سوچی ہوئی تھی اور لڑنے کے لیے بھی تیار تھے۔ پھر جب وہ کنڈیکٹر ٹکٹ لیتا لیتا پاپا والوں سے اگلی سیٹ پر آ پہنچا تو پاپا والے مزید تیار ہو گئے، اُس سے لڑنے کے لیے جیسے ہی وہ کہے گا ٹکٹ اور ہم کہیں گے اسٹوڈنٹ تو اس کے Reaction سے پہلے ہی ہم یوں مکّا ماریں گے ایسے کرنے کے لیے تیار ہو رہے تھے، جیسے ہی وہ کنڈیکٹر پاپا والوں کے پاس پہنچا تو ایک دم ایک بھاری بھرکم رُعب دار آواز آئی، جمال الدین! ایک دم وہ کنڈیکٹر الرٹ ہو کے بولا جی سائیں! تو پھر آواز آئی۔ هي منهنجا ماڻهو تي، یہ میرے لوگ ہیں پھر وہ کنڈیکٹر بولا جی سائیں! ایسے کہہ کر پاپا والوں کو تمیز سے بٹھایا اور پتہ چلا کہ وہ شخص جس نے آواز دی ہے وہ شنکر انکل تھے۔ اور تو اور اس کنڈیکٹر نے شنکر انکل سے بھی ٹکٹ نہ مانگی اور یہ بھی پوچھا کہ سائیں آپ ٹھیک سے بیٹھے ہیں نا، یہ دیکھ کر میرے پاپا والے سب حیران تھے کہ شنکر انکل کو کنڈیکٹر کیسے جانتا ہے، پھر جب منزل پر پہنچ کر پاپا والے اُترے تو سب سے پہلے انہوں نے شنکر انکل سے یہی سوال پوچھا کہ آخر تمہیں اُس کے نام کا کیسے پتہ چلا تو شنکر انکل نے بتایا کہ ڈرائیور اُسے جمعہ جمعہ بول رہا تھا مطلب جیسے جمعہ یہ سواری لے لو، یہ ٹکٹ لے لو، تو ایسے میں نے اندازہ لگایا کہ اس کا نام جمال الدین ہو گا۔ اور پھر میں نے سوچا کہ اگر میرا اندازہ ٹھیک نکلا تو تم تینوں کے ساتھ میں بھی بچ جاؤں گا اور اگر غلط ہوا تو کم از کم اُسے یہ ضرور پتہ چل جائے گا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں کیونکہ مجھے پتہ تھا کہ تم لوگ تینوں بچ جاؤ گے اور مجھ پر جب بات آئے گی تو مجھے اکیلا چھوڑ دو گے۔ اس لیے میں نے یہ کیا۔ اس طریقے کے اعلیٰ ذہن کے لوگوں کی صحبت تھی میرے پاپا کی جو کہ ایسے دماغ استعمال کرتے تھے۔

Marfat.com

ایک لفظ سے خطرہ ٹل گیا

شوکت میرا دوست :-

ایک بار میں اور میرا دوست شوکت لاکھو ایک اوطاق (بیٹھک) میں بیٹھے تھے تو ایک لڑکا بھاگتا ہوا آیا اور کہا کہ شوکت ایک تیتر درخت پر بیٹھا ہے، وہ درخت فلاں فوجی کے گھر کے پاس ہے جس پر وہ تیتر بیٹھا ہے۔ تو شوکت نے کہا کہ ارے! وہ تو میرا دوست ہے اُس وقت ہم تیتر کے شوقین بھی تھے تو میں نے کہا کہ جا یار تیتر پکڑ کر لے آؤ تو وہاں سے شوکت بھاگا اور فوجی کے گھر کے اندر گیا تو وہاں سلام دُعا ہوئی، اُس فوجی نے پانی وغیرہ پلایا پھر شوکت نے کہا کہ یار میرا (ایک) تیتر گم ہو گیا ہے مجھے مل نہیں رہا۔ شاید اس طرف آیا ہے، تو شوکت کی بات ختم ہونے کے بعد اُس فوجی نے بتایا کہ یار میرا بھی تیتر گم ہو گیا ہے آجاؤ ساتھ میں ڈھونڈتے ہیں۔ اب جیسے ہی فوجی نے یہ بات کی، شوکت سمجھ گیا کہ وہ درخت پر بیٹھا تیتر اِن کا ہے۔ اب اگر نہیں ڈھونڈے گا تو فوجی کو جھوٹ لگے گا تو زبردستی اُس فوجی کے ساتھ مل کر تیتر ڈھونڈنا پڑا، گرمی بھی بہت تھی، شوکت پسینے سے شرابور اِدھر اُدھر ڈھونڈنے کی Acting کر رہا تھا وہ فوجی تو سچ میں ڈھونڈ رہا تھا کیونکہ اس کا تو سچ میں تیتر گم ہوا تھا۔ اب شوکت کو یہ تو پتہ تھا کہ وہ درخت پر بیٹھا ہے پیاس بھی شدید لگی ہوئی تھی پھر طریقے سے فوجی کو درخت کے پاس لے کر گئے اور ایک دَم سے کہا کہ " اے تڈّا وا تے میرا اتّھے وے " تو فوجی نے کہا کہ او! ہاں یار " اے تے میرا اوپر آ جا تڈّا تیتر بھی گولیوں " تو شوکت یہ کہہ کر آ گیا کہ بس میرے دا اللہ مالک ہے۔ پھر آ کر سانس چڑھی ہوئی آواز میں کہا کہ یار شاکر! آج تو میں جوتے کھاتے کھاتے بچ گیا ہوں کیونکہ فوجی میرا دوست نہیں تھا ویسے ہی دُعا سلام میں دوست بن گیا تھا۔ مجھے بخشتا بھی نہیں۔ یار آج تو بال بال بچ گئے۔

خطرہ تو ٹل گیا اطلاع ہی ٹلنے کے لیے ملی تھی
اللہ وہ خطرہ ٹال میرا جو تو نے اٹل کیا ہے میرے لیے

Marfat.com

ڈھیٹ پن بھی ایک بہت بڑی طاقت ہے

اگر انسان اس خوف میں رہتا ہے کہ میں ناکام ہو جاؤں گا۔ تو وہ انسان ترقی میں تیزی سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس کو ہمیشہ یہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں میں تباہ نہ ہو جاؤں، تو لوگ کیا سمجھیں گے، رشتے دار کیا کہیں گے، لوگ مجھے بُرا یا کمزور سمجھیں گے، میں محتاج ہو جاؤں گا، میں مر جاؤں گا، میں بیمار ہو جاؤں گا، مجھے گولی لگ جائے گی، محتاجی کا خوف رہے گا، کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑے گا، کسی کے آگے محتاجی ہو گی۔ یہ وہ خوف ہے جس میں انسان تیزی سے ترقی نہیں کر سکتا۔ اکثر انسان اس خوف کی وجہ سے پیچھے چلے جاتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، زندگی موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ عزّت ذلّت سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہی یہ کام بھی میرے ہی سُپرد کیا ہے میں ہی اسے پورا کروں گا اور اللہ پاک نے ہی میرا ساتھ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ میں انسان کے اوپر برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ تو جتنے بھی خوف مندرجہ بالا لکھے ہیں۔ وہ سب اللہ پاک ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ تو پھر آپ ان چیزوں سے اپنے دماغ میں خلل نہیں ڈالیں۔ جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ صرف ایک چیز سے اَنھونی نہیں ہو گی جو انسان اپنا کام کر رہا ہے وہ بِلا خوف اللہ پاک پر توکّل رکھے اور کام کرتا رہے جو مندرجہ بالا خوف ہیں وہ خود بخود مر جائیں گے۔

جیسے کہ علامہ اقبال نے فرمایا:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

سچل سائیں نے فرمایا: "ایچھا کم کریجے۔ جنھیں وِچ اللہ آپ بنے جے" ان سب سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کو ایسا کام کرنا چاہیے جو بہتر طریقے سے ہو جائے۔ اپنا کام دل و جان سے کرے۔ کسی چیز کی پرواہ نہیں کرے۔

ڈھیٹ اور ڈھیڈ دو نہیں ڈھائی ہوتے ہیں
بے حیائی حرام کی کمائی اوپر سے جگ ہنسائی پورے سو ہوتے ہیں

Marfat.com

کمزور بندے کی انٹرپرینیورشپ

کچھ لوگ تو اللہ تعالیٰ سے بھی انٹرپرینیورشپ کرتے ہیں یہ شعر ایک اللہ کے بندے نے کہا ہے کہ:

"زندگی دی ہے تو زندہ رہنے بھی دے پھر گورکھ دھندا بند کر دے
کرتا سب تو ہے برا بھی اچھا بھی یہ سمجھ مجھ انسان کو ازل سے دے دے"

اور انسانوں میں یہ انٹرپرینیورشپ بھی ایسے کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک طاقتور شخص نے ایک کمزور شخص کو گالی دی بھرے بازار میں، تو اب کمزور شخص کو حاضر جوابی تو آئی نہیں کہ اس کا جواب دے سکے، بس کمزور شخص نے تیز آواز میں کہہ دیا کہ تم ہم سب کو گالی کیوں دے رہے ہو، بس پھر یہ کہنے کی دیر تھی کہ آس پاس سے گزرتے بندوں نے اُس طاقتور آدمی کو خوب مارا۔

چل آج تیری چالاکی چل گئی کیا پھر تو چالو بنے گا
وہاں نہ چال چلے چغلی چلے بس چپ سے توبہ چلے

Marfat.com

طالب ماچھی

Entrepreneurship

انٹرپرینیور شپ خداداد صلاحیت ہوتی ہے نا کہ یہ سیکھنے سے ملتی ہے۔ یہ میرے نظریہ کے مطابق اللہ اپنے کُل سے کسی بھی انسان کو قلیل علم عطا کرتا ہے۔ طالب ماچھی ایک گاؤں عمر ڈراہو کا تیس سالہ نوجوان ہے۔ جس کا ایک گردہ ڈاکٹروں کے مطابق بالکل ناکارہ ہے اور وہ ایک بالکل ہی پسماندہ غریب گھر کا یتیم نوجوان ہے۔ اس کی خصلت میں بہت سی خراب عادتیں جیسے چوری، ٹھگی، چغلی، خوشامد شامل ہیں اور اس کے اندر خاص علت نشے کے اعتبار سے سگریٹ، چرس پینا، افیم کھانا، شراب پینا، بھنگ پینا طرح طرح کے ٹینکوزر نشے دار دوائیاں بھی استعمال کرنا شامل ہے اور اس کی خاص اچھی عادتیں اخلاق کا بہت بہترین ہے، ملنسار ہے، گفتگو کا انداز خوب ہے، گانا بھی اچھا گاتا ہے، ڈھولک بجاتا ہے، یکتارا بھی بجاتا ہے، چپڑی کے ساتھ کلام بھی گاتا ہے، گاتے وقت تالی سُر میں بجانے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے، کلام گانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اسے ان گنت کلام یاد ہیں، بے حد شاعری یاد ہے اور ہر گانے والے کی نقل کرنے کا بھی ہنر رکھتا ہے اور ایک سے دو دن تک بھوکا رہنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے۔ چاہے اس کا ایک گردہ کام کرتا ہے لیکن وہ آستانوں پر ریاضت بہت محنت اور لگن سے کرتا ہے کہ سب کو ہی اُس پر پیار آجاتا ہے۔ عام کام کرنے کا بھی ہنر اس کے پاس موجود ہے۔ بدن کو دبا کر خدمت کرنے کا یا تیل کی مالش کرنے کا بہت اچھا ہنر اس کو آتا ہے، طالب ماچھی کو قناعت پسندی کا بھی ہنر آتا ہے اور فضول خرچی کا بھی بادشاہ ہے، باتوں میں کسی کو بھی بے وقوف بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ وڈیرے، چودھری سے کام نکالنے کے لیے پاؤں میں پڑنے، گڑگڑانے، ہاتھ جوڑنے کا بہت اچھا فن جانتا ہے، اور سندھی ناچ کھٹک ناچ اور ہجڑے والا ناچ حتیٰ کہ کتھک ناچ، شیدیوں والا ناچ بھی آتا ہے اس کو غنڈوں سے بات کرنا مولویوں سے باتیں کرنا، ڈاکو، چور، لوفر، لفنگوں سے بے دھڑک گفتگو کر کے کسی کو بھی متاثر کر سکتا ہے۔

اب اس کے بارے میں بتاتا ہوں کہ اس میں Entrepreneurship کیسے ہے۔ طالب ماچھی چونکہ ٹھگی اور چوری کرتا ہے اس لیے آستانہ امن پور والے اس کو کوئی ایسا کام نہیں بتاتے تھے جس سے کہ وہ اس کام کو استعمال کر کے، کسی سے غلط کام کروالے اور آستانے کا نام خراب ہو۔ طالب ماچھی اپنی (انٹرپرینیور شپ) عقل استعمال کرتے ہوئے آستانے میں فقیروں سے نظریں چرا کر وہاں سے خالی ٹفن اُٹھاتا تھا جس ٹفن میں بسم اللہ ہسپتال گھوٹکی سے کھانا آتا تھا اس ٹفن کو لے کر راؤ آصف کے پاس آتا تھا اور راؤ آصف کے پاس بیٹھ کر کوشش کرتا تھا اور یہ دکھاتا کہ وہ آستانے کا

Marfat.com

ذمے دار بندہ ہے، صرف زبان سے نہیں body language سے بھی ظاہر کرتا تھا کہ وہ ذمیدار بندہ ہے۔ اور کھانے کے لیے باباسائیں کے لیے نرم روٹی اور مخصوص پرہیز کا قیمہ وغیرہ لینے کے لیے خالی ٹفن کو اوپر بھیجتا اور راؤ آصف جو کہ میرا بھائی ہے سگریٹ کے پیسے اُس سے اینٹھ لیتا تھا، اور راؤ آصف فخریہ پیسے دے دیتا تھا کہ یہ آستانے کا اہم کارندہ ہے۔ پھر ٹفن لے کر شہر میں میرے بھائی راؤناصر کی ٹینٹ کی دوکان پر جاتا تھا اور ان سے بھی یہی گفتگو کرتا تھا کہ مجھے آستانے پر رہنا پڑتا ہے باباسائیں کی خدمت کے لیے جلدی سے ایک چادر اور ٹوپی چاہیے۔ اور بڑے صاحب نے حکم دیا ہے کہ کھانا روزانہ لے کر جانا ہے۔ راؤناصر میرا بھائی ازراہ ہمدردی سے کہتا تھا کہ کتنا اچھا بندہ ہے مفت میں اس گرمی میں کھانے کا ٹفن لاتا ہے اور لے جاتا ہے اس کا احساس کرتے ہوئے دو سو روپے راؤناصر دے دیتا تھا۔ کئی بار شہر کے دوکانداروں کے پاس بھی کھڑا دیکھا وہاں ان کو بتاتا تھا کہ راؤ صاحب نے کام پر لگایا ہے وہاں بھی مفت کی سگریٹ اور ادھار سامان لے کر نہ دینے کی نیت سے اپنا کام ایسے ہی نکالتا رہتا تھا۔ یہ کوئی ایک دن کا واقعہ نہیں ہے۔ ہر بندہ اس کی عادت اور اسے سمجھتے ہوئے بھی اس کی باتوں پر آمادہ نظر آتا تھا حتی کہ میں خود بھی اس کی عادتوں سے متاثر ہوں جب بھی ملتا ہے عزت واحترام عقیدت کی حد کر دیتا ہے میں خود مجبور ہو جاتا ہوں اسے کچھ پیسے خرچی بھی دے دیتا ہوں اور چاہے اُسے خرچی نہ بھی دی جائے وہ خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے اگر اسے اچھے کام کے لیے رکھیں تو وہ کر سکتا ہے۔ نہ اس نے کبھی کام کرنے کے لیے موقع مانگا اور نا میں نے کبھی دیا۔ یہ اُس کی بدقسمتی تھی یا میری خوش قسمتی یا یہ کہ ہم ٹھیک ہی رہے کہ دور ہی رہے کہ نہ وہ میرے قریب آیا اور نہ دھوکا دیا۔ اس لیے وہ مجھے آج بھی اچھا ہی لگتا ہے۔ ایسی صلاحیتوں والے بندے کو دیکھ کر اللہ کی شان بیان کرنے کو خودبخود دل چاہتا ہے۔ میں قاصر ہوں لیکن پھر بھی قصیدہ کہتا ہوں، اللہ کی شان میں حمد کہتا ہوں ،اللہ کی خالقی ذات پر عش عش کر اٹھتا ہوں، کہ واہ میرے مولا تو نے بندے کو بھی کیا صلاحیت دی ہے کہ واقعی میرے نبی محمد ﷺ حقیقت میں یقیناً اُمیّ تھے جن کا اللہ ہی استاد تھا نہ کہ آپ ﷺ نے مسجد یا اسکول میں تعلیم حاصل کی۔ ایک لاکھ پیغمبر، ہزاروں بزرگان دین اور ولی اللہ کس نے کیا علم حاصل کیا اور کہاں سے کیا؟ اس بات سے سارے تاریخ دان بے خبر لاعلم نظر آتے ہیں، یہ اللہ کی شان کی عظمت ہے۔ وہ بے پرواہ ہے۔ جسے چاہے جیسے رزق دے دے، بارش میں درخت لگ جاتے ہیں جو صدیوں تک قائم رہتے ہیں۔ واہ تیری کمالیت، واہ تیرا نظارہ، واہ تیری عبرت، واہ تیرا نور، واہ تیری کرامت، واہ تیری صداقت، واہ تیری عالمیت، واہ تیرا علم، واہ تیرا اقل، واہ تیرا اقلزم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، الحمد اللہ رب العالمین صدق اللہ العظیم۔

Marfat.com

اقبال منگنہار

اقبال منگنھار اچھا خدمتگار اور آستانے کا ریاضت دان ہے اور ہر وقت آستانے کی صفائی ستھرائی جھاڑو میں مگن رہتا ہے۔ کئی سالوں سے آستانے پر چٹائی پر براجمان ہے بابا حضرت نمانو سائیں کا بھی خدمتگار رہا ہے، لیکن میں نے ایک عجیب غریب بات دیکھی کہ دن رات خدمت کے باوجود بابا سائیں ان پر ناراض ہی رہتے تھے اور اکثر کہتے کہ یہ اقبال خراب ہے۔ پھر وہ آجاتا، اسے بھگاتے بھی اور اگر وہ دوبارہ آجاتا تو کہتے کہ تو پھر آگیا۔۔۔بھاگ! میں نے کئی سالوں سے یہ ماجرا دیکھا۔ میری بھی خدمت کرتا، ہسپتال میں بھی رہا، سکھر میں بھی رہا لیکن مجھے بھی زیادہ تر غصہ آتا ہے اور یہ میرا سوال ہی تھا کہ مجھے غصہ کیوں آتا ہے اور بابا سائیں کہتے تھے ان سے دور رہا کرو یہ ظالم لوگ ہیں مجھے حیرت ہوتی تھی اقبال کی عمر 25 سال ہوگی تو اس عمر میں اس کے اندر کیا برائی ہے جو مجھے نظر نہیں آتی، اور بابا سائیں اسے دیکھتے ہی برا بھلا کہتے پھر میں نے اس پر تحقیق کرنا شروع کرلی ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میں جمعے کے دن اللہ کے نام کی خیرات کرتا تھا، اقبال اور دیگر لڑکے پیاز کاٹ کر تیاری کر رہے تھے تو میں سب صورت حال دیکھ رہا تھا اور اقبال وغیرہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے میں ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ انھیں پتہ نہ تھا کہ مجھے اُن کی آواز آرہی ہے۔ اقبال سے کام کرنے والے لڑکوں میں سے ایک نے پوچھا اقبال جو اوپر ڈاکٹر رہتی ہے وہ ڈاکٹرنی تم کو بلاتے وقت اقبال بیٹا کہتی ہے تو اقبال نے بہت برے انداز میں ڈانٹا اور گالی دے کر کہا کہ وہ تمھاری ماں ہوگی۔ میں دنگ رہ گیا اس گفتگو پر کہ اقبال کے دل میں اتنا بغض ہے اگر اس کی ڈبل عمر کی ڈاکٹر وہ اُسے بیٹا کہہ دے تو وہ اس سے اتنی غلط خواہش رکھتا ہے یہ پھر میں بابا سائیں کی بات پر غور کیا کہ گلاس اُٹھاتے ہوئے گر جائے، چائے کا کپ گر جانا، دروازے کو ٹکر لگنا یہ سب غلط ہونے کی نشانیاں ہوتی ہیں اندر کے غلط ہونے کی، میں تو اسے آج تک بھی ہدایت اور نصیحتیں کرتا ہوں پیسے کپڑے بھی دیتا ہوں کہ وہ ایسے نہ کرے وہ واپس آجائے۔ ویسے وہ اچھا بچہ ہے یہ سارا مطلب ہی ہوتا ہے کہ غریب ہو پر دل کا امیر بھی ہو۔ غریب بھی ہو اندر کا بھی غریب ہو، وہ کتنی ٹھوکر کھائے گا اسے اگلے جہاں میں کتنی ٹھوکر ملے گی۔ اِس منظر کشی کو میں نے ازراہ سبق لیتے ہوئے یہ بات لکھی ہے کہ اللہ پاک کے طرح طرح کے بندے ہوتے ہیں، اُن کی عقل اور مزاج طرح طرح کے ہوتے ہیں، اُن کے خیال طرح طرح کے ہوتے ہیں، ان کے تصور میں اللہ ہوتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر ہیرے موتی جواہرات جڑ دیے ہیں، اب خود انسان انہیں نکال کر خوبصورت عبارت کی طرح باہر ظاہر کرے اور تختی پر لکھ دے کہ یہ دل دریا ہے میرا۔ ایسا کیوں نہیں ہو سکتا دُعا بھی مانگنے سے کامل مرشد کا فیض حاصل ہو تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔

Marfat.com

مشکل جگہوں پر کام کرنا

عقل، مکاری

ایک گاؤں میں ایک بھیڑ بکری کے ریوڑ والا رہتا تھا اس کا ایک کتا بھی ریوڑ کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک دن ریوڑ (بھیڑوں کا ہجوم) میں سے بھیڑیے نے ایک بکری کو اٹھالیا۔ مالک کا ریوڑ والا کتا اور گاؤں کے نمبر دار کا کتا اور ایک گاؤں کا آوارہ کتا بھیڑیے کے پیچھے بھاگا اور بھیڑیے نے سوچا کہ اب اِن سے کیسے نمٹا جائے۔ یہ سوچ کر بھیڑیا کھڑا ہو گیا اور بولا کہ بھائی کیا ماجرا ہے کتوں نے کہا کہ آپ نے ریوڑ سے بکری اٹھائی ہے۔ بھیڑیے نے کہا بھائی میں نے بکری اُٹھائی ہے تو میرے پیچھے مالک کا کتا گاؤں کے نمبر دار کا کتا تو بھاگ سکتا ہے اس آوارہ کتے کا کیا تعلق، بھیڑیے نے اسے دو تھپڑ لگائے وہ آوارہ کتا بھاگ گیا۔ باقی دو کتے رہ گئے بھیڑیے نے کہا بھائی مالک کا کتا تو میرے پیچھے بھاگے مگر نمبر دار کے کتے کا کیا واسطہ بھیڑیے نے جب یہ کہا تو مالک کا کتا چپ ہو گیا اور دو لگائے نمبر دار کے کتے کو تو نمبر دار کا کتا بھی بھاگ گیا۔ باقی اکیلا مالک کا کتارہ گیا بھیڑیے نے دو اس کو لگائے وہ اکیلا تھا وہ بھی بھاگ گیا، بھیڑیے نے اپنی عقل سے ایک ایک کر کے سب کو مار بھگایا اور وہ شکار کو ساتھ لے کر چلا گیا اور کامیاب ہوا۔ اگر انسان کو کاروبار میں مشکلات ہوتی ہیں اور آس پاس کے لوگ کسی کو بھی آسانی سے کام کرنے نہیں دیتے تو اس کے لیے حکمتِ عملی اختیار کرنی چاہیے ورنہ آس پاس کے لوگ خوامخواہ تنگ کرتے ہیں۔ کام خود بھی نہیں کرتے اور کسی اور کو بھی نہیں کرنے دیتے۔ پھر انسان کو بھیڑیے جیسی عقل مندی اور مکاری سے کام کرنا ہو گا۔ بھیڑیے نے جو کیا اُسے انٹر پرینیور کہتے ہیں، یہ کوئی غیر قانونی یا غیر اخلاقی کام نہیں ہے ایسا ہی دنیا میں ہوتا ہے، اسی طریقے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اِسی حکمتِ عملی سے فائدہ اُٹھانا چاہیے ورنہ معاشرہ کامیاب تو دور کی بات ہے جینے میں بھی مشکلات پیدا کرتا ہے حضرت مولانا رومی نے تو انسانیت کے لیے بہت سے جانوروں کی کہانی لکھ کر دانائی اور عقلمندی سے ہمکنار کیا ہے اور اپنی مضمون نگاری میں روحانیت سے بھی کامیاب کیا ہے۔

مضمون نگار

راؤ عبد الغفار گھوٹکی

Marfat.com

حاضر جوابی انٹرپرینیورشپ

واقعہ: اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نہایت خوبصورت اور وجیہہ شخص تھا۔ ایک روز اس نے سبز جوڑا پہنا اور سبز عمامہ باندھا۔ پھر اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھ کر بولا:

میں ایک جوان بادشاہ ہوں

اتنے میں اس کی ایک کنیز اس طرف دیکھنے لگی۔ سلیمان نے پوچھا:

تو کیا دیکھ رہی ہے؟

اس نے جواب میں یہ اشعار پڑھے:

تو بہترین سرمایہ ہے، کاش تجھے بقا نصیب ہوتی، مگر انسان کے لیے بقا نہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے، تجھ میں کوئی عیب نہیں جو لوگوں میں پایا جاتا ہو۔ سوائے اس بات کے کہ تو فانی ہے۔

اس واقعہ کو ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ سلیمان کا انتقال ہوگیا، یہ واقعہ 10 صفر 99ھ کا ہے۔ اس نے تقریباً پونے تین سال حکومت کی اور 45 سال عمر پائی۔

عمر عمر راؤ کیوں بڑی ہوتی ہے یہ ایک ہے شاکر
عمر غریب کی بھی بڑی ہوتی لیکن مشہور نہیں ہوتے بات یہ ہے آخر

Marfat.com

استعمال کا طریقہ

ڈاکٹر پرمود کمار نے دہلی سے امراض نسواں (Gynecology) میں خصوصی ڈگری حاصل کی اور اس کے بعد لندن (آکسفورڈ اسٹریٹ) میں اپنا مطب کھولا، ایک روز ایک انگریز خاتون تیزی سے ان کے مطب میں داخل ہوئی۔

ڈاکٹر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اپنی بات کس طرح بیان کروں۔

اس نے کہا اور پھر ایک وقفہ کے بعد بولی:

I think I have touched the sun.

ڈاکٹر نے اس جملہ کا مطلب یہ سمجھا کہ خاتون غالباً کسی کھلے مقام پر گئی تھیں اور وہاں ان کو تیز دھوپ لگ گئی ہے۔

آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

ڈاکٹر نے مریضہ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا:

آپ ٹھنڈے مشروبات، خاص طور پر لیموں برف کے ساتھ لیجئے اور آپ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گی۔ اگر جلد پر کچھ اثر محسوس ہو تو زیتون کا تیل یا کریم مل لیجئے۔

خاتون اپنے پریشان چہرہ پر مزید حیرانی کے اثرات لیے ہوئے باہر نکل گئی اور ڈاکٹر کمار یہ سوچنے لگے کہ:

یہ انگریز خواتین آخر اتنی معمولی معمولی باتوں کے لیے کیوں ڈاکٹر کے پاس آتی ہیں۔

شام کو وہ اپنی قیام گاہ پہنچے۔ وہاں مسز گلوریا، ان کی انگریز بیوی نے ان کا استقبال کیا۔ جب دونوں کھانے کی میز پر اکٹھا ہوئے تو ان کی انگریز بیوی نے بھی انگریز خاتون والا وہی جملہ کہا جس کو وہ اپنے مطب میں ابھی سن کر آئے تھے:

Darling, I think I have touched the sun

ڈاکٹر کمار نے حیرانی کے ساتھ کہا:

نہیں نہیں۔ اس طرح تو میں پاگل ہو جاؤں گا۔ لندن کی خواتین ہر وقت بس سورج کی ہی بات کرتی ہیں۔

دیر تک الفاظ کے تبادلہ کے بعد گلوریا نے محسوس کیا کہ اس کا ہندوستانی شوہر اصل بات کو سمجھ نہیں رہا ہے، اس نے ہنستے ہوئے کہا:

میرا مطلب یہ ہے کہ ہم جلد ہی تین ہونے والے ہیں۔

انگریزی زبان میں ایک عورت اپنے حاملہ ہونے کو درجنوں طریقے سے بتا سکتی ہے۔ مذکورہ بالا جملہ بھی اسی قسم کا ایک استعاراتی انداز ہے۔ جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ:

مجھے سورج چھو گیا ہے۔

Marfat.com

واقعہ:-

مرزا غالب(1797-1869) جس مکان میں رہتے تھے، اس مکان میں چھت کے اوپر ایک کمرہ تھا اور اس کمرہ سے ملی ہوئی ایک تنگ و تاریک چھوٹی سی کوٹھری تھی، گرمی کے موسم میں وہ ٹھنڈی رہتی تھی۔ سخت گرم موسم میں مرزا غالب اسی کوٹھری میں بیٹھتے تھے۔

ایک بار رمضان کا مہینہ تھا، سہ پہر کے وقت مرزا غالب اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ اس کوٹھری میں بیٹھے ہوئے چوسر کھیل رہے تھے اور تفریح کر رہے تھے۔ اتنے میں مفتی صدرالدین خاں آزردہ وہاں آگئے۔ کوٹھری میں لہو ولعب کا منظر دیکھ کر انہوں نے مرزا سے کہا:

ہم نے حدیث میں پڑھا تھا کہ رمضان کے مہینے میں شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے۔ آج اس کی صحت پر شبہ ہو گیا۔

مرزا غالب فوراً بولے:

مولانا! حدیث بالکل صحیح ہے۔ بات یہ ہے کہ شیطان جہاں قید کیا جاتا ہے وہ یہی کوٹھری ہے۔

Marfat.com

واقعہ: کرنل اسٹافن برگ (Stauffenberg) نے ہٹلر کے خلاف نہایت کامیاب منصوبہ بنایا تھا، جولائی 1944ء میں اس نے ایک بریف کیس میں ایک ٹائم بم رکھ کر ہٹلر کے کیمپ ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دیا۔ اگر بروقت یہ بم پھٹ گیا ہوتا تو برلن میں مقیم تھوڑے سے جرمن فوجی افسر ریڈیو اسٹیشن پر قبضہ کر لیتے اور نازی لیڈر کے خاتمہ کا اعلان کر کے جرمنی کی حکومت پر قبضہ کر لیتے، مگر ٹائم بم اس وقت پھٹا جب ہٹلر کیمپ سے باہر آ چکا تھا۔

واقعہ: 1947 میں کشمیر کے وزیر اعظم مسٹر مہر چند مہاجن تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب لوکنگ بیک (Looking Back) میں الحاق کی کہانی بتاتے ہوئے لکھا ہے:

پاکستان کا ایک منصوبہ یہ بھی تھا کہ مہاراجہ کشمیر اور مجھ کو اغوا کر لیا جائے اور جبری طور پر ہم سے الحاق کے مسودہ پر دستخط کرا لیے جائیں، منصوبہ یہ تھا کہ ہم کو بھیم بر کے ڈاک بنگلہ میں اس وقت گرفتار کر لیا جائے جب کہ ہم وہاں لنچ کر رہے ہوں۔ بھیم بر بالکل پاکستان کی سرحد پر ہے اور کشمیر کو جانے والی مشہور شاہراہ مغل روڈ پر واقع ہے، اس روڈ کے ایک طرف کشمیر ہے اور دوسری طرف پاکستان۔ ہم نے طے کیا تھا کہ ہم 20 اکتوبر 1947ء کو کٹھوعہ کا دورہ کریں گے اور 21 اکتوبر کو بھیم بھر اور میرپور کی طرف جائیں گے۔ پاکستان کے لوگوں نے ایک ہتھیار بند موٹر تیار کر رکھی تھی جو 21 اکتوبر کو ہماری گرفتاری کے لیے بھیم بر پہنچنے والی تھی، مگر واقعات کی ایک غیر متوقع کروٹ نے ہم کو بچا لیا۔ 20 اکتوبر کی صبح کو جب ہم کٹھوعہ کے لیے روانہ ہوئے اور ایک چوراستہ پر پہنچے، جہاں سے ایک سڑک کٹھوعہ کی طرف اور دوسری اکھنور اور بھیم بر کی طرف جاتی تھی، مہاراجہ نے اچانک خود جیپ ڈرائیو کی:

اور جیپ کو کٹھوعہ کے بجائے بھیم بر کی طرف موڑ دیا۔

میں نے مہاراجہ سے عرض کیا کہ:

کٹھوعہ میں سرکاری افسران اور عوام ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے اور انہیں ہم نے بھیم بر کے لیے کوئی پروگرام نہیں بھیجا ہے اور اس وقت وہاں ہمارے لیے کوئی انتظام نہیں ہو گا۔

مہاراجہ نے میری گزارش کو نظر انداز کر دیا اور کہا کہ:

وہ کسی پروگرام کے پابند نہیں ہیں۔

اس لیے ہم اکھنور اور بھیم بر کی طرف روانہ ہوئے اور میرپور نہ پہنچ سکے۔ ہم نے بھیم بر کے بنگلہ میں دن کا کھانا کھایا

Marfat.com

اور 10 بجے رات کو جموں پہنچے، اس کے بعد جیسا کہ طے تھا، 21 اکتوبر کو بھیم بر کا ڈاک بنگلہ گھیر لیا گیا۔ ہم اس سازش کا شکار ہو جاتے، اگر ہم نے اصل پروگرام کے مطابق سفر کیا ہوتا، مہاراجہ کی پیش اندیشگی نے ہم کو پاکستان کے قبضہ میں جانے سے بچالیا۔

واقعہ: چین کے سابق وزیر اعظم مسٹر چواین لائی (1976-1898) سے اسکی موت سے صرف چند دن پہلے شمالی ویت نام کے ایک کمیونسٹ لیڈر نے اسپتال میں ملاقات کی تھی، دونوں کمیونزم کے بعض فکری پہلوؤں پر بحث کرتے رہے۔ جب ویت نامی لیڈر اس کے پاس سے جانے لگا تو اس نے ہنس کر کہا:

اب میں اس مسئلہ کو خود کارل مارکس سے سمجھنے کی کوشش کروں گا۔ کیونکہ چند ہی دنوں کے اندر میں اس کے پاس جانے والا ہوں۔

اور فی الواقع اس کے چند دن بعد 6 جنوری کی شام کو ان کا انتقال ہو گیا۔

واقعہ: چنگیز خان کے پوتے قبلائی خان (1294-1216) نے 1281ء میں جاپان پر حملہ کیا۔ اس نے ایک عظیم جنگی بیڑہ تیار کر کے ان جزائر کو فتح کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اس وقت جاپان ایشیا کے ایک مزدور ملک کی حیثیت رکھتا تھا۔ قبلائی خاں جیسے فاتح کی فوج سے مقابلہ کرنے کی طاقت ان میں بالکل نہیں تھی، تاہم ان کو اپنے خداوند (آفتاب) پر بھروسہ تھا جس کی وہ اپنے کو اولاد کہتے ہیں۔ جیسے ہی خطرہ کا احساس ہوا، ان کے مذہبی پیشوا نے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ سب لوگ دعائیں مانگو۔ انہوں نے رات دن اپنے دشمن کے مقابلہ میں اپنے خدا کو پکارنا شروع کیا، ابھی قبلائی خان کی فوج جاپان کے ساحل پر اتری بھی نہیں تھی کہ زبردست سمندری طوفان آیا اور تمام بحری بیڑہ سمندری ہولناک لہروں میں غرق ہو گیا۔

Marfat.com

صبر کی تربیت پرندوں سے سیکھ

اللہ تعالی کے پیدا کیے ہوئے جانور اور پرندے ہمارے لیے کچھ نہ کچھ فائدے ہی فراہم کرتے ہیں۔ چاہے وہ جانور خطرناک ہوں یا دوست، یہ چرند پرند ہمارے لیے ظاہر میں بے کار ہوتے ہیں جس کا ہم گوشت نہیں کھاتے جیسے کے باز، شکرا، کوا، اور کئی طرح کے پرندے جیسے ابابیل سے ہم پرہیز کرتے ہیں چمگادڑ وغیرہ وغیرہ، جانوروں میں جیسے گدھا، خچر، گھوڑا، سوّر، گینڈا، بندر، کتا، نیولا، چیپٹن، گوہ، چوہا وغیرہ وغیرہ اور کیڑے بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔

چڑیا صبر کرنا سکھاتی ہے گھر میں گھونسلا بنا کر گھر میں گھاس پھوس سے فرش خراب کرتی ہے۔ گھر کا مالک چڑیوں پر صبر کرتا ہے تو یہ صبر کی تربیت شروع ہوتی ہے، گلی کا کتا بھونکتا ہے اور اُس کے بھونکنے کی آواز سے بندہ پریشان ہو جاتا ہے اور پریشانی کو چھوڑ کر اللہ تعالی کی خاطر صبر کرتا ہے۔ تو اللہ ضرور بندے کو صبر سیکھنے کا موقع فراہم کرتا ہے، ورنہ کتے کی آواز بے علم بندے کے لیے سزا بھی بن جاتی ہے اور چڑیا کی چوں چوں سے بندہ بیزار بھی ہو جاتا ہے، کوے کی کائیں کائیں سے بے سکون بھی ہوتا ہے اور کوا سالن اور روٹی پر حملہ کر کے خراب بھی کرتا ہے۔ بِلی دودھ، لسی، روٹی اور کھانا وغیرہ ناپاک کر دیتی ہے اور انسان کو کبھی کبھی بِلی بھوکا رہنے پر مجبور کر دیتی ہے، کھانے کے استعمال میں آنے والا کھانا خراب کر دیتی ہے جیسے ایک پرانی کہاوت ہے (کھانا خراب ہو گیا) یعنی کسی بھی کام کا نام لے کر کہتے ہیں کہ یہ کام یعنی کھانا خراب ہو گیا۔ چوہے بھی گھر کا ستیاناس کر دیتے ہیں اور گھر میں سوراخ کرنے کے علاوہ اچھے خاصے کپڑوں کو کاٹ کر نقصان کر دیتے ہیں، خاص طور پر مستورات کے کام میں مداخلت کر کے عورت کو پریشان کرتے ہیں اور گند کچرا کرتے ہیں اور پرندے بھی بیٹ کرتے ہیں گھر کی صفائی میں دشواری پیدا کرتے ہیں۔ گدھے کی آواز سے بندہ لرز جاتا ہے اور گھوڑے کی لید سے بیماری (ٹائیٹنس) لگ جاتی ہے۔ چوہوں سے طاعون پھیلتا ہے طاعون بیماری کا نام ہے۔ پرندے اور جانوروں سے بیماری بھی پھیل جاتی ہے لیکن اگر انسان ان سب کو دوست بنالیں یا ان میں سے کسی کو دوست بنالیں تو کبھی نہ بیماری ہوگی اور نہ پھیلے گی اگر ان کو چھیڑو گے تو ضرور یہ بھی قدرت کی طرف سے عطا کی ہوئی طاقت سے انسان کو چھیڑیں گی۔ جیسے پنجاب میں مچھر مار مُہم میں ڈینگی مچھر پیدا ہوا ہندوستان میں چوہا مار مُہم شروع ہوئی تو طاعون کی بیماری پھیل گئی۔ اگر جس نے ان پرندوں سے صبر سیکھا وہ اپنے کاروبار میں صبر کی وجہ سے کامیاب ہوا اگر کسی نے لیڈر بننا ہے تو وہ جانور اور پرندوں سے صبر سیکھے اور ان کو بھی اپنے ماحول کے کسی دور کونے میں جینے کا حق دو ورنہ تمھیں بھی یہ ستائیں گے اس جہان کا ادلے کا بدلا ریت ہے جو کرے سو بھرے، یہ سب جانور اللہ تعالی نے انسان پر بھاری بھی بنائے ہیں اور آسانی کے لیے بھی۔ جیسے سواری کے لیے گھوڑے، اونٹ وغیرہ بنائے۔ تم انھیں جینے دو اور اُن سے فائدے حاصل کرو تو وہ تم کو جینے دیں گے۔ ورنہ ڈینگی مچھر یا طاعون کی بیماری رونما ہوتے رہینگی۔ اللہ پاک کے حکم اور اسکی اس حکمت کو تم نے سمجھنا ہے۔

Marfat.com

بخدمت جناب محمد مشتاق احمد چنا صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا تھا، عرض یہ ہے کہ آپ نے فدوی پر احسان کیا اور ایک موذی کیڑے کی طرف توجہ دلائی اس کے لیے آپکا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ حضرت محمدؐ کی ہر بات حدیث ہے، اور جو عام زندگی ہمارے محبوب رسول پاک حضرت محمدؐ نے گزاری ہے اُسے طریقت کہتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ہم اپنا ہر کام حضرت محمدؐ کے حکم کے مطابق آنکھیں بند کر کے بغیر سوچ سمجھے کرینگے تو ہمارا ہر عمل ہماری نجات کا سبب بنے گا۔

جناب مسٹر مشتاق صاحب:-

آپ نے سب جانوروں کو وحشی اور سب کیڑوں کو موذی لکھا ہے شریعت کے مطابق آپ درست ہیں لیکن کچھ اس طرح سے بھی ہو سکتے ہیں۔

قرآن فرمان بمطابق:-

محترم جناب پروفیسر صاحب آپ نے سو فیصد درست فرمایا کہ موذی جانور اور خونخوار جانور کو مارنا شریعت کے حساب سے صحیح ہے۔ شریعت کی اس بات کے لیے اگر کوئی دورائے اختیار کرے گا تو وہ اسلام سے خارج ہے تو بھلا میں یہ جرائت کیسے کر سکتا ہوں۔ لیکن میں نے یہ طریقت کی بات کی ہے۔ اس کے بعد دوسرے وقت کے مطابق کسی اور وجہ سے موقع بدل جاتا ہے نہ کہ حدیث بدلتی ہے اس لیے شریعت کے بعد طریقت میں حدیث وہی ہوتی ہے۔ موقع بدلنے کو کہتے ہیں کہ طریقت بدل گئی نہ کہ حدیث بدل گئی۔

حدیث بمطابق:-

ایک مرتبہ پڑاؤ میں حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ آج جن کا روزہ نہیں ہے وہ کھانا پکانے کے لیے لکڑی لے آئیں۔ جب وہ صحابہ لکڑی لے آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ لکڑی لے کر آنے والے صحابہ روزے دار مسلمانوں سے سبقت لے گئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسلمان روزہ نہ رکھے۔ بس یہ حدیث اُس وقت کے لیے تھی۔ بہت سے حدیث کے واقعات ہیں جو صرف اُس وقت کے مطابق ہی تھے۔ اگر اس طرح کے حالات آج بھی ہو جائیں تو اس حدیث پر عمل کرنا ہی ہماری فتح اور خوش نصیبی ہے۔

Marfat.com

حضرت ابو بکر کی شان اور سانپ:-

ڈسوا کر دوست بنوا دیا:-

غار ثور میں سانپ نے حضرت ابو بکر کو ڈس کر صدیق بنا دیا۔ دوست نے ڈسوا کر صدیق کی تصدیق کروا دی۔

جادوگر کے سانپ:-

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو سامری جادوگر کے سامنے عصا کے ذریعہ فرعون سے جیت دلوا دی۔ عصا نے سانپ بن کر اللہ تعالیٰ کے ہونے کا ثبوت دیا۔ عصا نے سانپ (اژدھا) بن کر سامری جادوگر کو مات دے کر اللہ تعالیٰ کی پہچان کروا دی۔ اصحابِ کہف کے ساتھ غار کے اندر اُن کا کتا کئی سو سال تک رہا، اصحابِ کہف کا یہ ذِکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔ یہ ایک سچا قصّہ ہے۔ یہ بھی انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔ انسان کو اللہ کے ہر کام کے رزلٹ کا انتظار کرنا چاہیے کہ وہ اچھا ہی ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی حکمت ملے گی۔ قرآن میں اصحابِ کہف کے واقعہ کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ظاہری دنیا کے حالات ہمارے سامنے ایسے ہو جاتے ہیں اور انسان کو ایسا لگتا ہے کہ (نعوذ باللہ) اللہ کی ذات نہیں ہے۔ انسان دنیا میں اِتنا ظلم اور بربریت اور ناانصافیاں دیکھ کر اور مایوس ہو کر منفی سوچ سوچتا ہے۔ پھر اللہ کی حکمت اُن سے کفر دور کرنے کی وجہ بنتی ہے۔

آپ کا خیر اندیش:-

ایک عام انسان کی زندگی چاہے کتنے بھی سال کی ہو، راؤ محمد شاکر کی سو سال کی زندگی کے برابر ہی ہوگی۔ کفر طویل بھی ہو سکتا ہے اس لیے اللہ نے قران میں اصحابِ کہف کا واقعہ لکھ کر انسان کو تنبیہہ کی ہے کہ آخر کار کفر ختم ہوگا لیکن اس دنیا میں تمھاری زندگی کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف کا واقعہ قرآن پاک میں صبر کی تاکید کرتے ہوئے انسانیت کو یقین دلانے کے لیے لکھا ہے۔ یہ کفر اور اللہ کا بدل بدلا ہوگا۔

گدھے کا مرنا:-

ایک اور نبی کا واقعہ عرض کرتا ہوں۔ نبی اپنے گدھے کے ساتھ کسی ایسے شہر سے گزر رہے تھے جسے اللہ نے کفر کی وجہ سے غرق کر دیا تھا، جلا دیا تھا، وہاں قیامت برپا ہوئی تھی۔ کوئی ایک بھی انسان زندہ نہیں بچا تھا، نہ کوئی عمارت باقی بچی تھی، نہ کوئی چرند پرند باقی رہے۔ نبی ہوتے ہوئے بھی اُن کے دل میں یہ خیال آیا کہ اب کیا ہوگا یہ تو سارا غرق ہو گیا ہے اب تو یہ شہر کبھی آباد نہ ہو سکے گا! اسی لمحے اللہ پاک نے اس نبی کی روح قبض کروالی اور اس کے گدھے کو موت کی نیند سُلا دیا تقریباً سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس نبی کو دنیاوی زندگی بخشی اور اس کے گدھے کو زندہ کیا اور ان سے پوچھا تمھیں سوتے ہوئے کتنا وقت گزرا نبی نے فرمایا تھوڑی دیر دوپہر سے پہلے یا اس کے بعد۔ آواز قدرت آئی اے نبی تم نے میری خالقی کو نہیں دیکھا صرف میری قیامت کو دیکھا اور تو دل میں یہ خیال لے آیا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا، تو سویا نہیں تھا بلکہ تو مر چکا تھا اور تجھے سوتے ہوئے ایک سو سال ہو گئے تھے، جاؤ دیکھو وہی شہر بڑی بڑی عمارتیں خوشحال لوگ، لوگوں کا رہن سہن دیکھو،

Marfat.com

خوراک دیکھو، قدرت کی خوبصورتی دیکھو، محترم جناب نبی اور اس کے گدھے کے ساتھ سارا ماجرا لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ کی رمز کو جانے اور پہچانے، انسان اگر چاہے تو اللہ کی رمز کو پرکھے اور اس سے حکمت اخذ کرنے کی کوشش کرے تو اس واقعہ سے انسان بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے۔

سورۃ الملک یا اور بھی:-

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک سورۃ میں فرمایا ہے کہ اے انسان دیکھ پرندے آسمان اور زمین کے درمیان کیسے ٹھہرے ہوئے ہیں تب انسان نے اسے دیکھ کر جہاز بنائے، سیارے بنائے، انسان نے اللہ پاک کا ایک کیڑا نما پرندہ تتلی کو دیکھ کر ہیلی کاپٹر بنایا، وغیرہ وغیرہ۔

حضرت شیخ سعدیؒ شیر پر سوار:-

ایک شخص ہندوستان سے بخارہ حضرت شیخ سعدیؒ کی تعریف اور اُن کے اشعار سُن کر کئی مہینوں کی مسافت پیدل طے کر کے بخارہ ملنے گیا اور جب وہ بخارہ پہنچا تو شیخ سعدیؒ کو شہر میں کوئی نہیں پہچان رہا تھا کہ اس شہر میں حضرت مولانا محترم شیخ سعدیؒ کون ہیں، وہ تو اپنے ہی شہر میں مشہور نہیں تھے۔ پھر اس شہر کے ایک نیک انسان نے ہندوستان سے آئے ہوئے بندے کو شیخ سعدیؒ کے گھر کا پتہ بتایا۔ مسافر نے شیخ سعدیؒ صاحب کے گھر کے دروازے پر ادب سے دھیمے لہجے میں کہا محترم جناب حضرت مولانا شیخ سعدیؒ گھر میں موجود ہیں مجھے اُن سے ملنا ہے، میں بڑی دور ہندوستان سے صرف دیدار کی تمنّا لے کر آیا ہوں۔ شیخ صاحب کے گھر سے بھاری بھر کم سخت لہجے میں آواز آئی کہ کاہے کا حضرت وہ تو اپنی آوارگی کے لیے جنگل میں ہو گا۔ مسافر یہ جملے سُن کر مایوس ہوا اور پریشان ہو کر، نا اُمید ہو کر واپس جانے کی سوچ ہی رہا تھا اور اسکی ہمت بھی جواب دے چکی تھی۔ لیکن پھر مسافر کو خیال آیا کہ جنگل جا کر ایک بار ملنے کی کوشش کروں مسافر جنگل کے قریب پہنچ گیا۔ کہیں دور سے شیر کے دھاڑنے کی آواز آئی آواز سُن کر مسافر چُھپ گیا اور دیکھا کہ ایک شخص شیر پر سوار ہے اور لکڑیاں بھی شیر پر لادی ہوئی ہیں اچانک مسافر جہاں چُھپا بیٹھا تھا وہ شیر سوار وہاں سے گزرا اور اُسکے قریب آ کر رُک گیا شیر سوار نے بلند آواز سے فرمایا، اے اجنبی نکل آؤ باہر اور پھر اس نے شیر سے اتر کر گٹھڑی کو اتار کر شیر کو بھگا دیا اور زمین پر چادر بچھا کر اجنبی کو بیٹھنے کے لیے فرمایا اور پوچھا کہ تم کیسے آئے ہو؟ مسافر نے کہا میں تو حضرت شیخ سعدیؒ سے صرف ملنے آیا تھا۔ شیر سوار نے کہا میں ہی شیخ سعدیؒ ہوں۔ اجنبی مسافر حیرت سے دیکھنے لگا اور عرض کی یا شیخ یہ کیا ماجرا ہے کہ آپ شیر پر سواری کر رہے ہو اور اتنا بڑا آپ کا مقام ہے لیکن آپ کے شہر والے آپ کو نہیں پہچانتے بلکہ آپ کے گھر میں آپ کی بیوی نے آپ کے نام سے جھڑک دیا، یہ کچھ سمجھ نہیں آیا۔ شیخ سعدیؒ نے ہنس کر فرمایا اے اجنبی شہر کے لوگوں کی برداشت اور اپنی بیوی کی برداشت ہی تو کر رہا ہوں صبر سے اور اس صبر کے نتیجے میں تو آج میں شیر پر سوار ہوں۔ محترم

Marfat.com

جناب پروفیسر صاحب عرض یہ ہے کہ جو بھی میں نے شیخ سعدیؒ کے بارے میں کسی کتاب میں پڑھا تھا ہو سکتا ہے میں نے محترم کچھ آگے لکھ دیا ہو تو معافی چاہتا ہوں، شیخ سعدیؒ کی شیر پر سواری اور ایسے سچے قصوں سے تاریخ بھری پڑی ہے کہ جانوروں خونخوار موذی کیڑے مکوڑوں سے تم جیسا گمان کرو گے ویسا ہی تم اُن کو پاؤ گے۔ ہو سکتا ہے کہ جو میں سمجھ رہا ہوں وہ غلط ہو۔ پروفیسر صاحب ایک طریقے سے آپ درست ہو۔ اس لیئے آپ اعلیٰ علم رکھنے والوں کو اپنی بات پہنچانے کا طریقہ اس خط کے جواب میں ضرور سمجھائیں گے۔ کیڑے مکوڑے اور جانور کیسے موذی ہو سکتے ہیں آپ کے جواب سے مجھے ایک نیا علم حاصل ہو گا۔ میرے اس محدود و قلیل علم نے اور میرے تجربے نے اور خود میرے ساتھ جو واقعات ہوئے اُن سے جو سبق مجھے ملا ہے وہی میں نے قلم بند کیے ہیں۔

سانپ سے سیکھ:۔

سانپ آنکھ ہوتے ہوئے بھی نہیں دیکھ سکتا۔ صرف آواز کو اور زبان سے محسوس کر سکتا ہے۔ یہ بھی انسان کے سوچنے کے لیے ایک حکمت ہے کہ سانپ کے اس عمل سے وہ معلوم کرے کہ وہ دوسرے انسانوں کی بھلائی کے لیے کیا ماخذ کر سکتا ہے۔ جبکہ یہ عجیب بات ہے کہ سانپ کے منہ میں ہر وقت زہر بھرا ہوتا ہے لیکن وہ اس سے پھر بھی خود نہیں مرتا۔ یہ اللہ کی ایک بڑی حکمت ہے۔ میں نے اللہ پاک کی عبرت دیکھنے اور سوچنے کیلئے فوراً قرآن پاک پڑھا۔ سانپ کی خصوصیت اور سانپ کے رہن سہن کے بارے میں پڑھا کہ اپنے ہی بچوں کو کھا جاتا ہے اگر سانپ کے سیکڑوں ہزاروں بچے سارے بچ جائیں تو پھر مخلوقِ انسانیت کا کیا حال ہو۔ سانپوں کا اپنے بچوں کو کھا کر اپنی ہی آبادی کم کرنے میں بھی سبق پوشیدہ ہے کہ انسان بھی بہبود آبادی والے طریقے سے بچے پیدا کریں اور خوشحال زندگی بسر کریں۔

مرغابی کی خصوصیت:۔

مرغابی پانی میں رہتی ہے، چاہے کتنی ہی سردی ہو یا گرمی۔ ٹھنڈے پانی میں ڈبکی مار کر ضرورت پڑنے پر پانی سے نکل کر پرواز بھی کرتی ہے جیسے اس کو ایک قطرہ بھی پانی نہ لگا ہو۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اس گناہ کے دلدل دنیا میں اللہ پاک کی حکمت اور دوستی حاصل کر کے مرغابی کی طرح دنیا میں رہا جا سکتا ہے اور پرواز بھی کی جا سکتی ہے۔ اپنے پہلو، دامن کو گناہ میں بھی نہ بھگوئے اور پرواز بھی کر جائے یہ سب سیکھنے کو ملتا ہے مرغابی سے اگر کوئی سیکھنے کی کوشش کرے تو۔

شیراں والی ماں:۔

ہندو دھرم میں شیراں والی ماں کی بہت اہمیت ہے اور اس کی صرف تصویر کی کروڑوں ہندو لوگ پوجا کرتے ہیں اور اپنے خیال اور تصور میں بھی شیراں والی ماں کو اور اس کے شیر کو اپنے تصور میں بھی رکھ کر اس سے مدد مانگتے ہیں اُن کے عقیدے میں ہے کہ ان کی اللہ تعالیٰ اُس شیر سے مدد بھی کرواتا ہے۔ لاکھوں افراد اس بات کے شاہد ہیں، ہندوؤں میں

Marfat.com

سے کوئی نہ کوئی اس بات کی تائید کرے گا کہ ہم کو شیر نے بچایا۔

گائے ماتا:-

ہندو مذہب میں ہر ہندو گائے کا احترام کرتا ہے اور ہندوؤں نے ہر شہر میں اپنے مندروں کے ساتھ گائے شالہ (گئوں شالہ) بنایا ہے اور درجنوں گائیں پال کر ان کی پوجا کرتے ہیں اور اُس کے دودھ کو شفا کے طور پر پیتے ہیں اور گائے کی پوجا کرنے کی وجہ سے بھینس، بیل، اونٹ وغیرہ کا گوشت کھانا ممنوع قرار دیا ہے۔ جانوروں کی اہمیت انسانوں میں بہت ہے ناکہ یہ کوئی حکم ہے مگر ہر کوئی اپنی آپ جانے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کچھ دکھائی دیتا ہے کسی کو کیسے ماتا ہے اور کسی کی جانوروں سے مدد کرواتا ہے اور کسی کو جانوروں سے مفاد دلواتا ہے، سائنسی تحقیق کے مطابق ڈولفن مچھلی انسان دوست جانور ہے۔

گن پتی بابا (ہاتھی):-

ہندو مذہب میں ہاتھی کی بھی پوجا کرتے ہیں۔ ہندستان میں مسلمان بھی ہاتھی کے دن منانے میں شامل ہوتے ہیں انڈین T.V چینل میں میں نے خود دیکھا ہے کہ ہاتھی کا جشن منانے میں مسلمان اداکار (گن پتی موریا) گن پتی بابا موریا کے نعرے لگاتے ہیں مگر یہ اتنی بڑی بات نہیں اور نہ ایسا کرنے سے اسلام سے کوئی خارج ہوتا ہے نہ کہ وہ پوجا کرتے ہیں ہندو دوستوں کے جشن میں شامل ہونا کوئی حرج نہیں۔ جیسے ہندو رمضان شریف میں ہماری روزہ کشائی کے پروگرام میں شامل ہوتے ہیں اور ہماری عید پر ہمیں مبارکباد دیتے ہیں۔

بجرنگ بلی (بندر بڑا):-

ہندو مذہب میں بندر کی بھی پوجا کرتے ہیں اور کروڑوں یا لگ بھگ ایک ارب ہندو یا ہندوؤں میں کئی فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ لنکا میں ایک بندر نے آگ لگائی اور سیتا ماتا کو انھوں نے بچانے میں کوم کرن سے لڑائی میں رام چندر بھگوان کی مدد کی۔ اس لیے ہندو مذہب میں اس کو پالتے ہیں اور ہر شہر میں نہیں تو ہندوستان کے کئی شہروں میں لاکھوں کی تعداد میں بندر ہیں۔ یہ نظارہ نیشنل جیو گرافی ٹی وی پروگرام میں دیکھ سکتے ہیں۔

جو مشتاق صاحب نے لکھی بات:-

علم کی تعریف یہ ہے کہ اگر آپ کو کسی چیز کی پوری یا مکمل معلومات ہو اسے علم کہتے ہیں۔ جس چیز کے بارے میں پورا پتہ چل جائے اُسے معلوم کہتے ہیں۔ جس شخص کو کچھ معلوم ہو جائے اسے عالم کہتے ہیں جو علم کے نام کا مطالب سمجھنے کی کوشش کرے گا تو اس کو طالب علم کہتے ہیں۔

علم کبھی پورا نہیں ہوتا:-

علم کے متعلق چند ریفرنس یا حوالے دے کر علم کو مکمل یا ختم شد نہیں کیا جا سکتا۔ یہ صرف ایک محاورہ ہے کہ کسی

Marfat.com

ایک Subject کو کوزے میں بند کر دیا اونٹ کو کوزے میں بند کر دیا حالانکہ اونٹ کوزے میں بند ہوتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا ہے۔ اب میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ مچھر، مکھی، سانپ کو نہیں مارنا چاہیے جس دن انسان نے اس بات کو دل و دماغ سے تسلیم کر لیا کہ یہ موذی جانور یا موذی کیڑے مکوڑے یا خونخوار آدم خور جانور اسے کبھی بھی تکلیف نہیں پہنچائیں گے اور اسے نقصان بھی نہیں دیں گے تو یہ جانور آپ کی سوچ کیمطابق آپ کو یقیناً تکلیف نہیں دینگے۔ اگر آپ اپنے دل میں عہد کر لو کہ مکھی کو نہیں مارنا اور یہ نیت کرو گے کہ یہ اللہ کی مخلوق ہے تو مکھی 100% وہاں سے چلی جائے گی۔ پھر آپ کے سامنے دوسری مکھی آئے گی پھر تیری پرکھ شروع ہوگی کہ جس کے بارے میں آپ نے پہلے ہی دل میں یہ سوچ لیا اور اللہ تعالیٰ سے دل میں عہد کر لیا کہ مکھی نہیں مارو گے، تو وہ مکھی آپ کو تنگ نہیں کرے گی یہ میں گارنٹی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ جب آپ مکمل طور پر نامارنے والی نیت رکھو گے تو مکھی کی زندگی چند دن کی ہوتی ہے اور تمھیں کچھ نہ کچھ فائدہ دیتی ہے یعنی مکھی وہاں بیٹھتی ہے جہاں گند ہوتا ہے۔ ایک حکایت سُنی ہے اور پڑھی بھی ہے۔ کسی نبی کے زمانے میں ایک شہر میں نبی تبلیغ کے لیے گئے اس شہر میں مکھیاں بہت زیادہ مقدار میں تھیں تو اس شہر کے لوگوں نے نبی سے عرض کیا کہ ہم آپ کے بتائے ہوئے اللہ تعالیٰ کو ضرور مانیں گے لیکن ہماری ایک شرط ہے آپ اپنے اللہ پاک سے عرض کرو کہ ہماری سب مکھیوں کو مار دے یا یہاں سے نکال دے۔ نبی نے دُعا کی اور دُعا قبول ہوئی مکھیاں شہر سے ختم ہو گئیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے کچھ عرصے میں اس شہر میں گند کے انبار لگ گئے اور بدبو کے ساتھ طرح طرح کی بیماریاں پھیلنے لگیں اور لوگ مرنے لگے۔ اس شہر کے لوگ نبی کی طرف بھاگے اور آکر سارا ماجرا سنایا کہ مکھیوں کے بعد تو ہمارا اور بُرا حال ہو گیا ہے۔ ہمارے گلی کوچے سب گند سے بھر چکے ہیں، ہم صفائی کر کے بھی تھک گئے ہیں۔ نبی نے فرمایا ہر چیز میں اللہ کی حکمت ہوتی ہے تم نے اللہ کی حکمت اور فطرت کو ختم کرنے کے لیے کہا اس کی فطرت اور حکمت کو تسلیم نہیں کیا اور اس لیے آپ لوگوں کے ساتھ ایسا ہوا ہے۔

دوسرا واقعہ زاویہ پروگرام میں اشفاق احمد اپنی آفس میں کرسی پر بیٹھے مکھی مارنے والے ایک پلاسٹک کا مخصوص پنکھے سے سامنے ٹیبل پر مکھیاں مار رہے تھے تو یہ منظر بابا سائیں دیکھ رہے تھے، بابا سائیں کھڑے ہوئے تھے جس کا اشفاق احمد کو علم نہ ہو سکا جب بابا سائیں نے فرمایا اشفاق مکھیوں کو کیوں مار رہے ہو، یہ تو تمھاری دوست ہیں، اور تمھیں ٹیبل پر بیٹھ کر جو تو نہیں دیکھ پا رہا اسکی اطلاع دے رہی ہیں کہ اگر تم اس ٹیبل کو بہت اچھی طرح صاف کرو گے تو یہ چلی جائیں گی یہ تو تجھے صرف اطلاع دے رہی ہیں اور تم انھیں مار رہے ہو، تو صفائی کر دے تو یہ چلی جائیں گی مکھیوں کے بارے میں ایک اور حکایت ہے کہ مکھی اور مکھی کی نسل ایسی انسان دوست ہے جو کہ گند کھا کر اس کو مٹی میں تبدیل کر دیتی ہیں جس سے زمین بھی زرخیز ہو سکتی ہے، جس سے نقصان کی چیز Convert ہو گئی ہے ضرورت والی چیز میں۔ اللہ نے ان کے پیٹ میں ایسی فیکٹری لگائی ہے کہ زہریلی چیز کا اسکی آنتوں کے ذریعے سارا فضلہ مٹی بن جاتا ہے اگر وہ زہر ہی ہوتا تو ہوا کے ذریعے وہی

Marfat.com

فضلہ انسان کی آنکھ، ناک میں آکر ایک بیماری پیدا کر دیتا۔ اور ڈاکٹر صاحبان اسنے وائرل بیماری کا نام دے دیتے، تیسری حقیقت یہ ہے کہ کئی جانور ایسے ہیں اگر وہ کھا کر جلدی فضلہ ضائع کر دیں یا نہیں بد ہضمی ہے تو بھی اس کے وائرل وائرس خطرناک ثابت ہوتے ہیں یعنی کسی کیڑے مکوڑے یا کسی جانور کے پیٹ کی خوراک سے مٹی بنانے والی مشین میں خرابی آجائے تو اس کا جو فضلہ باہر نکالے گا وہ بہت سی بیماریاں پھیلا سکتا ہے مثال کے طور پر اگر گھوڑا ٹائم سے پہلے لید کر دے گا اور وہ سوکھ کر ہوا کے ذریعے کسی کی ناک میں چلی جائے تو ٹائیٹس بیماری پیدا ہو جاتی ہے جس کا فوری علاج نہ ہو تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کچی مٹی میں گر گیا تو زخمی نہیں ہو گا، لیکن اگر کسی کا روڈ پر ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور وہ روڈ کی گھسٹ لگ جانے سے زخمی ہو جائے تو ڈاکٹر ایمر جنسی کے طور پر اس کو اینٹی ٹائٹس کے انجکشن ضرور لگاتے ہیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ سپیرے جوگی سانپوں کے ساتھ کھیلتے ہیں، بھاگ بھاگ کر پکڑتے ہیں انکے بچے سانپوں سے مانوس ہوتے ہیں اور سانپ بھی ان کے بچوں سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ آج کل یوٹیوب پر سانپوں کے بارے میں ڈاکیومینٹریز موجود ہیں۔ ہزاروں سانپ پالے جاتے ہیں، اُن سے بچے کھیلتے ہیں یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جیسا تم جانور کے ساتھ سلوک کرو گے جانور بھی ویسا ہی سلوک کریں گے۔ ایک مرتبہ ٹی۔ وی اینکر اقرار حسین کسی سپیرے کے ساتھ بڑا سانپ لے کر ٹی وی پر گھوم رہے تھے اور پروگرام میں Live دکھایا گیا کے سانپ نے اسے زہریلا ڈنک مارا اور جوگی نے اسکا علاج کیا اور لائیو دکھاتے ہوئے منہ سے زہر چوسا اور اقرار حسین نے انٹرویو میں بھی سانپ کے کاٹنے اور زہر چوسنے کا واقعہ سُنایا۔ ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ ایسے ہی میں نے بھی تجربے کیے ہیں۔ سانپوں کی میرے پاس ویڈیوز بھی موجود ہیں اس طرح کا ایک واقعہ زندگی میں میرے ساتھ بھی ہوا ہے، مجھے کبھی اتنا درد محسوس نہیں ہوا 2016 میں 6 ماہ پہلے مجھے بچھو نے کاٹ لیا اتنا شدید درد شاید ہی کبھی ہوا ہو وہ تکلیف بتانے سے میں قاصر ہوں جس کو کاٹے اسی کو پتہ ہوتا ہے، اللہ سب کو اس سے بچائے لیکن اتفاق سے میرے منہ سے صرف یہی الفاظ نکل رہے تھے کہ اللہ کی طرف سے اس میں بھی کوئی بھلائی ہے۔ اس بات کے گواہ میرا ڈرائیور، میرا مالی اور ڈاکٹر خورشید ہیں جو میرے علاج کے لیے ہدایت کر رہے تھے۔ بچھو کے کاٹنے سے لے کر آٹھ گھنٹے تک مسلسل درد کی شدت میں اضافہ ہوتا رہا۔ لیکن میرا ذکر یہی رہا کہ اس میں بھی اللہ کی کوئی حکمت ہو گی۔ آج میں حلفیہ کہتا ہوں کہ پہلے میں کام میں سست ہو گیا تھا۔ بچھو کے کاٹنے کے بعد میں اب ایکٹو ہو گیا ہوں۔

اگر میری موت سانپ کے کاٹنے سے ہی ہونی ہے تو ہو کے ہی رہے گی۔ لیکن ہم نے اپنے مقصد کو تلاش کر لیا یہی میری سمجھ میں آیا ہے۔ ضرور مجھے فیض ملے گا۔ دوسرا واقعہ میں نے پوری ترتیب سے اپنے ایک مضمون قادر کے کبوتر میں لکھا ہے۔ پروفیسر صاحب آپ میری راہنمائی فرما کر قادر کے کبوتر کو پڑھ لیں جس میں میں نے ایک حدیث کا ذکر کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام ساری رات یہ سوچتے رہے کہ چھپکلی کا کیا کام ہے پر مزید سوچنے کے بعد سمجھ آیا کہ یہ بے کار چیز ہے دل میں آیا

Marfat.com

کہ صبح کوہِ طور پر جا کر چھپکلی کے بارے میں اللہ سے ضرور حکایات معلوم کروں گا کہ اس کو کیوں پیدا کیا ہے؟ پھر ایسا ہی ہوا کوہِ طور پر جب اللہ سے ہم کلام ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ یا اللہ آپ نے چھپکلی کو کیوں پیدا کیا ہے؟ اس کا کیا فائدہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا کہ اے موسیٰ اتفاق کی بات تو دیکھئے ابھی ابھی چھپکلی مجھ سے یہ پوچھنے آئی تھی یا اللہ آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو کیوں پیدا کیا ہے اس کا کیا کام ہے۔ اللہ کی حکمت اللہ ہی جانتا ہے سارے چرند پرند موذی کیڑے سب اللہ نے کسی نہ کسی حکمت کے تحت پیدا کیے ہیں۔ ہر انسان کے حصّے میں چرند پرند کیڑے مکوڑے حصّے میں آئے ہیں۔ ہمیں ہی اس کو خوراک دینی ہے ہم کو ہی اس سے فائدے لینے ہیں یہ انسان کا قصور ہے کہ اس کو نہ پرکھے۔ انسان یہ ایک دوسرے کو سمجھانے میں قاصر ہی رہتا ہے اگر شیر آدم خور ہے تو ان کو درجنوں شیر اور ببر شیروں کو پتلا دُبلا مداری سرکس میں اپنے اشارے پر پتہ نہیں کیسے کیسے کرتب کرواتا ہے۔ اگر شیر چاہے تو ایک تھپڑ مار کر مداری کی صرف سیکنڈوں میں جان نکال دے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے تم انسان جو رویہ اختیار کرو گے جانور بھی اس کے ساتھ ویسا ہی رویہ اختیار کرے گا۔ اگر شیر کو پالتے ہوئے کسی کو کھاجائے اسکا یہ مطلب نہیں کہ شیر انسان کا دشمن ہے سانپ کو پالتے ہوئے کاٹ لے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ سانپ نے کاٹ لیا اور مر گیا یہ اللہ کے نظارے ہیں۔ یوٹیوب پر دیکھیے کہ مگرمچھ کے منہ کے اندر انسان اپنی گردن دے دیتا ہے اگر وہ چار چار انچ کے دانت والے اپنے جبڑے کو دبا دے تو Heavy weight سے کیا نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں بہت سے ایسے ملک ہیں، شہر ہیں، علاقے ہیں جو یوٹیوب پر موجود ہیں کہ وہاں سانپ کا مارنا ممنوع ہے اور سال میں سانپ ہزاروں لوگوں کو ڈستے ہیں اور چند ہی مرتے ہیں۔ حضورؐ کی حدیث مبارک ان موذی جانوروں کے بارے میں آئی ہے بالکل 100٪ ہی درست ہے ان کو مارنا جو تمہارے آڑے آ گئے یا تمہارے زندگی میں رکاوٹ ڈالے کیونکہ ان کی موت تمہارے ہاتھ لکھی ہے۔ جیسے تمہاری موت ان کے ہاتھ لکھی ہے اور بہتر اللہ ہی جانتا ہے۔ کون، کیا، کیسے، اِنکا کیا مطلب ہے میں نے اپنا مطلب جانا یہ ضروری نہیں کہ جو میری نظر دیکھے وہی سب کی نظر بھی دیکھے۔ ہر کسی کا اپنا تجربہ اور اپنی سوچ ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ آپ گھر کے چوہوں کو جتنی گالیاں دیں گے اتنا ہی نقصان کریں گے۔ اگر اپنے دل کی گہرائی سے چوہے کے سامنے اپنے نقصان نہ کرنے کا عرض رکھو گے تو انشاءاللہ چوہے آپ کا نقصان نہیں کریں گے۔ یہ مثال مچھروں پر بھی لاگو ہے۔ اگر اُن کو گالیاں دیں گے یا آپ بُرا بھلا کہیں گے تو آپ کا اتنا ہی نقصان کریں گے۔ آپ سو ماریں گے کل دو سو آجائیں گے۔ میرے گھر آکر دیکھیں ہزاروں مچھروں کی بھیٹر (ڈیبیو) کے گھر موجود ہیں۔ اور شہد کی مکھیاں بھی لگی ہیں اور ہمارا گھر فصلوں کے بیچ میں ہے آماج گاہیں ہیں اور مغرب کے بعد ہزاروں گیدڑ آ جاتے ہیں اور چھاؤنی میں گنے کے فصل میں سیکڑوں سوّر ہیں، بے تحاشہ سانپ ہیں۔ آؤ اس کا نظارہ کرو اور میرے حقائق پر عمل دیکھو اور جو آپ موذی جانور اور موذی کیڑے مکوڑے کے نقصان پہنچانے اور مارنے کی بات کرتے ہیں تو ایک بات یہ بھی ہے کہ جو بھی موذی کیڑے اور جانور ہیں اُن میں سانپ سے اُس کے زہریلے کاٹے کا علاج اُس کے اپنے زہر سے مِلا اور مختلف

Marfat.com

سانپوں کی اقسام سے مختلف مہلک بیماریوں کے علاج پائے گئے ہیں اور چوہے سے کینسر کی بیماری کا علاج ملا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہی تو انسان سیکھا ہے۔ انھی پرندوں جانوروں کیڑے مکوڑوں سے انسان سیکھتا ہے، ہم جو مردوں کو دفناتے ہیں یہ کس نے بتایا تھا۔ حضرت آدمؑ کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی کا قتل کر دیا تھا تو اُسے یہ کوّے نے ہی تو بتایا تھا جب قابیل یہ سوچ رہا تھا کہ اب اس کا کیا کروں؟ تو کوّا آیا کوئی چیز زمین میں دفنا کر مٹی ڈال کر اڑ گیا تو یہ دفنانا انسان نے وہاں سے سیکھا ہے اور حضرت ابراہیمؑ جنگ میں حملے کر کر کے تھک گئے تھے اور ان کے سپہ سالار اور سب سپاہی تھک گئے اور واپس جانے کی تیاری کر رہے تھے وہ مایوس ہو کر بیٹھے تھے کہ واپس جا کر کیا جواب دیں گے۔ اتنے میں ہی انھیں ایک چیونٹی اناج کا دانہ لے کر درخت پر چڑھتی ہوئی نظر آئی وہ چیونٹی ایک بار چڑھی اور گر گئی ایسے ہی کئی بار چڑھی اور گر گئی پھر وہ بار بار کوشش کرتی رہی نتیجے میں وہ چڑھ ہی گئی تو اسی وقت انہوں نے سب کو روک دیا کہ جب یہ خسیس چیونٹی ہو کر ہار نہیں مان رہی تو ہم کیسے ہار مان سکتے ہیں اور پھر جنگ شروع کی اور فتح ہو گئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی:-

حضرت سلیمان علیہ السلام نہر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کی نگاہ ایک چیونٹی پر پڑی جو گیہوں کا ایک دانہ لے کر نہر کی طرف جا رہی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کو بہت غور سے دیکھنے لگے۔ جب چیونٹی پانی کے قریب پہنچی تو اچانک ایک مینڈک نے اپنا سر پانی سے باہر نکالا اور اپنا منہ کھولا تو یہ چیونٹی اپنے دانے کے ساتھ اس مینڈک کے منہ میں چلی گئی۔ مینڈک پانی میں داخل ہو گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کو غور سے دیکھتے رہے ذرا دیر میں مینڈک پانی سے نکلا اور اپنا منہ کھولا تو چیونٹی باہر نکلی البتہ اس کے ساتھ دانہ نہ تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے چیونٹی کو بلا کر معلوم کیا کہ یہ ماجرا کیا تھا اور وہ کہاں گئی تھی اس نے بتایا کہ اللہ کے نبی آپ جو نہر کی تہہ میں ایک بڑا کھوکھلا پتھر دیکھ رہے ہیں اس کے اندر بہت سے اندھے کیڑے مکوڑے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو وہاں پر پیدا کیا ہے وہ وہاں روزی تلاش کرنے نہیں نکل سکتے اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی روزی کا وسیلہ بنایا ہے میں اس کی روزی کو اُٹھا کر لے جاتی ہوں، اور اللہ تعالیٰ نے اس مینڈک کو میرے لیے مسخر کیا ہے تاکہ وہ مجھے لے کر جائے اس کے منہ میں ہونے کی وجہ سے پانی مجھے نقصان نہیں پہنچا تا وہ اپنا بند منہ پتھر کے سوراخ کے سامنے کھول دیتا ہے میں اس میں داخل ہو جاتی ہوں جب میں انکی روزی ان تک پہنچا کر واپس آتی ہوں تو مینڈک مجھے منہ سے باہر نکال دیتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کیا تو نے ان کیڑوں کو تسبیح کرتے سنا چیونٹی نے بتایا ہاں! وہ سب کہتے ہیں "ہاں وہ اللہ ہی کی ذات ہے جو ہمیں اس گہرے پانی کے اندر بھی نہیں بھولتا"۔

Marfat.com

سوال:- سوئر (خنزیر) کانام لینے سے زبان ناپاک کیسے ہو جاتی ہے؟

جواب:- سوئر (خنزیر) کی گندگی کا عروج بتانے کے لیے حرفِ عام میں کہا جاتا ہے مطلب سوئر کی خصلت تو درکنار اس کا نام لینا بھی غلط ہے۔ نام لینے سے بھی زبان ناپاک ہو جاتی ہے اسی لیے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ سوئر کی خصلت گندگی اور بے غیرتی کی حدیں چھوتی ہیں سوئر انسانی جنس کے لیے انتہائی نقصان دہ اور خطرناک چیز ہے اس لیے یہ حرام ہے۔ سوئر کے نام سے 40 دن تک زبان ناپاک بتا کر یہ صاف صاف بتایا گیا ہے کہ سوئر جیسی کوئی بھی خصلت یا کوئی بھی عمل یا کوئی بھی چیز اپنانے سے ہمیں منع کیا گیا ہے۔ اس قدر منع کیا گیا ہے کہ اُس کا نام بھی ناپاک بتایا ہے کیوں کہ یہ بے غیرت جانور ہے اور ہر نر ہر مادہ کے لیے ہوتا ہے اور ہر مادہ ہر نر کی ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو دیکھنا، پالنا اور کھانا تو دور کی بات نام لینا بھی حرام ہے۔ انسانیت کو ایک حکمت کے تحت اس جانور سے دور رہنے کی صلاح دی گئی ہے۔

Marfat.com

کتیا کو کس نے بھیجا کیوں بھیجا؟

ایک دن ہمارے گھر کے لان میں پھولوں کے گملوں کے بیچ کتیا آ کر بیٹھ گئی، مجھے میرے ورکروں نے بتایا کہ کتیا نہیں اُٹھ رہی اور باہر نہیں بھاگ رہی ہے۔ میں نے بھی کتیا کو دیکھا تو وہ اچھی نسل کی تھی اور وہ بہت بھوکی ذبلی پتلی تھی لیکن اس نے ہمیں دیکھ کر کوئی بھی اثر نہیں لیا۔ خاموشی سے بیٹھی رہی اتفاق سے میں نے خود بھی نہیں چھیڑا اور جاوید ورکر، آفتاب ورکر اور ورکر اعجاز شیرازی کو منع کر دیا کہ کتیا کو نہ چھیڑو اور اسے خوراک بھی مہیا کرو۔ ورکروں نے کتیا کو دودھ پلایا۔ دوسرے دن صبح کے ٹائم اُس کتیا نے 7 بچے پیدا کیے اور ہم کو حیران کر دیا کیوں کہ بچے بڑے خوبصورت اور اچھی نسل کے تھے۔ اس واقعے کے 3 ماہ کے بعد ایک بندہ مزدوری کرنے کے لیے ہمارے پاس آیا، اس بندے نے کتیا کو دیکھ کر ہمیں بتایا کہ یہ کئی کلو میٹر دور کے گاؤں کی اچھی نسل کی کتیا ہے۔ شکار کرنے کیلیے بھی اچھی ہے۔ اب یہ بوڑھی ہو گئی تھی اس کا مالک اس کو خوراک بھی نہیں دے سکتا تھا کیونکہ وہ بہت غریب ہو گیا تھا بالکل کسمپرسی کی زندگی گزار رہا تھا لیکن یہ کتیا پڑوس میں کھانے کے لیے بھی نہیں جاتی تھی اور کتیا کے مالک کے پڑوسی ت مولوی تھے اور اُن کا اُس فرقہ سے تعلق تھا جو کتوں کے خلاف اور کتے کو گھر میں رکھنا حرام سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کتے کو گھر میں رکھنے سے فرشتے نہیں آتے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن کتیا بھی اُن کے گھر نہیں جاتی تھی۔ یہ ساری بات مزدور نے کتیا کے بارے میں مجھے بتائی تو عجیب لگی اور یہ ساری باتیں سن کر اللہ کی رمز مجھے سمجھ میں آگئی کہ کتیا کا ہمارے گھر آنا اللہ کی رحمت اور اللہ کی حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کتیا کو حکم دیا کہ خود بھی اور اپنے پیٹ میں اپنے بچے لیکر مسکین شاکر کے پاس جا اور پناہ لے بچوں اور تیری خوراک وحفاظت کا اور موسم کے اثرات سے بچتے ہوئے رہنے سہنے کا سب بندوبست وہاں موجود ہے۔ اللہ سے یہ دُعا کتیا نے بھی ضرور مانگی ہو گی۔ اللہ اپنی مخلوق کا خالق ہے وہی بہتر پالنے والا ہے وہ اپنی سب مخلوق کی حفاظت خود کرتا ہے اور اپنے بندوں سے کرواتا ہے۔ آج کتیا کو جب بھی دیکھتا ہوں وہ مجھے ایسے پیار سے دیکھتی ہے کہ جیسے اپنے مُحسن کو دیکھتی ہو اور آنکھوں ہی آنکھوں میں شکریہ ادا کرتی ہو۔

جانور، پرندے، کیڑے مکوڑے، چرند پرند اور اَن گِنت مخلوق اور نباتات، پھول و پودے، گھاس پھوس، کانٹے وغیرہ وغیرہ میں بھی اللہ کی رمز دیکھنے کو ملتی ہے۔ اِس حقیقت کو جو نظر انداز کرے گا وہ اللہ کی حکمت، اللہ کی رحمانیت، اللہ کی عبرت، اللہ کی رحمت، اللہ کے اظہار خالقی و مالکی سے اور آفاقی بات کے علم سے محروم رہے گا۔ یہ سب اُس کی مرضی ہے جسے چاہے علم دے اور جسے چاہے دور رکھے۔

Marfat.com

مولانا وحید الدین نے اپنی کتاب میں یہ واقعہ لکھا ہے

مصر کے فرعون (Tutankhamen) کا مقبرہ 1932ء میں کھولا گیا۔ مصری علوم کے ماہر لارڈ کارنوون (Carnarven) مقبرہ کے اندر داخل ہوئے تو فوراً بیمار پڑ گئے اور چند ہفتے کے اندر مر گئے۔ اس کے کچھ دنوں بعد آرتھر میس (Arthur Mace) اور جارج بینڈائٹ (George Benedit) مقبرہ میں گئے، وہ دونوں بھی چند دنوں بعد اچانک مر گئے۔ یہ واقعہ جب عوام میں مشہور ہوا تو انہوں نے کہا کہ:

یہ لوگ فرعون کی لعنت سے ہلاک ہوئے۔

(اسکے بعد ڈاکٹر جارج ڈین نے مقبرہ پر تین مہینے تک تحقیق کر کے بتایا کہ ہزاروں برس سے ابابیلیں اس مقبرہ کو اپنا گھونسلا بنائے ہوئے تھیں، ان کی بیٹ کی بدبو سے مقبرہ بھر گیا تھا۔ مذکورہ افراد اس سخت بدبو میں سانس لینے کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے۔)

جینے دو اور جیو ورنہ جس کو تم موذی سمجھتے ہو وہ تمھیں اپنے لیے موذی انسان سمجھیں گے۔ تم جانوروں کو آدم خور اور جانور تمھیں جانور خور انسان سمجھیں گے، اللہ ہمیں سچ لکھنے اور سچ سمجھنے کی توفیق دے۔ ہو سکتا ہے میں غلط ہوں مجھے اللہ معاف کرے۔

شیر سے شیر نہیں سخنا سیکھ خود کھا کر باقی دے کر دیکھ
گیدڑ سے بھبکی نہ سیکھ باز سے پرواز سیکھ کتے سے وفا سیکھ

Marfat.com

صوفی فقیر اور سانپ کا قصّہ

میں جب فقیروں کے آستانے پر جاتا ہوں یا غیر متعلقہ جگہوں پر یا حضرت مولا علیؓ کی 11 شریف کے پروگرام کیلیے اوباڑو میں جاتا ہوں تو میری ذاتی دشمنیوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے چیف سیکریٹری صاحب اور ہوم سیکریٹری صاحب نے پولیس گارڈز دیے ہیں اور کچھ پرائیوٹ گارڈز اور گاڑیاں بھی رکھنے کی اجازت دی ہیں۔ میں گارڈز کے ساتھ ان عبادت گاہوں میں جانے سے شرمندہ ہوتا تھا کہ صوفی فقیر کا طالب ہونے کے باوجود خود غیر یقینی زندگی گزار رہا ہوں۔ اس خیال سے شرمندہ ہونے کی وجہ سے میں اپنے خیراتی ہسپتال سکھر میں اور بسمہ اللہ میڈیکل گھوٹکی میں بھی جاتا تو گارڈز کو ساتھ لیکر نہیں جاتا تھا۔ مجھے شرم آتی تھی پھر مجھے صوفی فقیر نے بتایا کہ تو سچا ہے لیکن سیکیورٹی سنت بھی ہے اور حکم بھی، اور مثال دے کر سمجھایا کہ ایک سانپ ایک صوفی فقیر کے پاس آیا اور عرض کیا کہ بابا سائیں مجھے آپ اپنا مرید بنالو۔ صوفی فقیر نے کہا آپ موذی کیڑا ہو انسان کے دشمن ہو تیری خصلت عادتیں صرف اور صرف انسانی دشمنی پر مبنی ہیں، سانپ نے کہا اسی لیے تو میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ مجھے ذکر فکر دیں جس سے میں ڈنگ مارنا چھوڑ دوں، نہ کوئی مجھے چھیڑے، نہ میں کسی کو چھیڑوں، اور میں آپ کے سائے میں اچھائیاں سیکھوں گا اور دوسرے سانپوں کو بھی انسانی دشمنی سے دور رکھوں گا۔ صوفی فقیر نے کہا چلو ٹھیک ہے میں مرید بعد میں بناؤں گا لیکن پہلے تمھیں میں آزماتا ہوں جاؤ پاس کے گاؤں میں انسانوں کے بیچ و بیچ گھومو اور کسی کو تو نے اگر نقصان نہ پہنچایا تو میں تجھے مرید کر لوں گا۔ سانپ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ساتھ کے گاؤں میں لوگوں کے درمیاں گیا تو انسان جیسے موذی کیڑے سے نمٹتا ہے ویسے ہی وہاں کے لوگوں نے اسکے ساتھ رویہ اختیار کیا اور اسے کسی نے جوتا پھینک کر مارا، کسی کا جوتا لگا، کسی کا نہ لگا، کبھی کوئی دوڑا بھاگا، کبھی کچھ، کبھی کچھ ایسے ہی زخمی حالت میں وہ چھپنے کی جگہ ڈھونڈنے لگا، جہاں بچے کھیل رہے تھے وہاں گیا تو بچوں نے شور مچایا۔ ایک شرارتی بچہ سانپ کو دم سے پکڑ کر ہوا میں لہرا لہرا کر بالکل مارنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اچانک وہاں وہی صوفی فقیر دوڑ کر آیا اور بچوں سے سانپ کو چھڑوایا۔ سانپ کو کافی زخم آگئے تھے صوفی فقیر نے پوچھا تیرا یہ حال کیسے ہوا؟ سانپ نے کہا کہ سائیں جی آپ نے ہی کہا تھا کہ انسانوں کے بیچ جا اور ڈنگ نہ مارنا۔ صوفی فقیر نے کہا کہ او بے وقوف سانپ میں نے صرف تجھے زہریلے ڈنگ مارنے کو منع کیا تھا تجھے اپنے بچاؤ میں (ڈیفنس) میں بغیر زہر والی پھنکارنے سے ڈرانے اور زور زور سے خوفناک آواز والی پھونکیں مارنے سے تو نہیں روکا تھا، اپنے آپ کو بچانے کے لیے تم ڈرا تو سکتے تھے۔ سانپ اور صوفی فقیر کی مثال اپنی حفاظت کے لیے دی گئی ہے۔ اس لیے انسان کو اپنے کاروبار کیلئے، لیڈرشپ کیلئے، سپہ سالاری کیلئے یا کوئی بھی ایسا کام کرنے کیلئے یا کوئی بھی مذہبی، مولوی، صوفی، فقیر اور پنڈت سب کو اللہ نے یہ حق دیا ہے کہ اپنے آپ کو بچانے کے لیے کسی کو نقصان پہنچائے بغیر سانپ کے پھن کی طرح ڈرائے یا سانپ کی طرح پھنکار کر ڈرائے۔

Marfat.com

کیڑے مکوڑوں سے بھی انسان نے صدیوں سے مدد حاصل کی

آج کے جدید دور میں بڑی بڑی مشینوں کے ذریعہ زمین کی تہہ میں معدنیات تلاش کرنے کا کام کرنے والی کمپنیز اور زمین کے ہزاروں گز نیچے کیا ہے دریافت کرنے والی کمپنیز موجود ہیں۔ وہ زلزلے کی شدت کا اسکیل کے ذریعے پتہ لگاتے ہیں، ہوا کی رفتار کا پتہ لگاتے ہیں، آج کا مواصلاتی نظام (Communication System) اتنا جدید ہے کہ براہ راست چینل پر خبریں دکھائی جاتی ہیں اور براہ راست (webcam) پر بات کی جاتی ہے، اور فیکس ای میل منٹوں اور سیکنڈوں میں ہی پیغام رسائی ہو جاتی ہے۔ پل میں سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے کیسے کہاں ہو رہا ہے معلومات حاصل کی جاسکتی ہے۔ میں اپنی تحریر میں کئی مرتبہ اپنے پراجیکٹ سکھر ٹاون شپ میں کڑوے پانی کا ذکر کر چکا ہوں کہ ہمیں پراجیکٹ کے چاروں طرف باؤنڈری کے لیے سیمنٹ کے بلاک بنانے کے لیے کڑوے سے کچھ بہتر پانی کی تلاش تھی۔ سیکڑوں جگہ کھدائی کروائی بور کیے کہ پانی کہیں سے بہتر نکل آئے، پلمبر نے بہت کوششیں کی، نلکا لگوانے کے لیے ہمارے بہت سے خرچ آتے تھے جو کڑوا پانی نکلنے کی وجہ سے ضائع چلے جاتے تھے۔ پھر میرے کزن راؤ عبدالغفار نے پنجاب کے علاقے سے جہاں ہماری زمین بھی ہے وہاں سے پلمبر کو بلوایا جسے اللہ نے میٹھا پانی تلاش کرنے کی صلاحیت دی تھی۔ وہ پلمبر ہمارے پراجیکٹ کی اراضی ایک سو ستتر ایکڑ دس گھنٹہ پر چاروں طرف کئی دن تک گھومتا رہا جیسے کوئی باریک چیز گم ہوگئی ہے اسے تلاش کر رہا ہو۔ میں نے تنگ ہو کر پوچھا یہ کیا تلاش کر رہے ہو؟ تو اس نے کہا راؤ صاحب یہ راز کی بات ہے آپ کو نہیں بتا سکتا کیونکہ ہمارا روز گار کا مسئلہ ہے۔ میں نے اسے کچھ انعام دے کر پوچھا کہ کیا نشانی تلاش کر رہے ہو پھر اس نے انکشاف کیا کہ ایک مکوڑا جس کی ٹانگیں بھورے رنگ کی ہیں وہ جہاں میٹھا پانی ہوتا ہے وہاں زمین میں نیچے رہتا ہے اور زمین سے باہر بھی نکلتا ہے، میں اس کی تلاش میں ہوں۔ میں نے اس کی یہ بات مان تو لی لیکن یقین نہیں آیا۔ کئی دنوں کی کوششوں کے بعد اس نے ہمارے پراجیکٹ کے آخری حصے میں ایک نلکا لگایا (hand pump) اور جب پانی نکلا تو میں حیران رہ گیا کہ پانی اتنا میٹھا تو نہ تھا، لیکن کڑوا بھی نہ تھا اور ہمارے کام کا تھا۔ ہم جو سیمنٹ کے بلاک بنا رہے تھے اس کے لیے وہ پانی ہمارے فائدے میں تھا اور کھارا پانی تو سیمنٹ کو ہی کھا جاتا ہے تو پھر اس مناسب پانی سے ہم نے بلاک بنائے۔ کڑوے پانی سے بنے بلاک تو کچھ ماہ بعد خود ہی ٹوٹ گئے لیکن اس پانی کے بنے بلاک پانچ چھ سال تک چلے۔

Marfat.com

جاسوس کیڑے مکوڑے

پہلے زمانے کے بادشاہ کیڑے مکوڑے اور چیونٹیوں کی چال ڈھال سے اور جانوروں کے رُخ سے بھی جاسوسی کے کام لیتے تھے۔ ان کا جاسوسی کا ادارہ یعنی ایک محکمہ ہوتا تھا، اِس محکمہ میں سے کچھ سپاہی چیونٹیوں کی چال کو پہچان کر جاسوسی کرتے تھے، کچھ مکوڑوں کے رنگ ڈھنگ سے جاسوسی کرتے تھے، کچھ بھینس یا گائے کے چلنے کے رنگ ڈھنگ سے جاسوسی کرتے تھے۔ جیسے آج کل کتّے جاسوی کرنے کے لیے سکھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ جاسوسوں کا کمانڈر اپنے جاسوس سپاہیوں جو کہ جانوروں اور پرندوں کو دیکھ کر کسی بھی خطرے کو بھانپ لیتے تھے ان کی ڈیوٹی بادشاہ کے قلعے کے چاروں طرف لگاتا تھا۔ مثال کے طور پر چیونٹیوں کو دیکھ کر کھوج لگانے والا ایک ماہر کھوجی یہ بتا سکتا تھا کہ زمین کے شمال کی طرف سے ایک لشکر آرہا ہے اور جنوب کی طرف جارہا ہے۔ اس کے اندر اتنے ہاتھی ہیں، اتنے گھوڑے، اتنے لوگ پیدل ہیں۔ چیونٹی اس وقت زمین کی تہہ سے نکلتی تھی جب ہزاروں ٹن وزن زمین پر پڑتا تھا۔ چیونٹی زمین کی تہہ میں موجود ہوتی تھی اور وزن کی وجہ سے زمین کی تھرتھراہٹ کی وجہ سے نکلتی تھی اور وہ جہاں سے دشمن فوج آرہی ہے اس کے مخالف سمت تیز تیز لائن بنا کر نکل پڑتی تھی اس لیے کھوجی چیونٹی کی دشمن کی اطراف کا پتہ چلاتے تھے۔ دوسری نسل چیونٹیوں کی جب نکلتی تو قلعے کے اطراف والے کھوجی سمجھ لیتے کہ کوئی بڑا تجارتی قافلہ گزر رہا ہے اور ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں بھی موجود ہوں گی۔ زمین سے کچھ مکوڑے وغیرہ بھی نکلتے، ان کو دیکھ کر اندازہ لگایا جاتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ موسم خراب ہونے یا بارش یا آندھی آنے کی پیشنگوئی کے لیے کوّے اُڑ کر شور مچاتے ہیں، فاختہ پناہ کی تلاش میں ہو تو آندھی آتی ہے اور گائے بھینس اپنے کھونٹیں سے خود کو چھڑوانے کے لیے بھاگنے کی کوشش کریں تو مطلب زلزلہ آئے گا۔ یہ سب لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو ہر دور میں ترقی سے نوازا ہے۔ اور اللہ نے ہر دور میں انسان کو سہولت دی ہے آج کے جدید دور میں پہلے سے کچھ اور مزید سہولتیں دی ہیں اور انسان یہ نہ سمجھے کہ ہم سے پہلے والے انسانوں کو اللہ نے کچھ نہیں دیا تھا، اس بات پر مغروری نہ دکھائے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا انصاف کرنے والا ہے۔

ہر زمانے کو روشن زمانے دیئے ہیں اُس خدا نے
ہر روشنی سمجھے کے جیسے یہ زمانے دیئے ہم کو زمانہ سمجھے

Marfat.com

اللہ سے گفتگو

اللہ تعالیٰ کا محسوس ہونا، نظر آنا، اللہ پاک کی آواز، اللہ تعالیٰ کا اشارہ، اللہ پاک کی رمز کو پرندوں کی حرکات و سکنات سے اور ان کے پیار سے دیکھنے کے انداز سے بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اگر پرندے آپ کے قریب بیٹھنے سے خوف زدہ نہیں ہوتے تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں کو کہہ دیا ہے کہ یہ میرا بندہ بھلائی کرنے والا ہے، اس لیے پرندے انسان سے نہیں ڈرتے۔ اور پرندوں کے چہچہانے سے، خوشی کے انداز سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ پاک نے زمین پر ہر موذی جانور، کیڑے مکوڑے اور مچھر وغیرہ سب کو اچھے انداز میں اپنے بندے کی اطلاع دے دی ہے۔

پودے اور گھاس کی اطلاع:

ایک مرتبہ میری بیٹی نے سوال پوچھا کہ پاپا یہ گھاس پودے درخت بھی اطلاع کیسے دیتے ہیں کہ اللہ راضی نہیں؟ میں نے جواب دینے سے پہلے اپنے سامنے ہمارے گھر کے لان میں لگی ہوئی گھاس کی طرف دیکھا اور اپنی بیٹی کو پنوعاقل چھاؤنی میں سفیدے کے درخت دکھائے جو بڑے بڑے تھے، جو 1992ء میں لگائے گئے تھے، درختوں کے لگانے کی شجر کاری کی تاریخ سنگ مرمر کی تختی پر درج تھی۔ یعنی ان درختوں کی چوبیس سال عمر ہو گی، وہ دکھائے اور جو ہم نے لگائے تھے درخت ڈیڑھ سال پہلے وہ بھی دکھائے۔ ہمارے ڈیڑھ سال پہلے والے درخت سے پنوعاقل کینٹ کے 24 سال والے درخت میں قد کا تو آدھے سے کچھ تھوڑا زیادہ فرق ضرور تھا، ہمارے درخت کم تھے، اور ہمارے پڑوسی کے درخت دکھائے جو ہم سے نزدیک تھے۔ ان درختوں کا فرق دکھاتے ہوئے میں نے بیٹی سے کہا کہ ایسا لگتا ہے ہمارے گھر میں لگے ہوئے درخت اور گھاس بھی 24 سال پہلے لگائے ہوئے ہوں۔

اور بیٹی کو سمجھاتے ہوئے بتایا کہ یہ سب اللہ کا اشارہ ہے اور اس کے راضی ہونے کا پیغام ہے اب یہ کوئی سمجھے تو ٹھیک ہے، یہ سب اپنے نصیب اور اپنی سمجھ کی بات ہے۔

چیونٹی سانپ مہمان:

جب ہم نے گھر کے لیے چھاؤنی میں پلاٹ لیا اور بنانا شروع کیا تو اس وقت وہاں جنگل تھا۔ وہاں بڑے بڑے گڑھے، سیم اور کلر والی زمین تھی۔ گیدڑ اور دوسرے جنگلی جانور بھی دیکھے گئے۔ لیکن وہاں کبھی بھی سانپ نظر نہیں آئے۔ کبھی سانپ کے نشان تک نہ ملے۔ کام کرنے والے مزدوروں میں 75٪ اچھے لوگ تھے۔ جب وہ حاجت (پیشاب) رفع

Marfat.com

کرنے کے لیے جنگل میں جاتے تو اس وقت بھی ان کا سامنا کسی سانپ سے نہیں ہوا۔ لیکن جب ہمارے گھر کا کام مکمل ہوا اور ہم نے وہاں رہائش کی تو روزانہ سانپ ملتے اور ہمارے مالی نے لان میں بہت سارے سانپ مارے اور ہمیں دکھائے بھی۔ مالی کی اس حرکت کا جب مجھے علم ہوا تو میں نے مالی کو سختی سے منع کیا کہ سانپ کو نہ مارے۔ میرے منع کرنے کے بعد اگر سانپ نظر آتا تو خود ہی مالی سے دور بھاگ جاتا تھا۔ پھر جو بھی میرے مہمان ہمارے گھر آئے انہوں نے بھی دیکھا کہ کافی سانپ بچھو ہم نے پکڑ کر انکو بغیر نقصان پہنچائے دور چھوڑ دیے۔

بچھو نے مجھے کاٹ کر تندرست کر دیا:

جب مجھے بچھو نے کاٹا تو اس کا درد اتنا شدید تھا کہ اللہ کسی دشمن کو بھی ایسا درد نہ دے۔ 12 بارہ گھنٹے شدید درد رہتا تھا، درد بتایا نہیں جاتا لیکن پھر بھی میں کچھ عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی کو پیٹ میں درد ہو اور اسے دوائی بھی نہ ملے تو شدید درد کے بعد کم ہونا شروع ہو جائے گا۔ یعنی اگر درد کا ٪100 عروج ہوتا ہے تو وہ آہستہ آہستہ ٪90 ٪80 ٪70 کم ہوتا جاتا ہے اور میڈیکل تھیوری کے مطابق انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے جسم میں قوت مدافعت درد سہنے کی عادت کو رکھا ہے ۔ایک حد تک درد کم ہو جاتا ہے لیکن دوسری مثال کے مطابق اگر اللہ نہ کرے کہ کسی کی انگلی کٹ جائے تو اسکے انگلی کٹنے کا درد بھی اسی طرح بغیر علاج کے آہستہ آہستہ ایک حد تک جا کر پہلے سے کم ہو جاتا ہے۔ لیکن بچھو کا ڈنگ لگنے کے بعد میرے درد کا عروج ٪100 سے شروع ہوا اور 8 آٹھ گھنٹے میں ٪110 سے بڑھکر ٪120 ہو گیا۔ اسی طرح مزید 8 گھنٹے لگاتار کئی فیصد درد بڑھتا رہا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے رگوں میں خون کی جگہ انگارے سرائیت کر رہے ہوں۔ 12، بارہ گھنٹے گزرنے تک بھی درد ختم نہیں ہوتا تھا۔ میں نے ڈاکٹر خورشید صاحب کو فون کیا اُس نے ڈسپنسر بھیجا اس نے ہر 30 منٹ کے بعد ایک انجیکشن مجھے لگایا، اس کے لگنے سے ڈنگ والی جگہ صرف سُن ہو جاتی تھی۔ کچھ دیر کے بعد یعنی 30 منٹ کے بعد دوائی کا اثر ختم ہو جاتا اور پھر دوبارہ اتنا ہی شدید درد شروع ہو جاتا تھا۔ میں اس دوران ذکرِ الٰہی کرتا رہا، اور زبان سے یہ کہتا رہتا کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں بھی کوئی نہ کوئی بھلائی ہو گی۔ آرام آ جانے کے کئی دنوں کے بعد میں نے کام کرنے کے انداز میں اپنی کارکردگی دیکھی۔ میں اپنا ہر کام تیزی سے کرنے لگا، 20 گھنٹے تک متواتر کام کرنا شروع کر دیا۔ میں پہلے سست اور کاہل ہو گیا تھا جلدی بوڑھوں کی طرح تھک جاتا تھا۔ بچھو کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مجھ میں پھرتی سے کام کرنے کی صلاحیت کو اُجاگر کر دیا۔ مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اللہ سے جیسا گمان کرو گے ویسا ہی اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ معاملات کرتا ہے۔ میں نے بھی بچھو کے کاٹنے کا گمان اللہ پاک کے سپرد کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دینا نصیب فرما دی۔ یعنی سب کچھ اگر منجانب اللہ پا سمجھو گے تو آخر کار فتح تمھاری ہو گی۔

Marfat.com

باب چوتھا

آپ بیتی

قول:- توں تو توں بھی نہیں تو نہیں کیسے ہو سکتے ہو
کچھ نہیں کچھ نہیں مٹی بھی نہ خاک بھی نہ

قول:- ہر کوئی آپ جانے ہر کوئی جانے آپ
ہر کوئی دیکھے آپ ہر کوئی چکھے آپ

قول:- اللہ کے بندوں پر یقین کر کے بگڑے گا کیا
اور یہ نہ توں کر کے کمالیں گے کیا

قول:- کوئی کسی اور کے مال کو بڑھا کے یا گھٹا کے بتائے وہ خود بھوکا ہے

قول:- آدھی صدی عمر میری میں مجھے دوست نہ ملا
تیری عمر میں آدھی صدی کی نقصان سے بچایا اور بچالیا

شعر:- زندگی دی ہے تو زندہ رہنے بھی دے پھر گورکھ دھندا بند کر دے
کرتا سب تو ہے برا بھی اچھا بھی یہ سمجھ مجھ انسان کو ازل سے دے دے

Marfat.com

(1) مخالف	(2) مخالف	(3) مخالف	(4) خاندانی مخالف	(5) دوست نما دشمن	(A) کمزوری اپنی	(B) قدرتی آفات
1-طاقت 1	Aa	DCO	ماے	S	رقم نہیں	سیلاب
2-طاقت 4	M	EDO	چاچے	A	ڈاکٹر نہیں	گورنمنٹ تبدیلی
3-طاقت 5	A	DO	تائے	B	انجینئر نہیں	گورنمنٹ بڑا قتل
4-طاقت 6	H	DPO	قریبی رشتے دار		بلڈر نہیں	لیڈر قتل
5-طاقت سردار 10	W	Po Sindh	قریبی دوست		سیاست دان نہیں	جنگ ملکی
6-ایم پی اے 2		انٹی کرپشن	دوست کے		خاندان امیر نہیں	بم دھماکہ
7-Iطاقت 2		نیب	دوست		پیچھے کوئی نہیں	خود قتل یا موت
8- Aطاقت 2		پولیس	رشتے دار کے		پہلے سے کوئی امیر نہیں	خود اغوا یا پارٹنر
9-طاقت 5		واپڈا بجلی	رشتیدار		راجپوت	آخر S.T.S قبضہ
10-SHRطاقت 5		فون	دوست کے دشمن		اکیلا	
11-GASطاقت سردار 5		گیس	رشتے دار کے		سادہ	
12-طاقت سردار 5		روڈ	دشمن		خوشامدی نہیں	
					جو کام کر رہا ہے اس کا تجربہ نہیں	

Marfat.com

جو بھی میں ہوں

انسان کے بچپن سے لے کر جوانی تک نصیب اور قسمت کام آتی ہے۔ اس کے بعد انسان کو 40 سال کے بعد اپنے تجربے اور کامل عقل سے کام لینا ہو گا۔ اس کے بعد خوش قسمتی (Luck) اور اچھا نصیب ختم ہو جائے گا۔

40سال کے بعد اگر کوئی مشن ادھورا ہے تو سب کچھ چھوڑنا پڑے گا۔ رشتے داروں سے تعلق، لینے دینے کی بات، شادی، غمی اور دوستوں وغیرہ سے تعلق کو ختم کرنا ہو گا۔ انسان کو اپنے ٹائم کی قدر کرنی چاہیے۔ مثال کے طور پر ایمر جنسی میں آپ کو ایک گھنٹے میں 60 کام کرنے ہیں تو ہر کام ایک منٹ میں کرنا ہو گا۔ اگر آپ رشتے دار اور غریبوں کا کام ایک منٹ کے حساب سے کریں گے تو 10 منٹ میں 10 رشتے داروں کے کام ہو جائیں گے۔ اسطرح آپ کو اگر ایک گھنٹہ میں 50 کام کرنے ہوں، لیکن آپ سے ایک گھنٹہ میں صرف 45 کام ہو سکیں تو بقایا 5 کام جو نہیں ہو سکے اُن کی پریشانی اور دباؤ آپکے دماغ پر اثرانداز ہونگے۔ اسطرح اگر آپ کی عمر چالیس سال ہو گئی ہے اور آپ نے اپنی عمر کا اندازہ 50 سال تک کا لگایا ہے تو اسطرح آپکی باقی عمر 10 سال بچی ہے، اِن بقایا 10 سال میں آپ خود حساب لگائیں کہ 2 سال بیماری کے، 2 سال آخر کے، جس میں دماغ کام نہیں کرتا، اسطرح بقایا 10 سال سے مزید 4 سال اور کم ہو گئے باقی عمر 6 سال بچی، یعنی 2160 دن آپ کے پاس باقی رہے۔ اب آپ اپنے کام کا خود حساب لگائیں کہ آپ کے پاس کتنے کام ہیں، اگر آپ کے 3 بیٹے اور 2 بیٹیاں ہیں تو ہر ایک کی شادی میں 30 دن لگیں گے 150 دن تو شادیوں میں چلے گئے باقی 2010 دن بچے۔ آپ ایک لِسٹ بنائیں جس میں اپنے سارے کام لکھیں اگر لِسٹ کیمطابق بقایا 2010 دن میں 200 کام کرنے ہیں تو ایک کام دس دن میں ہو گا اور اگر آپ نے ایک دن بھی یا ایک گھنٹہ بھی ضائع کر دیا تو میری اوپر دی ہوئی مثال قائم ہو جائے گی۔ آپ 200 کام مکمل نہیں کر سکو گے، اگر 100 کام ہو گئے اور 100 کام باقی رہ گئے تو آپ اس دنیا میں ناکام ترین انسان کہلائے جائیں گے، کامیاب انسان بننے کے لیے محفلیں، عزیزوں کی شادیاں، فوتگی وغیرہ سب قربان کرنی پڑیں گی۔

Marfat.com

ڈر کی دلیری

ہمارے محلے کانام شمس آباد ہے، جو کہ میرے پَر دادا کے نام سے منسوب ہے۔ 95% اس میں ہمارے ہی گھر تھے۔ ہمارے ہی ایک پَر دادا کی اولاد تھی۔ ہماری گلی کے آخر میں ہماری ہی برادری کے بندے نے اپنا مکان ایک آرائیں فیملی کو بیچ دیا جس کا نام مشتاق تھا۔ ان کے پاس بہت سی گائیں، بھینسیں، بکریاں تھیں۔ بڑے زمیندار تھے۔ ہماری گلی کے آخری گھر اور اُنکے گھر کی ایک سائیڈ عید گاہ کی دیوار کے ساتھ تھی۔ اُن کا دروازہ ہماری گلی کی طرف تھا۔ ایک مرتبہ رات کو تقریباً ڈھائی بجے کے قریب ہمارے لوہے کے دروازے پر کسی نے زور زور سے دستک دیتے ہوئے پنجابی میں کہا سانوں بچاؤ، سانوں بچاؤ۔ حالانکہ اس دن سے پہلے کبھی بھی چور اُچکے" ہماری گلیوں میں نہیں آئے تھے کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا تھا۔ میری جوانی کے دن تھے۔ میں دروازے کے ساتھ ہی سویا ہوا تھا میری آنکھ کھل گئی۔ ان دنوں گھر میں بندوق رکھنے کا رواج تھا۔ میں ابا کی ڈبل بیرل گَن (بندوق) لے کر باہر گلی میں آگیا لیکن وہ چور ڈر کر گلی سے باہر شہر کی طرف بھاگ گیا۔ گلی اس وقت بھی سُنسان تھی۔ لکڑی کے دروازے ہونے کی وجہ سے شاید اس کی آواز کسی اور پڑوسی تک نہیں جا سکی صرف مجھے ہی سُنائی دی اور میں ڈبل بیرل میں کارتوس ڈال کر باہر چل نکلا، اور اُس آخری گھر کے دروازے کے سامنے کھڑا ہوا لیکن مجھے اندر سے کچھ بھی آواز سُنائی نہیں دی۔ مشتاق صاحب بھی گھر سے باہر بھاگ گئے تھے، میں کس سے پوچھوں کہ چور ہے، کیا ہے؟ میں سُنسان گلی میں رات کے ڈھائی بجے عید گاہ کی دیوار کے سامنے جہاں جنگل ہی جنگل تھا، وہاں بندوق لے کر کھڑا تھا۔ مجھے ڈر بھی لگ رہا تھا۔ اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ گلی کے دوسرے لوگ بھی آئیں گے لیکن کسی کے اُٹھنے کی بھی آواز نہ آئی سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اسی اَثناء میں تیسری گلی کے ایک گھر کی چھت سے آواز آئی۔۔۔۔ او شاکر! میں نے آواز سُن کر پلٹ کر اُس شخص کی طرف دیکھا، وہ چاچا خاوند بخش گھوٹو عرف کھاندل تھا انھوں نے کہا کہ شاکر یار تو فائر نہیں کر رہا بندوق تیرے ہاتھ میں ہے وہ بڑی عمر کا تھا بزرگ تھا اس کا کہنا مجھے اجازت دینا تھا۔ میں تو خالی فائر کرنے کے شوق میں بھرپور تھا اور میں نے پہلے ایک فائر کیا اور پھر دوسرا بھی فائر کر دیا۔ میرے اور چوروں کے درمیان میں چھوٹی دیوار کا فاصلہ تھا۔ جب میں نے فائر کیے تو چور یکا یک ایک دوسرے کے پیچھے میرے برابر سے سائیں معافی، سائیں معافی کہتے ہوئے بھاگے اور میں وہاں ہی بیٹھ گیا۔ اُس وقت میں یہ سمجھا تھا کہ چور کوئی اور نسل کی چیز کو کہتے ہیں۔ اگر میں اُن چوروں کو پہچاننا بھی چاہتا تو پہچان سکتا تھا۔ تقریباً 12 ڈاکو تھے۔ اُن میں سے چند ڈاکو بھاگے اور کچھ ڈاکو تیز چل کر وہاں سے

Marfat.com

نکل گئے، فائر کی آواز سے میں وہیں جم کر بیٹھ گیا۔ گلی کے لوگ بھی مدد کو بھاگے ہوئے آئے۔ جس گھر سے ڈاکو نکل کر بھاگے اُن گھر والوں نے بتایا کہ ڈاکوں کے مُنہ پر بڑا نقاب لگا ہوا تھا۔ گھر کے کسی راستے سے اندر داخل ہوئے انہوں نے ہمارے مُنہ اور ہاتھ باندھ دیے اور پھر جانوروں کو نکال کر لے جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ مشتاق احمد چھت کے اوپر سے پڑوسی کے گھر کی چھت کو پھلانگ کر پھر کسی اور کی گھر کی چھت کو پھلانگ کر مجھ تک آ پہنچا تھا۔ اور وہ واپس تب پہنچا جب گھر والوں کے ہاتھ پاؤں کھل چکے تھے، بتانے لگا کہ میں دور تک اُن کے پیچھے گیا تھا تاکہ اعلان کروادوں۔ حالانکہ وہ دہشت میں بھاگا تھا۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے میرے کان بہرے ہو گئے ہوں۔ مشتاق احمد نے اور گلی کے دوسرے لوگوں نے مجھے جھپیاں اور واہ واہ دی۔ رش سے گلی بھر گئی میں خود کو سنبھالتا ہوا گھر گیا، امیّ نے مجھے چاٹنے لگائے لیکن میں ڈر اور خوف کی وجہ سے بول نہ سکا اور سو گیا۔ دوسرے دن ہمارے گھر کی طرف لوگ اکٹھا ہوئے میں باہر نکلا تو سب لوگ ڈاکوں سے دلیری کے ساتھ لڑائی کرنے پر مجھے داد دینے لگے۔ آج میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر رکھ کر یہ بتاتا ہوں کہ اگر مجھے یہ پتہ ہوتا کہ وہ لوگ ڈاکو ہیں، تو میں بھی بھاگ جاتا، فائر کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ یہ مضمون میری کہانی میں نے اس لیے لکھی ہے کہ اس کہانی سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ اللہ پاک ڈرپوک سے بھی بہت بڑا کام لے کر اسے ہیرو بنا دیتا ہے۔ حالانکہ میں کتنا ڈرا ہوا تھا اس لیے جس سے اللہ کام لیتا ہے اسے دلیر بنا دیتا ہے، سائنسدان بنا دیتا ہے لیڈر اور رہبر بنا دیتا ہے۔ کامل، عامل، مرشد عام انسان اندر سے کچھ نہیں ہوتا سب کو اپنے اندر کا پتہ ہوتا ہے۔ باہر اللہ اس کی پردہ داری کر کے اس سے کام لیتا ہے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ کوئی انسان اپنے علم اور اپنے عمل پر گھمنڈ نہ کرے وہ خود جانتا ہے کہ وہ کیا ہے، سب اللہ نے کیا ہے، ہر چیز منجانب اللہ تعالیٰ ہے۔

جو ہر کام منجانب اللہ کر لیتے ہیں شاکر وہ خود بھی منجانب ہو جاتے ہیں
جو منجانب اپنا ہو سمجھ لیتے ہیں وہ ہر کسی کے منجانب ہو جاتے ہیں

Marfat.com

نفسیاتی اثرات

جوس سے نشہ شراب کا

ایک مرتبہ میں سکھر میں اپنی آفس میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا اور نیسلے کمپنی کا سیب کا جوس پی رہا تھا۔ ابھی میں نے آدھا گلاس ہی پیا تھا کہ اوپر سے ایک نواب نامی شخص آ گیا جیسے ہی اُس نے میرا آدھا گلاس سیب کے جوس کا دیکھا تو بے اختیار اُس نے مجھے کہا کہ سائیں آپ بھی ایسے کام کرتے ہو۔ میں نے کہا کہ بھائی میں کونسا کام کرتا ہوں، نواب نے گلاس کی طرف دیکھا تو واقعی جوس گلاس میں شراب کی طرح لگ رہا تھا۔ مجھے مذاق سوجھی اور اس نواب نامی شخص سے جو تقریباً 55 سال کے لگ بھگ ہوگا میں نے بھی آنکھیں شراب پینے والوں کی طرح کر لیں اور اسے لڑکھڑاتی آواز میں کہا کہ یہ راز کی بات کسی کو نہ بتانا کہ میں چھپ کر شراب پیتا ہوں اور اُس سے رازداری کی قسم لی اور پھر میں نے بیل بجائی نوکر آیا تو میں نے کہا کہ ایک گلاس بھر کے آؤ اور ہمارے کمرے میں کوئی نہ آئے۔ نواب کو پکا یقین ہو گیا کہ میں نے شراب پی ہے اتنی دیر میں نوکر دوسرا گلاس سیب کے جوس سے بھرا ہوا گلاس کمرے میں لے آیا اور میں نے نواب کو وہ پینے کے لیے کہا۔ اُس نے قسمیں کھانی شروع کر دیں کہ میں نے زندگی میں نہیں پی، میں نے کہا کہ تجھے میری قسم پی، اُس نے پھر بھی کہا کہ نہیں۔ میں نے زوری غصّہ دکھاتے ہوئے کہا کہ تو مجھے شراب پیتے دیکھ کر کل کو مجھے بدنام کرے گا۔ بہت دیر کے بعد وہ رضامند ہوا اور دوا کی طرح ناک بند کر کے پورا گلاس پی گیا اور صوفے پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد اُس نے اپنا موبائل میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ میرے گھر فون کرو مجھے یہاں سے لے جائیں مجھے چکر آنا شروع ہو گئے ہیں۔ میں نے اُس کے بیٹے کو فون کیا اور کہا کہ آپ یہاں سے اپنے بابا کو لے جاؤ اس نے شراب کا نشہ کیا ہے؟ تھوڑی دیر میں اس کا بیٹا گاڑی لے کر آ گیا اور جب وہ آیا تو باپ نشہ میں ہے یہ دیکھ کر وہ حیران ہوا۔ باپ نے بیٹے کو بے حد گالیاں دیں اور کہا جلدی کرو دوسرے بھائی کو لے آؤ تم مجھے اکیلے کیسے اُٹھاؤ گے۔ بیٹے کو میں نے آنکھ ماری اور اشارے میں سمجھایا کہ یہ ایسے ہی کر رہا ہے لیکن جب اُس بیٹے نے اٹھانا چاہا تو اُس اکیلے سے نواب نہ اُٹھ سکا، پھر اس نے دوسرے بھائی کو بھی فون کر کے بلایا اور دوسرا بھائی بھی آیا اور اُس کو کندھوں کے سہارے سے گھر لے گئے۔ اور رات کو دونوں بیٹے آئے اور حال بتایا کہ ہم نے ڈاکٹر کو بھی دکھایا ہے ڈاکٹر نے بھی نشہ کرنے کی نشاندہی کی ہے اور اب تک ہمارے والد بے ہوش ہیں اور بڑبڑا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ ڈرامہ کر رہا ہے بہر حال رات گزر گئی۔ صبح کو نواب میرے پاس آیا۔ اُسکے انداز سے ایسا لگتا تھا

Marfat.com

کہ واقعی رات کو جیسے اُس نے نشہ پیا ہو میں نے نواب سے لاکھ مذاق کی بات کرنا چاہی، لیکن اُس نے میرے مذاق کی بات کو سچ جانتے ہوئے ادب سے کہا کہ یہ سب باتیں ٹھیک ہیں لیکن میں کل نشے میں تھا اس لیے یہ باتیں کر گیا۔

یہ واقعہ سچا واقعہ ہے یہ کردار اب بھی موجود ہیں اور اس قسم کی نفسیاتی کہانیاں بھری پڑی ہیں۔ اِن سے یہ سبق ضرور ملتا ہے کہ انسان جو گمان کرے گا، اُس پر اسکے گمان کے کیمطابق ہی کوئی تعویذ یا دھاگا یا ڈاکٹر کی دوائی اثر کرے گی اور ویسے ہی زندگی کے ہر کام میں یا کاروبار میں اگر نفع کا گمان کرو گے تو کماؤ گے اور اگر نقصان کا گمان کرو گے تو آپکا ضرور نقصان ہو گا۔

ایک نصیحت:

بینجمن فرینکلن ایک امریکی مفکّر تھا وہ 1706ء میں پیدا ہوا اور 1790ء میں اس کی وفات ہوئی۔ اس کا ایک قول ہے کہ نکاح سے پہلے اپنی آنکھیں خوب کھلی رکھو۔ مگر نکاح کے بعد اپنی آدھی آنکھ بند کر لو!

یعنی نکاح کرنے سے پہلے اپنے جوڑے کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرو۔ مگر جب نکاح ہو جائے تو اجمال پر اکتفا کرو، اسی بات کو کسی نے سادہ طور پر ان لفظوں میں کہا کہ نکاح سے پہلے جانچو اور نکاح کے بعد نبھاؤ۔ کوئی مرد یا عورت پرفیکٹ نہیں، کوئی بھی کامل معیاری نہیں، اس لیے رشتہ سے پہلے تحقیق تو ضرور کرنا چاہیے مگر رشتہ کے بعد یہ کرنا چاہیے کہ اپنے رفیق حیات کی خوبیوں کو دیکھا جائے اور خامیوں کو صرف نظر انداز کیا جائے۔ معیار کا حصول موجودہ دنیا میں ممکن نہیں، مزید یہ کہ یہ بھی ضروری نہیں کہ جس چیز کو ایک فریق معیاری سمجھے وہ دوسرے فریق کے نزدیک بھی معیاری ہو۔ دونوں کو ایک دوسرے کے اندر کچھ نہ کچھ کوتاہیاں نظر آئیں گی۔

اب ایک شکل یہ بھی ہے کہ ایک فریق نے دوسرے فریق کی کوتاہی کو دیکھ کر اُس سے لڑ کر علیحدگی اختیار کر لی ہے مگر اب مشکل یہ ہے کہ ایک تعلق کی علیحدگی کے بعد جب دوسرا تعلق قائم کیا جائے اور اس تعلق میں بھی جلد وہی یا کوئی دوسری خامی ظاہر ہو جائے تو اگر اِس رشتے کو بھی ختم کرنا پڑے اور تیسرا یا چوتھا تعلق قائم کیا جائے تو ایسی حالت میں موافقت کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ ہر مرد یا عورت میں خوبی بھی ہوتی ہے اور کوتاہی بھی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ خوبی کو دیکھا جائے اور کوتاہی کو برداشت کیا جائے۔ عملی طور پر یہی ایک ممکن طریقہ ہے اس کے سوا اور کوئی طریقہ اس دنیا میں قابل عمل نہیں۔

Marfat.com

قیمت کا مسئلہ:

مولانا فرید الوحید جدّہ میں رہتے ہیں، انہوں نے یکم نومبر 1991ء کی ملاقات کے دوران ایک معنی خیز مقولہ سنایا۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص اگر ماؤنٹ ایورسٹ کو فتح کرنا چاہتا ہو وہ کبھی جوتوں کی قیمت کی گنتی نہیں کرتا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کے سامنے چھوٹا مقصد ہو تو معمولی کوشش سے اس کو حاصل کر سکتے ہیں، لیکن اگر آپ اپنے لیے کوئی بڑا مقصد متعیّن کریں تو آپ کو یہ بھی جاننا ہوگا کہ بڑا مقصد بڑی قیمت بھی مانگتا ہے۔ جو شخص بڑا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہو اس کو بڑی قیمت دینے کے لیے بھی تیار رہنا چاہیے، بڑی کامیابی کسی کی اجارہ داری نہیں، ہر آدمی بڑی قیمت دینے کے لیے تیار رہتا ہے۔ اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ بہت کم لوگ بڑی کامیابی تک پہنچ پاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ بڑی کامیابی کی قیمت ادا نہیں کر پاتے۔ بازار میں کم قیمت پر کم چیز ملتی ہے اور زیادہ قیمت پر زیادہ چیز، یہی زندگی کا اصول ہے۔ زندگی کے قانون کا ایک دستور یہ بھی ہے کہ جتنا دینا اتنا ہی پانا۔ نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ۔

یہاں قیمت کا مطلب لڑنا یا خون بہانا نہیں ہے۔ اس کا تعلق مال سے بھی نہیں ہے۔ اس بات کا تعلق سب سے زیادہ نفسیات سے ہے۔ اس دنیا میں سب سے بڑی قیمت وہ ہے جو نفسیات کی سطح پر دی جاتی ہے، نفسیاتی قیمت سے مراد ہے ناگواریوں کو برداشت کرنا۔ مشتعل نہ ہونا، لوگوں کے غیر مناسب اور ناروا سلوک کے باوجود مشتعل نہ ہونا۔ لوگوں کے ناروا سلوک کے باوجود اپنی طرف سے بدسلوکی نہ کرنا۔ مایوسی کے حالات میں بھی حوصلہ نہ کھونا، نقصان پیش آنے کے باوجود اپنی امید قائم رکھنا۔ تاریک حالات میں بھی روشنی کی کرن پر کھ لینا۔

سب سے بڑی قربانی یہ ہے کہ آدمی کے سینہ میں غصّہ اور انتقام کی آگ بھڑکے مگر وہ سینہ کے اندر ہی اس کو بجھا دے۔ آدمی کو کسی سے تکلیف پہنچے پھر بھی وہ اس کے بارے میں بدگمان نہ ہو، اگر انسان کو منفی حالات کا سامنا ہو اس کے باوجود وہ مثبت نفسیات پر قائم رہے۔ وہ خود کو حالات سے اوپر اٹھا لے جائے نہ کہ حالات کے اندر رہے۔

ناکامی، کامیابی:

امریکہ کی ترقی کا راز ایک سادہ سے لفظ میں چھپا ہوا ہے، اور وہ لفظ ریسرچ (تحقیق) ہے۔ وہاں ہر چیز پر ریسرچ ہوتی رہتی ہے مثال کے طور پر بہت سے لوگوں نے اس پر ریسرچ کی ہے کہ کامیابی اور ناکامی کیا ہے اور ناکامی کو کس طرح دوبارہ کامیابی میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

انہوں نے اپنی کتابوں میں اس موضوع پر قیمتی مواد جمع کیا ہے۔ یہاں ہم صرف دو باتیں نقل کر رہے ہیں ایک

Marfat.com

یہ کہ اس دنیا میں یہ ناممکن ہے کہ کوئی آدمی ہمیشہ کے لیے ناکامی سے محفوظ زندگی حاصل کر سکے۔ یہاں بہر حال آدمی کو ناکامی سے دوچار ہونا پڑتا ہے، انسان کو چاہیے کہ وہ ہر ناکامی کو اپنے لیے اپنی عملی زندگی میں سبق کے طور پر استعمال کرے۔ اکثر کامیاب انسانوں کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ وہ کئی بار ناکام ہوئے لیکن انہوں نے پھر بھی اپنی ناکامی کو آخری حد نہیں سمجھا۔

دوسری بات یہ کہ ناکامی کی طرح کامیابی بھی انسان کے لئے ایک مسئلہ ہے۔ مسلسل کامیابی انسان کے اندر گھمنڈ پیدا کرتی ہے جو خود ناکامی کا ایک مہلک سبب ہے۔ ایک کامیاب تاجر گلن ارلی نے کہا کہ میں مغرور بننے کا متحمّل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میں اپنی تجارت کو بڑھانے کی کوشش میں لگا رہتا ہوں، کامیابی اور ناکامی کوئی پُراسرار چیز نہیں دونوں مختلف اسباب کے تحت پیش آنے والے واقعات ہیں، اُن اسباب کو جانیے اور اس کے بعد آپ کو کسی سے کوئی شکایت نہ ہوگی۔

کاروباری استقلال:

خوش حال طبقہ ناشتہ میں چائے کے ساتھ اناج کی بنی ہوئی ہلکی چیزیں لینا پسند کرتا ہے۔ اسی کی ایک صورت وہ ہلکی خوراک ہے جس کو کارن فلیک کہا جاتا ہے، اس کی مختلف قسمیں بازار میں فروخت ہوتی ہیں، بہت سی فرموں نے مختلف ناموں سے کارن فلیک بنائے۔ ان کے مزہ میں طرح طرح کا تنوع پیدا کیا مگر ہندوستانی مارکیٹ میں وہ زیادہ کامیاب نہ ہو سکے، حالانکہ انہوں نے اشتہار پر کافی رقم خرچ بھی کی تھی۔

اس وقت ہندوستان کے بازار میں دو فرموں کے بنائے ہوئے کارن فلیک چل رہے ہیں، ایک ہندوستانی ویجیٹیبل آمکس کارپوریشن کا اور دوسرے موہن میکنس لمیٹڈ کا، یہ دونوں فرم سالانہ ایک ہزار ٹن فلیک پیدا کرتی ہیں، جن کی قیمت تین کروڑ پچاس لاکھ ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ دونوں فرم اشتہار پر کوئی رقم خرچ نہیں کرتیں۔ ان کا تیار کیا ہوا کارن فلیک بغیر کسی اشتہار کے فروخت ہوتا ہے۔ (ٹائمز آف انڈیا 9 جون 1990)

اس فرق کی کیا وجہ ہے؟ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دوسری کمپنیز کی کوئی تاریخ نہیں کہ انہوں نے کس نام سے کارن فلیک بنائی اور کب بنائی۔ اگر ایک قسم کی بازار میں نہیں چلی تو انہوں نے دوسری قسم کی بنا ڈالی، یا اسے بنانے کا کام چھوڑ کر کوئی دوسرا کام شروع کر دیا، اس کے برعکس مذکورہ دونوں کامیاب فرموں کے پیچھے 20 سال کی تاریخ ہے وہ 20 سال سے متواتر ایک ہی قسم کا کارن فلیک بنا رہی ہیں۔ 20 سالہ تاریخ نے ان کو لوگوں کی نظر میں ایک مستند فرم بنا دیا ہے۔ کسی بھی آدمی کو کارن فلیک خریدنا ہوتا ہے تو ان کے ذہن میں پہلے سے اس کا نام موجود ہوتا ہے اور بازار جا کر اپنے جانے

Marfat.com

پہچانے کارن فلیک کو نام لیکر خرید لیتے ہیں۔

یہی کاروبار میں ترقی کا راز ہے، کاروبار میں استقلال کی حیثیت لازمی شرط ہے، آپ اپنے کاروبار پر توجہ چھوڑ دیں یا دوسرے کاروبار بدلتے رہیں تو آپ کاروبار میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ اگر آپ کاروبار کر کے جمے رہے اور کسی بھی دشواری کی وجہ سے اس کو نہیں چھوڑا تو 20 سال گزرنے کے بعد آپ لازماً کامیابی کی اگلی منزل پر پہنچ چکے ہوں گے۔

عمل سے کہ ردّ عمل:

امریکہ کی کمپنی آئی بی ایم کمپیوٹر کے میدان میں اتنی آگے تھی کہ اس کو کمپیوٹر کا دیو کہا جاتا تھا، اس کے چند افسروں نے جاپان کی کمپیوٹر بنانے والی کمپنی کا مذاق اُڑاتے ہوئے کہا کہ آئی بی ایم اگر چھینک دے تو جاپان کے کمپیوٹر بنانے والے اڑ جائیں گے۔

اگر ہندوستان میں کوئی ہندو مسلمانوں کے خلاف ایسی بات کہہ دے تو مسلمانوں کے تمام سطحی لیڈر اور ان کے تیسرے درجے کے اخبارات فوراً احتجاج کریں گے کہ مسلمانوں کے جذبات مجروح کیے جارہے ہیں۔ مگر انتظامیہ اپنے فرائض ادا کرنے میں ناکام ثابت ہوتی ہے۔ مسلم عوام اس اشتعال انگیزی پر مشتعل ہو کر آمادہ ہو جائیں گے اور اس کے بعد اس ملک کے مسلمان کچھ اور پیچھے رہ جائیں گے۔

مگر جاپانی صنعت کاروں نے اس اشتعال انگیزی پر کسی غصہ کا اظہار نہیں کیا، وہ ہمہ تن اپنے کمپیوٹر کا معیار اونچا کرنے میں لگ گئے، یہاں تک کہ ٹائمز 1917 کے مطابق جاپان کمپیوٹر انڈسٹری میں ساری دنیا سے آگے بڑھ گیا، جاپان آج اس پوزیشن میں ہے کہ جاپانی کمپنی فوجٹسی نے کہا کہ اس کے نئے بڑے کمپیوٹر ایک سیکنڈ میں 600 ملین ہدایت کی تعمیل کر سکتے ہیں، جب کہ امریکی کمپنی کا اچھے سے اچھا کمپیوٹر صرف 210 ملین فی سیکنڈ کی رفتار سے تعمیل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اشتعال انگیزی پر مشتعل ہونے کا نام ردّ عمل ہے۔ اور اشتعال انگیزی کو نظر انداز کر کے اپنے تعمیر و استحکام کے منصوبے میں لگے رہنے کا نام عمل ہے۔ اس دنیا کا قانون یہ ہے کہ یہاں عمل کا ثبوت دینے والے لوگ ترقی کرتے ہیں اور ردّ عمل میں مصروف رہنے والے لوگ برباد ہو کر رہ جاتے ہیں۔

غصہ سے دلاؤ: 29 مئی 1990 کو دہلی کے اخبارات میں ایک سبق آموز خبر تھی، سدرشن پارک (موتی نگر) کی جھگیوں میں ایک شخص رہتا ہے عمر 35 سال ہے وہ شراب کا عادی ہے۔ اس کے پاس شراب کے لیے پیسہ نہیں تھا اس نے اپنی بیوی سے پیسہ مانگا بیوی نے شراب کے لیے پیسہ دینے سے انکار کر دیا، اس پر میاں اور بیوی میں تکرار ہوئی اس کے بعد ٹائمز

Marfat.com

آف انڈیا نے (29 مئی 1990) کے اخبار میں جو کچھ لکھا وہ یہ تھا" مجرم شراب کا عادی ہے وہ اس وقت غصہ ہو گیا جب اس کی بیوی نے اس کو رقم دینے سے انکار کر دیا، غصے سے بے قابو ہو کر اس نے اپنے دو سال کے بچے ارجن کو اُٹھالیا اور اس کو کئی بار اُٹھا اُٹھا کر زمین پر پٹکا، اس کے نتیجے میں اس کا بچہ اسی وقت مر گیا" جب آدمی غصہ ہو تو اس وقت وہ شیطان کے قبضے میں ہوتا ہے اس وقت وہ کوئی بھی غیر انسانی حرکت کر سکتا ہے حتیٰ کہ خود اپنے بیٹے کو بے رحمانہ طور پر ہلاک کر سکتا ہے۔

یہ ایک ایسی کمزوری ہے جو ہر آدمی میں موجود ہے ایسی حالت میں سماج کے اندر محفوظ اور کامیاب زندگی حاصل کرنے کی صورت صرف یہ ہے کہ آدمی دوسروں کو غصہ دلانے سے بچائے، وہ خوش اخلاقی اور بہتر تدابیر کے ذریعہ اس بات کی کوشش کرے کہ وہ کسی دوسرے کو اس جذباتی حالت تک پہنچنے نہ دے۔ اسکے برعکس شیطان کا معمول ہے کہ وہ آدمی کو اُس شیطانی کارروائی کرنے پر اکسائے یہاں تک کہ وہ آدمی یہ برائی کی کارروائی کر گزرے جس کی مثال اوپر کے واقعے میں نظر آتی ہے۔ غصہ اور انتقام کی برائی کا تعلق کسی قوم سے نہیں، وہ ہر انسان کے مزاج میں شامل ہے، خواہ وہ کسی بھی قوم یا کسی بھی ملک یا کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ غصہ اور انتقام کو فرقہ یا قوم کے مسئلہ کے طور پر نہیں بلکہ انسانی مسئلہ کے طور پر سمجھنا چاہیے۔

اختیار اور بے اختیاری: مشہور سائنسدان آئن اسٹائین نے طبیعاتی دنیا کو ایک لفظ میں اس طرح بیان کیا ہے کہ "توانائی پیدا نہیں کی جاسکتی ہے" یہ واقعی خالق کی قدرت کا کامل ثبوت ہے، انسان موجودہ دنیا کو صرف استعمال کر سکتا ہے اور اس کو بدلنے مٹانے پر قادر نہیں، اس بات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ دنیا میں انسان کی حیثیت کیا ہے، انسان اس دنیا میں اس لیے آتا ہے تاکہ وہ محدود مدّت میں یہاں رہ کر اپنے امتحان کا پرچہ پورا کرے، اس کے بعد وہ یہاں سے چلا جائے گا اس سے زیادہ کسی اور چیز کا اس کو مطلق اختیار نہیں۔

بعض انسان دنیا کے حالات سے مایوس ہو کر خودکشی کر لیتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ اپنے آپ کو ختم یا معدوم کر رہے ہیں، مگر ایسا ہونا ممکن نہیں جس طرح دنیا کی اُس توانائی کو مٹایا نہیں جاسکتا جو مادہ کے روپ میں ظاہر ہوئی ہے اسی طرح یہاں اس توانائی کو مٹانا ممکن نہیں جو انسان کی صورت میں موجود ہوتی ہے، انسان کے اختیار میں خودکشی ہے مگر انسان کے اختیار میں معدومیت نہیں، یہ صورت حال علامتی طور پر بتاتی ہیں کہ انسان کا معاملہ اس دنیا میں کیا ہے۔

انسان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ حقیقتِ واقعہ کا انکار کر دے، مگر حقیقتِ واقعہ کو بدلنا اس کے لیے ممکن نہیں، انسان کو یہ اختیار ہے کہ وہ سرکشی کرے مگر سرکشی کے انجام سے اپنے آپ کو بچانا اس کے لیے ممکن نہیں۔ اس کو اختیار ہے کہ وہ اخلاقی پابندی کو قبول نہ کرے مگر اخلاق کی مطلوبیت کو کائنات سے حذف کرنا اس کے لیے ممکن نہیں، انسان کو یہ اختیار ہے کہ وہ جو چاہے کرے مگر اس کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی چاہت کو اُس معیاری اصول کی حیثیت دے دے جس کے مطابق بالآخر تمام انسانوں کا فیصلہ کیا جانے والا ہے، انسان اس دنیا میں آزاد ہے، مگر اس کی

Marfat.com

اللہ کی عطائیں Management

ایک بار ہمارے پاس کام کرنے والے کمپنی کے ایک شخص نے یہ تشویش ظاہر کی کہ سارے پلاٹ بِک چکے ہیں ۔ہمیں مارکیٹ میں چیلینجز اور جو بھی دوسرے مسائل درپیش ہونگے اب وہ کیسے حل ہونگے۔اس شخص نے یہ بات کئی اور بندوں کے درمیان کمپنی کی میٹنگ میں بیٹھ کر کی تھی، سب اس بات سے Agreed تھے کہ یہ درست بات ہے اور اب ہماری کمپنی توڈوبی ہوئی ہے۔جب یہ بات کمپنی کے مالک کو پتہ چلی تو کمپنی کے مالک کو بھی یہ بات درست لگی۔دو دن تک مالک پر افسردگی طاری رہی کہ یہ بات بالکل بجا ہے۔لیکن جب کمپنی کے مالک نے اپنے کہے ہوئے الفاظ کہ (اتنی بڑی Estate ہے اگر بیٹھ کر بھی کھاؤں یا میرے پچھلے بھی کھائیں تو ختم نہیں ہوگی،)کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔ان الفاظ میں شاید اللہ تعالیٰ کو کمپنی کے مالک کی کوئی بات پسند نہیں آئی ہو۔لیکن جیسے ہی کمپنی کے مالک نے اللہ سے معافی مانگی تواُن کا Confidence بحال ہوگیا۔کچھ دن بعد کمپنی کے مالک نے سب لوگوں کو بلایا، جو جہاں بھی تھا سب کو بلایا جب سارے ملازم آگئے تب اُن سے میٹنگ کی، کمپنی کے مالک نے کہا کہ جی سعید صاحب جو آپ کا سوال تھا وہ آج دوبارہ دہرائیں تو انھوں نے وہی سوال کیا اور اُن کے سوال سے سب متفق تھے ۔کمپنی کے مالک کی مانگی ہوئی معافی سے مالک کو اللہ رب العزت کیطرف سے جو حکمتِ عملی حاصل ہوئی اسکے مطابق کمپنی کے مالک نے کہا کہ آج تک کمپنی کے مسئلوں پر کتنا خرچہ ہوا ہے۔؟ اکاونٹینٹ نے مالک کو بتایا کہ 16 کروڑ خرچ ہو گئے ہیں ۔کمپنی کے مالک نے کہا صرف مسئلوں پر 16 کروڑ خرچ نہیں ہوئے بلکہ اِن میں کھانا پینا اور متفرق اخراجات جو اِس دوران ہوئے ہیں وہ سب ملا کر 16 کروڑ کا خرچہ ہوا ہے۔مسائل پر تو صرف 8 کروڑ خرچ ہوئے ہیں لیکن پھر بھی کمپنی کے مالک نے کہا کہ چلو میں آپ کی بات مان بھی لوں کہ 16 کروڑ ٹوٹل مسائل پر ہی خرچ ہوئے ہیں، پھر کمپنی کے مالک نے کہا کہ جو ہماری فرنٹ کی زمین ہے جو ہم ابھی نہیں بیچ رہے وہ زمین اگر الگ سے دو سال کے بعد بیچیں تو کتنے میں جائے گی اُس وقت وہاں Calculator سب کاغذات سب چیزیں موجود تھیں اور سب فرد موجود تھے تو فوراً حساب کرکے بتایا کہ 27 کروڑ تو کمپنی کے مالک نے کہا کہ یہ خرچ تو ایک زمین میں سے ہی واپس نکل جائے گا۔تو ابھی تو ہم نے صرف ایک فیصد زمین سیل کی ہے ابھی باقی زمین یونہی رکھی ہے تو کیسے سب ختم ہوگیا۔تو یہ حساب بتانے کے بعد کمپنی کے مالک نے ہمیں بتایا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے نظارے ہیں اللہ پاک اپنی قدرت کے نظارے اسی طرح دکھاتا ہے میری کہی ہوئی بات سے پل میں سب کے اعتراضات شکرّ

Marfat.com

گئے۔ سب کچھ ختم ہو جانے کی جو لوگ بات کر رہے تھے وہ سب کمپنی کے مستند بندے ہیں، اکاؤنٹیٹ وغیرہ انھیں سب پتہ ہے، لیکن کمپنی کو یہ جو دوسرا چانس ملا ہے یہ انسان کی کھلی آنکھوں کے خواب ہیں۔ جب انسان کو بُرے خواب آتے ہیں تو وہ خواب دیکھنے کے بعد یہ سوچتا ہے کہ یا اللہ یہ صرف میرا خواب ہی ہو۔ اکثر ایسے خواب دیکھنے کے بعد جب انسان نیند سے اُٹھتا ہے تو اس کے جسم میں بہت لرزا اور تکلیف ہوتی ہے۔ وہ خواب اس قدر بُرے ہوتے ہیں کہ آپ کو معلوم ہوتا ہے کہ اس خواب کے بعد آپ کے پاس کچھ نہیں بچے گا، اور جب آپ بیدار ہوتے ہیں تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ شکر الحمدُ اللہ کہ یہ صرف خواب تھا۔ کھلی آنکھوں کے خواب کے پورے نہ ہونے کے بعد بھی آپ کو اتنا ہی شکر ادا کرنا چاہیے جتنا کہ آپ بڑی مصیبت سے بچنے کے بعد شکر ادا کرتے ہیں، کمپنی کے مالک نے کہا کہ آپ کو اللہ پاک نے بچا کر دوسرا چانس دے دیا ہے۔ کمپنی کے مالک اُس وقت کی کیفیت بھی اس لیے بتا رہے تھے تا کہ یہ صحیح طریقے سے سب کو سمجھ آجائے کہ یہ سب کچھ حقیقت میں بلکہ سچ میں اسی وقت ہو گیا تھا۔ سب خدشات پل میں ہوا کی طرح اُڑ گئے، سب کام اچھے طریقہ کار سے ہو گئے۔ اللہ پاک نے مجھے دوسرا چانس دیا تھا، اللہ اپنے پیارے بندوں کو جن میں دوسرے چانس کی گنجائش ہوتی ہے انھی کو دوسرا چانس دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نیک بندوں کو اپنی حکمت دکھاتا ہے۔ یہ ہی تو اللہ پاک ہے کہ جب آپ کو پتہ ہے کہ اب کوئی سہارا نہیں رہا اب کچھ نہیں ہو سکتا تو آپ کی معافی اور آپ کی دُعا سے، پکار سے اللہ سائیں آپ کو دوسرا چانس دے دیتا ہے تو اس پر اس کا احسان ضرور ماننا چاہیے اور بہت زیادہ شکر ادا کرنا چاہیے۔ ایک اور مثال یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ ہم کراچی جا رہے تھے، جس گاڑی میں ہم جا رہے تھے اُس کا ڈرائیور نیا تھا ایک بچی تیزی میں روڈ کراس کرنے لگی بچی کو بچانے کے لیے ڈرائیور نے گاڑی کا رخ دوسری طرف کیا تو سامنے ٹرک آ گیا، ٹرک سے بچانے کے لیے دوبارہ جلدی سے اپنی طرف گاڑی کو موڑ دیا۔ کچھ آگے جانے کے بعد پاپا نے کہا کہ اگر یہ ایکسیڈینٹ ہو جاتا تو سوچو اس کے ہونے کے بعد کتنے مسائل سے ہمیں دوچار ہونا پڑتا، اللہ پاک سے شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ سب ہونا نہیں تھا، بلکہ اللہ پاک نے اس بچی کو بچا کر ہم پر رحم کیا ہے، اگر یہ ہو جاتا تو ہم یہ سوچتے کہ کوئی ہم سے کتنے بھی پیسے لے لے لیکن ہمیں اس مصیبت سے نکال دے اور جب ہم اس مصیبت سے نکل جائیں گے تو اللہ پاک کا بہت زیادہ شکر ادا کریں گے۔ ہمیں واقعی بہت زیادہ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کیونکہ ہم پر اتنی بڑی مصیبت بغیر مشقت کیے ٹل گئی ہے۔

Marfat.com

ایک وعدہ اللہ سے لاکھوں مخلوق کو بچایا جا سکتا ہے

اللہ تعالیٰ کی ناگہانی آفت سے، بلا سے، مصیبت سے، اپنی جان و مال اسکے حوالے کرنے کا وعدہ کر کے پوری دنیا کی جان بچائی جا سکتی ہے۔

سال 2010 میں سکھر میں اتنا بڑا سیلاب آیا کہ سکھر بیراج اور بچل شاہ میانی کا بند ٹوٹنے کا خطرہ لاحق ہو گیا، لاڑکانہ اور خیر پور شہر پُل کے ٹوٹنے کے ڈر کی وجہ سے خالی ہو گئے۔ گھوٹکی کے امیر ترین لوگ سیلاب کے ڈر سے شہر سے باہر نکل گئے۔ پاپا سکھر کے لیے بھی پریشان اور گھوٹکی کے لیے بھی کہ اگر سکھر جاؤں اور گھوٹکی بچ گیا تو کیسے جاؤں گا اور گھوٹکی میں سیلاب آیا تو گھر والوں کا کیسے انتظام کروں، آخر کیا کروں، کیسے کروں۔ اسی کشمکش میں گھوٹکی آتے ہوئے سکھر بیراج والی پُل سے گزرے تو پانی کی اتنی خوفناک اور دل دہلا دینے والی آواز کو سُن کر اور اس کی چھلکاری لہروں کی بے حد خوفناک آواز کو سُن کر بہت خوف آ رہا تھا۔ بیراج سے گزرتے ہوئے چند ہی لوگ جو مضبوط دل کے مالک تھے انہیں کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے۔ اس وقت بے حد پریشانی کا عالم تھا اور آندھی طوفانی بارش کو دیکھ کر ہماری اماں کہہ رہی تھی کہ یہی قیامت ہے میں نے پاپا کو دادی اماں سے بات کرتے سُنا کہ پاپا دادی اماں سے کہہ رہے تھے کہ اماں قدرت کی طرف سے گڑبڑ ہے کہ تباہی آئے گی ہم بھی تباہی کے بیچ مریں گے۔ جتنے بھی پرندے جانور وہ جگہ چھوڑ جاتے تھے جہاں تباہی آئے اور واقعی وہاں سب چھوڑ گئے تھے، کوئی پرندے کیڑے نظر نہیں آئے اور آستانے پر بھی کوئی چرند پرند کوئی بھی نظر نہیں آیا سب چھوڑ کر جا چکے تھے۔ پھر بابا سائیں نے یہ فرمایا کہ اللہ خیر کرے گا سیلاب نہیں آئے گا، لیکن یہ اندر سے غیر یقینی بات لگ رہی تھی کیونکہ ساری نشانی جس طرف اشارہ کر رہی تھی اُسے دیکھ کر تو یقین نہیں آ رہا تھا۔ سیلاب کی تباہی اور طوفانی آندھی مسلسل لگاتار بارش چل رہی تھی ایسا لگتا تھا کہ قیامت آج آئی کہ اب آئی۔ اس رات پاپا سکھر نہ جا سکے۔ سکھر اور گھوٹکی میں اتنی بارش ہوئی جیسے اللہ تعالیٰ نے آسمان کے دریا اور سمندر کا رُخ گھوٹکی کی طرف کر دیا ہے۔ شبیر احمد پولیس افسر جو پاپا کے ساتھ ہوتے تھے اور ایک کیپٹن انور راؤ اور کرنل مشتاق جو کہ سکھر کے مشن میں شامل تھے، اور ایک کزن راؤ عبد الغفار یہ تمام لوگ پاپا کے ساتھ مسلسل رابطے میں تھے، اس قدر پانی میں شدت تھی کہ بند ٹوٹنے والا تھا۔ پاپا نے ان سب لوگوں کو فون پر احکامات دیے کہ جتنے بھی ٹریکٹر ہیں وہ سب بند پر لے جاؤ تاکہ بند کو ٹوٹنے سے بچایا جائے۔ اگر سندھ ڈوب گیا اور ہم زندہ بچ بھی گئے تو تا قیامت سیلاب میں ڈوب جانے کے مترادف ہی کہلائے جائیں گے۔ اگر جان بچ بھی گئی

Marfat.com

تو نہ بچنے کے برابر ہو گی یہ کہہ کر پاپا مصلّے پر بیٹھ کر عاجزی سے گڑ گڑا کر آہ وزاری سے دُعا کرنے لگے کہ یا اللہ میں مشن سمجھ کر امانت واپس کروں گا، میرے پاس تو دھیلہ بھی نہیں ہے جو واپس کر سکوں۔ اور پھر شبیر راجپوت کا فون آیا کہ ٹریکٹروں کے ساتھ کرنل مشتاق کی ٹیم کھڑی ہے اور بارش اتنی ہے کہ اس سے ہی بس دریا کا بند ٹوٹنے میں 1 اِنچ کا فاصلہ رہ گیا ہے، بند پہلے سے ہی بوسیدہ غیر محفوظ اور کمزور تھا۔ خیر پور اور لاڑکانہ کے پُل وہ بھی دریا کے اوپر بنائی گئی تھی وہ ناقص بنائی گئی تھی اور اُن سب کو چھوٹا اور محدود کر دیا گیا تھا، اس پُل کا پانی بھی سکھر کی طرف واپس آرہا ہے۔ یعنی ہمارے پراجیکٹس کی طرف آرہا تھا۔ پاپا سکھر سے ہر دو منٹ کے بعد فون پر رابطے میں تھے پھر انھوں نے کہا سر آپ کا حکم ہے تو ہم کھڑے ہیں دریا ڈوب چکا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو ہم اپنی جانیں بچائیں تو پاپا نے کہا میرے پاس تو سواری بھی نہیں ہے میں آجاؤں گا اللہ پاک حفاظت کرے گا تم کھڑے رہو، سکھر خالی ہے، بچل شاہ خالی ہے، کوئی نہیں ہے، تو پاپا نے کہا اللہ مالک ہے اور فون کٹ گئی۔ پھر پاپا اللہ کے دربار میں گڑ گڑا کر دُعا مانگ رہے تھے اُس وقت راؤ غفار صاحب کا فون آگیا تو پاپا نے اُن سے پوچھا ٹریکٹروں کا کیا ہوا تو راؤ غفار صاحب نے کہا کہ سائیں میں گارہ (کچی مٹی) میں دھنسا ہوا ہوں ڈھونڈ رہا ہوں ہمارے ڈرائیور شاید چھپ گئے ہیں یا بھاگ گئے ہیں۔ اور پھر وہ شاید کیچڑ میں گر گئے صاف آواز نہیں آئی اور فون بند ہو گیا۔ یہ بات ہمیں بتاتے ہوئے پاپا نے بتایا کہ اس وقت نا اُمیدی 0 پر آنے میں ایک پوائنٹ بچا تھا، اُس کے آدھے منٹ بعد غفار صاحب کا فون آیا کہ سائیں بارش بند ہو گئی ہے اور پاپا کے کہنے کے مطابق پاپا کے دل میں اچانک لہر دوڑی جیسے یہ لگا ہو کہ اللہ نے ہمیں موقع فراہم کر دیا ہے۔ شاید اوپر سے، پھر ایک منٹ بعد دوبارہ غفار صاحب کا فون آیا اور انھوں نے کہا بلڈوزر لگا دیا ہے دُعا کریں بند کو بچانے کے لیے کوشش کی جا رہی ہے۔ آخر کار بند ٹوٹنے سے بچ گیا۔ اللہ کا بہت شکر ہوا! اللہ سے سکھر ٹاؤن شپ کا جو وعدہ کیا تھا بغیر کسی لالچ کے آج بھی وہ نبھا رہے ہیں، سکھر کے لوگ، اِرد گرد کے لوگ، ہم نوا، دوست، رشتے دار، سیاستدان کچھ بھی سمجھیں مگر سکھر کی خدمت کرنا میرا اور میرے اللہ کے درمیان کا معاملہ ہے۔

Marfat.com

نیّتی کا اصول

ایک کمپنی کے مالک نے اپنے سپہ سالاروں سے ملاقات کرتے ہوئے کہا کہ پیسوں کی ندیاں بہہ رہی ہیں لیکن تم نہیں اُٹھانا کیونکہ جو بھی اُس میں سے اُٹھائے گا اس شخص کا علم، رزق، دانائی اُس کے حصّے کی کٹ کر میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جائے گی، اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تم لوگوں کے ساتھ ایسا ہو، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگوں کے پاس رزق، دانائی رہے۔ اس سے تم میرا بھی دوسروں کا بھی اور اپنا بھی فائدہ کرسکتے ہو۔ کیونکہ یہ نیک نیتی کا اصول ہے کہ اگر کوئی کسی کو تکلیف پہنچائے، یا کوئی کسی کی چوری کرے، یا جو بھی چھپ کر کسی کو نقصان پہچانے کی کوشش کرے، وہ ظاہر میں تو سامنے والے بندے کا نقصان دیکھ رہا ہو گا، لیکن اللہ تعالیٰ بڑا انصاف کرنے والا ہے۔ وہ اُن لوگوں کے حصّے کے رزق، عقل، دانائی مجھے عطا فرما دے گا۔ میں تم لوگوں کو اس لیے یہ نصیحت کر رہا ہوں کیونکہ تم لوگ میرے Under کام کر رہے ہو یہ بات بھی تم لوگوں کو سمجھانا میرا ہی فرض ہے۔ کیونکہ یہ کام یہ سب کچھ میرا تو نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا ہے، میں تو اللہ پاک کا منشی ہوں اللہ سائیں کے اور اس کام کے درمیان میرا کام چل رہا ہے تو یہ بات سمجھانا تم لوگوں کو میرا فرض ہے۔ تمھاری عقل سے مجھے کیا فائدہ ہو گا آپ لوگ میرے معاون ہو میرے سپہ سالار ہو تو اگر آپ کی عقل آپ کے پاس ہی رہے تو آپ بہتر کام کر سکو گے۔ اتنی عقل لے کر مجھے کیا فائدہ اگر میرے پاس میرے عقل کے پیمانے سے زیادہ ہو گی تو یہ باہر آجائے گی جیسے پانی چھلکتا ہے۔ لیکن جب تمھاری عقل دانائی تمھارے ہی پاس رہے گی تبھی تم مجھے فائدہ دے سکو گے۔ اور مجھے اصلی فائدہ بھی جبھی حاصل ہو گا۔ تمھارے علاوہ میرے پاس جو بھی بندے کام کر رہے ہیں وہ مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے تو اُن کی عقل میرے اکاؤنٹ میں آجائے گی وہ عقل میں ان ہی کو واپس دے دوں گا۔ لیکن اگر تم نے ہی میرے لیے برا سوچ لیا تو میں انھیں کیسے دے پاؤں گا۔ جب تم اپنا سب کچھ کھو چکے ہو گے پھر تمھارے ناکارہ ہونے کے سارے نقصان میرے ہی ہونگے۔

Marfat.com

اللہ کا حکم ہے یا شیطانی وسوسہ

میں جب شروع شروع میں صوفی فقیر کا نیا طالب ہوا تھا، صوفی فقیر سے سوال بھی بہت پوچھے تھے۔ ایک مرتبہ میں نے پوچھا اپنے ہادی رہنما حضرت بابا نمانو سائیں سے کہ سائیں ہمیں کیسے پتہ چلے کہ یہ اللہ کا حکم ہے یا میری خود کی مرضی ہے یا گناہ ہے۔ ہمارے پاس ایسا کونسا فارمولا ہے جس سے چھانٹی کیا جائے۔ تو ہادی پاک نے جو کہ اس وقت آرام سے پہلے ہی سے سیدھے بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ مجھے جواب دے کر دنگ کر دیا اور کہا شاکر صاحب اب ایک منٹ پہلے جو تیرا پہلا خیال آیا تھا وہ رحمانی یعنی حکم الٰہی تھا بعد میں دوسرے ہی لمحے جو خیال آیا یہ شیطانی وسوسہ تھا۔ میں نے فوراً عرض کی سائیں میں سمجھا نہیں آپ نے کیا فرمایا سائیں جواب دینے کے لیے اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ ایک منٹ پہلے تجھے خیال آیا کہ سائیں یعنی کہ میں (نمانو سائیں) سیدھا لیٹا ہے اور میں نے اسے مرشد بھی بنالیا ہے، اب میں مرشد کی سیوا کروں اور سائیں لیٹے رہیں اور میں ان کی ٹانگے دباؤں تاکہ سائیں کو آرام آجائے اور میرے لیے کوئی دُعائے خیر ہو جائے، یہ خیال تیرا اللہ کا حکم تھا تو نے دیر کی تو شیطان نے تجھ پر اور تیرے خیال پر حملہ کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے تجھے خیال نے گھیرا کہ شاکر دیکھنے والے کیا کہیں گے راؤ شاکر راجپوت ہو کر کسی بوڑھے شخص کے پاؤں میں پڑا ہے۔ میرا کام ہو نہ ہو، دُعا ہو نہ ہو، میری بے عزتی اور راجپوتی پر کہیں داغ نہ آجائے۔ یہ سنتے ہی مجھے شرمندگی ہوئی اور میں آج تک پچھتاتا ہوں اور ایک طرح سے صحیح بھی ہوا کہ جس دن سے مجھے یہ راز معلوم ہوا اس دن سے میں ہمیشہ 8 گھنٹے دس دس گھنٹے سائیں کے ہاتھ پاؤں دباتا ہوں اور نہلاتا اور خدمت کرتا رہوں اور پھر کبھی پیچھے نہیں ہٹا۔ مجھے یہ راز مل گیا تھا کہ اللہ کا حکم اور شیطانی وسوسہ کیا ہوتا ہے۔ پھر تو میں سب چیزوں کو چھوڑ کر اس کام میں لگ گیا۔

بلکل اسی طرح ہم اپنی عملی زندگی میں اللہ کا حکم اور شیطانی وسوسہ پہچاننے میں دیر کرتے ہیں اور دین اور روحانی نقصان سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ جیسے مثال کے طور پر اگر ہم دین کی خدمت کرنے لگیں تو اس سے پہلے خیال آتا ہے کہ فلاں کام کرلوں، اس طرح کے شیطانی وسوسے ہمیں کام کرنے کے نام آتے ہیں اور پھر وہ ہی ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی دوسری مثال ہے کہ جب بھی ہمیں کوئی گداگر ملتا ہے اور وہ بھیک مانگنے کے لیے اللہ کے نام کی صدا لگاتا ہے تو پہلے تو ہم سہم جاتے ہیں کہ نام پر سب کچھ دے ڈالیں لیکن تھوڑی دیر یعنی ایک ہی لمحہ گذرنے کے بعد شیطانی وسوسہ آتا ہے کہ یہ گداگر تو ہٹا کٹا ہے اس کو بھیک دے کر اس کو ہم عادی کیوں بنائیں، یہ معاشرہ کا بدنما داغ ہیں یہ گداگر اور یہ سارے وسوسے شیطان ہی ہمارے دماغ میں ڈالتا ہے۔

Marfat.com

آسان کھیل کے لیے مشکل تربیت

میں نے کئی بار ذکر کیا ہے کہ میں اپنی جوانی میں ایک اچھا اسپورٹس مین تھا۔ اسکول، کالج اور یونیورسٹی میں ضلعی سطح پر اور ڈویژن لیول پر اور محکمہ ریلوے کیطرف سے قومی سطح پر کئی ٹائٹل جیتے ہیں۔ ظاہر ہے میری آدھی سے زیادہ زندگی کھیل میں گزری ہے، تو میں اپنی گزری ہوئی زندگی کے سبق آموز موضوع ہی آپ کو بتاؤں گا جس سے اللہ پاک کی مخلوق کو میری آپ بیتی سے کوئی عبرت یا سبق یا ہنر یا کوئی عملی بات یا کوئی روحانی بات حاصل ہو جائے۔ اگر کسی ایک کو بھی میری کوئی بت اثر کر گئی تو میں سمجھوں گا کہ میرا حق ادا ہو گیا، اس سبق سے کوئی بھی کاروباری شخص مثبت فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ میں اپنے کالج میں (A ٹیم) کی شوقیہ تربیت کرتا تھا۔ کیونکہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ پریکٹس پر کالج کے گراؤنڈ میں ہوتا تھا۔ وہاں ہم سے کچھ نچلے درجے کے کھلاڑی کبڈی کے داؤ پیچ سیکھتے تھے، یعنی کالج میں ہم کھلاڑیوں کی تربیت کرتے تھے۔ سرکل کبڈی یعنی سرکاری طریقے والی کبڈی جس کے بائے لاز (by laws) ہوتے ہیں۔ اُس کبڈی کے قانون کے تحت کوئی بھی کھلاڑی مخالف کھلاڑی کو تھپڑ نہیں مار سکتا، اگر کوئی کھلاڑی ایسا کرتا ہے تو وہ (فاؤل) ہوتا ہے۔ ہم بھی سرکل کبڈی ہی کی تربیت دیتے تھے۔ میرے پاس جو لڑکے کبڈی سیکھتے تھے ان میں سے ایک کا نام سبلو تھا۔ اسکی عمر تقریباً 25 سال ہو گی۔ امیر گھرانے کا لڑکا تھا اُس کو گھر میں کبھی کسی نے ڈانٹا بھی نہیں تھا۔ اُس کھلاڑی کو اللہ نے طاقت اور ذہانت بھی دی تھی اس لیے وہ جلدی سرکل کبڈی سیکھ گیا۔ ایک مرتبہ دیسی کبڈی کا میچ گھوٹکی شہر کے بیچ مشہور D.C گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ ہزاروں لوگ میچ دیکھنے آئے تھے، میچ میں اچھا کھلاڑی سبلو سب کو نظر آرہا تھا اور سرکل کبڈی میں بھی وہ کامیاب اور مشہور ہو گیا تھا۔ لوگ اِسکا کھیل دیکھنے آئے تھے جب کبڈی شروع ہوئی تو سبلو کھیلنے کے لیے آگے گیا۔ میدان کے درمیان برابر مفاصلے پر ایک لکیر جسے چھونے اور پار کرنے پر پوائنٹ حاصل کیا جاتا ہے، اس لائن سے جب سبلو کبڈی ڈالنے (Rade) ریڈ ڈالنے مخالف ٹیم کے کھلاڑیوں پر حملہ کرنے گیا تو اُس کو خیال ہی نہ رہا کہ یہ کبڈی دیسی ہے نہ کہ سرکل۔ وہ بے خوف طاقت کے زور پر تھپڑ کے ڈر کے بغیر جیسے ہی مخالف کھلاڑی کی طرف آگے بڑھا، اس نے سبلو کو زور سے منہ پر تھپڑ مارا۔ سبلو کا کافی عرصہ سے جمع شدہ بلغم دماغ کی نالیوں سے ناک کے ذریعے پیٹ تک باہر نکل آیا۔ ناف تک اسکی ناک لٹک گئی تھی اور آنکھوں میں آنسو بھی آگئے تھے۔ اور بے ہوشی کے عالم میں واپسی کا راستہ بھی بھول گیا اور اپنی ٹیم کی طرف جانے کے بجائے وہ مخالف سمت اپنے بچاؤ کی خاطر لوگوں کے ہجوم کی طرف بھاگ کر گر گیا۔ لوگوں نے ہنسی اڑائی اور سبلو کے خلاف تالیاں بجائی۔ دوسرا کھلاڑی اسے للکار رہا تھا۔ سبلو بے حال ہو کر اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا جیسے دکھائی دینا بند ہو گیا ہو بس ریفری نے سیٹی لگائی اور سبلو ہار گیا۔ وہ اس لیے ہار گیا کیونکہ اُس کی تربیت سرکل کبڈی کی تھی، جس میں اس نے تھپڑ کا سوچا تک نہ تھا۔ اُس دن دیسی کبڈی کا میچ تھا، جس میں تھپڑ جائز ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہر کام، ہر مشن، ہر کاروبار جو بھی کرنا ہو اس سے زیادہ اسکی تربیت حاصل کرنی چاہیے۔ ہر مشکل وقت کی تربیت حاصل کرنا چاہیے، کسی بھی وقت اگر مشکل آپکو آگھیرے گی تو سبلو کی طرح ہار جاؤ گے۔

Marfat.com

آپ بیتی میں سبق

سوال: پاپا آپ نے فلاحی کاموں میں کتنی تکلیف اٹھائی اس کا کوئی چھوٹا واقعہ یاد ہے؟

جواب: بیٹا ویسے تو 22 سال بسم اللہ میڈیکل کمپلیکس خیراتی ہسپتال چلایا ہے اس میں سیکڑوں چھوٹے بڑے واقعات رونما ہوئے ہیں۔ بڑے اور چھوٹے کیا سناؤں، کیا بتاؤں بس ہسپتال میں مریضوں کی درد بھری کئی داستانیں ہیں۔ آج میرے مشن کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں لیکن اللہ پاک نے مجھے ہر وقت اپنی حکمت سے بچایا ہے۔

ایک دن میں میٹنگ ہال میں صوفے پر سویا ہوا تھا۔ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو مجھے میرے پاؤں کی طرف دو شخص بیٹھے نظر آئے، وہ سرکاری ہسپتال کے ڈاکٹر تھے ایک فے شاہ اور دوسرا ایم واسو۔ میں اُٹھ کر ان سے ملا پھر انہوں نے کافی باتوں کے بعد مجھ سے کہا کہ سر! ایک عرض لے کر آئے ہیں، میں نے کہا جی حکم کریں تو انھوں نے کہا کہ ایک نرس ہے اس کو آپ یہاں ہسپتال میں نوکری پر رکھ لیں تو میں نے کہا ٹھیک ہے۔ وہ دونوں ڈاکٹر اس نرس کی تعریفیں کرنے لگے کہ سارا کام کرتی ہے، مریضوں کو سنبھال لیتی ہے، یہ کام بھی آتا ہے، وہ کام بھی آتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ پھر میں نے پوچھا پہلے کہاں کام کرتی تھی تو اُس میں سے ایک نے میری طرف آنکھ مار کر کہا سر سمجھا کریں اپنے دوست کی وہ دوست ہے۔ تو مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے کہا کہ تم نے مجھے کیا سمجھا ہوا ہے اس سے پہلے کہ میں دھکے مار کر تمھیں نکالوں خود نکل جاؤ یہاں سے پھر وہ شرمندہ ہو کر وہاں سے چلے گئے۔ اس کے بعد کئی بار ان لوگوں نے مجھے پھنسانے کی کوشش کی، الزام تراشیاں کی۔ ایک کینسر کے مریض کا ہمارے اسپتال میں علاج کرنا تھا وہ کر دیا گیا جبکہ کینسر والا علاج ہمارے ہسپتال میں اس وقت نہیں ہوتا تھا اس کا آپریشن کرنے کے بعد ڈاکٹروں نے کہا کہ اسے سرکاری اسپتال لے جاؤ، اب اُسے سرکاری ہسپتال لے کر گئے تو اُس کے آپریشن میں پیپ پڑ گئی تو ڈاکٹروں نے اس بات کو اتنا بڑا کر کے اخباروں میں چھپوایا کہ بسم اللہ اسپتال کے ڈاکٹروں نے ظلم کیا ہے، اس کینسر والے مریض کا علاج ٹھیک نہیں کیا، اس کو افواہ بنا کر ہمارے خلاف پھیلا دیا لیکن مجھ پر اس خبر کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اسی طرح کے کئی واقعات ہیں ان لوگوں نے بدلے اتارنے کے لیے مجھے پھنسانے کی کوشش کی۔ میں ایک دن کا اور واقعہ بتاتا ہوں جس میں اِن لوگوں نے بڑی گیم کی تھی۔ ایک بار ہماری ایمبولنس کی ٹکر ایک موٹر بائک والے سے ہو گئی، مطلب ہلکی سی ٹکر لگی اور وہ بائیک سامنے واک کرتے ہوئے ایک آدمی کے پاؤں سے جا ٹکرائی۔ اسے ہلکی سی خراش آ گئی۔ سامنے واک کرنے والا شخص ایم واسو تھا۔ اُس نے جب دیکھا کہ یہ

Marfat.com

تو بسم اللہ ہسپتال کی ایمبولنس ہے وہ وہیں گرنے کے بعد لیٹ گیا۔ لوگ اس کو ہسپتال لے گئے۔ مجھے بتایا گیا کہ اپنی ایمبولنس سے ایم واسو کو ٹکر لگی ہے، اس کی حالت بے حد نازک ہے۔ میں نے اپنے ہی اسٹاف کے دو اشخاص کو وہاں بھیجا، اسی لمحے ہمارے ہسپتال کے ریسپشن پر فون آ گیا، فون کرنے والے صادق صاحب تھے وہ سول ہسپتال میں بھی اور ہمارے ہسپتال میں نشے دینے والے ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کرتے تھے، انھوں نے مجھ سے بات کی اور کہا کہ آپ آجائیں معاملہ سیریس ہے یہاں سے ایم واسو کو جواب دے دیا گیا ہے اور ایدھی کا ہیلی کاپٹر منگوایا ہے۔ مجھے بہت پریشانی لاحق ہوئی۔ مجھے لگا کہ میں جب ہسپتال جاؤں گا تو وہ سب لوگ تو پہلے ہی میرے خلاف ہیں مجھ سے بدتمیزی کریں گے۔ لیکن انسانی تقاضے کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے مجھے وہاں جانا بھی ضروری تھا۔ میں بڑی ایمبولنس میں بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ دو اسٹاف چھوٹی ایمبولنس میں تھے ان پر ایکسیڈنٹ کا الزام تھا۔ ابھی ہم روانہ ہی ہوئے تھے کہ ڈاکٹر ایم واسو کا بھائی پولیس سے بھری موبائل کے ساتھ ایس ایچ او کو لے کر ہماری طرف آیا، انھوں نے مجھے رکنے کا اشارہ دیا، میں نے اشارے سے بتایا کہ میں واپس جا رہا ہوں انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ وہ میرے پیچھے ہو گئے، ہماری گاڑی آگے آگے موبائل اور ایم واسو کا بھائی پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ میں بہت گھبرا گیا تھا کہ شاید بڑا حادثہ ہوا ہے، اس وقت گھوٹکی میں جتنی بھی لابی تھی ان میں سرکاری اور غیر سرکاری سو سے زیادہ آدمی تھے، ان میں سے چند کو چھوڑ کر باقی سارے ہمارے خلاف تھے اور یہ پورے پاکستان میں ہے کہ اگر کوئی سستا علاج یا مفت علاج کرے گا تو ان کے پیچھے ایک مافیا پڑ جاتی ہے۔ یہ سارے خوف، وسوسے اور خدشات کو دل میں لے کر سول ہسپتال کی طرف چلا جا رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے ڈاکٹر کے آنے سے پہلے ہی وہ مر جائے، کوئی ہنگامہ برپا ہو جائے، کوئی میرے گریبان میں ہاتھ ڈالے بس اسی خوف اور خدشات کے ساتھ میں ہسپتال پہنچ گیا۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ سول ہسپتالوں میں کتنا رش ہوتا ہے۔ اس دن بھی بڑا رش تھا۔ اس دن بھی ڈاکٹروں نے ہنگامہ مچایا ہوا تھا، اور اسپتال کے گیٹ پر بھی کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے ڈاکٹر فوت ہو گیا ہے۔ میں جیسے ہی اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کرتے ہوئے گاڑی سے اترا اور بے خوفی کے ساتھ آگے بڑھا تو سامنے سے ایک ڈاکٹر نور حسن میرے پاس آیا۔ جیسے وہ میرا ہی انتظار کر رہے ہوں کیونکہ انھوں نے ہمارا ساتھی بن کر شروع میں ہسپتال میں کام کیا تھا اس وجہ سے وہ بڑی گرم جوشی سے ملا اور میں بھی اس لیے ملا کہ اس کے علاوہ وہاں جاننے والا کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے گلے ملتے ہی کان میں سرگوشی سے کہا سر گھبرائیں نہیں یہ سب آپ کے خلاف ایک ڈرامہ ہے۔ یہ بات اتنی سرگوشی سے کہی کہ کسی کو پتہ نہ چلا لیکن مجھے بے حد ہمت آگئی، میں نے کہا اچھا ڈرامہ ہے اب تو میں ان کو دیکھ لوں گا۔ میں نے وہاں سے معلوم کیا کہ

Marfat.com

کوئی ڈاکٹر یہاں بھرتی ہے، مجھے بتایا گیا کہ وہ ڈاکٹر ایل کے روم میں موجود ہے۔ میں نے ڈاکٹر ایل کا نام سُن کر اللہ کا شکر ادا کیا اور میری جان میں جان آگئی کیونکہ ڈاکٹر ایل ہمارے ہسپتال میں بھی کام کرتے تھے۔ وہ ضرور مسئلہ کو حل کر لیں گے۔ ڈاکٹر ایم واسو لیٹے ہوئے تھے کفن کی طرح ان کے جسم پر کپڑا ڈھکا ہوا تھا، کمرہ بھی کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ میرے ساتھ آئے ہوئے بندوں کی اسٹاف سے آپس میں تکرار بھی ہوئی تھی۔ وہاں پہنچنے کے بعد مجھے ڈاکٹر ایل کی آواز سنائی دی، میں روم کے اندر تھا، آواز سُن کر میں روم سے باہر ڈاکٹر ایل سے ملاقات کیلئے آیا۔ ڈاکٹر ایل روزانہ کی بنیاد پر ہمارے بسمہ اللہ ہسپتال میں کام کرتے تھے انہوں نے مجھ سے غیر رسمی طور پر آدھا ہاتھ ملایا، ڈاکٹر کا غیر اخلاقی روّیہ میری زندگی کا پہلا حیران کن واقعہ تھا۔ انہوں نے میرا استقبال کرتے ہوئے کوئی گرم جوشی نہ دکھائی اور مریض کے آپریشن کا سامان یعنی قینچی وغیرہ صاف کرنے لگا۔ اس کے پاس جو بندہ بیٹھا تھا اسے میں اچھی طرح جانتا تھا وہ پراپرٹی کا کاروبار کرتا تھا، وہ ہمارے ساتھ صلاح مشورے کے لیے آتا جاتا تھا، کئی کئی گھنٹے بیٹھا رہتا تھا۔ نہ تو وہ مجھ سے اٹھ کر ملا، نہ بات کی، میں بھی شرمندہ اور افسردہ تھا۔ مجھے جو بھی خدشات تھے وہ ڈاکٹر حسن نے ختم کر دیئے تھے لیکن ڈاکٹر ایل کے کمرے سے آنے کے بعد میں افسردہ ہو گیا تھا کہ اتنی بے وفائی، میں نے ڈاکٹر ایم واسو جو اسٹریچر پر بیٹھا تھا اس کے پاس کھڑے ہو کر کہا ایم واسو صاحب آپ کیسے ہیں کئی بار پوچھنے کے بعد بھی اس نے جواب نہیں دیا صرف کراہنے کی آواز آئی چونکہ میں سب جانتا تھا کہ یہ ڈرامہ ہے۔ لیکن سب سے زیادہ دکھ مجھے ڈاکٹر ایل کا تھا۔ اسی اثناء میں کمرے میں ڈاکٹر عبد اللطیف برڑو جو وہاں سونالاجسٹ تھے، اور تقریباً ڈیڑھ سال پہلے وہ میرے ہی ہسپتال میں سونالاجسٹ تھے ان کے ساتھ میری دوستی بھی تھی اور میں اسے اچھا بھی سمجھتا تھا اور اس کو ہوشیار ڈاکٹر سمجھتا تھا کیونکہ وہ اپنی field کا ماہر ڈاکٹر تھا۔ انہوں نے جب مجھے دیکھا تو انتہا کی گرم جوشی سے ملا اور کہا آپ یہاں سے میرے آفس چلیں، میں تو تیار تھا اور ڈاکٹر ایل اور ایل ایس نے مجھے دیکھا بھی نہیں اور میں ڈاکٹر برڑو کے ساتھ چلا گیا۔ ہسپتال اتنا کھچا کھچ بھرا ہوا تھا ڈاکٹر نے اپنے پرائیویٹ غنڈے اور پیر و مرید بلائے ہوئے تھے کیونکہ اس سازش میں ڈاکٹر ایف شاہ ملوث تھا اس لیے انھوں نے اپنے کافی مریدوں کو لڑائی جھگڑے کے لیے بلایا تھا۔ بھرے مجمعے سے نکل کر ہم ڈاکٹر عبد اللطیف کے آفس جا ہی رہے تھے کہ راستے میں مجھے بہت پرانے دوست جو گھوٹکی سول ہسپتال کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ تھے۔ اتفاق سے وہ بھی اسی وقت اپنے آفس سے نکلے مجھے دیکھ کر گرم جوشی سے بغلگیر ہوئے اور بہت خوشی سے مجھے اپنے آفس میں لے جانے کے لیے آگے کی طرف بڑھے۔ ڈاکٹر برڑو نے مجھ سے معذرت کی کہ تھوڑی دیر میں آرہا ہوں، اتنی دیر میں ایک سب انسپکٹر داخل ہوئے۔ میں اسے نہیں جانتا تھا نہ وہ مجھے جانتے تھے،

Marfat.com

اس نے بتایا کہ آپ کے خلاف ایف آئی آر ہو رہی ہے۔ سب انسپکٹر غلام محمد ہکڑو ایس ایچ او نیاز چانڈیو صاحب وہ دونوں بہت اچھے انسان تھے، اس لئے پولیس نے ایف آئی آر نہیں کاٹی اور مجھے میسج بھیجا کہ ان کو آپ منالیں۔ حق نواز کلوڑ نے مجھے بتایا، سائیں موٹر سائیکل میرے بندے کو لگی تھی، میں نے سائیڈ ہو کر کلوڑ سے ہاتھ ملایا اور سوری کی اور کہا کہ آپ پولیس کو ایف آئی آر کاٹنے سے منع کر دیں، میں شام کو آپ کے آفس آؤں گا، ایم ایس نے فون کیا کہ راؤ صاحب کی کوئی ایف آئی آر نہ کاٹے، راؤ صاحب میرے پاس آگئے ہیں، ایم ایس سید حسن علی شاہ صاحب نے ایف شاہ کو اور جتنی بھی لابی تھی ان کو بلا کر کہا کہ راؤ صاحب آگئے ہیں اور کہا کہ زخمی کو اپنے ساتھ گھر لے جاؤ۔ اس دن گھوٹکی میں ڈاکٹر خالد ھالیپوٹہ کے پاس پیر صاحب پگارو آرہے تھے، سب ڈاکٹروں کو دعوت پر جلدی جانا تھا، سب ڈاکٹر مجھے گیٹ تک چھوڑنے آئے، بات رفع دفع ہوگئی تھی ۔یہ آپ بیتی اس لیے لکھی ہے کہ انسان کوئی بھی مشن شروع کرے تو اس کے اندر بہت سی مشکلات آئیں گی، اُس دکھ درد و تکلیف کا اس کہانی میں بتایا نہیں جاسکتا۔ یہ وہی جانتا ہے جس پر گزری ہو۔ ایم واسو کی موت اللہ نے واقعی ایکسیڈنٹ سے لکھی تھی کچھ عرصے بعد وہ کراچی سے آتے ہوئے ایک ایکسیڈنٹ میں فوت ہوگئے، اللہ اُن پر رحم عطا فرمائے، جنہوں نے میرے خلاف باتیں کی ان کے نام لینا میں یہاں پسند نہیں کرتا، میں نے ان کو دل کی گہرائیوں سے معاف کیا اللہ تعالیٰ بھی ان کو معاف کرے گا۔ اس واقعے کے اندر کردار زیادہ تھے اس لیے ان کے نام نہیں لیے، اور جن کے نام لیے جنہوں نے میری مدد کی، یہ ان کا صدقہ جاریہ ہے جنہوں نے میرے مشن میں میری مدد کی اللہ سب کو ہر اچھے مشن میں کامیاب فرمائے اور پاکستان پر بھی اللہ سائیں رحم فرمائے۔

Marfat.com

اللہ کے ظہور کے نظارے

سوال: پاپا آپ کی تو پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں سے بھری پڑی ہے اور جب سب لوگ انکار کر کے آپ کو تنگ کریں، پھنسانے گرانے میں لگ جائیں، پھر آپ کو اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے نکال بھی لیں تو پھر اللہ پاک پر پیار کیسے نہیں آتا ہو گا؟

جواب: ہاں کیوں نہیں بیٹا، بے شمار واقعات میں اللہ تعالیٰ کو میں نے اپنے سامنے دیکھا، مجھے اُڑتے چرند پرند ہر چیز میں اللہ سمایا نظر آتا ہے گھاس پھوس میں ہر چیز میں، مجھے اللہ سائیں کی قدرت، اللہ پاک کی مہربانی، عطائیں، تخلیق محبت نظر آتی ہے۔

سوال: پاپا گھاس پھوس میں اللہ پاک کیسے؟

جواب: پاپا نے مجھے کھڑکی کے باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھنے کو کہا کہ اپنے گھر کے باہر روڈ کی اُس پار جو درخت لگا ہوا ہے وہ ستائیس سال کا ہے اور یہ جو ہمارے لان میں ہے یہ ڈیڑھ سال کا اُس میں کتنا فرق ہے؟

تو میں نے دیکھا کہ واقعی ہمارا درخت گھنا بھرا ہوا، خوبصورت لگ رہا تھا اور اُس درخت سے کافی بڑا بھی لگ رہا تھا، مگر وہ درخت مناسب قد کا تھا، لیکن ہمارے لان میں لگے درخت سے چھوٹا نظر آ رہا تھا پھر دوسری طرف قریب کے ایک گھر میں اُن کے لان میں لگے درخت کو دِکھایا، اور اُس کے بالکل پاس لگا ہمارے لان کا درخت دکھایا، پڑوس کے گھر میں لگے ہوئے درخت کی عمر سترہ سال سے ہے جبکہ ہمارے گھر میں اُس طرف لگے درخت کی عمر ایک سال ہو چکی تھی، اور وہ دونوں برابر عمر کے نظر آ رہے تھے، پھر پاپا نے کہا کہ بیٹا ایسے نظر آتا ہے اللہ پاک!

اللہ کے ظہور کے نظارے وہ ہی دیکھتے ہیں جن کو وہ دکھانا چاہے
ورنہ کوئی لہر سمندر پر ہوتی سورج آسمان دیکھتی کوئی قطرہ پانی کی تہہ میں ہی رہتا ہے عمر ساری

Marfat.com

انسان عقل سے طاقت کو کیسے نچاتا ہے

درندے کو بھی محبت کی زبان آتی ہے

تو چھوڑ تو میں بھی چھوڑ دوں

Marfat.com

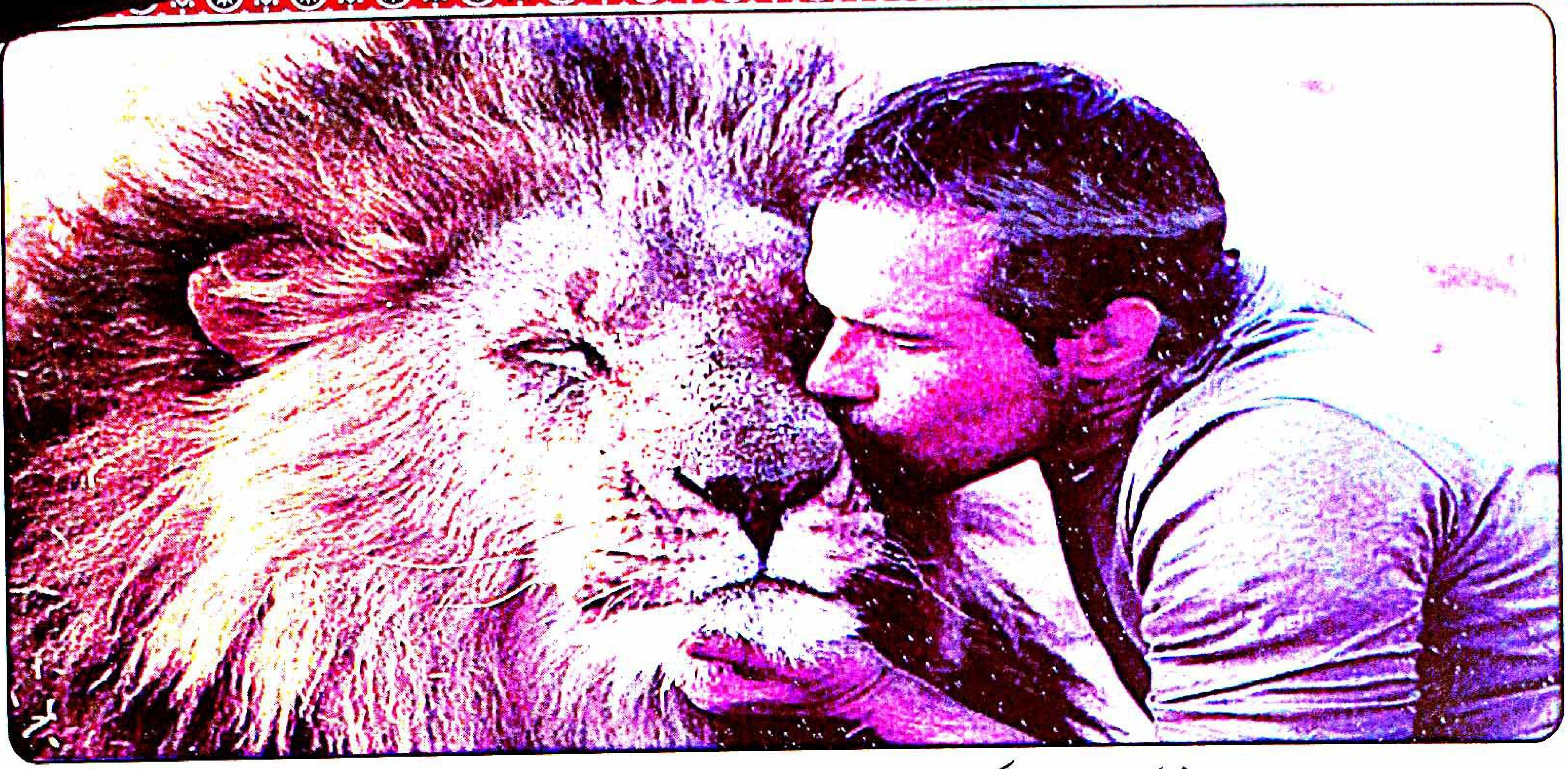

وحشی کی دوستی ہو سکتی اب انسان سے دوستی خطرے سے خالی نہیں

سانپ کے ڈسنے سے تو یہ بچ گیا لیکن اپنی ہی نسل سے شاید نہ بچے

ہڑپنا جا کا کام ہے اب اُس کی فطرت ہم نے لے لی ہے

Marfat.com

باب پانچواں

کامیابی کی سیڑھیاں

Marfat.com

رُوحانی الیکشن

اس دنیا میں جیسے الیکشن ہوتے ہیں ووٹ ڈالے جاتے ہیں امیدواروں کو چُنا جاتا ہے کہ کون کس عہدے پر فائز ہو گا، کسے کون سا عہدہ دیا جائے گا۔ ایسے ہی اوپر آسمان پر بھی ووٹ ڈالے جاتے ہیں۔ وہاں بھی الیکشن ہوتا ہے، وہاں بھی ہر بندے کے لیے ایک حد رکھی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی کے 100 ووٹ ہوں گے تو اسے فلاں عہدہ مل جائے گا کیونکہ دنیاوی لحاظ سے چاہے بندہ کتنا بھی مستحق ثابت ہو جائے پھر بھی اُسے وہ ووٹ درکار ہوتے ہیں، کیونکہ جب تک انسان زیادہ ووٹ حاصل نہیں کرے گا تب تک اُسے عہدہ نہیں مل سکتا۔ اب دنیاوی ووٹ کے بارے میں تو سب کو معلوم ہے لیکن روحانی ووٹ کیسے پڑتے ہیں یہ بات آپ کو میں بتاتا ہوں، روحانی ووٹ سے مراد کوئی آپ کو آپ کے عمل کی وجہ سے پسند کرے یا خوش ہو جائے، مثال کے طور پر آپ نے کسی کے کام کی تعریف کی اور اُسے آپ کی تعریف پسند آ گئی۔ اس کا دل آپ کی وجہ سے خوش ہو گیا تو مطلب آپ کو ایک ووٹ مل گیا۔ ایسے ہی آپ کے کسی اچھے عمل سے کوئی آپ سے خوش ہو جائے تو وہ آپ کے لیے ایک ووٹ بن گیا پھر جب آپ کو کوئی عہدہ چاہیے ہوتا ہے تو اللہ پاک فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ اسے کتنے بندے پسند کرتے ہیں تو فرشتہ کہتا ہے سو بندے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دے دو اِسے فلاں عہدہ۔ تو ایک کامیاب عہدے دار شخص بننے کے لیے انسان کو یہ ووٹ درکار ہوتے ہیں جس کی تعداد کا کسی کو پتہ نہیں ہوتا، اس لیے ہر وقت اپنے عمل سے اپنے ووٹ بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمارے ایک جاننے والے فوج میں جنرل کے عہدے پر تھے لیکن انکی آگے پروموشن (promotion) نہیں ہوئی حالانکہ انکے کام کرنے اور کام لینے کے طریقے کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اُن کو پروموشن نہیں ملے گی، لیکن نہیں ملی۔ وہ بندہ دنیاوی لحاظ سے تو ضرور اُس اگلے عہدے کے لیے مستحق تھا لیکن روحانی ووٹ جو اُسے درکار تھے اس کے پاس نہیں تھے۔ یہ بات اس کے نیچے کام کرنے والے ایک شخص نے بتائی کہ جنرل صاحب صبح کام بول کر جاتے ہیں اور دوپہر کو دیکھنے آ جاتے ہیں۔ یہ اُن کے کام لینے کا اسٹائل تھا لیکن کبھی کام کی تعریف نہیں کرتے تھے کبھی شاباش نہیں دیتے تھے، یہی وجہ تھی کہ اُس نے کبھی کسی کا دل خوش نہیں کیا اور کچھ ان کے کچھ دوسرے کاموں کی وجہ سے بھی لوگوں کو تکلیف آئی تھی۔ یہ سارا وزن ایک ہی دم سے اُس جنرل پر گر گیا جس کا اُس کو ہی پتہ ہو گا کہ یہ کتنا وزنی ہے حالانکہ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے لیکن جنرل کے لیے جھنجھوڑ دینے والی بے حد وزنی بات ہے۔ انسان کو ہمیشہ ایسے عمل کرنے چاہئیں جس سے آپ کا رب خوش ہو جائے، مخلوق کا دِل خوش ہو

Marfat.com

جائے۔ ایک بار اسپورٹس ٹیم کی طرف سے میری سرکاری نوکری لگ گئی۔ ہر مہینے گھر بیٹھے مجھے تنخواہ مل سکتی تھی جب میں کچھ مہینوں کے بعد اپنی تنخواہ لینے کے لیے گیا تو میں نے وہاں دیکھا کہ کوئی لاشاری ذات کا شخص میری تنخواہ وصول کر رہا تھا ۔ جس کا باپ فوت ہو چکا تھا لیکن اُس کے باپ کا نام بھی حنیف تھا، اور میرے ابو کا نام بھی حنیف تھا اس لیے لاشاری اور شاکر میں کسی نے دھیان نہیں دیا اور وہ لاشاری نام کا بندہ میرے نام پر ہر ماہ بتیس ہزار وصول کر رہا تھا، اُس زمانے کے گھر بیٹھے اتنی رقم مل جانا بہت بڑی بات تھی، لیکن پتہ نہیں کیوں میرے قدم پیچھے ہو گئے اور میں نے خود وہ تنخواہ لینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ پھر مجھے ایک پرائمری اسکول میں ٹیچر رکھ لیا گیا لیکن میں جاتا نہیں تھا لیکن اس نوکری کی تنخواہ میرا ایک بھائی وصول کرتا تھا، لیکن ہر ماہ کی جو بھی تنخواہ تھی اس رقم کا بھی حساب کر کے میں نے پیسے اکٹھے کیے اور مسجدوں میں پنکھے لگوائے اور چھت بنوائی۔ اسکولوں میں UPS اور ٹھنڈے پانی کے کولر لگوائے کیونکہ جب میں نے کسی بچے کو پڑھایا ہی نہیں تو تنخواہ کس بات کی لینی، تو اللہ تعالیٰ نے اپنا اچھا بندہ بننے میں میرا بہت ساتھ دیا۔ لیکن کسی بھی عہدے پر جانے کے لیے ضروری ہے کہ آپ کے ملازم، گھر والے، کام کرنے والے آپ سے خوش رہیں، اور آپ اپنے ووٹ پورے کر کے اپنے عہدے پر فائز ہو جائیں۔ ایک بار دو بندے آپس میں بیٹھ کر بات کر رہے تھے، ایک لڑکا اُنکے ساتھ ہی بیٹھا تھا، وہ لڑکا اپنے موبائل پر ایک ویڈیو دیکھ رہا تھا۔ اُس نے ساتھ بیٹھے بندوں میں سے ایک آدمی کو ویڈیو دکھائی تو اس آدمی نے لڑکے کو بُرا سا چہرہ بنا کر کہا کہ یہ ویڈیو میں نے دیکھی ہوئی ہے، اب اس بندے کو یہ پتہ نہیں ہے کہ اسکی یہ حرکت بھی روحانی ووٹ میں رکاوٹ ہے، کیونکہ اس بچے نے کتنی دیر تو سوچا ہو گا کہ دکھاؤں نہ دکھاؤں، پھر ہمت کر کے دکھانے کا سوچا تو کتنی دیر اس انتظار میں بیٹھا رہا کہ اِن بڑے بندوں کی باتوں میں وقفہ ملے تو دکھاؤں، پھر اتنی سوچ کے بعد اس نے خوشی سے جب وہ دکھائی تو اس شخص نے بے رُخی سے منع کر دیا، اب اس کو جو ووٹ مل سکتا تھا وہ ختم ہو گیا اور ایسے ہی اب اُسے اُس بچے کا ووٹ کبھی نہیں مل سکتا، ایک ووٹ اس کے خلاف ہو گیا۔ اس طرح جب اس بندے کے لیے اللہ پاک فرشتوں سے پوچھے گا کہ اسے کتنے لوگ پسند کرتے ہیں تو فرشتہ کہے گا 10 بندے پسند کرتے ہیں اور 20 ناپسند کرتے ہیں تو اِس طرح کیسے کسی کو کوئی عہدہ مل سکتا ہے تو ایسی رکاوٹیں بھی ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

Marfat.com

بچپن کو پرکھیں

اس دنیا میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو اپنی اسکول لائف میں چاہے قابل نہ بھی ہوں مگر وہ دنیا میں قابل ترین مانے جاتے ہیں۔ ایسے بہت سے اعلیٰ دماغ کے ماہرین ہیں جو اپنی اسکول لائف کے دوران نکمے اور ناکارہ سمجھے گئے ہیں۔ اس لیے ماں باپ کو چاہیے کہ اگر اس کا بچہ کسی چیز میں دلچسپی (Interest) نہیں لے رہا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بچہ ناکارہ ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا Track کوئی اور ہے، اگر کوئی کسی ایک چیز میں کم ہے تو مطلب وہ اپنی کسی اور Field میں پورا کام کر سکتا ہے۔ ماں باپ کو یہ Diagnose کرنا پڑے گا کہ اس کے بچے کی وہ کون سی خوبیاں ہیں جس کے لیے وسائل فراہم کر دیئے جائیں تا کہ وہ اپنی صلاحیتوں کا بخوبی فائدہ اُٹھا سکے اور دوسروں کو بھی دے سکے۔ اب جیسے ایک سائنسدان جن کا میں یہاں ضرور ذکر کرنا چاہوں گی سر آئزک نیوٹن (Sir Izac Newton) جس کا دماغ 6 یا نس تھا، جس نے اپنی بڑی بڑی ایجادات سے اس دنیا میں بڑا نام قائم کیا تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہر انسان کے ذمے کام لگایا ہے، بس آپ کے پرکھنے کا فرق ہے۔ اس طرح کے کئی سائنسدان جو کسی چیز میں کم ثابت ہو کر بھی اپنے Track پر آکر اُبھرے ہیں اور ایک بار میری امی میرے بھائی مون کی وجہ سے پریشان ہو کر پاپا سے شکایت کرنے لگیں تو پاپا نے کہا کہ اگر یہ کسی کام میں کمزور ہے تو ضرور کسی اور کام کے لیے بنا ہے جو کوئی ایک چیز میں کم ہوتا ہے وہ دوسری چیز میں بہت آگے جاتا ہے۔

Marfat.com

بچاؤ کی طاقت

Defence Power

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بچاؤ (Defence) کی طاقت بھی عطا کی ہے، جس کی وجہ سے انسان ناممکن کو ممکن کر سکتا ہے اگر انسان چاہے تو وہ اپنی بیماری سے بھی لڑ سکتا ہے۔ میرے پاپا اکثر کہتے ہیں کہ بیماری کو اگر کہہ دو کہ میں بیمار نہیں ہوں تو وہ بیماری بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گھر میں بیماری، بیماری کا نام سُن سُن کر بھی انسان خود بیمار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انسان اگر سوچ لے کہ یہ بیماری ہے تو اس کے اندر بھی وہ بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ بیماری، بیماری سن کر وہ خود بھی اس میں مبتلا ہو جاتا ہے مطلب انسان اس قدر اثر لے لیتا ہے کہ واقعتاً اس میں وہ بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک واقعہ میں ضرور یہاں بتانا چاہوں گی کہ امریکہ میں جب ایک قیدی کو پھانسی کی سزا سنائی گئی تو وہاں کے کچھ سائنس دانوں نے سوچا کہ کیوں نا اس قیدی پر کچھ تجربہ کیا جائے۔ قیدی کو بتایا گیا کہ ہم تمھیں پھانسی دے کر نہیں ماریں گے بلکہ زہریلے کوبرا (Cobra) سانپ سے ڈسوا کر ماریں گے۔ اس کے سامنے بڑا سا زہریلا کوبرا سانپ لانے کے بعد اس شخص کی آنکھیں بند کر کے اس کو کرسی سے باندھ دیا گیا لیکن اس کو سانپ سے نہیں ڈسوایا گیا بلکہ دو سیفٹی پن چبھوئی گئیں۔

قیدی کی کچھ سیکنڈ میں ہی موت ہو گئی، پوسٹ مارٹم کے بعد پتہ چلا کہ قیدی کے جسم میں سانپ کے زہر جیسا ہی زہر ہے۔ اب یہ زہر کہاں سے آیا کہ جسکی وجہ سے اس قیدی کی جان واقع ہوئی ہے! وہ زہر اس کے جسم نے ہی صدمے میں جاری کیا تھا۔ ہمارے ہر عمل سے مثبت یا منفی توانائی بنتی ہے اور ہمارے جسم میں اسی کے مطابق ہارمونز تیار کرتی ہے۔ یہ تجربے بتا رہے ہیں کہ انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ 75 فیصد بیماریوں کی وجہ منفی سوچ ہی ہوا کرتی ہے۔ آج انسان خود ہی اپنی منفی سوچ سے خود کو ختم کر رہا ہے اور واقعی ایسا ہے کہ انسان کے اندر کی (defence power) ہی سے انسان کے اندر کے منفی، مثبت اثرات بنتے ہیں۔ ایک اور بھی واقعہ میں نے پڑھا تھا مولانا وحید الدین صاحب کی کتاب میں کہ اگر انسان اپنے آپ کو منا لے کہ مجھے یہ کرنا ہے تو اس کا defence power کیسے کام کرتا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ کلاس میں صحت کی بات چھڑ گئی ماسٹر صاحب صحت کے اصول لڑکوں کو سمجھا رہے تھے ان میں ایک طالب علم کھڑا ہو گیا اور بولا "

ماسٹر صاحب

اجازت ہو تو ایک بات دریافت کروں۔

ضرور۔

ماسٹر صاحب اس عمر میں آپ کی اتنی اچھی صحت ہے، اس کا راز کیا ہے؟

Marfat.com

اس کے بعد ماسٹر صاحب نے اپنی کہانی بیان کرنا شروع کی۔ انہوں نے کہا: یہ اس وقت کی بات ہے جب میں تم سے بھی چھوٹا تھا اس وقت میں کلکتہ میں تھا۔ میری صحت بہت خراب ہوگئی، میں اتنا دبلا اور کمزور ہوگیا کہ چلنا پھرنا مشکل ہوگیا ڈاکٹر بھی میرے علاج سے مایوس ہوگئے۔ ایک روز ڈاکٹر نے کہا: اس کو گھر لے جاؤ، اب یہ بچ نہیں سکتا، یہ مرے تو اپنے ماں باپ کے پاس مرے۔ ڈاکٹر کو میری موت پر اتنا یقین تھا کہ اس نے میرے سامنے ہی یہ بات کہہ دی مجھے ڈاکٹر کی بات سن کر بہت غصہ آیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا مجھے زندہ رہنا ہے اور میں نے اس کے فوراً بعد زندگی کی جدوجہد شروع کردی۔ میں نے سوچا کہ سب سے پہلا کام مجھے یہ کرنا ہے کہ اپنے دماغ سے اس خیال کو نکالنا ہے کہ میں بیمار ہوں یا مرجانے والا ہوں۔ میں نے یہ فیصلہ کیا کہ چاہے کچھ بھی ہو مجھے بہر حال جینا ہے۔ اس کے بعد نہ میں کسی ڈاکٹر کے پاس گیا اور نہ کوئی دوا کھائی، البتہ اپنی زندگی کو نہایت منظم کرلیا۔ میں روزانہ صبح کو کھلی ہوا میں ورزش کرتا، روزانہ نہاتا، روزانہ اپنے بدن پر تیل کی مالش کرتا اور دن رات کے سارے اوقات کو ایک نظام کے تحت گزارتا۔ میرا ارادہ میری بیماری پر غالب آیا۔ میں دھیرے دھیرے اچھا ہونے لگا میرے چہرے پر موت کے پیلے پن کی بجائے زندگی کی سرخی دوڑنے لگی۔ اب میں ایک تندرست نوجوان تھا۔ جس کی صحت پر لوگ رشک کرتے تھے۔ وہ دن ہے اور آج کا دن، میں بچپن سے جوان ہوا اور جوانی کے بعد اب بڑھاپے کا دور شروع ہوگیا ہے لیکن ڈاکٹر کے اندازہ کے خلاف نہ صرف یہ کہ میں زندہ رہا بلکہ پھر کبھی بیمار بھی نہیں ہوا۔

اس سے ثابت ہوا کہ انسان کو اللہ پاک نے defence پاور جیسی اتنی بڑی طاقت عطا کی ہے، اللہ پاک کا انسان کے اوپر کتنا بڑا احسان ہے کہ انسان کو اس کے اندر ہی صلاحتیں استعمال کرنے کے راز دے دیے، وہ آسائشیں اسی کے اندر ہی عطا کردیں جو بندہ جب چاہے ضرورت کے تحت استعمال کرلے۔ ایک ذاتی واقعہ بھی ایسا ہی ہوا ایک بار پاپا کو شدید سردی لگی اور بخار ہوگیا، جسم میں کپکپاہٹ والا درد کہ بیٹھنے کی بھی ہمت نہیں تھی ڈبل ٹرپل کمبل اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے اتنے میں پاپا نے آواز محسوس کی جیسے کوئی کچھ چیچ بج رہی ہے۔ انہوں نے کمبل اٹھا کر دیکھا تو سامنے امی انار کھارہی تھیں اور ٹی۔وی دیکھ رہی تھیں تو پاپا کو لگا کہ امی پاپا کو مجبور، بے بس سمجھ کر لاپرواہی دکھارہی ہیں۔ اُسی وقت پاپا نے کمبل ہٹایا اور جاکر نہا آئے اور اس کے بعد مضبوطی سے سوچ لیا کہ میں بیمار نہیں ہوں۔ اُن میں قوتِ مدافعت اللہ پاک کی طرف سے آگئی اور رضائیاں ہٹادیں اور نفسیاتی طور پر محسوس کرایا کہ مجھے کچھ نہیں ہوا۔ اس بات سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان اپنی ہمّت سے ہر بیماری اور دکھ درد اور مصیبت سے ٹکرا سکتا ہے۔ انسان کے پاس defence power اللہ پاک کی بہت بڑی عطا ہے۔

Marfat.com

توکل کی دلیری

کافی سال پہلے سندھ میں بڑے سیلاب کی اطلاع تھی اور پنجاب سے کوئی 4 لاکھ کیوسک پانی آنا تھا اور اکٹھا ہو کر 17 لاکھ کیوسک سکھر بیراج سے گزرنا تھا، سندھ اور پاکستان کی حکومت پریشان تھی کہ بیراج کو سیلابی ریلا بہا لے جائے گا اور سندھ تباہ وبرباد ہو جائے گا، اس دوران سکھر شہر خالی ہونا شروع ہو گیا۔ بیراج کے انجینئرز اور ملازم سکھر بیراج کو چھوڑ کر بھاگنے لگے اس دوران ایک بوڑھا آدمی 100 سال سے زیادہ یعنی 110 سال کے قریب عمر تھی وہ آیا اور بیراج والوں کو سمجھایا کہ یہ بیراج پانی کو برداشت کرے گا میں گارنٹی دیتا ہوں کیونکہ مجھے بیراج بنتے وقت یہاں مزدوری کرتے کرتے انگریز انجینئروں کے ساتھ رہنے کا موقع ملا اور انہوں نے اس وقت کسی بڑے آفیسر کو کہا کہ یہ ہم نے اٹھارا لاکھ کیوسک کا بنایا ہے۔ لیکن ہم اس کتاب اور آرڈر شیٹ میں 12 لاکھ کیوسک برداشت کرنے کا لکھیں گے، یہ مجھے یاد ہے ان انگریزوں کی بات پر اس بوڑھے آدمی نے چیلنج دیا اور اکیلا تین دن تک کھانا پانی لیکر بیراج پر کھڑا رہا اور جتنا بھی وہاں پانی آیا وہاں سے گزرا تو اللہ نے اس کی دلیری کا راز رکھا اور شاید اللہ کو اس کی توکل پر ترس آ گیا اور سکھر بیراج بچ گیا۔

ایسے زندہ انسان ہمارے اندر کیوں نہیں

ہندوستانی انجینئر غیر ضروری تعمیرات اور غیر ضروری ڈیزائنوں پر کروڑوں روپیہ ضائع کرتے ہیں، اس کی مثال دیتے ہوئے مسٹر کے-ڈی-مالویہ (سابق وزیر پیٹرولیم) نے بتایا کہ: مشرقی ہندوستان میں ایک پل پر کام ہو رہا تھا۔ اس دوران ڈرلنگ مشین کو پل پر لے جانے کی ضرورت ہوئی۔ اس وقت موقع پر دو انجینئرز تھے۔ ایک روسی اور دوسرا ہندوستانی۔ ہندوستانی انجینئر نے کہا کہ: ڈرل کرنے کی بھاری مشین پل کے اوپر لے جائی گئی تو پل ٹوٹ کر گر جائے گا۔ اس لیے مشین اس وقت تک پل پر نہ چڑھائی جائے جب تک اس کے استحکام کا مزید انتظام نہ کر لیا جائے۔ روسی انجینئر کو اس سے اختلاف تھا۔ اس کا خیال تھا کہ: ڈرلنگ مشین کو ہم پل پر لے جا سکتے ہیں اور اس سے پل کو کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔ بحث اتنی بڑھی کہ یہ مسئلہ متعلقہ وزیر تک جا پہنچا۔ روسی انجینئر نے اپنے نقطۂ نظر کی وکالت کرتے ہوئے وزیر سے کہا: روس میں میری بیوی اور بچے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ مگر میں اس کے لیے تیار ہوں کہ پل کے نیچے کھڑا ہو جاؤں جب کہ مشین پل کے اوپر چڑھائی جائے۔ اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے روسی انجینئر نے فی الواقع ایسا ہی کیا اور بے ضرر بچ کر نکل آیا۔

(کے-سی-کھنا، مطبوعہ السٹریٹڈ ویکلی، 21 ستمبر 1975ء)

Marfat.com

حادثات ہیرو بنادیتے ہیں

31 اگست 1976ء کا واقعہ ہے۔ دہلی کے روزری اسکول (نزدیک ریڈیو کالونی) کے میدان میں لڑکے جمع تھے۔ اتنے میں ایک کالا سانپ نکلا اور ایک چھ سالہ بچے کو لپیٹ لیا۔ بچہ چیخنے لگا اس کے ساتھی بھی چیختے ہوئے بھاگے۔ چیخ و پکار اسٹاف روم تک جا پہنچی اور اسکول کی استانیاں بچے کی طرف دوڑیں۔

مگر اس کا خوفناک حال دیکھ کر سب سہم گئیں۔ اتنے میں ایک استانی خاموشی کے ساتھ آگے بڑھی۔ اس کے ہاتھ میں صرف ایک اخبار تھا۔ اس نے اخبار کو سانپ کے منہ پر رکھا اور پوری طاقت سے اس کو پکڑ کر بچے کے پاؤں سے الگ کر دیا۔ لڑکا فوراً قریب کے ہندو راؤ ہسپتال لے جایا گیا، جہاں وہ چند دن کے علاج سے اچھا ہو گیا۔ سانپ کو ہسپتال کی لیبارٹری میں پہنچا دیا گیا جہاں وہ زندہ حالت میں موجود ہے۔

استانی کا نام مسز جان ہے اور بچہ کا نام راجن کپور۔

مجھے یقین نہیں آتا کہ میں نے اس موذی سانپ کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیا تھا۔ اب تو مجھے اس کو سوچ کر بھی ڈر لگتا ہے۔

یہ دراصل حادثہ تھا، جس نے مسز جان کو اس حیرت ناک بہادری کے لیے آمادہ کیا۔ حادثات آدمی کو ہیرو بنادیتے ہیں۔

مولانا محمد علی (1878-1931) جب بیتول جیل میں نظر بند تھے۔ ان کی اہلیہ جیل خانہ میں ان سے ملاقات کے لیے گئیں۔ انہوں نے اپنے شوہر مولانا محمد علی سے کہا:

تم ہماری فکر نہ کرنا۔ خدا ہی پہلے بھی رازق تھا اور اب بھی وہی رازق ہے۔ تم صرف ایک واسطہ تھے اور خدا بلاواسطہ بھی دے سکتا ہے اور دوسرا واسطہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے کہا:

رہا تمہارا کام اگر اجازت ہو تو اس کو میں سرانجام دے دوں۔

(مضامین محمد علی، جلد اول، صفحہ 84-83)

چنانچہ انہوں نے کام شروع کیا اور دو سال کے عرصے میں 45 لاکھ روپے کا چندہ خلافت تحریک کے لیے جمع کر لیا۔ یہ 45 سال پہلے کا واقعہ ہے جب لاکھ کا مطلب آج کے لاکھ سے بہت زیادہ تھا۔

Marfat.com

اندر کی اعضاء کو بھوکا رکھنے کی حکمت

مولانا وحید الدین صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ:

آپ کو ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہو گی

ایک شخص نے ایک دیہاتی آدمی کو دیکھا ساٹھ سال سے زیادہ عمر ہونے کے باوجود وہ خوب تندرست اور سرگرم دکھائی دیتا تھا۔

آپ کی صحت کا راز کیا ہے؟

اس نے پوچھا۔ دیہاتی کا جواب یہ تھا:

میرے من میں جب بھی ایسا ہوتا ہے کہ کھاؤں یا نہ کھاؤں تو میں ہمیشہ نہ کھاؤں کو ترجیح دیتا ہوں۔

یہ بات ایک دیہاتی ان پڑھ نے بتائی۔ یہی بات سقراط نے ان لفظوں میں کہی تھی:

اس وقت تک نہ کھاؤ جب تک تم بھوک سے بے تاب نہ ہو جاؤ۔

غذا ہی میں انسان کی طاقت ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ غذا ہی آدمی کی ساری بیماریوں کی جڑ ہے۔ غلط خوراک یا ناقص خوراک جتنی مضر ہے اتنی ہی مضر یہ بات بھی ہے کہ آدمی بھوک کے بغیر کھائے یا ضرورت سے زیادہ اپنے پیٹ کو بھرے۔۔۔۔۔ صحت کا راز ایک لفظ میں ہی ہے جو صرف یہ ہے۔

"صحیح خوراک معتدل مقدار میں"

اگر آدمی صرف اس ایک اصول کو پوری طرح پکڑ لے تو اس کو زندگی بھر ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہو گی۔

بابا نمانا سائیں بھی اکثر ایک قول دہراتے رہتے تھے کہ "روٹی بھوک سے فقیری دکھ سے" اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کوئی دُکھ کے انبار سے نہ گزرے گا تو فقیر نہیں بنے گا، جب تک شدید بھوک نہیں لگے تو اللہ کے نام سے خود بخود صبر ہو جائے گا اور بھوک مٹانے کے لیے کھانا کھا کر سیر ہو جائے گا تو اللہ تعالی کا شکر بجالائے گا۔ بھوک لگنے اور بھوک سے کھانے کے درمیان جو کیفیت انسان کے اندر رونما ہوتی ہے وہی سچائی، ریاضت، فکر، فاقہ، فقر، میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی مثال کے طور پر اگر کسی شاہوکار کی اولاد کو ہر چیز کی خواہش کرنے پر ہر چیز مل جائے اور بغیر مانگے اس کی خواہش پوری کی جائے، تو آگے چل کر وہ اولاد بگڑ جائے گی۔ وہ نہ اللہ پاک سے مانگنا سیکھتے ہیں اور نہ ہی اپنے ماں باپ سے

Marfat.com

مانگنا سیکھتے ہیں، تو اب وہ بچے کیسے سیکھیں گے۔ جب انسان کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے تو دل و دماغ سے منصوبے بناتا ہے اور اللہ پاک کی قدرت سے وہ دل و دماغ پر بوجھ ڈالتا ہے پھر وہ ایکشن میں آتے ہیں اور کچھ نہ کچھ تخلیق کر لیتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اعضاؤں کے اندر خودکار طاقت رکھی ہے۔ انسان کے اندر کی خودکار صلاحیت اسکے دل و دماغ میں اور ہر اعضاء (ORGAN) میں سے جراثیم کو کھوج کر فوج، وزیر بادشاہ اور مشیر کی طرح خون میں بھاگ دوڑ کرتی رہتی ہے اس لیے اپنی اولاد کو مانگنے کی، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کے بسم اللہ الرحمن الرحیم بارے میں معلومات دینی چاہیے، ورنہ آہستہ آہستہ اس کے اندر سے بچاؤ کی صلاحیت والا اللہ پاک کا عطا کیا ہوا خودکار سسٹم (defense system) مدھم ہوتا رہتا ہے۔ اسکے آرگن سو جاتے ہیں، ہارمون سست ہو جاتے ہیں، اس لیے وہ بچہ آگے چل کر اپنے ماں باپ اور خود کے لیے مشکل کا سامان پیدا کر دیتا ہے۔ مندرجہ بالا مثال اسی لیے دی گئی ہے کہ انسان کے اندر کے اعضاء (organs) جیسے معدہ ،دل، دماغ گردے، جگر وغیرہ جب تک ان میں بھوک پیاس کے ہونے کا احساس نہیں ہوگا، اس وقت تک ان کے اندر کے خلیے ایکٹو نہیں ہونگے۔ (exercise) نہیں کریں گے اور بھوک پیاس کے لیے بھی بھاگ دوڑ نہیں کریں گے۔ وہ اعضاء اندر سے بگڑی ہوئی اولاد کی طرح سست اور کاہل ہو جاتے ہیں۔ سارے خلیے اور سارے ہارمون کا سستی کے باعث کسی سے کم ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، کسی کو گھر بنوانے کے خطرے ہو جاتے ہیں، کسی کا کولیسٹرول بڑھ جاتا ہے، کس کا بی پی low ہو جاتا ہے کبھی بڑھ جاتا ہے، کبھی بخار آجاتا ہے، پھر پورا انسان بیمار ہو جاتا ہے قوت مدافعت کم ہو جاتی ہے ہر بیماری ان پر حاوی ہو جاتی ہے۔ اس لیے اندر کے سارے اعضاء کی ورزش بھوک اور پیاس سے ہی ہوتی ہے، تو یہ ثابت ہوا کہ جب تک فوجی اپنی پریڈ نہیں کرینگے اور کھلاڑی وارم اپ warm-up نہیں کرینگے، اپنے کام میں سستی کریں گے تو لاعلاج مرض میں مبتلا ہو جائیں گے۔

Marfat.com

دنیا سے جانے والا کسی اور کو اپنا کام سنبھال کر دیتا ہے

میں اکثر یہ سوچتا رہتا ہوں کہ جس شہر یعنی گھوٹکی کا میں پڑھا ہوا ہوں، اس شہر کے بارے میں کئی جھوٹی خبریں بنائی گئی ہیں کہ یہاں کالج اور اسکولوں میں امتحانی نقل ہوتی ہیں۔ بڑے بڑے عالم وکیل گھوٹکی نے پیدا کیے ہیں لیکن میں خود فخر سے یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ میں بڑی عوامی ریسلنگ یعنی کبڈی (Weight lifting) کا کھلاڑی تھا اس لیے مجھے اسکول میں استادوں نے اور کالج میں پرنسپلوں نے اتنی رعایت دی کہ اسپورٹس میں تو آگے چلا گیا مگر پڑھائی میں پیچھے ہو گیا، انکی سپورٹ سے میں صرف کالج کی حد تک نہیں بلکہ سکھر بورڈ کی طرف سے بھی کھیلتا تھا۔ انکی مدد کی وجہ سے MA، LLB کیا، لیکن مجھے لکھنے کا موقع کم ہی ملا اور ویسے بھی میں لکھنے کا سست تھا اس لیے مجھے اردو بھی لکھنا مشکل ہی لگتا تھا۔ مولانا وحید الدین کے واقعات جو میں نے اس کتاب کے آغاز میں بھی لکھے ہیں میں انکو درست مانتا ہوں۔ بابا نمانا سائیں اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے فقیر ولی تھے لیکن انھوں نے صرف ایک کتاب لکھی اور وہ بھی جبار سائیں اور میرے ہاتھوں سے ہی چھپی۔ اس پر بھی مجھے فخر ہے۔ میں یہ لائن لکھتے ہوئے خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ میں چار عدد کتابوں کا نظم اور نثر کا مصنّف ہو چکا ہوں۔ اس بات سے میری تعلیمی کمزوری ثابت ہوتی ہے کہ میں لکھنے کا بہت سُست ہوں، مجھ سے لکھنے کے اتنے بڑے کام اس لیے ہوئے کہ بابا سائیں سے دنیا میں مجھے لکھائی پڑھائی کا جو بھی فیض ملا ہے وہ سب پورا کرنا پڑ رہا ہے۔ اب تک میں جتنی بھی کتابوں کا مصنف ہوا ہوں میرا خدا جانتا ہے کہ شاعری، نثر، نظم کی صورت میں ہر وقت مجھ پر الہام طاری ہوتے ہیں تا کہ ہر اس موضوع پر جس میں انسانیت کی بھلائی چھپی ہوتی ہے اس پر میں لکھتا ہی رہتا ہوں۔ مجھے دنیا داری کے کورٹوں میں سیکڑوں اتنے اہم کام کی موجودگی میں ہائی کورٹ، سپریم کورٹ، تھانے، تحصیل، مینجمنٹ کے بہت سے مسئلے مسائل درپیش ہیں۔ اور سکھر میں دشمنیاں ہونے کی وجہ سے زندگی کے خطرے اور فی سبیل اللہ فلاحی کئی کام اور گھوٹکی آستانے کے کام، فیصلے کرنا، لوگوں کے اور اپنے فیصلے کرنا، خود کی دوستی یاری اور معاشرتی معاملات کو حل کرنا اور بہت سی مصروفیات کے باوجود یہ میں خود مانتا ہوں کہ یہ میں نہیں ہوں یہ کوئی معبودی طاقت ہے جو مجھ سے یہ کام لے رہی ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ بابا نمانا سائیں کے دنیا میں لکھنے پڑھنے کے بقایا کام کو اپنی تحریر کے ذریعے اسے فیض عام کروں۔

پشت در پشت

بطرس بن بولس بستانی مارونی (1819-1883) بستان کا ایک عیسائی عالم تھا۔ وہ عربی، سریانی، لاطینی، اطالوی،

Marfat.com

انگریزی، عبرانی، یونانی زبانیں جانتا تھا۔ اس نے فلسفہ، علم الٰہیات، قانون، تاریخ، جغرافیہ اور حساب کی تعلیم حاصل کی۔

اس نے امریکی عیسائیوں کی ایک ٹیم کے ساتھ مل کر توریت کا ترجمہ کیا۔ المدرستہ الوطنیہ کے نام سے ایک اسکول قائم کیا۔ یہ مدرسہ اتنا مقبول ہوا کہ شام، مصر، یونان اور عراق تک کے طلبہ اس میں حُصولِ علم کے لیے آتے تھے۔ اس نے قاموس الخیط کے نام سے جدید طرز کا عربی لُغت لکھا۔ قطر المحیط کے نام سے ایک انسائیکلوپیڈیا لکھنی شروع کی۔ چھ جلدیں شائع کر سکا تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد اس کے لڑکے سلیم نے ساتویں اور آٹھویں جلدیں شائع کیں۔ نویں جلد کو ترتیب دیتے ہوئے اس کا بھی انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد دوسرے بیٹوں نے نویں جلد مکمل کی۔ اس کے بعد بطرس بستانی کے بھائی سلیمان بستانی نے دسواں اور گیارہواں حصہ لکھا۔

ایک کام کو پشت در پشت آگے بڑھانے کا یہ طریقہ اس کی کامیابی کی سب سے زیادہ یقینی ضمانت ہے۔

حاضر جوابی انٹر پرینور شپ:

شیخ سعدی شیرازی (1193-1292) کی عمر کا بیشتر حصہ بے سروسامان درویشوں کی طرح سفر میں گزرا۔ ایک مرتبہ دمشق میں تھے، وہاں کے لوگوں سے کسی بات پر ناراضگی ہوئی تو فلسطین کے بیابان میں چلے گئے۔ یہ صلیبی جنگوں کا زمانہ تھا۔ وہاں عیسائیوں نے ان کو پکڑ لیا اور طرابلس الشرق (لبنان) کے علاقہ میں خندق کھودنے کے کام پر دوسرے قیدیوں کے ساتھ لگا دیا۔ وہ خاموشی کے ساتھ اس مشقت کو برداشت کرتے رہے۔ مدت کے بعد حلب کا ایک معزز آدمی اس طرف سے گزرا۔ وہ شیخ سعدی کو جانتا تھا۔ شیخ سعدی کو اس حال میں دیکھ کر اس کو بہت افسوس ہوا۔ دس دینار دے کر شیخ کو قید فرنگ سے چھڑایا اور اپنے ساتھ حلب لے گیا۔ وہاں عزت کے ساتھ اپنے گھر رکھا اور مزید عنایت یہ کی کہ اپنی بیٹی سے ان کا نکاح ایک سو دینار مہر موجل پر کر دیا۔ مگر بیوی سخت بد مزاج اور تیز زبان نکلی۔ اس نے شیخ کو بے حد پریشان کر دیا۔ ایک روز طعنہ دیتے ہوئے کہا:

تم وہی ہو نا جس کو میرے باپ نے دس دینار میں خرید ا تھا۔

شیخ سعدی نے فوراً جواب دیا:

ہاں میں وہی ہوں جس کو آپ کے باپ نے دس دینار میں خریدا اور سو دینار میں آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔

Marfat.com

عورت

عورت اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا تحفہ ہے۔ جس سے یہ دنیا بڑھ رہی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس میں محبت، جذبات، برداشت، لالچ، ڈر بھی ہے۔ اگر عورت ان سب چیزوں کو صحیح جگہ استعمال کرے تو عورت بالکل ٹھیک ہے۔ وہ بُری نہیں ہے عورت میں محبت ڈالی گئی ہے جو پہلے اس کے ماں باپ کے لیے، پھر اپنے بہن بھائی، پھر اسکے شوہر، پھر اس کے اپنے بچوں کے لیے ہوتی ہے۔ پھر جذبات بھی ان سب کے لیے ہی ہوتے ہیں۔ لالچ سے مراد محبت کی وجہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہر رشتے میں ذرا سا لالچ ڈالا ہے۔ لیکن یہاں لالچ غلط نہیں ہوگی کیونکہ دو انسان تو ایک دوسرے کی محبت میں ہی مر جائیں گے۔ کیونکہ محبت تو یہ ہوتی ہے کہ مُحب اپنے محبوب کے بغیر جی ہی نہیں سکتا، رہ ہی نہیں سکتا تو اگر ایسی محبت ہونے لگ گئی تو یہ دنیا تو ختم ہو جائے گی۔ اسی وجہ سے تھوڑا لالچ ہونا چاہیے ہمیں پتہ نہیں ہوتا یہ ہمیں Investigation کرنی پڑتی ہے، اللہ کا ذکر کرنا ہوتا ہے، پھر پتہ چلتا ہے، تو لالچ ہر رشتے میں ہی ہوتی ہے اب عورت کی یہ لالچ اپنے ماں باپ سے کہ یہ ہی میری خواہشات پوری کریں گے میری protection کریں گے میرا سہارا ہیں پھر بھائی protection بن جاتے ہیں، پھر شادی کے بعد شوہر کی ذمہ داری ہو جاتی ہے وہ اس کا سہارا بن جاتا ہے۔ اگر یہ لالچ عورت کر رہی ہے تو اس میں وہ غلط نہیں ہے پر جو ان چیزوں کو غلط جگہ استعمال کرتی ہیں وہ عورتیں غلط ہوتی ہیں۔ لالچ کو پیسے میں سونے (gold) میں convert کر دیتی ہیں۔ کچھ عورتیں اپنی لالچ کی وجہ سے جذباتی فیصلے کرتی ہیں جسکی بناہ پر وہ غلط ہو جاتی ہیں۔ مثلاً لڑکی کا کسی لڑکے کے ساتھ بھاگ جانا یہ محبت نہیں ہوتی کیونکہ محبت ہوتی تو اپنے ماں باپ کو دُکھ دے کر ان کی عزت مٹی میں ملا کے کیوں جاتی۔ محبت تو ماں باپ سے کرتی ہیں لیکن اپنے جذباتی فیصلہ کو محبت کا نام دے دیتی ہیں۔ جذبات میں آکر غلط قدم اُٹھاتی ہیں۔ اُنکے جذبات کی وجہ سے وہ اپنے ماں باپ، بہن بھائی، شوہر کی محبت کو کسی غیر لڑکے کی محبت سے convert کر لیتی ہیں۔ عورت کے اندر جن وجوہات کی وجہ سے نعمتیں ڈالی گئی ہیں ان کا عملی زندگی میں صحیح استعمال کریں، غلط استعمال نہیں کریں۔ عورت کی بات سُنو لیکن کرو وہی جو خود کو صحیح لگے، کیونکہ عورتوں کو نہیں پتہ ہوتا کے باہر کی دنیا کیسی ہے، وہ بھی اچھا مشورہ دیتی ہیں لیکن اس کو خود پرکھ کر عمل کرو۔

سکندر اعظم سے اُس کے استاد ارسطو نے کہا تھا کہ اگر دنیا فتح کرنے جا رہے ہو تو ایک آسانی نسخہ دے رہا ہوں اگر تم نے اس پر عمل کیا تو تم ضرور کامیاب رہو گے۔ جنگ میں یا مشن میں اگر تم کامیابی چاہتے ہو تو کبھی بھی عورت کو ایک نگاہ

Marfat.com

سے بھی نہ دیکھنا دھرے کہ دھرے رہ جاؤ گے۔ سکندر اعظم نے ایسا ہی کیا اور واقعی اس نے کبھی عورت کو ایک نگاہ سے بھی نہیں دیکھا اور پوری دنیا فتح کر لی اور جہلم سے واپس قسطنطنیہ چلا گیا۔ اتنے بڑے طویل عرصے میں اُس نے ایک عجوبہ کیا۔ سکندر اعظم نے اپنے استاد ارسطو کو عورت کے ہاتھوں آزمایا، اور آخر کار ارسطو عورت کے ہاتھوں بک گیا اور بہک گیا۔ تب سکندر اعظم نے تنقید سے کہا کہ استاد مجھے تو آپ نے نصیحت کی تھی اور خود عورت کے آگے مجبور ہو گئے ہو، اور میں نے کتّے کی طرح عورت کے پیچھے دُم ہلاتے ہوئے اپنے استاد کو دیکھا۔ ارسطو نے کہا واقعی میں نے جو نصیحت کی تھی وہ درست تھی عورت مشن میں ناکام کر دیتی ہے۔ میں بوڑھا ہو کر بھی عورت کے چُنگل میں آ گیا اور اپنی استادی، اپنی ہوشیاری، اپنا فلسفہ بھول گیا، جب میں بھول کر سکتا ہوں تو تو سکندر اعظم کیسے دنیا فتح کر سکتا تھا، اگر سکندر اعظم عورت کے پیچھے لگ جاتا تو کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا یہ تیرا عورت کے قریب نہ جانے کا نتیجہ ہے کہ تم نے دنیا کو فتح کیا اور لوگوں کے دلوں پر راج کیا۔

Marfat.com

انٹرپرینورشپ
گیدڑ کی

حدیث: مومن ایک سوراخ سے ایک ہی دفعہ ڈسہ جاتا ہے۔

مثال: ایک جنگل میں شیر نے شکار کے لیے گیدڑ کو پکڑ لیا لیکن شیر سے اپنی جان بچانے کے لیے گیدڑ نے شیر کو عرض کیا شیر بادشاہ میں تو چھوٹا ہوں تیرا پیٹ میرے تھوڑے گوشت سے بھی نہیں بھرے گا۔ اگر تم مجھے چھوڑو گے تو میں تمہیں زیادہ گوشت والا جانور پکڑنے کی تجویز دوں شیر نے پوچھا وہ کیسے گیدڑ نے بتایا کہ میرا ایک گدھا واقف ہے میں اُسے دھوکا دیکر آپ تک پہنچاتا ہوں آپ اُس کو کھا جانا اور مجھے چھوڑ دیں۔ شیر نے گیدڑ کو دھمکی دی کہ اگر دھوکہ دیا تو تجھ کو کھا جاؤں گا۔ شیر نے گیدڑ کو چھوڑ دیا۔ گیدڑ نے جا کر گدھے کو باتوں میں اُلجھایا اور کہا کہ میں ابھی ایک ایسی جگہ سے آرہا ہوں جہاں بہت ہریالی ہے اور گھاس بھی تازہ اور اچھا ہے اس لیے گدھا گیدڑ کی باتوں میں آکر گیدڑ کے ساتھ چلا گیا جہاں پہلے ہی شیر اس گھاس میں چُھپا ہوا تھا جیسے ہی گدھا آگے آیا شیر نے حملہ کیا لیکن گدھا کسی بھی طریقے سے بھاگ گیا۔ دھوکے باز گیدڑ دوسری طرف چُھپا ہوا تھا۔ گدھا بھاگ جانے کے بعد گیدڑ نکل آیا اور شیر نے اسے پکڑ لیا اور شکوہ کیا کہ گدھا تو بھاگ گیا لیکن اب میں تمہیں کھاتا ہوں۔ گیدڑ نے ایک پھر موقع طلب کیا اور شیر نے اس کے وعدہ پر اعتبار کرتے ہوئے گیدڑ کو چھوڑ دیا اور دوسرے دن گدھا گیدڑ سے ملا اور شکوہ شکایت کے بعد دوبارہ گدھے کو راضی کر لیا پھر گدھا اور گیدڑ گھاس کی طرف چل پڑے اور گدھا گھاس چرتے چراتے اس طرف چلا گیا جس طرف شیر کو گیدڑ نے چھپایا ہوا تھا۔ گدھے پر شیر نے حملہ کر دیا لیکن گدھا پھر ہاتھ نہ آیا، خود کو تیزی سے شیر کے نرغے سے چھڑا کر بھاگ گیا۔ پھر شیر نے غصے میں گیدڑ کو پکڑ لیا اور کہا کہ بس اب تجھے کھاتا ہوں گیدڑ نے کافی منت سماجت کی اور آخری موقع دینے کے لیے گزارش کی شیر نے زیادہ گوشت کی لالچ میں گیدڑ کی بات مان لی۔ گیدڑ نے گدھے کو پھر جھانسا دیا اور بڑی چالاکی اور میٹھی باتوں سے دوستی کی سچائی اور گدھے کی خیر خواہی میں بڑی چکنی چپڑی باتیں کر کے اس کو دوبارہ رضامند کر لیا۔ گدھا اچھا گھاس چرنے کے لیے دوبارہ تیار ہو گیا اور گیدڑ کے ساتھ چلا گیا۔ شیر نے گدھے پر حملہ کر دیا، اس بار اتفاق سے گدھے کو شیر نے پکڑ کر مار دیا۔ گیدڑ کی چال کامیاب ہوگئی اور گیدڑ کی جان بچ گئی اور شیر سے جانے کی اجازت لینا چاہی۔ لیکن شیر نے کہا تمہارے آنے سے پہلے میں نے دوسرا شکار کیا تھا اُس سے پیٹ بھر گیا ہے۔ یہ گدھا میں کل کھاؤں گا اسلئے تمہیں اس مرے ہوئے گدھے کی چوکیداری کرنی پڑے گی اور اگر اس گدھے میں سے ایک بھی گوشت کی بوٹی کم ہوئی تو میں تمہیں کھا جاؤں گا۔ گیدڑ نے ہاں کر دی اور ساری رات مرے ہوئے گدھے کی چوکیداری کی، گیدڑ کو بھی بھوک لگ رہی تھی، بھوک نے اسے بہت تنگ کیا اب گیدڑ کہاں جائے وہ بہت پریشان ہوا۔ گیدڑ کو شیر کا بھی ڈر تھا کہ اگر گدھے میں

Marfat.com

سے ایک بوٹی بھی گوشت کی اس نے کھالی تو شیر اسے مار دے گا بہت سوچ بچار کے بعد گیدڑ نے گدھے کی ناک کا نرم گوشت کھالیا اور آرام سے گدھے کی چوکیداری کرنے لگا صبح شیر بھی پہنچ گیا اور پوچھا میرے شکار گدھے کو کسی نے کھایا تو نہیں ہے گیدڑ نے برملا کہا نہیں جنگل کے بادشاہ، شیر نے گدھے کے گرد چکر لگایا اور جائزہ لیا کہ ناک کھائی ہوئی تھی غصّے سے دھاڑا اور گیدڑ کو کہا اس کی ناک تم نے کھائی ہے گیدڑ نے کہا کہ جناب اس گدھے کی ناک ہی نہیں تو شیر نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ناک ہی نہیں۔ گیدڑ نے بڑی چالاکی سے شیر کو جواب دیا کہ شیر خان اگر اس گدھے کی ناک ہوتی تو یہ گدھا میرے ساتھ تین دفعہ دھوکا کھا کر بھی میری باتوں میں آکر یہاں شکار کے لیے آتا۔

شیر گیدڑ کے یہ دلائل سُن کر بڑا مطمئن ہوا اور کہا کہ واقعی اس گدھے کی ناک تھی ہی نہیں۔ اسی وجہ سے یہ بار بار دھوکے کھا کر یہاں آتا رہا۔ اسطرح گیدڑ آزاد ہو گیا۔ اس مثال و سبق کی تشریح یہ ہے کہ جو تم سے سچا نہیں تمہیں کیا ضرورت ہے کہ تم اس کے ساتھ دوستی یا کاروبار کر و یا رشتہ داری چلاؤ، یہ بات بے عقلی کے زمرے میں آتی ہے اور جو ایسا کرے گا وہ بے وقوف اور ناکام بندہ ہو گا۔

کسی کو بھی دھوکے میں نہ رکھو

ایک حدیث میں یہ واقعہ ذکر ہوا ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ صحابیوں کے ساتھ اللہ پاک کی شان پر بات فرما رہے تھے، محفل میں ایک بندا بیٹھا ہوا تھا، اپنے 5 سے 7 سال کے چھوٹے بچے سے محفل میں بیٹھ کر بات کر رہا تھا۔ اس بندے نے اپنے بچے کو چُپ کراتے ہوئے کہا کہ باہر چل کر میں تمہیں اونٹ خرید کر دونگا جب وہ بندا بچے کی ضد پر اس سے وعدہ کر رہا تھا تو حضور اکرم ﷺ نے یہ بات سُن کر فوراً اس بندے سے پوچھا اے بندے تم اپنے اس بچے سے جو وعدہ کر رہے ہو کیا اسے پورا کرو گے واقعی اونٹ لے کر دو گے؟ بندے نے جواب دیا نہیں سرکار بس چُپ کروانے کے لیے اس سے وعدہ کیا ہے۔ حضور محمد ﷺ مالکِ کائنات نے فرمایا کہ بچوں کو دھوکے میں نہ رکھو، بچے کو اونٹ لے کر دو ورنہ معذرت کر لو۔ آئندہ چھوٹے بچوں کو بھی جھانسے میں اور دھوکے میں نہ رکھو بڑے اور بچوں کا دھوکا ایک ہی بات ہے۔

اس حکایت اور حدیث نبوی سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ ہم اپنی پروڈکٹ کو بیچنے کیلئے جھوٹی تعریف کرتے ہیں جب کہ یہ جھوٹ اور فراڈ ہے۔

دھوکا یا فریب مسلمان کی شان نہیں ہے بلکہ یہ انسانیت ہی نہیں ہے یہ کوئی کاروبار نہیں ہے، بلکہ دھوکہ کا اڈا ہے، دھوکے کی دکان ہے، دھوکے کا شہر ہے۔

Marfat.com

دھوکہ تو دھوکہ ہے

جانور کو بھی جھانسہ نہ دو

ایک مرتبہ ایک محدّث کو حدیث کی توثیق و ترتیب اور تردید کے لیے کسی دوسرے شہر میں عالم کا معلوم ہوا کہ یہ حدیث اُس عالم کو معلوم ہے اور اسکی تفصیل کا بھی اسے پتہ ہے۔ اس محدّث نے حدیث لینے کی محبت میں سفر شروع کر دیا اور کافی سفر کے بعد وہ محدّث پوچھتے پوچھتے اس کے پاس پہنچے، سب نے بتایا کہ بہت بڑا اہل علم ہے اور بہت بڑا علم کا خزانہ اس کے پاس ہے۔ جب محدّث اُن سے ملنے گیا تو راستے میں دیکھا کہ ایک شخص کا گھوڑا کھوٹے سے کُھل کر بھاگ گیا اور ساتھ کے کھیت میں چرنے لگا۔ محدّث کیا دیکھتا ہے کہ وہ شخص گھوڑے کو جھولی پھیلائے آہ آہ کر کے بلا رہا ہے جبکہ اسکی جھولی خالی تھی صرف گھوڑے کو بہکاتے ہوئے اپنی خالی جھولی دکھا رہا تھا جیسے جھولی میں دانہ ہو اور گھوڑا مالک کے پاس آجائے اور مالک گھوڑے کو دھوکے سے پکڑ لے۔ یہ سب ماجرا مسافر محدّث دیکھ رہا تھا۔ محدّث نے اجنبی شخص سے اس مشہور عالم کیلئے پوچھا اور کہا کہ مجھے اُس عالم سے ملنا ہے، اس اجنبی نے گھوڑے کے مالک کی طرف اشارہ کیا کہ وہ عالم ہی تو ہے جو گھوڑے کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اجنبی یہ بتا کر اپنے رستے کو ہوا۔ محدّث حدیث کی توثیق، ترتیب اور تردید پوچھے بغیر اور عالم سے ملے بغیر واپس چلا گیا۔ جب محدث واپس اپنے شہر پہنچا تو سب لوگوں نے عالم سے نہ ملنے کا سبب پوچھا تو محدّث نے جواب دیا کہ جس عالم کے پاس میں گیا تھا وہ تو گھوڑے کو پکڑنے کے لیے خالی جھولی پھیلا کر گھوڑے کو دھوکہ دے رہا تھا تو اُس عالم کے پاس کونسی حدیث سچی ہو گی۔ جو عالم گھوڑے کو دھوکا دے رہا تھا اُس کے پاس کیا حدیث ہو گی۔ جو جانوروں یا ناسمجھ کو بہکائے اس کے ہر کام میں شک کیا جا سکتا ہے۔ اس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو اپنے ہر کام میں کھرا ہونا چاہئے جیسے میں (مصنف) نے جو بھی لکھا ہے وہ میں نے سنا ہے۔ اس حدیث میں جو کردار ذکر کیے ہیں اُن کے نام نہیں لکھے کہ کہیں یہ واقعہ غلط نہ ہو، میں نے صرف سبق حاصل کرنے کیلئے یہ واقعہ تحریر کر دیا ہے تاکہ ان کردار کے نام، شہر کے نام اور ملک کا نام ان میں سے کچھ نہ کچھ مجھ سے غلط ہو سکتا تھا۔

قول: واضع صرف عمل ہوتا ہے بات صرف صرف ہوتا ہے
بات سے تو غنڈہ بھی شریف ہوتا جھوٹ سُننا جھوٹ سے اور قریب ہوتا

Marfat.com

چور پہ مور

نواب شاہ کے مختیار کار شاہ صاحب نے اپنے زمانے میں تحصیل داری کے دوران سرکاری زمین نیلامی والی جو قسطوں پر آبادکاری کے لیے دی جاتی تھی اور قسطیں پوری ہونے کے بعد وہ زمین کسان کی ملکیت ہو جاتی تھی، وہ زمین شاہ صاحب نے اپنے ذاتی نوکر پر اعتبار کرتے ہوئے اندراج کرادی۔ اندازاً زمین 2 سو ایکڑ کے قریب تھی، وہ زمین کسان کو تو ملتی ہے اور وہ کسان ہی کے نام سے سرکار دیتی ہے۔ حکومتی اہلکار ہونے کی وجہ سے انہوں نے وہ زمین اپنے نوکر کے نام پر اندراج کرالی تھی۔ شاہ صاحب نے تحصیل داری کے دوران چالاکی سے قانون کو مد نظر رکھتے ہوئے خود ساختہ کسانوں کے نام پر فی کسان 16 ایکڑ کا الاٹمینٹ جاری کرادیا اور قسطیں جمع کرانے کے بعد وہ زمین اپنے ذاتی نوکر کے نام پر اندراج کرادیں۔ تحصیل دار ترقی کرتا ہوا نواب شاہ کا ڈی سی ہو گیا، پھر اچانک اس کا خاص نوکر مر گیا شاہ صاحب (ڈی سی) کو تشویش ہوئی کچھ دنوں کے بعد اس نے فوت ہونے والے نوکر کے بیٹے کو کہا کہ یہ زمین اب میرے نام واپس کر دو۔ ڈی سی کے ذاتی نوکر کا بیٹا پڑھا لکھا تھا، اس نے زمین کا قبضہ ڈی سی کے نام کرنے سے بالکل انکار کر دیا۔ اوپر سے شاہ صاحب کو میڈیا، اخباروں، اور بڑے بڑے سیاسی وزراؤں کو اپنی من گھنت کہانی سناتا کہ یہ ڈی سی میری زمین ہڑپنا چاہتا ہے، یعنی غبن کرنا چاہتا ہے اور ڈی سی شاہ صاحب بہت پریشانی کی حالت میں تھا کہ زمین بھی چلی گئی اور میڈیا اور سیاسی وزراء کا پریشر الگ۔ وہ ایک بہت بڑے فوجی افسر کے پاس گیا غالباً جس نے مجھے یہ بات بتائی وہ وہی فوجی افسر تھا۔ اُس آرمی افسر نے مجھے اپنا نام بتانے سے منع کیا ہے اس لیے ان کا نام نہیں لے رہا لیکن یہ سبق آمیز بات میں یہاں بتانا چاہتا ہوں۔ اس اعلیٰ عہدے کے فوجی کو ڈی سی نے سارا ماجرا سنایا کہ مجھے بدنامی سے بچایا جائے اور زمین کا قبضہ اور کھاتا لے کر دیا جائے۔ میں نے تو وہ رقم پٹواری سے، تحصیل دار سے آہستہ آہستہ پکڑ دھکڑ کرادھاری لی اور اپنا پیٹ کاٹ کر اور اپنے ناجائز اختیار سے کسانوں کا حق مار کر اپنے خاص نوکر کے نام اندراج کرائی تھی وغیرہ وغیرہ۔ اسی دن آرمی کے افسر نے کہا کہ میں جلدی خیرپور جاؤں گا مجھے کام ہے۔ آرمی افسر نے اس کو صلاح دی کہ آپ آرام کرو اور رات میں سفر نہ کرو۔ لیکن ڈی سی نے کہا کہ میں رات میں ہی واپس آجاؤں گا اور روانہ ہو گیا مگر ان کا راستے میں ایکسیڈنٹ ہو گیا سامنے سے گاڑی لگی لیکن معجزانہ طور پر آگے بیٹھے گارڈ اور آگے بیٹھے ڈرائیور کو خراش تک نہیں آئی لیکن پیچھے بیٹھے ڈی سی کا انتقال ہو گیا۔

یہ سارا قصّہ سچا ہے اور اس کے سنانے کا مطلب بھی یہی ہے کہ دو دن کی زندگی میں ایسا کچھ بھی نہیں کرنا چاہیے جو اگلے جہاں جا کر شرمندگی کا باعث بنے، اب نسل در نسل یہ معاملہ چلتا رہے گا۔ اب خاص نوکر کا بیٹا ڈی سی کے بیٹے کو وہ زمین نہیں دے گا۔ زمین وہیں رہے گی۔ ہاں! غبن کرنے والے اس دنیا سے ضرور چلے جائیں گے۔

Marfat.com

صبر کا پھل

اگر آپ کو کوئی بھی مسئلہ درپیش ہو لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے ڈر اور اللہ کے نام پر یا اللہ سائیں کی مخلوق کی خدمت کی وجہ سے صبر کرلیں تو اس صبر کا پھل اللہ تعالیٰ اُسی دن سے آپ کے اکاؤنٹ میں جمع کرنا شروع کر دیتا ہے، لیکن اس کا حساب آپ کو جلدی سمجھ میں نہیں آئے گا کیونکہ وہ ظاہری فائدہ نہیں ہوتا، لیکن انسان ہمت نہ ہارے اور وقت کے ساتھ چلے اور وقت کے اچھے ہونے کا انتظار کرے اور جو دلیری اور صبر ہمت سے کام لے انشاء اللہ اُس کا وقت اچھا ضرور آئے گا۔ مثال کے طور پر ملازم روزانہ کام کرتا ہے لیکن مہینے کے ختم ہونے کا انتظار کرتا ہے اور تب جا کر اسے سارے ماہ کی محنت ومشقت کی تنخواہ ملتی ہے۔

مثال کے طور پر اگر کوئی جلدی پھل حاصل کرنے کے لیے روزانہ کی مزدوری کرتا ہے تو اُسے شام کو اس کی مزدوری مل جاتی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھی نیکی کے کام کیے جائیں تو اس کے کرم کا پھل ضرور ملتا ہے، جیسے آپ نے پانچ وقت نماز پڑھی اور آپ ہر نماز سے پہلے وضو کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے وضو میں سیکڑوں فوائد رکھے ہیں۔ جیسے بلڈ پریشر، ناک اور کان کی بیماریوں کا وضو سے تحفظ ملتا ہے اور پھر نماز پڑھنے سے انسان میں جھکاؤ اور انکساری پیدا ہوتی ہے اور جسم کی ورزش بھی ہو جاتی ہے، بالکل اس مزدور کی طرح ہر رکعت کے بعد اللہ کی طرف سے نمازی کو بھی مزدوری ملتی رہتی ہے جس میں شفا بھی ہے اور ٹائم کی پابندی بھی ہے۔ انسان نماز کی برکت اور اس کے فوائد کی وجہ سے ہی اپنے کاروبار اور اپنے کام پر توجہ دیتا ہے۔

دیر سے پھل ملنے کی دوسری مثال کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک انسان پھل دار درخت کا بیج اگاتا ہے ظاہر ہے اس بیج کو پھل دار درخت بننے میں کئی ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے اور کچھ ایسے پھل بھی ہیں جو کئی سال بعد پھل دار درخت بنتے ہیں۔ لیکن انسان کو بیج بونے کے دن سے ہی پھل لینے کی امید ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی اللہ پاک کے اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے اسلام کی تعلیمات کو اپنانے سے ہر انسان کیلئے خدمت، عبادت اور اخلاق کے ثمرات بھی ان ہی درختوں جیسے ہوتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ پھل دار درخت نظر آتا ہے اور اللہ کے ثواب کا نتیجہ عام لوگوں کو ظاہری طور پر نظر نہیں آتا لیکن خاص اللہ پاک کے لوگوں کو احسن طریقے سے اِنہیں پرکھنا، دیکھنا اور ڈھونڈنے کا فن آتا ہے۔

ہوتا رہتا ہے کبھی کوئی پہلے کوئی بعد یہ ہوتے ہیں صلے
صادر رہے ثمر کا اور صواد صبر کا پھل پھلے پھولے

Marfat.com

خیالات کا سفر

ایک مرتبہ ہم چھت پر Walk کر رہے تھے تو پاپا نے ہمیں بتایا کے Walk انسان کو ضرور کرنی چاہیے کیونکہ Walk کرنے سے انسان کے خیالات بدلتے ہیں وہ ریلیکس ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خیالات فضا میں سفر کرتے ہیں اور میرے پاپا بتا رہے تھے کہ وہ تین دن سے ایک Meeting کرنے کا سوچ رہے تھے کہ سکھر میں کریں یا گھوٹکی میں کریں؟ کیونکہ پاپا سکھر میں اگر کسی کو کوئی معاملہ حل کرنے کے لیے Convince کرنا چاہتے تو وہ معاملہ حل نہیں ہوتا تھا یعنی وہ کام بنتا ہی نہیں تھا، لیکن وہی Dealing اسی آدمی سے اگر گھوٹکی میں کرتے تو وہ کام ہو جاتا تھا۔ وہ لوگ آرام سے Convince بھی ہو جاتے تھے۔ اس لیے پاپا نے بہت سے کام گھوٹکی میں سر انجام دیئے تھے۔ گھوٹکی میں رہتے ہوئے پاپا کو یہ تخلیق آئی تھی کہ خیالات فضا میں سفر کرتے ہیں جو دوسرے انسانوں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ اب سکھر میں بہت زیادہ مقدار میں ایسے لوگ ہیں جو منفی سوچ رکھتے ہیں اور وہ منفی خیالات فضا میں سفر کرتے ہیں۔ پھر جب بھی پاپا کسی کو Convince کرتے ہیں تو وہاں کے منفی خیالات ان لوگوں کے اوسانوں پر اثر انداز ہوتے ہیں (اوسان مطلب سوچنے سمجھنے کی صلاحیت) پھر وہ لوگ Convince ہی نہیں ہوتے۔ اس طرح خیالات بھی فضا میں سفر کرتے ہیں، جس جگہ پر جیسے لوگ رہتے ہیں اس جگہ پر ویسے ہی لوگوں کے خیالات فضا میں سفر کرتے ہیں۔ وہی سوچ اور خیالات دوسرے لوگوں کے اوسانوں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ پھر یہی بات میرے پاپا کے ایک ڈاکٹر دوست پاپا کو سمجھانے لگے تو ان سے پہلے ہی میرے پاپا نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب! آپ قرآن پاک اور حدیث کو مد نظر رکھ کر میری یہ بات سننا۔ پاپا کے بتانے کے بعد ڈاکٹر انکل نے بتایا کہ ایک بار حضور پاک ﷺ اسلام پھیلانے کے لیے صحابہ کی بہت بڑی تعداد کو اپنے ساتھ لے جا رہے تھے۔ جب ایک ویران بنجر علاقہ آیا تو آپ ﷺ نے صحابہ سے کہا جتنی جلدی ہو سکے اس جگہ سے نکلو اور جلدی جلدی اس جگہ سے بھاگو، تو جب سب وہاں سے نکل گئے تو صحابہ نے عرض کیا کہ کیا وجہ تھی جو آپ ﷺ نے وہاں سے بھاگنے کے لیے کہا۔ تو حضور پاک ﷺ نے بتایا کہ وہاں ایک مردود کافر کے خیالات فضا میں سفر کر رہے تھے تو جیسے اس نے اسلام قبول نہیں کیا ویسے ہی اس کے وہ خیالات تم لوگوں پر اثر انداز نہ ہوں، تو تم لوگ بھی انکار نہ کر دو اس لیے وہاں سے نکلنے کے لیے کہا تھا۔ حضور ﷺ نے یہ بات پہلے ہی بتا دی ہے کہ فضا میں خیالات بھی سفر کرتے ہیں۔ اسی لیے میرے پاپا نے وہ Meeting گھوٹکی میں رکھی تھی۔

Marfat.com

ریپوٹیشن

کسی بھی کاروبار میں پارٹنر ایک دوسرے سے زیادتی پر زیادتی کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں لگتا ہے کہ اللہ ہم پر بڑا مہربان ہے اور ہم کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور ہم شکر ادا کرتے بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو پارٹنروں کے فسادات سے بچایا ہوا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے سب کام خوش اسلوبی سے چل رہے ہیں۔ کاروبار کے اصول کے مطابق ہمیں پارٹی سے اور پارٹنر سے لڑائی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ہمارے اس غلط رویہ کا مارکیٹ پر بڑا غلط اثر پڑتا ہے۔ انسان کی ویلیو ریپوٹیشن خراب ہوتی ہے اور لڑائی میں چاہے اس کا قصور ہو یا دوسرے کا ہی قصور ہو اس کا اثر آپ پر بھی ضرور پڑے گا۔ مجھے لگتا ہے جو زیادتی کرتا ہے اس کے آگے یہ سب زیادتی ضرور آئے گی۔

کامیابی کی سیڑھیاں

سوال: انسان اوپر جانے کے لیے یا آگے بڑھنے کے لیے سیڑھیاں کیسے بنائے؟

جواب: انسان اپنی زندگی میں جو بھی قربانی دیتا ہے، برداشت کرتا ہے، دوسروں کے ساتھ بھلائی کرتا ہے تو وہ کسی اور کے لیے نہیں بلکہ اپنے ساتھ بھلائی کر رہا ہوتا ہے، اور وہ شخص کسی اور کے ساتھ بھلائی کر کے اپنے لیے ایک سیڑھی بنا رہا ہے۔ ظاہر ہے اب اونچائی پر جانے کے لیے سیڑھیوں کے steps تو چاہیے ہوتے ہیں اب وہ کہاں سے آئیں گے تو وہ steps بھلائی کرنے سے ہی آتے ہیں۔ اچھا کام کرتے وقت سب روکتے ہیں وہ آزمائشیں ہوتی ہیں، رکاوٹیں ہوتی ہیں لیکن جب آپ اپنا step بنا کر کھڑے ہو جائیں گے یا آگے بڑھ جائیں گے تو پھر وہ بولتے ہیں آپ تو بڑھ گئے نا۔ اور آپ کو پتا ہے اونچائی کے لیے اپنے steps انسان کو خود بنانے پڑتے ہیں۔ انسانی بھلائی کرنا، خدمتِ خلق کرنا اپنے لیے سیڑھی بنا لینا ہی ہے۔ آگے بڑھنے کے لیے سیڑھی کے steps اللہ پاک کے بندوں کی مدد کر کے، فرائض پورے کر کے، اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی ہو کے، معاشرے کی بھلائی کر کے ہی بنتے ہیں جس پر چڑھ کر انسان ایمان کی بلندی پر پہنچتا ہے۔

Marfat.com

بیج کے اندر درخت دیکھنا

میری مثال جس کا عنوان بیج کے اندر درخت دیکھنا ہے، میری یہ مثال ایسے ہے جیسے جنگل کے اندر شہر کو دیکھ لینا جب ہم نے سکھر ٹاؤن شپ کے لیے زمین خریدی تھی اس وقت اس پورے علاقے میں میلوں دور تک انتہائی درجے کا کڑوا پانی تھا اور اس وقت دور دور تک یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ یہاں کوئی انسان یا شہر بھی آباد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کلر، تھور اور سیم والی زمین تھی اور ڈاکوؤں کی آماج گاہیں تھی بہت سے لوگ جاہل تھے۔ ملزم (Criminal Minded)، مجرمانہ ذہن، ہتھیاری دار، چوروں کے لیے کھلا ماحول تھا، اور اس علاقے میں کسی بھی نام پر عورت کو تہمت لگا کر کاروکاری کے الزام کے تحت قتل کر دینا عام تھا۔ بہن کاروپ ہو، ماں کاروپ ہو، بھابھی کاروپ ہو، بیوی یا بیٹی کاروپ ہو۔ چاہے کوئی بھی عورت ہو اس کے قتل کا 20 ہزار روپے کاریٹ تھا اور اس کی کوئی چیخ و پکار، داد فریاد کوئی نہیں سنتا۔ نہ FIR کٹتی تھی اور نہ جانے کہیں بھی زمین پر دفن کر دیا جاتا تھا۔ جاہلیت کا زمانہ تھا اور پورے علاقے میں کڑوا پانی تھا اس سے نہ کپڑے دھوئے جا سکتے تھے، نہ چائے بنائی جا سکتی تھی اور وہ پانی پینے کے قابل بھی نہیں تھا۔ پھر ہم نے اپنے مرشد پاک بابا نمانا سائیں، سید منظور علی شاہ صاحب اور مولانا حضرت رفیق صاحب سکھر والوں سے دعا کروائی تو پورے علاقے کا پانی اتنا میٹھا ہو گیا کہ جرمنی کے ایک لیبارٹری سے پانی کا لیبارٹری ٹیسٹ کروایا تو ہمیں منرل واٹر اور اچھے پانی کے لیے سفارش کی گئی۔ 2005ء سے لیکر آج 2016-12-25 تک جب یہ لائنیں میں لکھ رہا ہوں۔ یہاں ہم نے قرآن خوانیاں کرائیں، خیراتیں کیں اور یہاں کی زمین پر بہت بڑا پاکستان کا اسلامی تبلیغی اجتماع بھی ہوا، جس میں 10 لاکھ سے زائد لوگوں نے شرکت کی تھی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کی برکت سے اس علاقے میں آج تک بہت بڑے بڑے 32 شہر آباد ہو چکے ہیں۔ میڈیکل کالج اور پاکستان کی بڑے ہسپتالوں میں سے ایک سرجیکل ہاسپٹل، بڑے بڑے ہوٹل یعنی ساری آبادی اور لوگوں کا روزگار، ہمارے پروجیکٹس کی سیکیورٹی کے لیے دریا کے بند کو مضبوط کرانا، وہاں روزگار دینا، اسلامی اجتماعی تعلیم، مدرسہ، مسجد، اسکول ہماری ترجیحات ہیں۔ ہماری ہمیشہ سے دعا ہے اس علاقے کے پڑھنے، سننے اور رہنے والے لوگوں کے لیے اور ہم ہمیشہ دعا گو رہیں گے۔

Marfat.com

وقت کا ٹھہرنا کیا

کون کہتا ہے کہ وقت گزر جائے گا وہ گزرنے دے گا تو ہی گزرے گا وہ وقت جب ٹھہرا دیتا ہے، جب خون بھی ٹھہر جاتا او سان خطا ہو جائیں تو ایک ایک پل بھاری ہوتا ہے۔ وقت کا رُکنا دیکھنا ہے تو اس طرح دیکھتے ہیں کہ اگر گھر میں اپنے کسی فرد کی موت واقع ہو جائے تو وقت نہیں گزرتا۔ لاش رکھی ہوئی ایسے دکھائی دیتی ہے جیسے کسی نے ہمارے سر پر رکھ دی ہو، کسی نے دل میں بڑی خواہش و تمنا کی کہ کوئی میرے دل کی آواز سمجھے، اس جنازے کو گھر سے قبر میں لے جائے ورنہ میری قبر نہ بن جائے۔ جو بھی عزیز دوست جب یہ آکر بتاتا ہے کہ مرے ہوئے کا منہ دیکھنے کے لیے کہیں دور سے کوئی کئی گھنٹوں کے سفر کے بعد آئیگا۔ پھر دل دہلیز کے ساتھ لرز اُٹھتا ہے سب کیلئے دل سے درد کی دُعا نکلتی ہے کہ یہ گھنٹے لمحوں میں گزر جائیں جب جنازہ گھر سے نکل جائیگا تو یہ کل سے تین دن کے لیے نہا دھو کر چٹائی پر بیٹھ جاؤں۔ تین دن کے لیے دوستوں سے افسوس اور لوگوں سے دُعائے مغفرت کے لیے بیٹھ جاؤں میں نے یہ صرف مثال دی ہے وقت جب انسان کا رُک جاتا ہے وہ اُس کو ہی پتہ ہوتا ہے، غم کا دُکھ کا وقت نہ کٹنے کا، جس کا ایک ایک پل نہ گزرے، یہ اسی انسان کو پتہ ہوتا ہے جس کا وقت رُک جائے، ایک رُکنا ایسا ہے جیسے ایک انسان کے اوپر کئی من لوہے کی دیوار گر جائے اور وہ سانس بھی نہ لے سکے اور نکلے بھی نہ، یا ایسی غار کے نیچے دھنس جائے کہ وہ آواز بھی نہ نکال سکے، سانس لے بھی نہ سکے۔ سانس نکلے بھی نہ، اپنی سانس ہی سے تنگ ہو جائے کہ سانس نکل جائے تو بہتر ہے۔ اس کو وقت کا رُکنا کہتے ہیں یہ بات جب میں لکھ رہا ہوں تو اس کی مثال ایسے دینا چاہوں گا جیسا گونگا گڑ کھا کر گڑ کا ذائقہ نہ بتا سکے، میں نے وقت رُکنے کی مثال کو گونگے کی طرح اشاروں سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ اصل اسے ہی پتہ جس کا وقت رُکا ہو میری دُعا ہے اللہ کسی بھی انسان کا وقت نہ روکے۔ (آمین ثم آمین)

(چلتی کا نام گاڑی کھڑی کا نام چھکڑا) یہ دنیاداری میں مثال ضروری ہے لیکن روحانی بات میں یہ مثال نہیں چلے گی وقت رُکنے کی بات کو میں نے آپ کے لیے مذکورہ بالا عرض گزارش کی ہے۔

Marfat.com

تیری سمجھ اور

کوئی بھی بات جو نہ سمجھ آئے تو اس کا مطلب یہ نہیں لینا چاہیے کہ یہ بات غلط ہو گی، اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو کہنے والے بندے نے کچھ اور بات کی ہے جو سمجھ نہیں آئی یا پھر یہ آپ کے دماغ سے اوپر کی بات ہے آپ کا اتنا Level نہیں ہے جس Level پر اُس شخص نے یہ بات کی ہے وہ Level آپ کا نہیں ہے۔ اس لیے آپ کو بات سمجھ میں نہیں آرہی۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ بجائے بات غلط سمجھنے کے اس کو کسی عالم سے مشورہ کرنا چاہیے، اور پوچھ لینا چاہیے تاکہ آپ کی اصلاح ہو سکے۔ ایک جگہ مولانا وحید الدین نے فرمایا ہے کہ انسان کے دماغ کے دو بڑے حصّے ہیں شعور اور لاشعور۔ جب بھی انسان کوئی بھی بات سنتا ہے تو وہ پہلے شعور کے خانے میں آتا ہے اور پھر وہ لاشعور کے خانے میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس لیے جیسے ہی انسانی شعور کے خانے میں کوئی بھی بات آئے تو اُسے فوراً مثبت خیال بتانے کی کوشش کریں ورنہ اگر وہ خیال منفی ہی لاشعور میں محفوظ ہو گیا تو آپ کے اوپر منفی اثر انداز ہو گا۔ آپ کی سوچ منفی ہو جائے گی اس لیے لاشعور میں جانے سے پہلے ہر آنے والے خیال کو مثبت بنانے کی کوشش کریں اور جو بات سمجھ میں نہ آئے اُس کے متعلق کسی کی مدد لے لینی چاہیے۔

Marfat.com

تسلیم غلطی اور کمزوری

بہت سارے لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ اگر تم پہلے ہی ہار مان لوگے تو پھر کیسے جیتو گے یہ مثال ہر جگہ نہیں چلتی بمطابق وقت بمطابق حالات میں، صلح حدیبیہ بھی ایک صلح کرنے کی اُس وقت کے حساب سے اسلام کی ضرورت تھی، بوقت ضرورت نرمی دکھانے سے طاقت اکھٹی ہوتی ہے۔ ایسے دنیا میں غلطی ماننے سے یا کمزوری کو ظاہر نہ کیا جائے لیکن اپنے آپ سے کمزوری مان کر اپنے اندر جو اللہ تعالیٰ نے آٹو میٹک سسٹم (خود کار آلے) لگائے ہیں اگر ان کے بٹن آن یعنی نہیں چلاؤ گے تو وہ کیسے چلیں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اپنے اندر کے سسٹم کو اطلاع دی جائے، اس کے بعد صرف باہر کی دنیا سے وقت درکار ہوتا ہے۔

<u>اپنی کمزوری:</u> رابرٹ امیان روس کے مشہور کھلاڑی ہیں، وہ لمبی کود (چھلانگ) کا چیمپئن سمجھا جاتا ہے، وہ 15 فروری 1965ء کو پیدا ہوئے اور عالمی مقابلوں میں گولڈ مڈل جیت کر غیر معمولی شہرت حاصل کی۔ ایک ہندوستانی جرنلسٹ مسٹر وی کرشنا سوامی نے رابرٹ امیان کا مفصل انٹرویو لیا، یہ انٹرویو ٹائمز آف انڈیا میں 15 اپریل 1988ء میں شائع ہوا ہے۔ مسٹر کرشنا نے روسی چیمپئن سے پوچھا کہ بین الاقوامی کھیل میں جب آپ شرکت کرتے ہیں تو اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے آپ کیا کرتے ہیں۔ رابرٹ امیان نے جواب دیا سب سے اہم بات اپنی کمزوریوں کو دور کرنا ہے جو کہ میری کارکردگی کو اچھا بنانے میں رکاوٹ بنتی ہیں، میرے استاد اور میں دونوں جانتے ہیں کہ میرے اندر محدود صلاحیتیں ہیں جن کو ہمیں استعمال میں لانا ہے۔ رابرٹ امیان نے کھیل میں کامیابی کا جو راز بتایا ہے وہی وسیع تر زندگی میں بھی کامیابی کا راز ہے۔ زندگی کے مقابلہ میں جب بھی کوئی شخص ناکام ہوتا ہے تو وہ خود اپنی کمزوریوں کی وجہ سے ناکام ہوتا ہے۔ اپنی داخلی کمزوریوں کو جاننا اور ان کو دور کرتے ہوئے زیادہ ہمت حوصلے اور پکے یقین کے ساتھ میدان عمل میں داخل ہونا، یہی اس دنیا میں کامیابی کا واحد راز ہے۔ موجودہ دنیا میں جو بھی شخص کامیاب ہوتا ہے وہ اسی شرط کو پورا کر کے کامیاب ہوتا ہے اور جو شخص ناکام ہوتا ہے وہ بھی اسی لیے ناکام ہوتا ہے کہ وہ اس شرط کو پورا کرنے میں کوتاہ ثابت ہوا تھا، ناکام وہ ہے جو اپنی صلاحیتوں کے بھرپور استعمال میں ناکام رہے اور کامیاب وہ ہے جو اپنی صلاحیتوں کے بھرپور استعمال میں کامیاب ثابت ہوا۔

غلطی تسلیم کرنا: یہ ایسے ہے جیسے اپنے اندر جو دیا جل رہا ہے عقل کا، اللہ نے عقل کے دیئے میں بجھنے سے پہلے جیسے تیل بھر دیا ہو۔ ایسی مثالیں میں نے پہلے بھی پیچھے اپنی کتاب میں عرض گزارش کی ہیں اگر کسی ایک بھی انسان کو بات سمجھ میں آجائے تو میرا مقصد حیات پورا ہو جائے گا اور دیئے سے دیا جل جائے گا بس یہی دعا ہے اللہ پاک سے۔ (آمین)

Marfat.com

کامیابی کے حقائق

انسان کے پاس کچھ نہیں ہو تو وہ تھوڑے سے زیادہ مال چاہتا ہے، تھوڑی عزت سے زیادہ عزت چاہتا ہے۔ اگر انسان کا دل نرم ہے اور پاس دینے کے لیے نہیں ہے یا کم ہے تو اس کا اور دل چاہتا ہے کہ میرے پاس اور بھی ہو تا کہ میں زیادہ اللہ تعالیٰ کے نام دوں تو اس کے لیے اللہ پاک سے کاروبار کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کاروبار کرنے کے طریقے میرے ہادی حضرت واحد بخش بابا نمانا سائیں نے مجھے کچھ اس طرح سکھائے ہیں کہ اگر تیرے پاس دینے کے لیے کچھ نہیں لیکن تیری ضرورت کے لیے تھوڑا بہت تیرے پاس جو بھی ہے اسے اللہ پاک کے نام پر سخاوت کر دے۔ اس کاروبار میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ اس کا فوراً منافع نظر نہیں آتا، اس کی مثال اس طرح ہے جیسے آپ نے کوئی فصل اُگائی ہے اور اس کی کٹائی کے لیے ایک وقت درکار ہے، اگر یہ ربیع کی فصل ہے تو اسکے وقت کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے کاروبار کرنے کی کچھ شرائط ہیں، ایک حد تک تکلیف آتی ہے عارضی اور کافی ایسا لگتا ہے کہ اب ڈوبا کہ اب ڈوبا، میں اپنی منظر کشی نہیں کر سکتا، یہ مشکل مرحلہ ہوتا ہے اللہ پاک کے اور بندے کے درمیان یہ وہی جانتا ہے۔ کچھ عرصے اگر بندہ کسی معتبر مرشد کامل کا مرید ہے تو یہ وقت آسانی سے گزر جائے گا ورنہ بہت مشکلات ہوں گی، مرشد کسی کرامت کے تحت تکلیف دور نہیں کرتا، لیکن ذکر کے ساتھ ساتھ فکر کرواتا ہے اور صبر کو یاد دلاتا ہے اور دکھ سکھ میں شکر کرنا سکھاتا ہے، ساتھ ہونے کا وعدہ کرتا ہے اور واقعی ہی ساتھ رہتا ہے۔ ایسے ہی وقت گزر جاتا ہے اور پھر خود بخود سب کام ہوتے جاتے ہیں منافع شروع ہو جاتا ہے لیکن بندے کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کا سخاوت کا وعدہ نہیں بھولنا چاہیے، اور وہ سب رشتے داروں کو چھوڑ دے اور نہ کسی کو یاد کرے اور اپنے مشن میں لگ جائے تو اس کو تلخ حقائق درپیش ہو جائیں گے اور اگر تو نے رشتوں کا خیال ہی رکھنا ہے تو اُن کی شادی کی تقریب میں خود شریک ہوں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے تو نے سودا کیا ہوا ہے اگر تو نے اپنے احباب نہ بھی چھوڑے تو وہ تجھے ضرور چھوڑ چکے ہونگے، اب کبھی اس طرح تجھ سے دل سے نہیں مل سکتے صرف اپنے کام لے کر آئیں گے اور جب تم جاؤ گے اُن کے پاس تم سے یہی اُمید کرتے ہیں تم کیا لے کر آئے ہو اور کیا دے کر جاؤ گے اور تیرے ان کے پاس آنے سے اُن کی یہی عزت ہونی چاہیے۔ بس یہ اس زمانے کی ہی خواہش ہو گی تیرا کسی کو خیال نہ ہو گا جناب میں یہ سب اپنے ساتھ تجربے کی بات لکھ رہا ہوں۔

بس صرف تم مشن پر ہوتے ہو عزیزوں اور احبابوں کی دل کھول کر مالی طور پر اور فون پر کسی کو کہنے کہلانے سے مدد کر سکتے ہو، بس یہ وقت تم خود سے پہلے اللہ پاک کے حکم سے مخلوق کو دے چکے ہو۔ یہ تم نے اللہ تعالیٰ کے اور اللہ پاک سے

Marfat.com

کاروباری شرائط میں طے کیا تھا۔ اگر پھر تو لوٹے گا گھسے پٹے معاشرے کی طرف اور اللہ پاک جب تیرے ساتھ ہو گا تو سوچو! تم سے کیسے نمٹے گا، معاشرے میں ایسا ہو رہا ہے کہ لوگ اللہ پاک سے دُعا کر کے وعدہ کر کے سچائی کا، سچ کا، سخاوت کا، شرافت کا، سیدھے راستے نبھانے کا، مال کا وہ سب وعدے بھول کر عزت آنے کے بعد اپنے آپ کو قسمت کا دھنی سمجھتے ہیں، اور گھمنڈی ہو جاتے ہیں اور اکثر واپسی کا راستہ بند ہو جاتا ہے اسی معاشرے میں جو جہاں سے وہ بچھڑ گیا تھا اور جس جگہ سے اللہ پاک نے اُسے وعدے کے تحت اُٹھایا تھا وہیں پہنچ جاتا ہے۔ پھر اُسے معاشرہ اپناتا تو ہے لیکن طرح طرح کے لفظ طرح طرح کی اُس کی بُرائی سُناتے ہیں اور پھر جیسے وہ جھوٹ ہو اور اس کو طرح طرح کے طعنے دیتے ہیں یہ پہلے کتنا مغرور انسان تھا اور طرح طرح کے الزام لگا کر دھتکارتے ہیں۔ دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا، یہ وعدہ یاد رکھنا اللہ تعالیٰ ہی ہمیں توفیق دیتا ہے اور اللہ ہی کارساز ہے، ہم سب پر رحم کرے، ہمیں وعدہ نبھانے کی بھی سکت عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

Marfat.com

اللہ سے مخاطب کا نتیجہ

انسان کو اس دنیا میں کسی بھی چیز کی مالکی کرنی ہے تو اسے اس کے لیے فکر سے سوچنا ہو گا۔ اور اس پر مالکی کرنے کے راستے ڈھونڈنے ہونگے۔ فکر کرنے سے اللہ تعالیٰ اس انسان کو کسی بھی چیز کی مالکی عطا فرمادے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کی اس دنیا میں مالکی یا فائدہ لینا چاہتے ہو تو اُس کے لیے محنت کرنی ہوگی۔ مثال اب ایک ٹی وی ہے اس کو آپ لگاؤ تو آپ یہ تو دیکھ سکتے ہو کہ باہر سے چوہا چھپکلی آکے اُسے خراب نہ کردے اُس کی تاریں نہ توڑ دیں لیکن اصل مالک تو وہ ہے جو اس کے اندر بھی کیڑا پیدا کر سکتا ہے۔ اُس کے نقصان سے بچنے کے حَل تلاش کرنے میں آپ کی مالکی ہوگی مطلب انسان کو اگر کسی چیز کے فائدے حاصل کرنے ہیں تو اُس میں تخلیقی طریقے نکالنے کی کوشش کرے کہ کیسے اُسے خراب ہونے سے بچایا جاسکتا ہے۔ جیسے مولانا وحید الدین صاحب کی کتاب میں ایک قصّہ پڑھا تھا کہ مولانا وحید الدین صاحب کا گزر کسی گاؤں سے ہوا اُس دیہات میں ایک شخص درخت کے کٹے ٹکڑے کے اوپر سے درخت کا خول (چھلکا) اتار رہا تھا، اُس نے پوچھا کہ بھائی کیوں یہ چھیلتے ہو تو اُس شخص نے کہا کہ اگر چھلکا نہ اتارا تو اس میں کیڑے لگ جائیں گے جو اس کو اندر سے کھوکھلا کر دیں گے، لکڑی کو خراب کر دیں گے۔ یہ بات 1965ء کی بات ہے پھر اگست 1975ء میں دوبارہ ایک دیہات میں وحید الدین صاحب کا جانے کا اتفاق ہوا وہاں انھوں نے دیکھا کہ نیم کا ایک تنا کٹا ہوا پڑا تھا ایک شخص نے اپنے گھر کے پاس نیم کا ایک درخت کاٹ دیا تھا اس کا چھلکا نہیں اُتارا تھا۔ وہ دیکھ کر اس کو دس سال پہلے والی بات یاد آئی انہوں نے سوچا مشاہدہ کیا جائے انہوں نے کوئی اوزار منگوا کر اس کا چھلکا اتارا تو اس کے اندر ایک انچ کے کیڑے موٹے موٹے نرم کیڑے موجود تھے لیکن انھوں نے تنے کی سطح کو جگہ جگہ سے کاٹ ڈالا تھا جیسے اس کے اوپر نالیاں بنائی گئی ہوں تو ایسے دس سال پہلے کی بات ایسے سچ ثابت ہوگئی تو جب انسان کسی چیز کو اس نیت سے کرے کے اللہ پاک میری اس چیز میں مدد فرمائے یا میری اس محنت کا پھل یہ ملے تو اللہ تعالیٰ اُسے وہ رمز عطا فرما دیتا ہے۔ اب ہر چیز کا مالک اللہ پاک ہے درخت کا چھلکا بھی اللہ پاک نے بنایا اور درخت بھی، اس کے اندر پیدا ہونے والا کیڑا بھی لیکن اپنے اس جنونیت سے سوچنے والے بندے اور اس چیز کو استعمال میں لانے کی دُعا کرنے والے بندے کو اللہ تعالیٰ ایسے حَل عطا کر دیتا ہے۔

Marfat.com

قصہ ولایتی بیٹے کا

دوسرے کی تہذیبوں میں بھیج کر کسی اپنے کو اس پر اپنی تہذیب نہ تھوپو:

ایک پاکستانی باپ نے اپنے بیٹے کو امریکا پڑھانے کے لیے بھیجا اور جہاں بھی بیٹھتا کسی بھی محفل میں تو یہی کہتا کہ میرا بیٹا امریکا میں پڑھ رہا ہے۔ ایک حادثے کی وجہ سے باپ خود پاکستان سے امریکا چلا گیا، مجبوراً وہاں جاکر ٹیکسی چلانا شروع کردی اور اپنے بیٹے کی پڑھائی مکمل کروائی، کافی عرصے کے بعد بیٹا باپ سے ملنے آیا امریکہ میں ہی، چونکہ باپ کو بہت تیز بخار تھا، باپ کے اندر تو خواہش تھی کہ کوئی میرا سر دبائے، ٹانگیں دبائے، امریکا میں سرونٹ کا تصور نہیں تھا سارے کام خود کرنے پڑتے تھے، بیٹا اچانک آ ہی گیا تو باپ نے خواہش کی کہ کاش میرا بیٹا میری خدمت کرے چونکہ بیٹا بھی پاکستانی تھا اس لیے جب روایتی بیٹے نے پوچھا کہ ابو آپ کا سر دباؤں؟ باپ نے فوراً ہاں کی! اُس کی تو اللہ تعالیٰ نے جیسے سن لی، اس نے کہا ہاں بیٹا دبا دے! بیٹا سر دبانے کے بجائے کمرے سے باہر نکلا اور تقریباً پندرہ منٹ کے بعد واپس آیا تو بیٹے نے ہاتھ پر دستانے چڑھائے ہوئے تھے جس سے اکثر نرس یا ڈاکٹر مریض کے زخم دیکھتے ہوئے چڑھاتے ہیں، مریض کے جراثیم نہیں لگ جائیں۔ یہ دیکھ کر باپ کو اپنے سر درد سے زیادہ اس بات سے بخار چڑھ گیا، لیکن باپ مجبور تھا کچھ کہہ نہ سکا، اور بیٹے نے سر دبایا، سر دبانے کا دورانیہ پانچ منٹ کا تھا، اس کے بعد فوراً بیٹا باہر نکلا تو باپ تو پہلے سے بھی زیادہ غم سے نڈھال ہو گیا اور واش روم جانے کی ضرورت پڑی۔ کیونکہ اٹیچ واش روم نہ تھا اس لیے باہر جانا پڑا، واش روم کا دروازہ کھلا تھا تو اندر بیٹا بیٹھا ہوا تھا۔ بیٹے کو دیکھا وہ واش روم میں دستانے اتار کر ہاتھ جراثیم کش (اینٹی بایوٹیک) پایوڈین سے مل مل کر ہاتھ دھو رہا تھا۔ باپ نے یہ نظارہ دیکھ کر سوچا کہ بیٹے کو یہ بیماری لگ جانے کا اتنا خوف ہے۔ باپ یہ واقعہ آج تک یاد کرکے افسردہ ہو جاتا ہے اور مجھے بھی نصیحت کی کہ آپ کبھی ایسا نہ کرنا اولاد کو پڑھاؤ ضرور مگر اولاد اندر سے اتنی نفرت نہ رکھے۔

یہ سب کچھ میرے دوست کے ساتھ ہوا تھا! اس کردار کا میں نام نہیں لے سکتا اور نہ ہی اس کا نام بتا سکتا ہوں، شہروں اور ملکوں کے نام بھی بدلے ہوئے ہیں، سچی کہانی بتانے کا مطلب دل آزاری کرنا نہیں ہے، اگر کوئی اس سے فیض حاصل کرے سبق حاصل کرے تو بھی ٹھیک ہے اور اگر کوئی اسے غلط سمجھتا ہے تو بھی ٹھیک ہے۔ میری نیت قطعاً کسی کی دل آزاری کرنا نہیں، میں صرف اور صرف مشورہ دے سکتا ہوں کہ اُن والدین کو جو اپنے اولاد کو باہر ملک میں نوکری کروانا چاہتے ہیں کہ بس اس بات کے لئے تیار رہیں، یہ ان بیٹوں، بھائیوں کا قصور نہیں ہوتا وہاں کا ثقافتی ماحول ایسا ہی ہوتا ہے، ان سے قطعاً کوئی اُمید نہ رکھے۔ پھر یا تو بہت مزا آئے گا، پھر تو بہت پیسے ملیں گے اور محبت بھی ملے گی یا پھر کبھی دونوں نہیں اور کبھی کبھی تینوں نہیں، نہ پیسے، نہ محبت، نہ عزت، کبھی کبھی لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں، ایک تو آپ نے باہر بھیجا، اور پھر جائیداد میں بھی حصے کا تقاضا کرتے ہیں۔

Marfat.com

دوست ملنا-دو یقین آپس میں ملنا

ایک گیدڑ اور ہنس کی دوستی تھی، ایک مرتبہ گیدڑ ہنسوں کے علاقے میں چلا گیا۔ ہنسوں نے گیدڑ کی بڑی تیمارداری خاطر تواضع کی۔ گیدڑ اپنے ملک آ گیا اور ہنسوں کو اپنے علاقے میں آنے کی دعوت دے آیا اور کہا کہ اگر کبھی مصیبت آئے تو ہمارے علاقے میں آنا۔ اور کچھ برسوں کے بعد ہنسوں کے علاقے میں موتی جو ہنس کھاتے تھے وہ ختم ہو گئے۔ ہنس نے کہا چلو اپنے دوست کے علاقے میں، شاید کچھ دن وہاں گزر جائیں۔ وہ یہ سوچ کر گیدڑ کے علاقے میں چلے گئے اور اپنے دوست گیدڑ کا پتہ کیا تو کسی گیدڑ نے اُس گیدڑ کو بتایا تیرے کوئی دوست ہیں جو تیرا پتہ ڈھونڈ رہے ہیں تو گیدڑ نے کہا اُوہو! میں تو مارا گیا، یہ سچے موتی کھائینگے میں کہاں سے لاؤں گا، اُس نے سوچا کہ اس سے بہتر ہے کہ میں مر جاؤں، یہ سوچ کر ایک تالاب میں چھلانگ لگائی تو کیا دیکھتا ہے، پانی میں چھلانگ لگانے سے پانی کے چھینٹے باہر نکلتے ہیں وہ سب موتی بن گئے اور وہ گیدڑ بھاگم بھاگ گیا، اور ہنسوں کے پاس آیا اور بولا، آؤ میرے دوست جتنے دن آپ رہو یہ علاقہ تمہارا ہے، وہ روزانہ اسی تالاب میں چھلانگ لگاتا وہ چھینٹے جو باہر گرتے وہ سچے موتی بن جاتے۔ یہ دوست تھا جب کوئی کسی پر یقین کرتا ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

دوست میں چار الفاظ جس کا مطلب 1۔ دال سے ہے دیانت داری 2۔ واؤ سے ہے وفاداری 3۔ سین سے ہے سچائی 4۔ ت سے ہے تیمارداری

اور کسی دوسرے فلاسفر نے کچھ یوں کہا ہے دوست یعنی دو حصّے ایک دو، دوسرا ست، ست کی معنٰی ہے یقین یعنی دو دوست کا ملاپ دو یقینوں کا ملنا ہے۔ یہ گیدڑ کی مثال اس لیے دی ہے کہ ایک گیدڑ کو دوستی کا اتنا بھرم ہے لیکن آج ہم انسان دوستی کا کیا بھرم رکھتے ہیں۔ یہ ایک سبق دوستی کا بھی ہے اور جب کوئی دوستی میں قربانی دینا چاہے تو اللہ اس کی مدد کرے گا اور اس طرح پانی کو بھی ہیرے موتی بنا دے گا۔ یہ صرف نیت پر دارومدار ہے اللہ سب کو وفادار بنائے آمین۔

راؤ عبدالغفار

Marfat.com

دوست

قربانی، درد ترس، ہمدردی، دوستی، نیک نیتی، تیمارداری، ہمت دینا اور ہمت کرنے میں ساتھ دینا، دوست کی غم و خوشی میں ساتھ کھڑا رہے۔ وہی بیٹا ہے، وہی ماں ہے، وہی باپ ہے، وہی بیٹی، وہی کزن ہے، وہی پڑوسی ہے، وہی محلہ دار ہے، وہی بہنوئی ہے وہی سب کچھ جو ساتھ کھڑا ہے ورنہ یہ اوپر جو بھی رشتے ہیں وہ اتفاقیہ ہیں ان رشتوں سے کبھی منہ نہ موڑیں۔ رشتے داروں اور دوستوں کی مدد کرو، اگر تم کسی کی مالی مدد کرو یا پھر مشن کے دوران تم بچ گئے تو شہید ہوئے تو بس اللہ پاک پر رکھ۔ میری مراد صرف جنگ سے نہیں بلکہ ایمانداری سے اس دنیا میں کوئی بھی کام کرو چاہے اُس میں کسی کی نوکری ہو، اپنا کاروبار ہو یا کوئی اور کام ہو۔ نماز پڑھنے سے بہتر ہے اپنے کام میں نماز قائم کرو۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے ظاہری نماز بھی پڑھنا اور نماز ہر کام میں قائم کرنا۔

تو تو گزارے اچھی زندگی ایمان سے پھر دیکھتا ہے اولادوں کو
خود ہوگے خود نیک تو اچھی اولاد ہوگی ادب ادیب قریب ورنہ فریب

Marfat.com

خاندانی فرق

ایک پیاسا آدمی پانی کی تلاش میں کسی آدمی کے پاس پانی کا گھڑا دیکھ کر اس کے پاس گیا، اور گھڑے والے آدمی نے پیاسے آدمی کو دیکھ کر گھڑا زمین پر گرا دیا۔ یار میں تو تیرے پاس گھڑا دیکھ کر آیا تھا مجھے بڑی پیاس لگی ہوئی تھی۔ گھڑے والے نے کہا میں نے آپ کو دیکھ کر گھڑا توڑا۔ پیاسے نے گھڑے والے کو کہا اگر تیرے اوپر کبھی کوئی مصیبت آئے تو یہ میرا پتہ لو، کبھی میرے پاس چلے آنا۔ کچھ عرصہ یا سالوں کے بعد گھڑے والے انسان کو یاد آیا کہ اس سے کسی آدمی نے یہ کہا جو پیاسا تھا کہ کبھی کوئی مصیبت آئے تو میرے پتے پر میرے پاس آنا۔ وہ یہ سوچ کر اس پیاسے شخص کے پاس چلا گیا۔ جب پیاسے کو اس کے نوکروں نے بتایا کہ ایک آدمی نے یہ پرچی دی ہے وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے کہ میں بہت تکلیف میں ہوں میری آپ سے پہلے ملاقات ہوئی تھی میری مدد کریں۔ پیاسے نے ملنے سے پہلے اپنے نوکروں کو کہا کہ اس کی اتنی خدمت کرو کہ وہ دنگ رہ جائے اور مجھے ہر روز اس کی تمام اطلاع دو، جب انہوں نے خدمت کی اور وہ شخص خدمت کے بعد ایک صبح مرا پایا تو نوکروں نے بتایا کہ آج پانچ دن کے بعد مرا ہے۔ پیاسے نے کہا کہ اس کی پانچویں نسل میں کوئی غیرت تھی جو آج پانچ دن کے بعد مرا ہے، نوکروں نے پوچھا یہ کیا معاملہ تھا، پیاسے نے ساری حقیقت بتائی کہ اس نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا تھا پھر بھی میرے پاس آیا اور اس کو کچھ شرم نہ آئی، یہ تو یہاں آنے سے پہلے ہی مر جاتا یہ سبق ہے۔

ایک آدمی روزانہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کہتا اے اللہ تیری خیر ہو۔ اے اللہ تیری خیر ہو ایک دو آدمیوں نے کہا لو یہ کیا بولتا ہے اے اللہ تیری خیر ہو، وہ تو خیر کرنے والا ہے اس کی خیر کیسے ہو؟ اس آدمی نے کہا اگر اس کو کچھ ہو گیا تو ہمارا کیا ہو گا وہ جو کچھ بھی کرتا ہے ہمارے لیے کرتا ہے۔

یہ واقعہ اشفاق احمد نے زاویہ کتاب میں لکھا ہے۔

Marfat.com

صلہ رحمی پھر بھی ماں کا

علی محمد سومرو ڈرائیور نے امیری کے مزے لیے، غریبی میں یہ ایک ٹیکسی ڈرائیور ہے۔ وہ اخلاق کا بہت اچھا ہے اس نے غریب امیر کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا اور فقیروں کی بھی خدمت کرتا ہے۔ میں بھی اچھی طرح جانتا ہوں ایک مرتبہ اُس کی ٹیکسی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور ایک نوجوان لڑکا اچانک اس کی گاڑی کے سامنے آگیا اور وہ شدید زخمی ہو گیا اور علی محمد گاڑی میں سوار تھے وہ لوگ بھی چلے گئے۔ علی محمد بنا کسی خطرہ سمجھے اُس لڑکے کو ساتھ کنڈیارو شہر کے سرکاری اسپتال میں لے گیا، علی محمد بھاگ بھاگ کر ڈاکٹروں کو آفیسوں میں ڈھونڈتا اور ڈاکٹروں کو پکار رہا تھا بچاؤ بچاؤ۔ ڈاکٹروں کا تو روز کا معمول تھا اس لیے انھوں نے سُستی دکھائی تو ڈاکٹروں کے قدموں میں لیٹ گیا ورنہ ڈاکٹروں نے مریض کی حالت دیکھ کر جواب دے دیا تھا کہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ اس کو ضلع ہیڈ کوارٹر نواب شاہ بڑے ہسپتال میں لے جاؤ لیکن قدموں میں علی محمد گر گیا اس لیے انھوں نے کچھ کوشش کی اور ڈاکٹروں نے پرائیویٹ میڈیکل اسٹور پر دوائی لکھ دی علی محمد اسٹور پر گیا تو دوائی ہزاروں کی ہوئی جو علی محمد کے پاس پیسے نہیں تھے اس لیے انھوں نے گاڑی کے کاغذات اسٹور پر گروی رکھ دیئے اور میڈیکل اسٹور سے دوائی اُٹھائی، فوراً علاج شروع ہو گیا اور کافی دیر کے بعد ڈاکٹروں نے پھر دوبارہ کہا کہ مریض سیریس ہے نواب شاہ لے جانے کے لیے کہا۔ علی محمد نے اس کا بیچ مسجد میں اعلان کروادیا جو نوجوان لڑکا زخمی تھا اس کی جیب سے شناختی کارڈ کے ذریعے کی مدد سے نام، باپ کا نام اور ذات کے نام سے ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے تب تو پولیس آگئی اور اس کے بعد اُن کے پیچھے زخمی نوجوان کا وارث چچا آگیا جو وہاں کا بڑا وکیل بھی تھا اور بلوچ رند تھا۔ اس لیے اُس کا بھتیجا ہونے کے ناطے پولیس الرٹ ہو گئی، اور جب چچا کا کافی غصہ دیکھا تو وہاں کھڑے لوگ اور ڈاکٹروں نے علی محمد کا علاج اور ہمدردی بتائی اور ایکسیڈنٹ کے دوران روڈ پر دیکھنے والوں نے فوراً اُسی وقت گواہی دی بغیر علی محمد کی گذارش پر کہ ایکسیڈنٹ میں قصور زخمی نوجوان کا تھا اور ڈاکٹروں نے گواہی علی محمد کی بغیر کوئی التماس کے دی۔ زخمی نوجوان لڑکے کے چچا اور دیگر رشتے دار جو اکٹھے ہو چکے تھے اسپتال میں اُن کے سامنے ڈاکٹروں نے سارا ماجرا سنایا تو چچا اور دیگر رشتے دار نرم ہاتھ کے لیے کہہ ہی رہے تھے کہ اتنے میں میڈیکل اسٹور والا جس کا اسپتال کے ساتھ ہی اسٹور تھا وہ بھی آگیا۔ علی محمد کو

Marfat.com

گاڑی کے کاغذ لے کر کہ یار تیری یہ ہمدردی دیکھ کر میں یہ کاغذ واپس کرتا ہوں رقم معاف کرتا ہوں یہ سب ماجرا دیکھ کر زخمی نوجوان کے چچا نے پولیس کو کہا کہ یہ ہمارا مہمان ہے اُس کو اپنے پاس رکھو، ہم مریض کو نواب شاہ داخل کروا کر آتے ہیں اور اِس مہمان کو ہم اپنے گھر لے جائیں گے۔ ظاہر ہے گاڑی لگی تھی آزاد کرنے کے لیے مالک لکھ کر دینگے کہ ہم نے معاف کیا۔ دو دن تک DSP کنڈیارو نے گرمیوں میں علی محمد کو پنکھا دیا اور اسپیشل کھانا کھلایا اور میں نے بھی اپنے ماموں زاد بھائی ڈاکٹر اجمل رانا کو فون کیا نوشہرو فیروز انھوں نے اپنے نوکر کے ذریعے کھانا بھجوایا اور وہاں کے MPA سے DSP اور SHO کو ڈاکٹر صاحب نے مہربانی کروائی اور SSP اور وزیر اعلیٰ ہاؤس سے فون وغیرہ۔ یہ سارے معاملے جب چلے تو رات کو DSP علی محمد کے پاس آیا اور کہا کہ علی محمد تم نے تو اپنے آپ کو ٹیکسی ڈرائیور بتایا تھا، لیکن آپ کی طرح طرح کے لوگ خدمت کر رہے ہیں کھانا پہنچا رہے ہیں اور فون کر رہے ہیں کیا سچ ہے کہ تو صرف ڈرائیور ہے، علی محمد نے عاجزی سے کہا کہ میری کیا مجال میں جھوٹ بولوں میں ڈرائیور ہی ہوں، دوسرے دن وہ رند بلوچ صاحب آئے اور علی محمد کی گاڑی چھڑوا کر اپنے ساتھ لے گیا اپنے گھر جو کچھ کلو میٹر دور گاؤں میں تھا۔ جب علی محمد گاؤں گاڑی سمیت پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کافی لوگ بیں اور ٹینٹ لگے ہیں اور ان کے ساتھ والے گھروں سے رونے کی آواز آرہی تھی علی محمد نے سمجھ لیا تھا کہ زخمی نوجوان چل بسا ہے اِس لیے سب لوگ افسردہ ہیں۔ علی محمد کو گھر لے گئے عورتوں کے بیچ بغیر پردہ کئے عورتوں کے درمیان سے اور جا کھڑا کیا زخمی نوجوان جو اب اِس دنیا میں نہیں تھا ایک ماں کے جگر کے سامنے کھڑا کر دیا اور بلوچ وکیل نے رونے والی آواز میں کہا اے بھابھی یہ آگیا ہے تیرا دوسرا بیٹا جس کو تو نے بلایا تھا۔ نوجوان کی ماں علی محمد سے لپٹ گئی اور میرا بیٹا میرا بیٹا کہہ کر رونے لگی علی محمد بھی زور زور سے جو پہلے ہی رو رہا تھا اماں مجھے معاف کر دے، میری جان لے لے، مجھے قتل کر دے، میں نے ہی تیرا بیٹا گاڑی سے مار کر چھینا ہے۔ اماں نے کہا کہ تو ہی تو ہے میرا بیٹا تو نے بہت کوشش کی۔ یہ میرا نصیب اب تو وعدہ کر کہ جب بھی یہاں سے گذرے گا مجھ سے ملنے آیا کرے گا پتہ چلا کہ اُس اماں کا وہ ایک ہی بیٹا تھا دو دن وہاں اماں کے پاس رہنے کے بعد علی محمد گھوٹکی آکر گھر کچھ منٹ رہنے کے بعد رو پڑا اور اب جب بھی وہاں سے G.T روڈ سے گذرتا ہے اماں سے ملنے جاتا ہے اور تحفہ وصول کرتا ہے اور ماں کی ممتا ملتی ہے۔ اُس ماں نے کبھی یہ نہ کہا کہ جلدی آیا کرو یہ واقعی انسانی ہمدردی کا نتیجہ ہے اور قاتل بیٹا بن جائے، ملزم خدمت کرائے اور یہ انہونی کہانی اسی زمانے کی چند سال پہلے کی میرے ساتھی کے ساتھ پیش آیا سچا واقعہ ہے۔ زخمیوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کی اللہ سب کو ہدایت دے۔

آمین ثم آمین۔

Marfat.com

باب چھٹا

اشعار و اقوال

Marfat.com

مزاح کا سچ

اللہ اےویں سُندا فقیراں دی جیویں بادشاہ سُنے وزیراں دی
صدقے جان محمدؐ دے خیر ہوئے وسیراں دی
جب تو طالب نمانے دا پھیر گل چھڈ حوراں دی
میں تے منگا دعا لکھاں کروڑ ملے مینو ہزاراں دی
صدقے جان محمدؐ دے خیر ہوئے وسیراں دی
اِس اُس جہاں دی سُن سچی گل اِتھے اُتھے ھیراں دی
سب اسان دے بیلی جو ساڈا برا چاوے دُعا اودی منگا خیراں دی
منگتا تے منگدا ہور آوے ہور آوے دل وچ کثیراں دی
سُنے سب دی اوچ نیچے نالاں دی پاگل سیانہ چیراں دی
صدقے جان محمدؐ دے خیر ہوئے وسیراں دی
سب اللہ دے موسم آسان کوں بھاون خزاں دی بہاراں دی
سب دے نوکر آساں او اوچ تے چپا نیواں دی
مرشد پھڑیا ہور کی پھڑنا ھن تے جان چھڈ غریب بشیراں دی
صدقے جان محمدؐ دے خیر ہوئے وسیراں دی
جو کجھ ہونا ہو کئی رہنا تو نال رہو فقیر دے ٹی۔ سی نہ کر وزیراں دی
پاپی دے ول جاندا نہیں ہور کوئی تیرے آوندا نہیں تینوں پئی خسراں دی
کوئی دے جاوے کوئی نہ لے جاوے دید تیری پہن ماں کرنی زکاتاں تے عُشراں دی
سُتاسُتا رہندا اے مل جاوے مال ہنس داپسدا رہندا اے پرواہ نہ تینوں پگاراں دی
صدقے جان محمدؐ دے خیر ہوئے وسیراں دی
کماواں تے سب نوں بھاواں بناواں محل ماڑی فکر بناں بازاراں دی
میرے وھڑے کوئی آوے نہ آوے ھک پرواہ مینوں مہراں دی
گوٹھ دی کُڑیاں بھو ویکھی ہن ویکھاں کُڑی شہراں دی
او جان محمدؐ سوکھی پوکھی کھا سوجا نہیں یوں آونا ھندوانا پرواہ کر بیراں دی

Marfat.com

مون نامہ

تیرے سیاہ سے ہو گئے بال براؤن
سب کو اچھا لگے گا، جب مجھے انعام ملے گا کراؤن
جو مجھے ملا ہے انعام، میرے والدین کی منتِ مرہون
مون اور اویس ایسے ہیں، جیسے موسیٰ اور ہارون

گلن اور اویس میں فرق اتنا ہے مون
گلن اُٹھ جاتا ہے صبح، اویس سوتا ہے گونا گون
اویس اور زین سوتے ہی رہتے ہیں، چاہے برسے مون سون
باتیں بڑی بھگارتے ہیں، آتا ہی نہیں اردو کا الف نہ نون

دونوں کو سمجھاتا ہوں، جنہیں دوست ہے سمجھانا نہیں آسانی
غلطی پر غلطی روزانہ، معاف کرتا ہوں، سمجھ کر نادانی
ڈرپوک ہیں دونوں، مچھر کے ڈر سے لگاتے ہیں مچھر دانی
جھوٹ جب پکڑی جاتی ہے، جب سناتے ہیں کہانی
کب، کیسے، کیوں، کیسے آئی گی، پرواہ ہی نہیں، آفت ناگہانی

Marfat.com

اویس نامہ

اگر چھوٹی عمر میں چھوٹی عمر کا دیکھنا ہے درویش
تو چلو بسم اللہ وہاں ہے ایک چھوٹا اویس
اس کو پتہ ہے جہاں کا، چاہے گیا نہ وہ پردیس
گرمی میں نہ گرمی لگے، سردی میں بھی نہ لے کھیس
نہ وہ جائے پیزا ہاٹ، بھوکا رہے، نہ جائے وہ میس
جب بھی وہ خدمت کرے، سہے جب روکے اپنا گیس
دُکھ اور مصیبت جھیل کر، خوشی میں پانی کو کہے چیس چیس
سب کے سارے زخم کھا کر بھی، نہ کرے کسی پر کیس
نہ ہو ناراض کسی سے، دشمن کے بھی آگے، ہو پیش پیش
کسی سے نہ لے بدلہ، وہ اپنے ہی غصے کو، کرے تہس نہس
نہ ہو اس سے بے وفائی، اس کی خاندانی ہے بیس
موبائل سے نہ کرے وہ گندا میسج، نہ دبائے اسٹار نہ ہیش
نہ پتہ لینے کا نہ دوڑے لالچ کی طرف، نہ کرے پیسے کی ریس
خود ٹھنڈا دوسروں کو کرے نرم، نہ لگائے تیلی نہ ماچس
سب کا وہ کہنا مانے، سب کہے بیسٹ بیسٹ
چھپ کر کرے بھلائی وہ، اچھے کام کرے بدل کر بھیس
سادہ اتنا پتہ نہ خود کا، بس کہیں کہ، اللہ میاں کی بھینس
نہ بُرا منائے کسی کا، وہ صبر میں رہے، نہ آئے غصہ نہ آئے تیش
دعا ہے شاکرؔ کی، صحت دے اللہ، گریٹ اور گریس گریس
آج تو ہو گئی اویس ہی اویس

Marfat.com

گریبان کھولنے والے جیب بھی کھول دے
ٹوپی بھی اتار دے دھوبی کو بھی بتا دے

اِدھر کود اُدھر کود، اِدھر جا اُدھر جا وہ بندہ بندر کہلاتا ہے
غنڈہ، بدمعاش، قبضہ، اندر افسر، ساتھ سیاستدان سب بوری بند تو بلڈر کہلاتا ہے

قصیدے بھی اچھے شاعری بھی تیری ٹھیک ہے
لیکن ہوئے جو آپ میں بغض منہ پر نہ کہنے کی قسم کھالی

جو ہوگیا وہ ہونا تھا رونا اب تو مکّر نہ کر
ہونے پر شکّر کر جو ہوا اُس کو تو موخر نہ کر

جو تو کرے وہ تجھ سے نہ ہوئے پھر تو وقت کیوں کھوئے
وہ کرت کریئے جو قادر کہئے وہی تو کاٹے جو بوئے

Marfat.com

مزاحیہ اقوال

بھاگ اِن سے

بھاگ نیم ڈاکٹر کے آپریشن سے
بھاگ بے ذائقہ میوزیشن سے
بھاگ جعلی جرنلسٹ سے
بھاگ اپنے اپوزیشن سے
بھاگ مفاد کے پولیٹیشن سے
بھاگ پولیس اسٹیشن سے
بھاگ استاد بے چین سے
بھاگ دور کے سجن سے
بھاگ اکڑی گردن سے
بھاگ اپنے بڑھتے وزن سے
بھاگ دوست کنفیوزن سے
بھاگ عالم کے علم پروفیشن سے
شاکر کی باتوں کی کمپوزیشن سے
بھاگ انسان کی اوقات ازل سے
بھاگ بھوت جِن سے
بھاگ بے نکاح زن سے
بھاگ بغیر نام زمین سے
بھاگ گُناہ کے فن سے
بھاگ نافرمان سَن سے
بھاگ جنگل بَن سے

آان کے پاس

پروفیشن اچھا پروفیشن کے پاس آ
پہلا کزن کے پاس آ
دوسرا کزن کے پاس آ
تیسرا کزن کے پاس آ
جی دار مردن کے پاس آ
کھانے مزن کے پاس آ
دوست دل کنفرمیشن کے پاس آ
تندرست ، بدن کے پاس آ
اپنی عزت آن کے پاس آ
صاف تن من کے پاس آ
فقیر کی تُربت دفن کے پاس آ
اچھے مین کے پاس آ

Marfat.com

شامت

تیرے جسم سے عطر کی خوشبو کے اندر سے بدبو آرہی ہے، وہ مِلاجُلا رجحان ہے
میک اپ اگر اُتر جائے تیرا تو میرا امتحان ہے ٹھہرنے کا تیرے پاس سے

تم میں جو آرہی ہے وہ عطر اور بدبو کے درمیان میں جو ہوتی ہے وہ ہے
جان تیرے چلنے کو میں دبدبہ سمجھوں یا ہاتھی کی چال کو حال سمجھوں

میری بیوی ہونے کے ناتے مجھے ڈرایا نہ کریوں مسکرا کر تو
تیری مجھے سرگوشی میں مجھ سے بات کرنا پڑوسیوں نے ایکو ساؤنڈ کی شکایت کردی

تیرا میرے پاس سے اگر گزر ہو جائے تو کافی دیر تک ایسا لگتا ہے
واش روم کا دروازہ کھل گیا ہو جیسے

سونے کی کوشش کرتا ہوں میں اپنے ہی خواب گاہ میں
نیند کی گولیوں کی بھرمار کرکے پھر نہ جانے کیوں اُن کے آنے سے نیند اڑجاتی ہے

جب وہ مجھے پیار سے کبھی بلاتی ہے
تو پڑوسی آکر پوچھتے ہیں، کیا تم نے مولانا بلایا ہے تقریر کے لیے

مدت کے بعد آخر وہ ہنس ہی دی
جیسے میرے دل پہ زلزلہ آگیا

Marfat.com

مزاح (ب)

بیوی ناز میں

میں تو چلی جاؤ نگی پھر لوٹ نہ آؤ نگی
میں تو اکیلی جاؤ نگی پھر لوٹ نہ آؤ نگی
میں تو جاؤ نگی پھر لوٹ نہ آؤ نگی
میں تیرے پچھلوں میں زہر بھر جاؤ نگی
میں تو میکے جاؤ نگی پھر لوٹ نہ آؤ نگی
میں جا کر وہاں پیسے کماؤ نگی پھر لوٹ نہ آؤ نگی
میں جا کر کسی اور کو وہاں بھاؤ نگی پھر لوٹ نہ آؤ نگی
میں بھی کسی کو چاہوں گی مجھے بھی کوئی چاہے گا
اکیلی کیوں میں جاؤ نگی میکے کس لیے جاؤ نگی
تیرے پچھلوں سے پنجہ آزماؤ نگی کیسے چھوڑ جاؤ نگی
باہر سے جب آؤ نگی پرانے جوتے ساتھ لاؤ نگی
تیرا سب کچھ کھاؤ نگی بچا ہوا میکے بھجواؤ نگی
تو مجھے صرف دھمکی دے میں تجھے مرواؤ نگی
روٹی نہ گھاس تجھے چرواؤ نگی
باہر سے تو جیتے گا گھر میں تجھے ہراؤ نگی
اگر تو باز نہ آیا تو آخر جیل تجھے بھجواؤ نگی
تھک ہار گئی میں اگر زہر تجھے کھلاؤ نگی
شدمد کچھ نہیں زہر جو پلاؤ نگی

شوہر دل ہی دل میں خوش

کاش کہ ایسا ہو جائے
کاش کہ ایسا ہو جائے
کاش کہ ایسا ہو جائے
کاش کہ ایسا ہو جائے
کاش کہ ایسا ہو جائے
کاش کہ ایسا ہو جائے
کاش کہ ایسا ہو جائے
ڈراپ سین ہو گیا جانے سے انکار کر دیا
میں تو اوپر چڑھ جاؤں گا
پھر اوپر سے چھلانگ لگاؤں گا
مجھے کیا پتہ تھا یہ ایسا ہو جائے گا
میں تو مارا جاؤں گا
بغیر نیند کے سو جاؤں گا
بس اب میں پاگل ہو جاؤں گا
یہ اب خواب ہی رہا میرا کہ میں بھاگ جاؤں گا
دنیا سے میں پیچھے رہ جاؤں گا
شادی نہ کرنا یارو یہ میں کہہ جاؤں گا
شاکر کو شاکر کا شیخ ہی بچائے گا

Marfat.com

مزاح (ب)

بیوی سے خواہش صرف

شادی کر کے زندگی اجیرن جینا جیوی ہو جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

میرے پاؤں کے سب میل اُتار دے ایسی بیوی مل جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

سب چینل پکڑے یہ خصوصیت ٹی وی ہو جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

وہ کیا بیوی اور ٹی وی پر خبر بیماری کی کبھی ٹی بی ہو جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

کبھی نہ ہوا فیصلہ قائم ہمارے بیچ کہ میری بیوی میانہ روی ہو جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

سُن کر میری شاعری سُدھر بیوی جائیں یہ مروی ہو جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

معاملہ مشکل میں ہے میرا ہمراہی سے بات اُس کو کڑوی ہو جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

شادی سے شاکر پرہیز اچھا تو ورنہ پھر زندگی گروی ہو جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

Marfat.com

مزاج اُس موسم سے متصادم ہے مزاج بدل کر سردی میں گرمی ہو جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

میں تو بس اتنا کرتا ہوں نکل جاتا ہوں اُس سے بدل پہلے کر تیور توی ہو جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

مر جائے کوئی کبھی بیوی کے ہاتھ سے شہید یا کچھ اور میری یہ کہانی کبھی قوی نہ بن جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

سوچ کر بھی ڈر جاتا ہوں اُس کو پتہ نہ چلے شادی میری نئی ہو جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

تجربہ شادی کا میرا بیوی سے کاش کہ سب کنواروں کی سیوی ہو جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

التماس التجا سے کبھی کچھ نہیں بنتا بیوی چاہئے وہ ٹی وی بن جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

رات کے سناٹے میں اور بیوی کے خراٹے میں میرا عرض ہی ہے کہ دھیمی ہو جائے
بیوی صرف بیوی ہو جائے

Marfat.com

اِن چیزوں کو میں ہر وقت دھیان میں رکھتا ہوں
نمبر ایک بیوی کا بیلن، پڑوسی تیلن، سالے سے ملن
اوپر کی مخلوق ایلین، پیٹرول کا گیلن
میں مندرجہ چیزوں سے بھاگتا ہوں دور

بیوی کے آجانے سے
بیوی کے چھینک آنے سے
بیوی میری پکڑتی ہے جھوٹے بہانے سے
دور بھاگتا ہوں روز روز نہانے سے
اپنے گھر کے نوکر کانے سے
لگا ہو تِل ناک پر دانے سے
بیوی کے گُنگنانے سے
بیوی کے روز روز میرے بوڑھے ہونے کے طعنے سے
بیوی میری باہر جانے بنانے تانے بنانے سے
بیوی کے ہاتھ کے کھانے سے

میری جان کے بولنے پر اعتراض آگیا پڑوسیوں کا
میں نے بھی کہہ ڈالا جب تمہاری کتی بھونکتی ہے تو ہم کچھ کہتے ہیں

صنم میرا سر بازار کو جاتا ہے
ہر طرف سے آواز اُٹھتی ہے
کس چکی کا آٹا آتا ہے جو کھاتے ہو

Marfat.com

میری چاہت اِک دن میرے ساتھ تھی

میری چاہت اِک دن میرے ساتھ تھی
نہ کہ یہ ایک دن کی بات تھی
۲۲ سال کی شادی کی داستان تھی
ظالما مینو کوکا کولا پلا دو
ایڈ دیکھ کر ٹی وی پر صنم نے چینل پہ لاؤ دو
کہنے لگی مجھے ظالما خرچہ کرادو
کہنے کو تو وہ ایک بیوی کا مجسمہ ہے، دل کرتا ہے ٹاؤن کمیٹی سے گولی کھلادو
کبھی میں اپنی جان کو شاپنگ کے لیے بازار لے تو گیا تھا
لوگوں کی جب بھیڑ لگی میری جان کے اردگرد
پھر سمجھ میں آیا روڈ بلاک کیوں ہے میرا صنم کے ساتھ
ٹریکٹر کے ساتھ ٹرالی تھی اور گھور رہے تھے لوگ میری طرف
اور مجھے بازار سے کھریڑ دیا ڈنڈا مجھے مار دیا، ٹینٹ میرا اُکھاڑ دیا جیسے لڑکی کو چھیڑ دیا
میرے محبوب کی بولی اس طرح سے ہے گوڈا گوڈی بڑجا، بھیڑ دے
کمر میں درد ہے تو کیسا مرد ہے، مجھے پھر گرد ہے
اور میری آہیں سرد ہیں، چہرہ زرد ہے، جس سے میں ڈرتا ہوں وہ یہ فرد ہے
منہ اس کا مٹی میں گرد ہے نہ عورت ہے نہ مرد ہے دماغ کھرد ہے
وہ جب دھاڑتی ہے پھر کہیں میری آواز نکلتی ہے مری مری سی
ہر وقت سچ کے نام سے سنادیتی ہے مجھے گالی کی طرح کھری کھری سی
اب تو دوسرا نکاح بھی نہیں کرسکتا، مجھ میں بچا کچھ نہیں اُس کے سوا سری سری

Marfat.com

مزاح (الف)

روبرو ہوئے ایک اچانک ایک لڑکی کے سامنے ہم بیٹھنے میں اڑ گئے
اُٹھی ان کی نظریں پلکیں اُٹھ گئیں میری ہوا اڑ گئی اور دھوئیں اُڑ گئے
ایک روز اچانک میرے ماں باپ اسی سے شادی پر اڑ گئے
اب تو یارو اُن ہاتھوں میں مہندی کی جگہ بیلن اُٹھ گیا میرے بال اُٹھ گئے
اب ان کے آنے کی آہٹوں سے نیند کے لیے چارپائی پر پڑ گئے
بجلی کی طرح آنکھ مچولی ہے میری نیند وہ جاتی ہے آجاتی ہے ان کے آجانے سے پہلے نیند آتی ہے
ان کی جوتی ایڑی شریف ہی اتنی بھی کمر میں گڑ گئے
میری چالاکی اگر نہ چلتی اگر وہ مارنے آئی میرے قدم بڑھ گئے
کھاتی خود تازہ مجھ کو ملے وہ آلو سڑ گئے
رات کو اچانک بیگم اُٹھی جو بغیر میک اپ کے دو بار آیت الکرسی پڑھ گئے
آہ! کاش ہوش کو بھی ہوش ہوتا، کبھی بیوی کی سدا سے کھڑے ہو گئے
چپکے سے تپلی گلی سے نکلنے میں ٹکر کی کہ کتے پڑ گئے
شاکر کو شکوہ کرنے کا وقت کہاں ملا ڈر سے کانٹوں کے درخت پر چڑھ گئے
سسر میرا نیک مرد تھا، مگر سالی کو چھوڑ یہ بیوی کو مڑھ گئے
صورت نہیں سیرت اچھی ہو یہ بات بڑے ہمارے گھڑ گئے
پہلے جو پہن لیے دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑے بھی نصیب سڑ گئے
صبح و شام، کام ہی کام، نہ رام نہ آرام، بس کولھو کے بیل کی طرح جُڑ گئے
بچپن چونکہ گذرا لاڈ پیار سے ہمیں بھی کوئی چاہتا ہی ہوگا، اب ان کے منہ مڑ گئے

Marfat.com

مزاح

بیوی

میں نے جو پیار سے کہا کہ بیگم تم ایسی ہو پیٹ میں دل کی طرح
ہاں یہ اور بات ہے کبھی کبھی نکل جاتی ہو پیٹ سے گیس کی طرح

اے پیارے دل! میں تجھ کو تو صاف کرتا ہی ہوں ہمیشہ
اگر کبھی ایسا ہو بھی جائے کے صاف کرتے ملبہ تیرا، اگر جانا پڑے تیرے بعد بیت الخلا میں

تیرا یوں میرے سر میں ہاتھ پھیرنا پیار سے
جیسے غیب سے آواز آتی ہو، ایسے بچو کھالے جتنا کھانا ہے

شادی کرانے والوں نے منگنی والی کا جیکب آباد کا پتا دیا ہے
اُف اللہ شادی کے بعد میری بیوی نے میرے ہی گھر میک اپ آباد کر دیا ہے

ایدھی صاحب نے جب اپنے جسم کے ایضاء وقف کردیئے انسانوں کو
میں نے بھی دل بڑا کرتے ہوئے اپنی بیوی محترمہ کے پورے جسم کو بھی لکھ دیا قصائیوں کو

تیرے اچانک آنے کی آہٹوں سے میرا کمرہ گونج جاتا ہے میرے خراٹوں سے
جیسے بچے ٹیچر کے سامنے اسمبلی میں کھڑے، ایسے ہی میری بیوی کے سامنے میرے رونگٹے کھڑے

میری بیگم جب میرے منہ کے سامنے چھیک مارتی مچھر مار اسپرے سے کم نہیں
جب سے ہوتا ہو اُن کے سامنے، دُکھ غم بھی بھول جاتا اُن کی دہشت سے

Marfat.com

میری غریبی پر ہر دکان پر کھاتہ کھول لیتی ہے میری بیوی میرے بغیر
پوچھنے پر کہتی ہے نہیں رہ سکتی اُس کے بغیر
میں نے پھٹ کہا سودے کے بغیر یا دکاندار کے بغیر

میں جاکے رفع حاجت کو ہو آؤں پھر خدمت میں میری ٹائم نہ ملے مجھے
ایک دن ایک عجب حادثہ ہوا میرے گھر میں
میں کمرے میں جارہا تھا ہزاروں مچھر آرہے تھے
میں نے جو پوچھا کیوں بھئی کہاں جارہے ہو
مچھروں کے سردار نے بڑبڑاتے ہوئے یوں کہا شوہر سے
تیری بیوی نے اپنی ہی ذاتی کمپنی کے نیچے سے مورٹین ہی چھوڑ دی
چھوٹے مچھر نے منہ بسور کر مجھے یوں کہا
جا بیٹا تو بھی اندر سونگھ لے ہوا

میں نے ان کو جواب دیا

جیسے دھکا آگے کا ایک قدم ہوتا ہے مفت میں نفع کی ہوا
میری ہی یہ دُعا جب کبھی چلے میری بیوی کی ہوا
اسپرے میں ہر روز الگ فلیوَر نواں
سندھی میں جیسے کہتے ہیں میں کس کو کیا چواں
پیسٹی سائل کی ہے جو دوا
آج کل کی جو اس کی ہے ہوا
مجھے یہ خطرہ لاحق ہو گیا ہے ایسا نہ ہو مچھروں نے سنادی ہوا
صبح میرے گھر کے سامنے ذمے داروں کی لمبی لائن پلیز اپنی بیوی کی دے ہوا

Marfat.com

مزاح

ہر جائی عورت اگر ہوئی ہے وہی تو کھوتی ہی ہوتی ہے
ہر جائی وہ ہوتی ہے جو ہر گھر جاتی ہے گدھے والی کھوتی نہیں عزت کھوتی ہے
کام میں نکمی ہے اگر قصاب سے بھاؤ کرواؤ کام کی ہے تو پہن گلے میں جیسے موتی ہے
میں نے ایک بیوی سے اپنے تعریف کیا کر دی کام کی بچے پھٹ کہا ابا اماں سوتی ہے
میرے ہی بچے نے کہانی سنادی ساری کہ ہستی ہے امیّ دن سارا، سامنے تیرے روتی ہے
جو کام میں روتی شوہر کے سامنے دھوتی پھر یہ نہ موتی نہ کھوتی نہ دھوتی ہے
سارا دن ڈراتی ہی رہتی ہے بیوی میری مجھے بیٹی ہوں جلاد کی وہ چوھدری کی پوتی ہے
میرے باہر جانے کے بعد نکل جاتی ہے محلے میں سارا دن میری ماں کی پڑوسیوں سے جنگل کے بیج بوتی ہے

Marfat.com

آگ یہ یا وہ آگ

بنا کر الہیٰ کہ جسم تیرا نہ سوکھا نہ ہرا ساگ
چھونس نہ جلے نہ دھواں دُکھ دُکھ کر آخر ہی پکڑے آگ
جس نے لیا مقام اچھا اُس پہلے لیا مرشد اچھا کُھل گئے بھاگ
جو اپنے اندر کے شیطان کو خود مارے اُس کو کیا کرے گا ناگ
ذکر فکر میں جو رہتے ہیں وہ پھر باہ کا کیا سُنیں گے بے سُرا راگ
بھوکے رہتے ہیں فاقہ کشی بھی خود ہی کرتے یقین نہ وہ اللہ سے مانگ
نہ انتظار کرتے ہیں نہ کرواتے ہیں رہتے ہر وقت اللہ کی تانگ
جاگے بھی ایسا سوئے بھی ایسے نہ پرواہ ہوتی رنگیا رانگ
ہر فقیر کی ایک ادا ہے کوئی اندر سے جام پیئے جیسے پی ہو ظاہر بھنگ

پیشن گوئی

آج جو پاکستان کو غیر جمہوری کہتے ہیں امریکہ کو جمہوریت
یہ سب کچھ ہی سال میں بدل کر اُلٹا ہو گا اور
پھر سلٹا ہو گا یہ وقت کی دھارے میں جب نمبر
جن جن کا آئے گا انسان بھی بدلتے ہیں مقام بھی بدلتے ہیں

Marfat.com

دُعائے عاجز

عاجز و انکساری سے اپنا ایک ایک عضو سجدے میں جھُکائے اقرار کرتا ہوں
عرضدار، عاجز، عاجزی سے، اجازت کے لیے عرض کرتا ہوں
امر ہو تو ادنیٰ سا انکساری اعمال، اپنے سے توبہ تائب کرتا ہوں
آواز درد کی ہے، طلب مرشد مرد کی کرتا ہوں
اللہ احسان کر مجھ پر، رحمت بے شمار کر، اپنی عقل سے عاری ہوتا ہوں
اللہ احسان کر مجھ پر، تجھ پر میرا ایمان کر، پھر اخلاق کا اقرار کرتا ہوں
آدم ہوں، خادم ہوں، آئندہ گناہ سے جوکسی کو نہ بھائے انکار کرتا ہوں
آسرا تجھ پر ماجرا مجھ پر ہے، رحمت تیری کے انبار کردے، شکر کرتا ہوں
آپ معافی صدقے محمدؐ احمد کے جو کلام نعت کے جو کمائے افکار کرتا ہوں
آرام نہیں، سکون نہیں، معافی دے، معاف کر، اشکار کرتا ہوں
سر جھکائے، سر نوائے، پھر بھی پکار کرتا ہوں
آل گناہ معاف کر، امید میں سب چھوڑ کر، راستہ سیدھا اختیار کرتا ہوں
عام نہیں اب کام نہیں نام محمد معافی ملے گی، ضرور انتظار کرتا ہوں
عالم نہیں، علم نہیں، عقل نہیں، اعمال نہیں، صاف اوصاف کرتا ہوں
آج جرم سے توبہ، بھرم میرا، توبہ برے غلط عناصر سے کرتا ہوں
گنہگار ہوں لیکن وفادار ہوں میں، تیرا بندہ ہوں اعتراف کرتا ہوں
اظہر ظہور تیرا دے، سرور تیرا دے، میں غلیظ ہوں، اظہار کرتا ہوں
یا اللہ میں محمد شاکر عاجز یہ خاکسار بندہ ہوں
ادنا بڑی دور سے آہستہ آہستہ آدھی صدی سے تیرے سفر میں ہوں
دور دربار کا سفر جو میں روح سے کرتا آیا ہوں
ایک سر کے بل اور بال کے رونگٹے سے کھڑے ہوکے پھر آیا ہوں

Marfat.com

گھٹنے کے بل گھسیٹتا ہوا دونوں ہاتھوں کو دعا کی طرح کیے مانگتا ہوں
محمدؐ مصطفیٰ، علی المرتضیٰؓ کا، حسنؓ اور حسینؓ کا واسطہ دیتا ہوں
اور اپنے سر پر سفارش کی چادر، پھولوں والی اٹھائے عاجزی اُٹھاتا ہوں
ٹوکری میں بھرے پھول، جس میں لال شہبازؒ کا پھول، جس میں سچل سائیںؒ کا پھول ہوں
جس میں شاہ عبدالطیف بھٹائیؒ کا پھول، جس میں داتا ہجویریؒ کے پھول کی خوشبو ہوں
جس میں نارے شاہ کا پھول، جس میں واصف علی واصف کے پھول کی خوشبو ہوں
جس میں راضی اللہ سائیں کا پھول اور میرے مرشد کے اپنے روح کی خوشبو ہوں
بڑی بڑی قربانیاں دیکر، آپ کے دربار میں یہ گلدستہ لے کر آیا ہوں
میں 50 سال میں جو بھی اربوں کھربوں ناساز، نادار، کمزور کندھوں پر لادا ہوں
انکساری، عاجزی لے کر، آپ کے دربار میں عاجز ہوکر، شرمسار ادنیٰ بندہ ہوں
آنسوؤں کے ساتھ تیرے سامنے، سجدہ ریز ہوکر معافی مانگتا ہوں
مجھ سے آج تک 74 سال میں جو بدی ہوئی، میں بدکار بدبخت ہوں
بے کار، بے مزہ، بیہودہ، بدمعاش، بد صورت، بے حد گناہ گار ہوں
بدبودار، بدزبان کی وجہ سے غلط ہوا، اس کی معافی چاہتا ہوں
اب میں بخیل بد دل، بے دل، بدحال، بدنصیب، بے بس بے چارہ بے حد ہوں
اپنی بارگاہ سے بے دخل نہ کر نہ کرنا، میں دل سے یہ چاہتا ہوں
صرف معافی ہی ہے میری، بڑی سے بڑی خواہش معافی چاہتا ہوں
یااللہ اس بے حد گناہ گار کو اپنی بے حد رحمت سے بے حد معاف کروانا چاہتا ہوں
یااللہ اب میں دولت نہیں مانگتا ہوں، یااللہ اب جسم کو تنا ہوا نہیں، جھکاتا ہوں
روحانی جیت مانگتا ہوں، اب میں جیتنا نہیں، ہارنا چاہتا ہوں

Marfat.com

عبادت میں وجدانیت بھی ہے

پورے جسم کی عبادت ناچنا(دھمال) ہے، لیکن نیت یہ نہ ہو کہ میرا ڈانس میرا ناچ کسی کو پسند آئے، بلکہ یہ سوچ اس میں شامل ہونی چاہیے کہ اپنی شرم اور انا کو الگ رکھے میں کمانڈر ہوں تو مجھے کیا ایسے کرنا چاہیے اپنی اولاد کے سامنے ناچنا چاہیے لیکن میں نے اپنی انا کو برقعے کی طرح اتار دیا، یہ جسم کی عبادت کی، اپنی انا کو ہٹا کر منجانب اللہ کر دی اور کیا تمہیں پتہ ہے کہ کیا ایسے کمانڈر جو ہوتے ہیں وہ ایسے ناچ سکتے ہیں، نہیں بالکل بھی نہیں، لیکن میں نے اپنی انا کی اور اپنے جسم کی عبادت کی ہے لیکن یہ ایک بات ہے کہ کمانڈر ہونے کے ناتے میں سرعام یہ نہیں کر سکتا لیکن میں نے اپنی اولاد کے سامنے کر دیا۔ یہ بھی اس طرح ہے جیسے مجھے اگر کوئی اور پبلک دیکھے تو ایسے ہی ہے جیسے تم نے دیکھ لیا اب میری کمزوری ہو گئی تمہارے پاس اس لیے اب میں اویس کو ڈانٹ سکتا ہوں زین کو ڈانٹ سکتا ہوں یہ بھی انا میں ہے کیونکہ میری عزت اس نے تھوڑی گھٹائی ہے کیونکہ میری نیت ہی اپنے جسم کو اللہ پاک کے حوالے کرنا ہے۔ اب جیسے کہا گیا ہے نیند کر و اٹھنے کی عبادت کیا ہے ایسے نہیں ہوتا کہ نیند نہیں آ رہی ٹی وی دیکھ رہے ہو اور جسم اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ نہیں ایسے نہ کرنا اپنے نیند کی عبادت یہ ہے کہ رات کو جاگو جب نیند آ رہی ہو چاہے پندرہ منٹ پانچ منٹ خوب نیند آ رہی ہو پھر چاہے پانچ منٹ دو منٹ اور جب جسم اجازت نہ دے مزید پھر وہ جو سوئے گا تو جسم پورا اللہ تعالیٰ کے حوالے۔ پھر میں نے جسم دے دیا پورا وہ ایسے ہو گا جیسے مر گیا ہوں۔ میں اس کا مفہوم بتا رہا ہوں جس سے پھر اس کو کرنے کا مزہ اور نتیجہ اخذ ہو گا۔ نتیجہ اخذ کر لینے کا مطلب ہے نچوڑ پتہ چلا لینا جیسے اگر میں کہوں کہ اویس کو ایک منٹ نہیں لگے گا کہ یہ وہاں سے سامان لے آئے گا تو یہ نتیجہ اخذ کر لینا ہے۔ وہ الگ بات ہے بیج کے اندر درخت دیکھ لینا، جیسے چارٹ بنائے ہیں وہ نتیجہ اخذ کر لینا ہے آخر میں جو نکلتا ہے اس کو کہتے ہیں نتیجہ اخذ کر لینا، یا مخرج حربی میں جو کہتے ہیں اخراج نکال دینا یا نکلنا اور مخرج مطلب آخری بات یا آخری چیز۔ تورات کو جاگنا نتیجہ اخذ کرنا ہے اور ناچنا وجدانیت میں جسم کی انا اخذ کرنا ہے۔ یہ جو بڑے بڑے صوفی وجدانیت میں آ جاتے ہیں جسم کی انا چھوڑ کر جیسے مولانا رومی نے پتہ ہے انا کیسے چھوڑی؟ وہ ایک بہت بڑا عالم تھا مولانا سمجھتے ہو کتنی بڑی بات ہے، کتنا بڑا اعزاز ہے کسے کہتے ہیں ان کی جو خیالی تصویر دیکھو گے جب تو بڑی داڑھی اور بڑی سر پر

Marfat.com

ٹوپی تو بہت بڑا عالم تھا وہ لیکن جب اس کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ ایک بازار سے گزر رہے تھے جہاں چاندی کے ورق یعنی پیسے جا رہے تھے جو مٹھائی میں ڈالے جاتے ہیں۔ اس زمانے میں کہتے تھے کہ یہ چاندی کے عرق مٹھائی کے ساتھ کھالے تو صحت کی نشانی ہوتی ہے تو اس چاندی کے ٹکڑے کی طرح ہوتے تھے چھوٹے چھوٹے جنہیں لوہے پر کوٹ کوٹ کر پتلا کرتے جو کٹنے کے بعد بڑھتا رہتا اور بڑھ بڑھ کر ورق جیسا ہو جاتا ہے پھر اس کا ساز جو بجتا تھا جیسے آج کل کھٹا کھٹی بجاتے ہیں جوتے وغیرہ تو پھر چلتے وقت کھٹ کھٹا کھٹ کی آوازیں آتی ہیں تو وہ جو اس زمانے میں چاندی سے پیسے ورق بناتے وقت وہ بھی ساز نکالتے تھے۔ جب چاندی کے ورق کا یہ کام ہو رہا تھا تو مولانا رومی صاحب جو بڑے عالم تھے گلی سے گزر رہے تھے، جب انہوں نے یہ آواز سنی وہیں ناچنے لگ گئے وہیں سے عشق کا الھام ان پر ابھر آیا، خلقت اکٹھی ہو گئی کہ مولانا ناچ رہا ہے تو یہ پھر جو دھمال کرتے ہیں وہ بھی وجدانیت میں ہے ان کا راستہ ہی الگ ہے۔ یہ مضمون الگ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حکمت مومن کی گمشدہ پونجی ہے جہاں ملے جیسے ملے اس کو اپنالو۔ اب اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے عقل اپنالو جن لوگوں کو عقل ہوگی وہی تو حکمت کو اپنا سکتے ہیں اور اپنائیں گے بھی، قرآن میں ہے وہی عقل والے ہونگے۔ اب کیسے کیسے اپنائیں اب حکمت شعر اپنا لیے حکمت گانا اپنالیا، حکمت اقوال اپنا لیے راگ۔ اپنا لیے حکمت ملی اکاؤنٹنگ کا نچوڑ نکال لیا۔ حکمت عطا ہوئی تو منیجمینٹ کر لی تو یہ ساری چیزیں جہاں ملے جیسے ملے اپنالو۔ قدسی حدیث ہے یہ گم شدہ کنجی ہے۔

Marfat.com

بمطابق حالات:

ہر ماحول میں جینا سیکھنا چاہیے رہنا سیکھنا چاہیے، حضور ﷺ کی حدیث پاک بھی ہے کہ وقت کے بدلنے سے خود کو بھی بدلو اور بڑے بڑے فلاسفر بھی اس بات پر اتفاق کرتے ہیں اور متفق ہیں کہ وقت کے ساتھ اپنے آپ کو بدل لو یعنی کہ ثقافت ماحول مذہب میں ہر طریقے سے کوشش کریں کہ اس ماحول میں ایڈجسٹ کرے وہی اس انسان کی کامیابی ہے۔

ایک واقعہ ایسے لکھا ہے کہ پہلے کنویں سے پانی بھرنے کے لیے بیل چلتے تھے تو اس چکرے کو چلانے کے لیے جو ڈولیاں کنویں سے بھرتی تو اگر کنویں کی لوٹیوں کو پیچھے نہ دھکیل سکے تو وہ کنویں کو بھرنے کے لیے بیل جب چلتے تو ٹک ٹک کی آواز آتی تھی تو ایک اونٹ والا پانی پلانے آیا اپنے اونٹ کو اس کنویں پر اس کنویں کے ساتھ ایک ہود بھی ہوتا ہے، تو اس کنویں سے اونٹ پانی نہیں پی سکا کیونکہ اونٹ اس ٹک ٹک کی آواز سے ڈر رہا تھا، تو اونٹ والے نے کہا کہ اے کنویں والے اپنی یہ ٹک ٹک بند کر تو میرا اونٹ پانی گٹ گٹ پیئے تو کنویں والے نے جواب دیا کہ اے اونٹ والے اپنے اونٹ کو گٹ گٹ پانی پینے پر ہلا لو یہ ٹک ٹک سنتے سنتے یعنی کہ ماحول میں ایڈجسٹ کرنا سکھا دو کیونکہ کنویں سے پانی جب نکلے گا جب ٹک ٹک ہوگی اگر ٹک ٹک بند ہوگی تو کنواں تو نہیں چلے گا تو پھر اونٹ پانی کیسے پیئے گا۔ یا چلو وہ پی جائے گا تو اور جانور کیسے پیئیں گے اگر وہ بھی پی لیں تو زمینوں کو پانی کیسے آئے گا تو اس لیے کنویں والے نے جواب دیا کہ اپنے اونٹ کو ٹک ٹک کے درمیاں میں ہی پانی پینا سکھا دے۔ یہ اگر ڈرتا ہے ٹک ٹک سے تو پانی کیسے پیئے گا پیاسہ مر جائے گا تو اس کو بھی ایڈجسٹمنٹ کہتے ہیں۔

Marfat.com

انتظامی معمور:

جنگ احد میں تیر اندازوں کو بٹھالیا تھا کہ کسی صورت میں بھی آپ یہاں سے نہ اترنا۔ کچھ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک پہاڑی گھاٹی تھی جس پر تیر اندازوں کو بٹھایا گیا تھا اصل میں وہ گھاٹی اتنی اونچی تھی جو جنگ کے میدان میں آنے والے دشمنوں کو یا بھاگتے دشمنوں کو دیکھ سکتے ہیں، دو تیر انداز کام کر رہے تھے وہ تیر اندازی بھی کر رہے تھے اور نگرانی بھی کر رہے تھے۔ اب تیر اندازوں نے کیا دیکھا کہ جب جنگ جیت گئے اور کفار بھاگ گئے تو انہوں نے دیکھا کہ سب مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع ہو گئے تو انہیں لگا کہ جنگ ختم ہو گئی ہم بھی اکٹھا کریں، اصل میں اتنا بڑا نقصان اس جنگ کا اس لیے ہوا جس میں حضور پاک ﷺ کا دانت مبارک شہید ہو گیا تھا کیونکہ اگر وہ تیر انداز وہاں بیٹھے رہتے تو وہ یہ اطلاع دے دیتے کہ دشمن بھاگ کر پھر لوٹ آیا ہے۔ نقصان یہ منیجمنٹ کا ہوا ان تیر اندازوں نے یہ سمجھا کہ حضور ﷺ نے جو حکم دیا اسے وہ جنگ ختم ہونے تک کا حکم ہے، جنگ میں تو وہ بھاگ گئے لیکن حضور ﷺ کی یہ حکمت تھی بندے کم ہونے کی وجہ سے کہ تم جنگ بھی کرنا اور معلومات بھی دینا۔ ایسے ہی ہر دور کے بادشاہ منیجمنٹ اپناتے تھے پہلے قلعوں کے دور میں جہاں بھی رہائش ہوتی تو درختوں پر یا بڑی بڑی عمارت کے اوپر جاسوس جاسوسی نگاہوں والے لوگ بیٹھے ہوتے کہ دشمن آ رہے ہیں یا جا رہے ہیں یا دشمن کی حرکات۔ تو یہ انتظامی معمور کی ایک بہت بڑی مثال ہے۔

ایک اور بات یہ ہے کہ جہاں کوئی مشن قائم کرنا ہے مشن میں کامیابی چاہتے ہیں تو آپ کے جتنے بھی ساتھی ہیں دوست ہیں وہ خاموش بیٹھ کر اللہ کی عبادت کریں چاہے وہ جس بھی مذاہب کے ہوں ہندو ہے تو اپنی پوجا کرے مسلمان ہے تو اپنی عبادت کرے۔

مراقبہ کرے جو بھی ہو سکے مطلب آج کے دور کے مطابق کوئی مشن ہے تو فون نہ استعمال کرے، مراقبہ کرے، اس کے بارے میں دعا مانگے، سوچے نہ ٹی وی دیکھے، نہ اخبار پڑھے، نہ کوئی کتاب پڑھے، اور جس بھی مذہب کا پیروکار ہو تو اپنے مذہب کے طریقے سے دعا کرے، اگر مسلمان ہے تو آیت الکرسی ذکر فکر وغیرہ کرے یہ کرنے کے بعد مشن شروع کرے تو یہ استخارہ ہو جاتا ہے اور استخارہ کا اصل مطلب بھی یہی ہے کہ اللہ تعالی کی مرضی معلوم کرنا اور اللہ تعالی کی مرضی تب معلوم ہو گی جب مشاورت ہو گی تو مشاورت کی اتنی بڑی ویلیو ہے۔

Marfat.com

تعین کا احتساب کا چارٹ

اس گراف سے جو اپنے ہاتھ سے بھی بنا سکتے ہو کہاں سے شروع ہوئے کہاں موجود ہے اور کہاں جانا ہے یہ تعین ہے اور چارٹ احتساب ہے

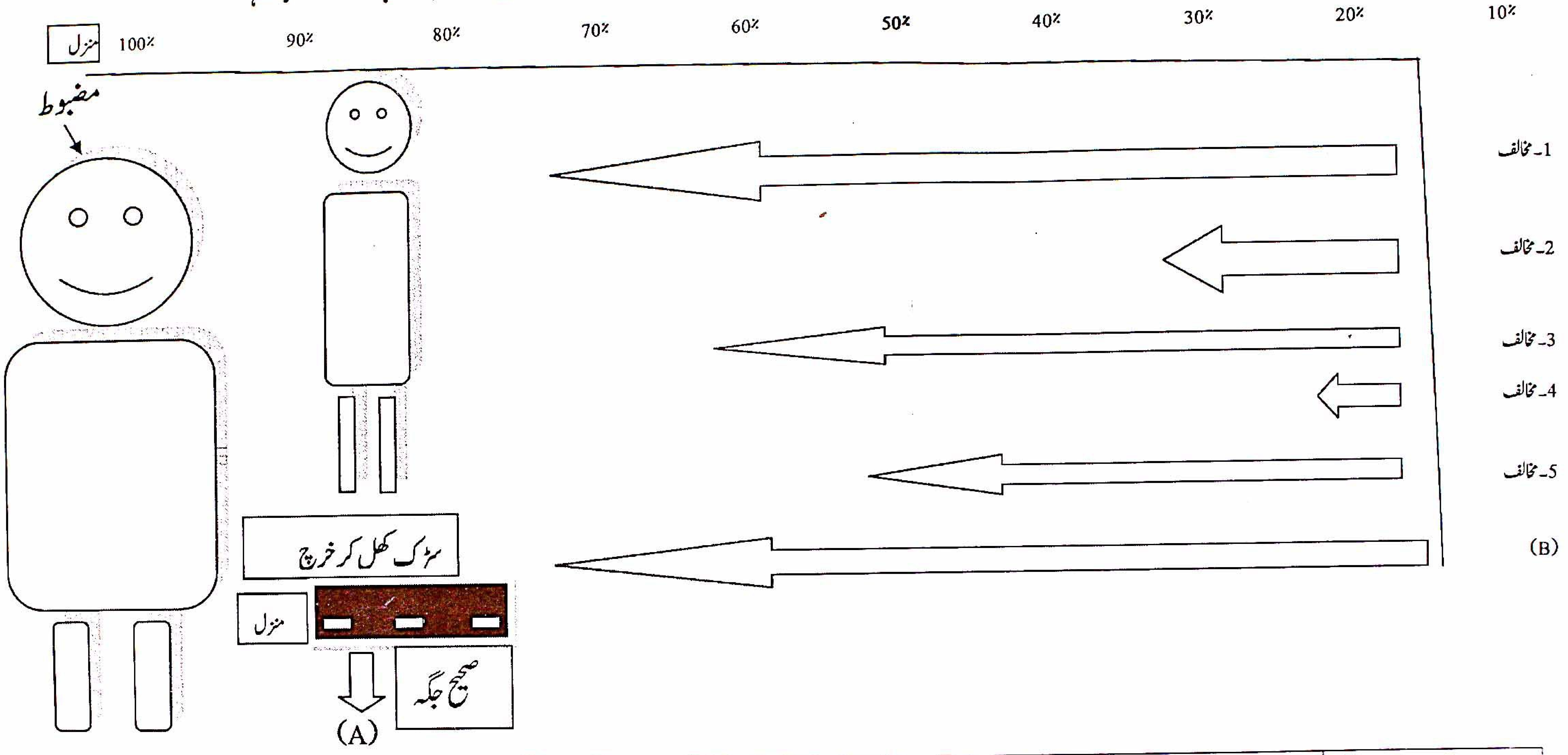

1 مخالف	2 مخالف	3 مخالف	4 خاندانی مخالف	5 دوست نما دشمن	A	B
K-H S-H S-S S-K S-J M.B.A I-D-S A-M SYK	Aa M A H W	D E D OP P A	ماے چاچے تائے قریبی رشیدار	S A B	کمزوری رقم نہیں، مہاجر ڈاکٹر نہیں۔ اکیلا انجینئر نہیں، سادہ بلڈر نہیں، خوشامدی نہیں، سیاستدان نہیں، خاندان امیر نہیں، راوٗ جو کام کر دیا، پیچھے کوئی نہیں ہے اس کا پہلے سے کوئی امیر نہیں تجربہ نہیں۔	آفات سیلاب گورنمنٹ تبدیلی گورنمنٹ بڑا قتل لیڈر قتل جنگ ملکی بم دھماکہ، خود قتل یا موت خود اغوا یا پارٹنر STS آخر قبضہ۔

Marfat.com

جہاد-دنیا-دین-روحانیت

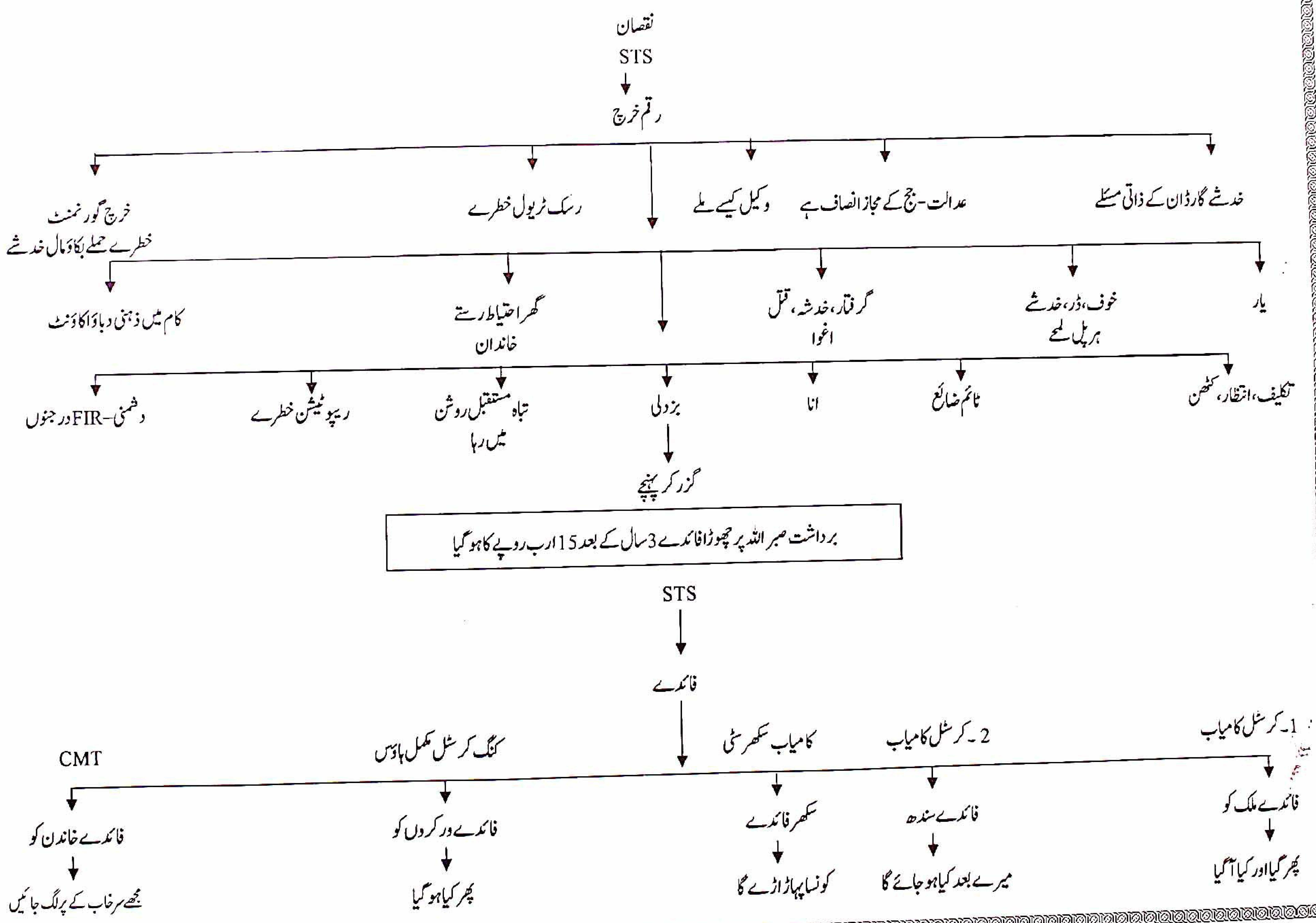

Marfat.com

انسان کو معاشرہ کھینچتا ہے آؤ آرام کرو لیکن اندر سے روح کھینچتی ہے وعدہ کی طرح جو اس نے عالم ارواح میں کیا ہے اس طرح دونوں طرف کھینچا تانی ہے تو انسان مریض ہو جاتا ہے بلڈ پریشر، شوگر، دل کا عارضہ وغیرہ ہو جاتا ہے۔

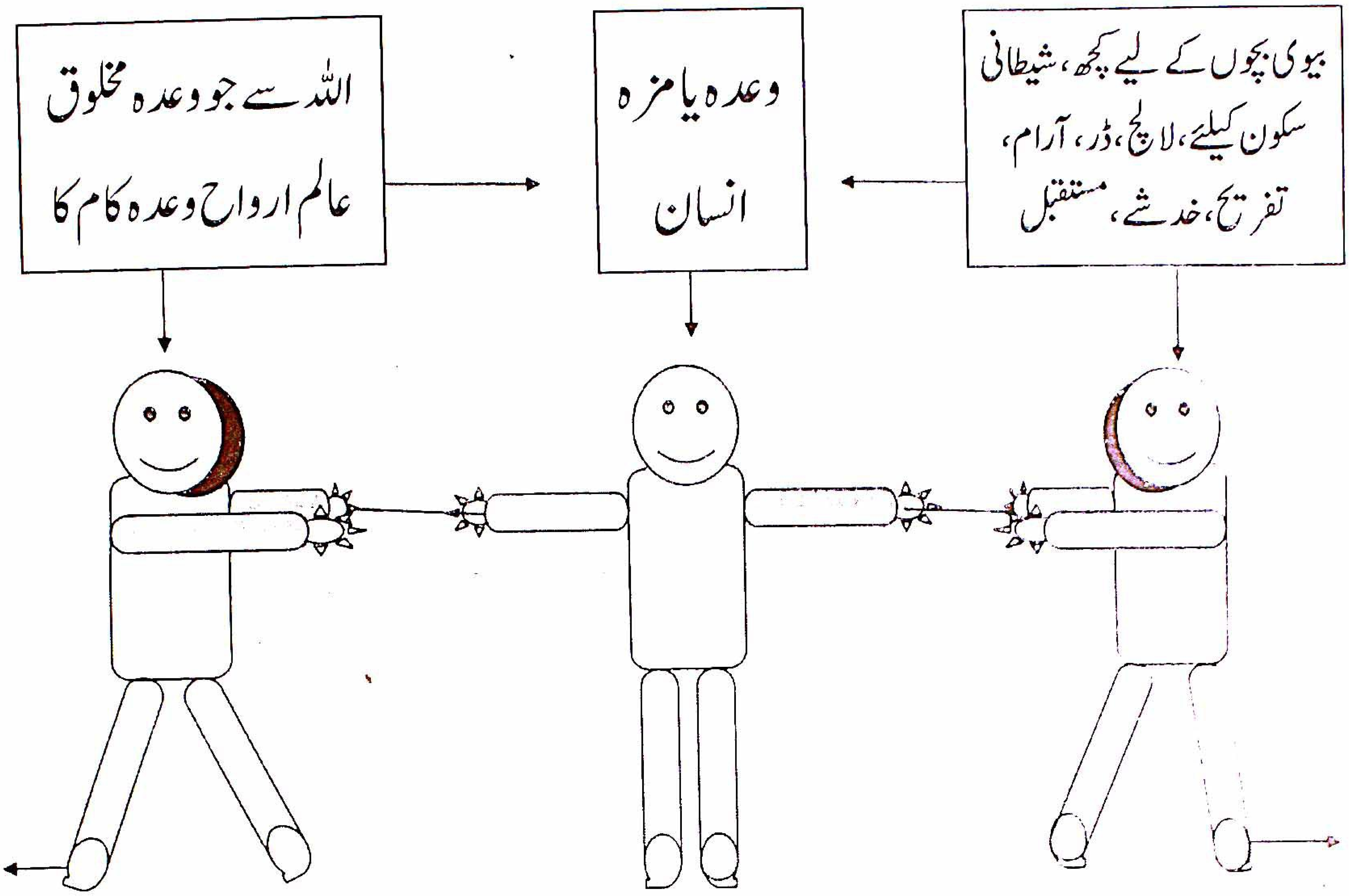

اس طرح انسان کو پورا پورا دھیان دینا چاہیے اُسی میں مزہ ہے اُسی میں سکون ہے اُسی میں نماز ہے اُسی میں عمرہ حج ہے اُسی میں وقت کا روزہ ہے اُسی میں اپنے وارثوں اور بچوں کی دوستوں، رشتہ داروں کی بھلائی ہے کام صرف نیک نیّتی سے، ایمانداری سے اور دیانتداری سے۔

Marfat.com

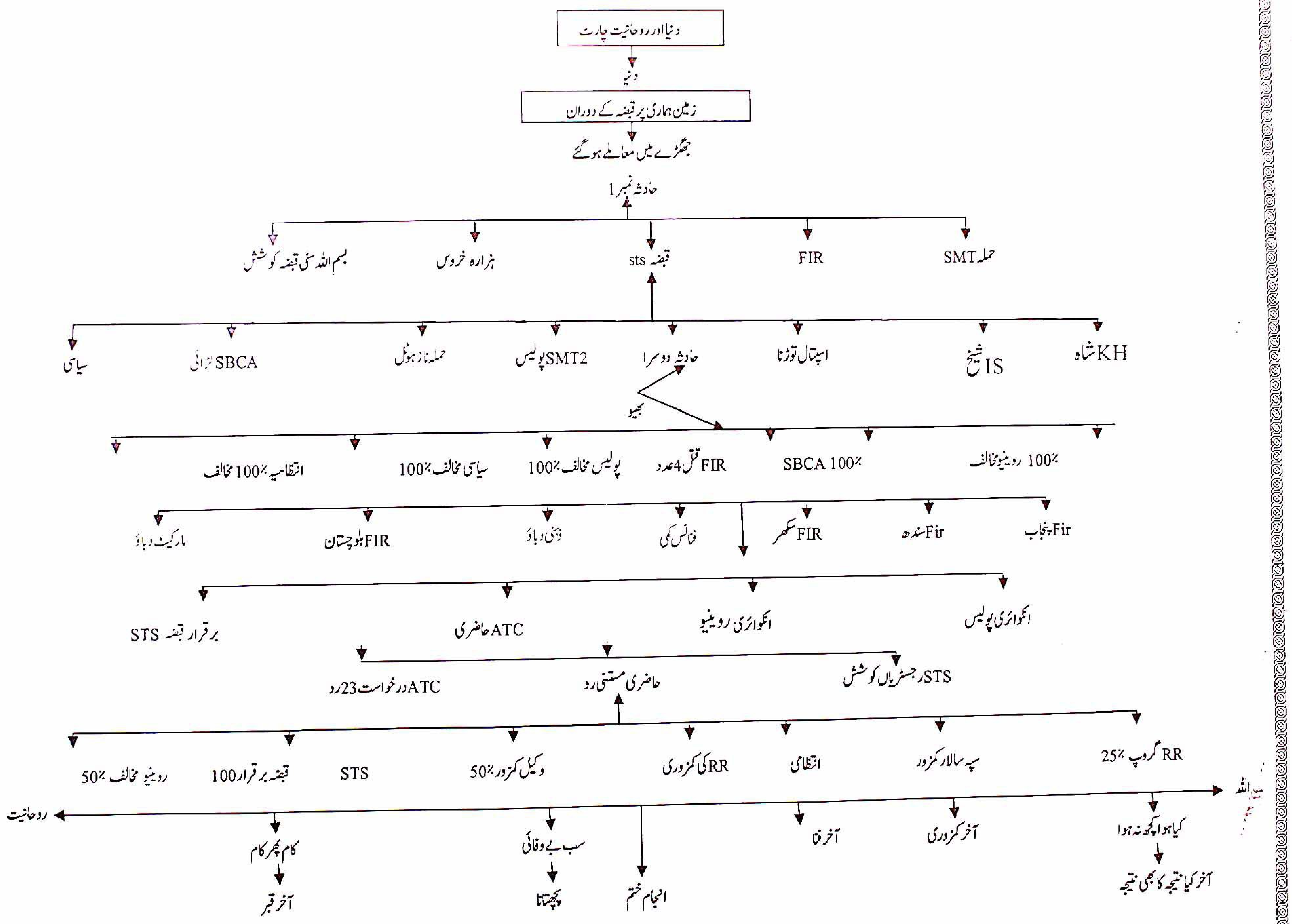
دنیااور روحانیت چارٹ
دنیا
زمین ہماری پر قبضہ کے دوران
جھگڑے میں معاملے ہوگئے
حادثہ نمبر1
حملہSMT
FIR
قبضہ sts
ہزارہ خروس
بسم اللہ سٹی قبضہ کوشش
KHشاہ
ISشیخ
اسپتال توڑنا
حادثہ دوسرا
SMT2پولیس
حملہ نازہوٹل
SBCA نرمی
سیاسی
بھیو
100٪ ریونیو مخالف
SBCA 100٪
FIRقتل 4عدد
پولیس مخالف100٪
سیاسی مخالف100٪
انتظامیہ100٪ مخالف
Firپنجاب
Firسندھ
FIRسکھر
فنانس کی
ذہنی دباؤ
FIRبلوچستان
مارکیٹ دباؤ
انکوائری پولیس
انکوائری ریونیو
ATCحاضری
برقرار قبضہ STS
STSرجسٹریاں کوشش
حاضری مستثنی رد
ATCدرخواست23رد
RR گروپ 25٪
سپہ سالار کمزور
انتظامی
RRکی کمزوری
وکیل کمزور50٪
STS
قبضہ برقرار100
ریونیو مخالف 50٪
یااللہ
روحانیت
کیاہواکچھ نہ ہوا
آخرکیانتیجہ کابھی نتیجہ
آخرکمزوری
آخرفنا
انجام ختم
سب بے وفائی
پچھتانا
کام پھر کام
آخرقبر

Marfat.com

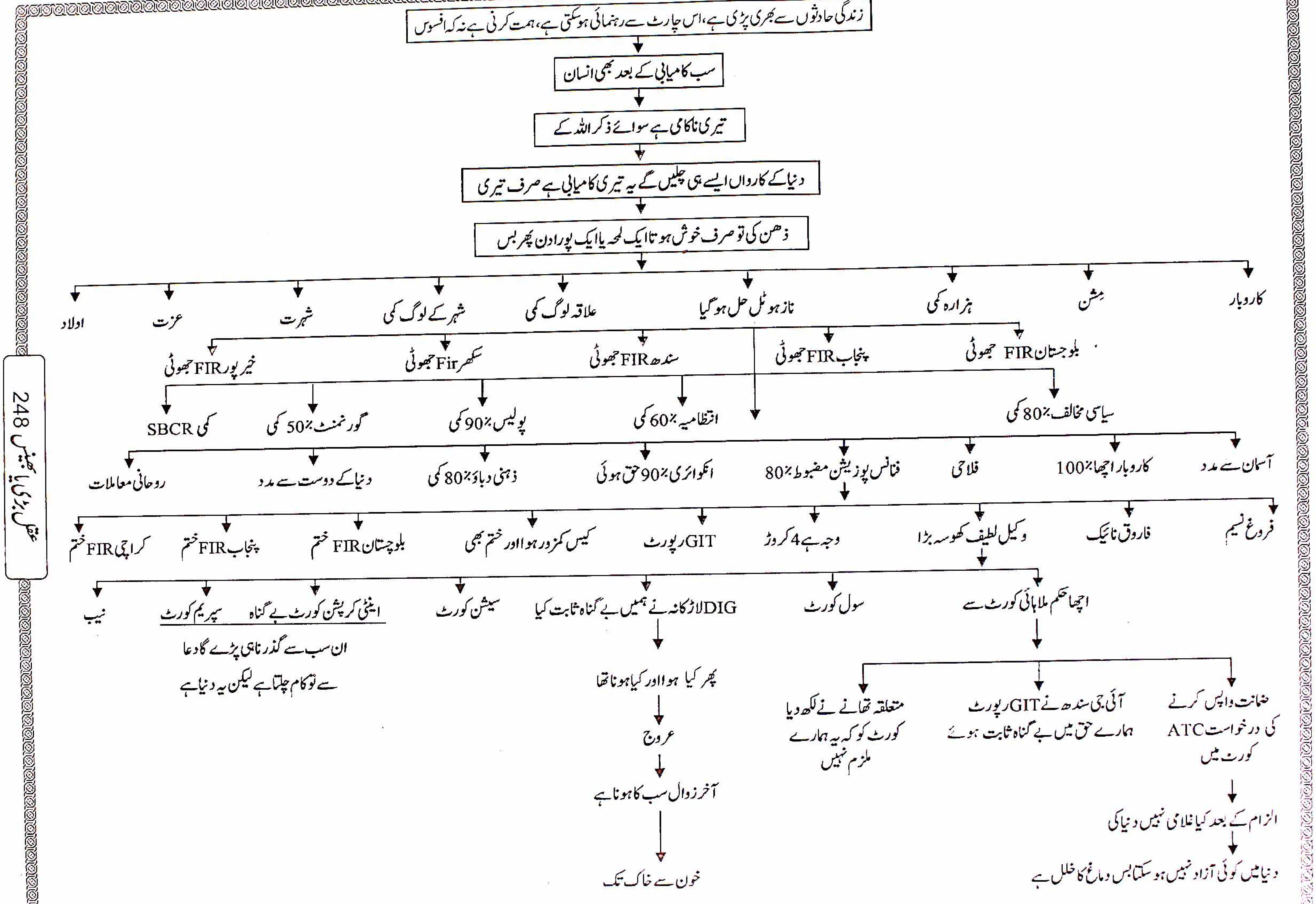
زندگی حادثوں سے بھری پڑی ہے، اس چارٹ سے رہنمائی ہو سکتی ہے، ہمت کرنی ہے نہ کہ افسوس
سب کامیابی کے بعد بھی انسان
تیری ناکامی ہے سوائے ذکر اللہ کے
دنیا کے کارواں ایسے ہی چلیں گے یہ تیری کامیابی ہے صرف تیری
ذھن کی تو صرف خوش ہوتا ایک لمحہ یا ایک پورا دن پھر بس
کاروبار
مشن
ہزارہ کی
ناز ہوٹل حل ہو گیا
علاقہ لوگ کی
شہر کے لوگ کی
شہرت
عزت
اولاد
بلوجستان FIR جھوٹی
پنجاب FIR جھوٹی
سندھ FIR جھوٹی
سکھر Fir جھوٹی
خیر پور FIR جھوٹی
سیاسی مخالف 80% کی
انتظامیہ 60% کی
پولیس 90% کی
گورنمنٹ 50% کی
SBCR کی
آسمان سے مدد
کاروبار اچھا 100%
فلاحی
فنانس پوزیشن مضبوط 80%
انکوائری 90% حق ہوئی
ذھنی دباؤ 80% کی
دنیا کے دوست سے مدد
روحانی معاملات
فروغ نسیم
فاروق نائیک
وکیل لطیف کھوسہ بڑا
وجہ ہے 4 کروڑ
GIT رپورٹ
کیس کمزور ہوا اور ختم بھی
بلوچستان FIR ختم
پنجاب FIR ختم
کراچی FIR ختم
اچھا حکم ملا ہائی کورٹ سے
سول کورٹ
DIG لاڑکانہ نے ہمیں بے گناہ ثابت کیا
سیشن کورٹ
اینٹی کرپشن کورٹ بے گناہ
سپریم کورٹ
نیب
ان سب سے گذر نا ہی پڑے گا دعا
سے تو کام چلتا ہے لیکن یہ دنیا ہے
پھر کیا ہوا اور کیا ہونا تھا
عروج
آخر زوال سب کا ہونا ہے
خون سے خاک تک
ضمانت واپس کرنے
کی درخواست ATC
کورٹ میں
آئی جی سندھ نے GIT رپورٹ
ہمارے حق میں بے گناہ ثابت ہوئے
متعلقہ تھانے نے لکھ دیا
کورٹ کو کہ یہ ہمارے
ملزم نہیں
الزام کے بعد کیا غلامی نہیں دنیا کی
دنیا میں کوئی آزاد نہیں ہو سکتا بس دماغ کا خلل ہے

Marfat.com

بحران ٹالنے کے لیے چارٹ

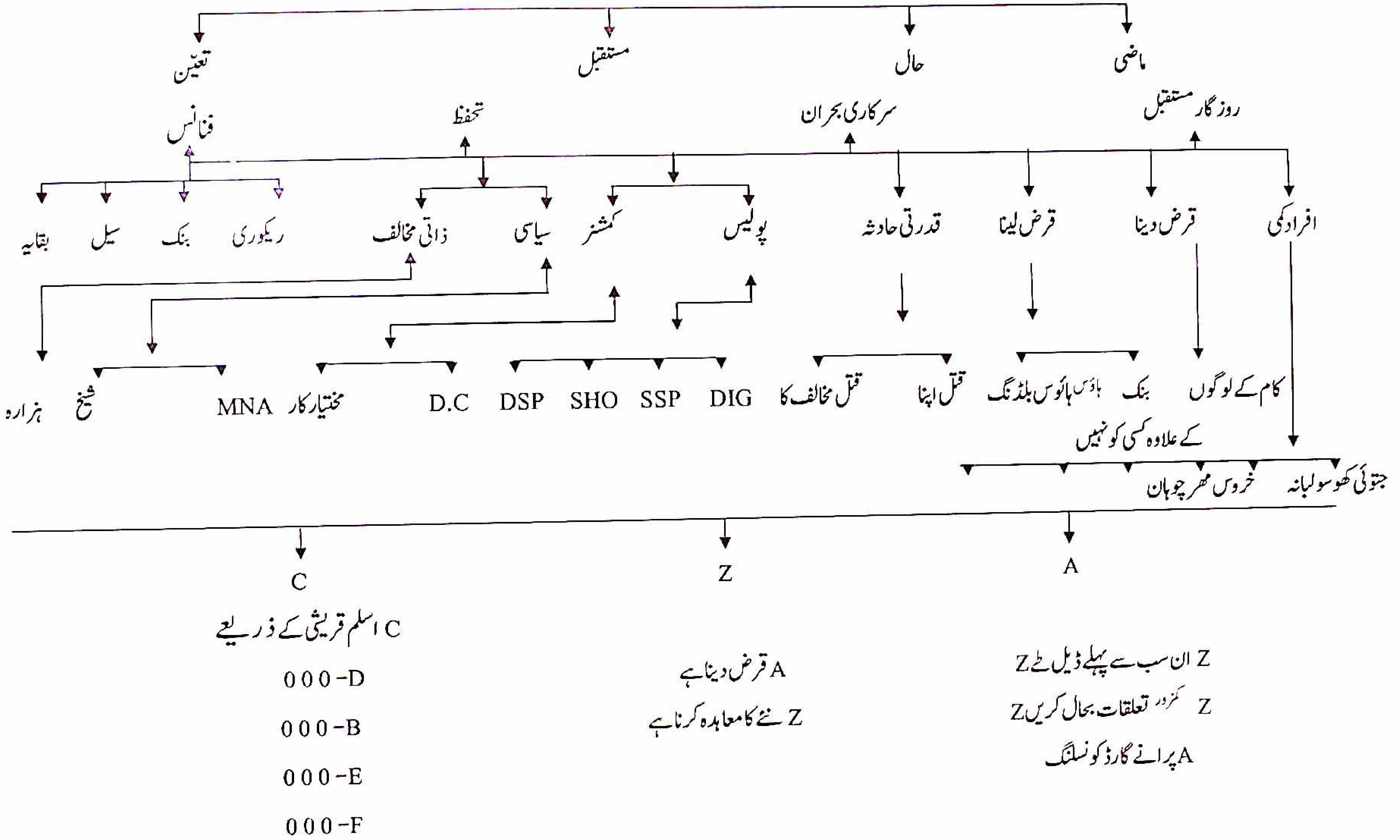

سورۃ عصر

آج سب مسائل حل ہو گئے ہیں جیسا کہ چارٹوں میں دکھایا گیا ہے لیکن اب نئے طرز کے مسائل ہونگے، اور طرح طرح کی شکل لے کر آئیں گے۔ مشکل اور مصیبت انسان ان سے چھٹکارا پا سکتا انسان کو زندگی آخر تک اور بچنا بچانا ہے بس۔

Marfat.com

مربھی مشن یا بڑے کاروبار کے لیے حل کا چارٹ

1	معاشرتی و نفسیاتی توازن				2 طاقت کا توازن				3 وسائل کا توازن				نتیجہ اور ریمارکس	
	الف	A	B	C	D		E		F		G			
عوام۔ سماجی طاقت	پاور	آپ کے ساتھ	نیوٹرل	دشمن کے ساتھ	آپ کی طاقت		دشمن کی طاقت		آپ کے وسائل		دشمن کے وسائل		آپ کو برتری	
MNA-K	100%	10%	87%	3%	سکندر	70%	تیز	20%	رقم	100%	رقم	80%	1- معاشرتی و نفسیاتی	3%
MPA-N	100%	5%	91%	4%	افتخار	70%	حنیف	50%	زمین	100%	زمین	30%	2- طاقت	25%
MPA-AW	100%	10%	88%	2%	عیسیٰ	80%	ارشد	10%	گاڑی	85%	گاڑی	40%	3- وسائل	38%
MPA-J	100%	5%	91%	4%	ارشد	80%	اسلم	10%	وکیل	80%	وکیل	15%		
MNA-G	100%	10%	81%	9%	سعید	80%	فرید	50%	تعلق	70%	تعلق	60%	ٹوٹل	66%
Sardar -J	100%	5%	92%	3%	کامران	70%	باقر	50%	رشتیدار	80%	رشتیدار	15%	اوسط	16%
Sardar-Ch	100%	10%	83%	7%	شبیر	60%	سہیل	50%	قوم	70%	قوم	80%	آدھا (عدم اتفاق)	8%
MPA -AN	100%	10%	83%	7%	اویس	55%	تاج	50%						
Chairman	100%	10%	83%	7%	امداد	60%	نادر	50%						
V.-Chairman T	100%	10%	83%	7%	مقبول	80%	قربان	50%						
CM _Q	100%	10%	83%	7%	دوست علی	45%	ایاز	50%						
Patwari-S	100%	10%	83%	7%	شفی	55%	صابر	50%						
Tehsildar	100%	10%	83%	7%	عباس	81%	عاصم	50%						
AC	100%	10%	83%	7%	علی	65%	نوید	50%						
D.C	100%	10%	83%	7%	عمر	70%	سلمان	50%						
ADC	100%	10%	83%	7%	نور	65%	سلطان	50%						
Commissioner	100%	10%	83%	7%	سدوزئی	60%	غضنفر	50%						
IG	100%	10%	83%	7%	سورج	84%	ریاض	50%						
DIG	100%	10%	83%	7%	محسن	90%	دلیپ	50%						
SSP	100%	10%	83%	7%	کاش	68%	اکرم	50%						
SHO	100%	10%	83%	7%	فرحان	77%	اکبر	50%						
Sanator	100%	10%	83%	7%	سفیر	80%	مجید	50%						
MNA	100%	10%	83%	7%	شعیب	80%	امداد	50%						
Media	100%	10%	83%	7%	نصیر	80%	الطاف	50%						
PPP	100%	10%	83%	7%	اسد	60%	نوید	50%						
MQM	100%	10%	83%	7%	صدام	70%	آصف	50%						
ٹوٹل	2600%	245%	2190%	165%		1835%		1190%		585%		320%		
اوسط	100%	9%	84%	6%		71%		46%		84%		46%		
آپ کے ساتھ			9%	آپ کو برتری	آپ کی طاقت	71%			آپ کے وسائل	84%				
کسی کے ساتھ نہیں			84%	3%	دشمن کی طاقت	46%			دشمن کے وسائل	46%				
دشمن کے ساتھ			6%		نتیجہ	25%	آپ کو برتری		نتیجہ	38%				

اس چارٹ کے مطابق جو بھی نتیجہ نکلا اگر اس سے کوئی اتفاق نہیں کرتا تو ہم نے اس عدم اتفاق کی وجہ سے نتیجے کو آدھا کر دیا پھر بھی ہمیں برتری ہے۔ نوٹ: نتیجہ اگر منفی آتا ہے تو اس کا مطلب ہوگا کہ آپ کے مخالف کو آپ پر برتری حاصل ہے۔ جس کے لئے آپ نے اپنی کمزوریوں پر فتح حاصل کرنا ہوگی۔

اس چارٹ کی مدد سے آپ اپنے کسی بھی "پروجیکٹ، ٹارگیٹ، مقصد" کے لئے استعمال کر کے تجزیہ کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کا کوئی کاروبار ہے تو آپ اس چارٹ کے ذریعے اس کی کامیابی اور ناکامی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کو کوئی بڑا امتحان جیسے CSS دینا ہے تو اس چارٹ کے ذریعے جان کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

چارٹ نمبر 2
حادثہ نمبر 1 نمبر 2 کے بعد

میری کمی — ہزارہ کمی — ناز ہوٹل — حل ہو گیا — علاقہ لوگ کمی — شہر کے لوگ کمی

حل ہو گیا:
بلوچستان FIR جھوٹی — پنجاب FIR جھوٹی — سندھ FIR جھوٹی — خیرپور FIR جھوٹی

سندھ FIR جھوٹی:
سیاسی مخالف 80٪ — انتظامیہ 60٪ کمی — پولیس 90٪ کمی — گورنمنٹ 50٪ کمی — SBCR کمی

انتظامیہ 60٪ کمی:
کاروبار اچھا — فلاحی — فنانس پوزیشن مضبوط 80٪ — انکوائری 90٪ حق ہوئی — زمین دباؤ 80٪ کمی

فنانس پوزیشن مضبوط 80٪:
وکیل لطیف کھوسہ — وجہ ہے 4 کروڑ — GIT رپورٹ — کیس کمزور ہوا اور ختم بھی

GIT رپورٹ:
اچھا حکم ملا ہائی کورٹ سے — DIG لاڑکانہ نے ہمیں بے گناہ — مضبوطی

اچھا حکم ملا ہائی کورٹ سے:
ضمانت واپس کرنے کی درخواست ATC کورٹ میں — آئی جی سندھ نے GIT رپورٹ ہمارے حق میں بے گناہ ثابت ہیں — متعلقہ تھانے نے لکھ دیا کورٹ کو کہ یہ ہمارے ملزم نہیں ہیں — کاروبار 100٪

2 کروڑ سے زیادہ ریکوری اور روزانہ ایک ایکڑ زمین خرید و 13 کروڑ ملیں گے جنوری تک

فنانس مضبوط 80٪ — جب فنانس مضبوط ہے اور کاروبار چل رہا ہے
ذہنی مضبوطی 80٪ — کوئی بیماری نہیں اور لوگ ٹیم 75٪ میرے ساتھ ہے 70٪ انتظامی R.R گروپ ٹھیک ہے اور آنے والے HBSc سے 5 کروڑ لون اور بنک سے ملے گا اور بھی بڑے سودے ہونگے پلاٹ کے۔
260

Marfat.com

کمپنی چارٹ

جو کام کا ذمہ دار ہو اُس کی عزت بھی اتنی ہو کمپنی چارٹ میں کام کی ذمہ داریاں ایسے باٹنی ہیں؟

وراثت

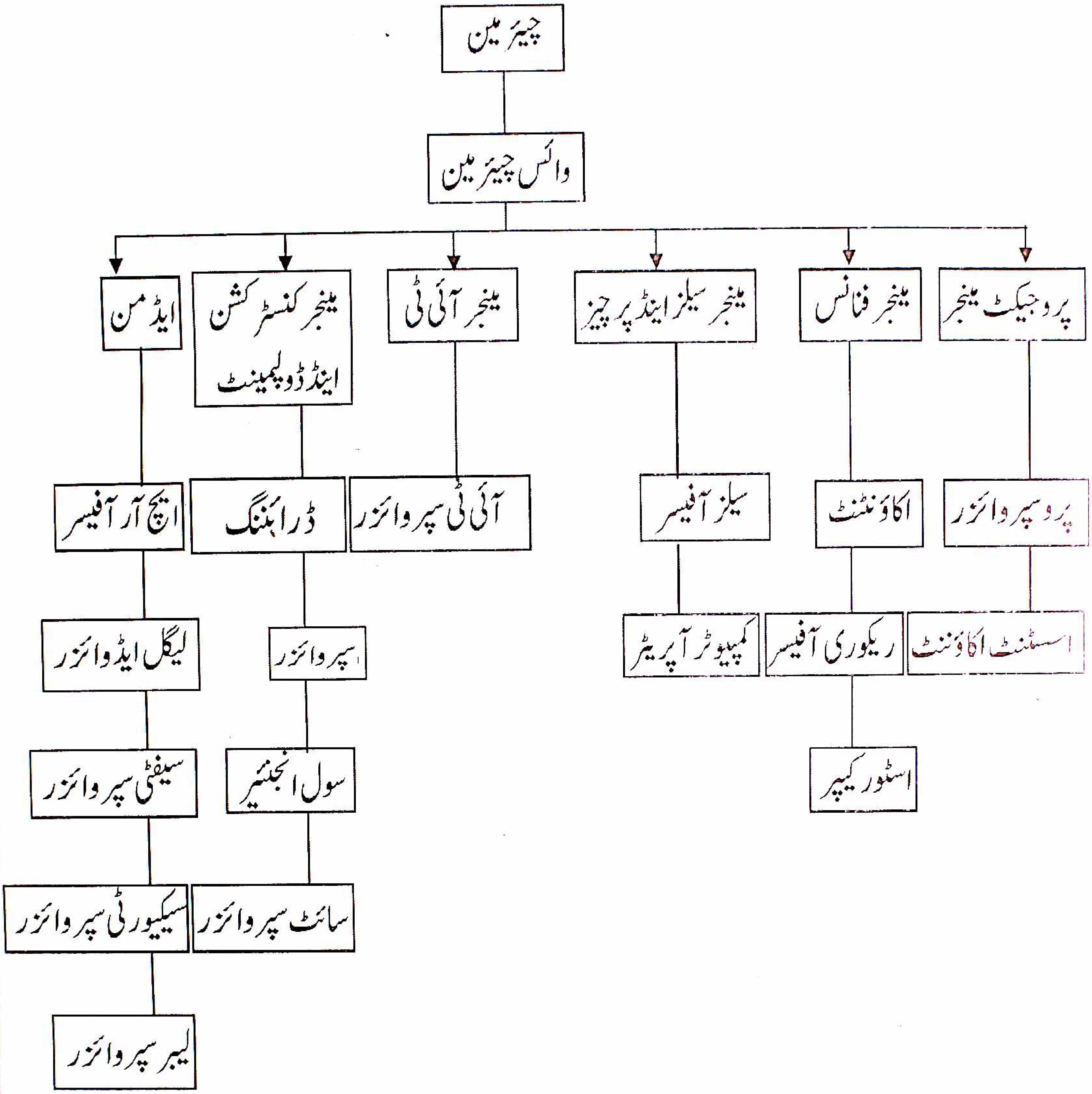

Marfat.com

جب انسان وحشی نہیں ہوتا تو درندہ بھی وحشی نہیں ہوتا

اُگل جانے والا وحشی شیر انسان کو بھوک ہونے کے باوجود بھی انسان کا دوست ہے

اگر تم جانور کے دشمن ہو گے تو جانور بھی وحشی ہو جائے گا

Marfat.com

انسان شکار کو شکار نہ سمجھے تو شکار خود انسان سے کھیلتا ہے

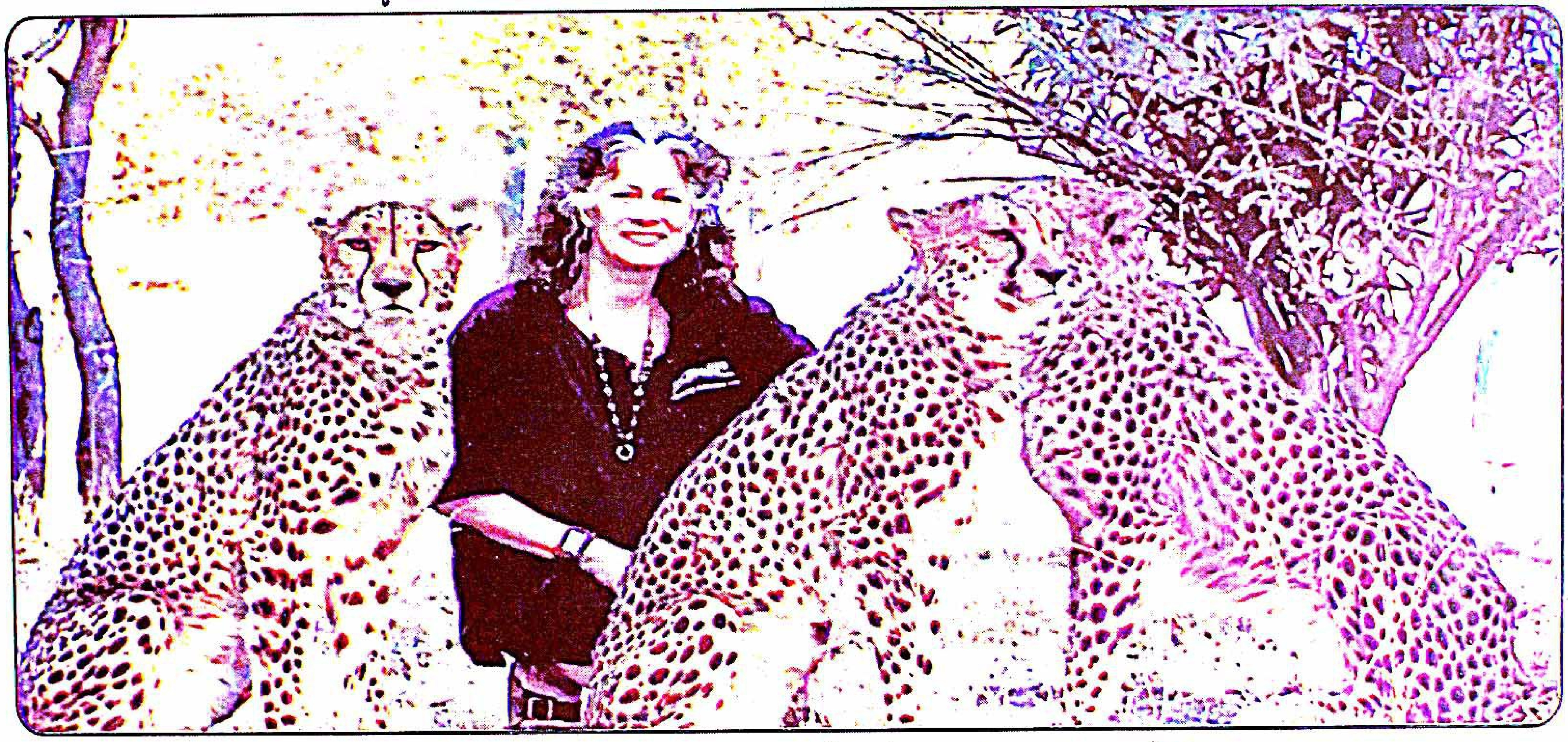

جب تم نہیں مارو گے تو وہ بھی نہیں کاٹے گا، محبت کا جواب محبت

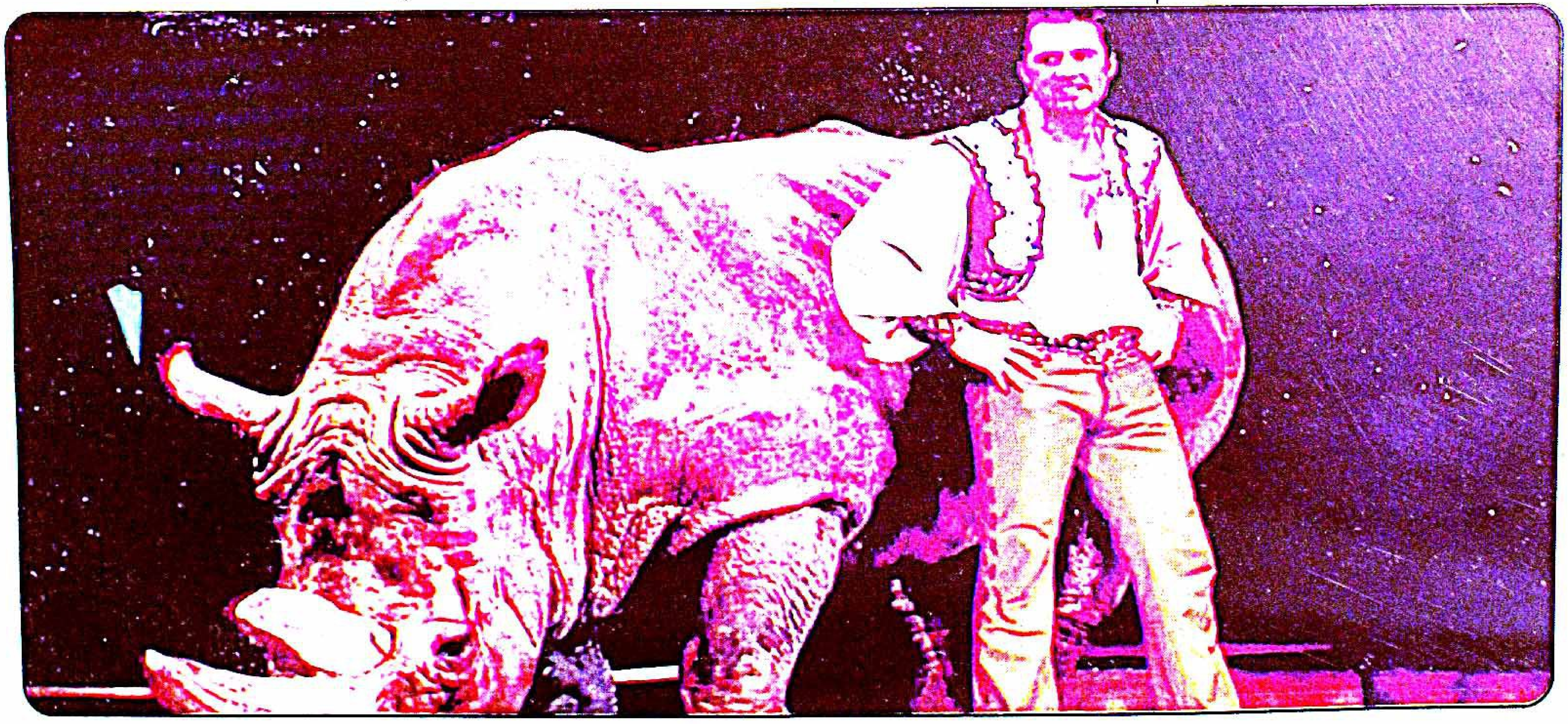

جب انسان دوست بناتا ہے تو وحشی بھی دوست بن جاتا ہے

Marfat.com

Functions of Various Departments

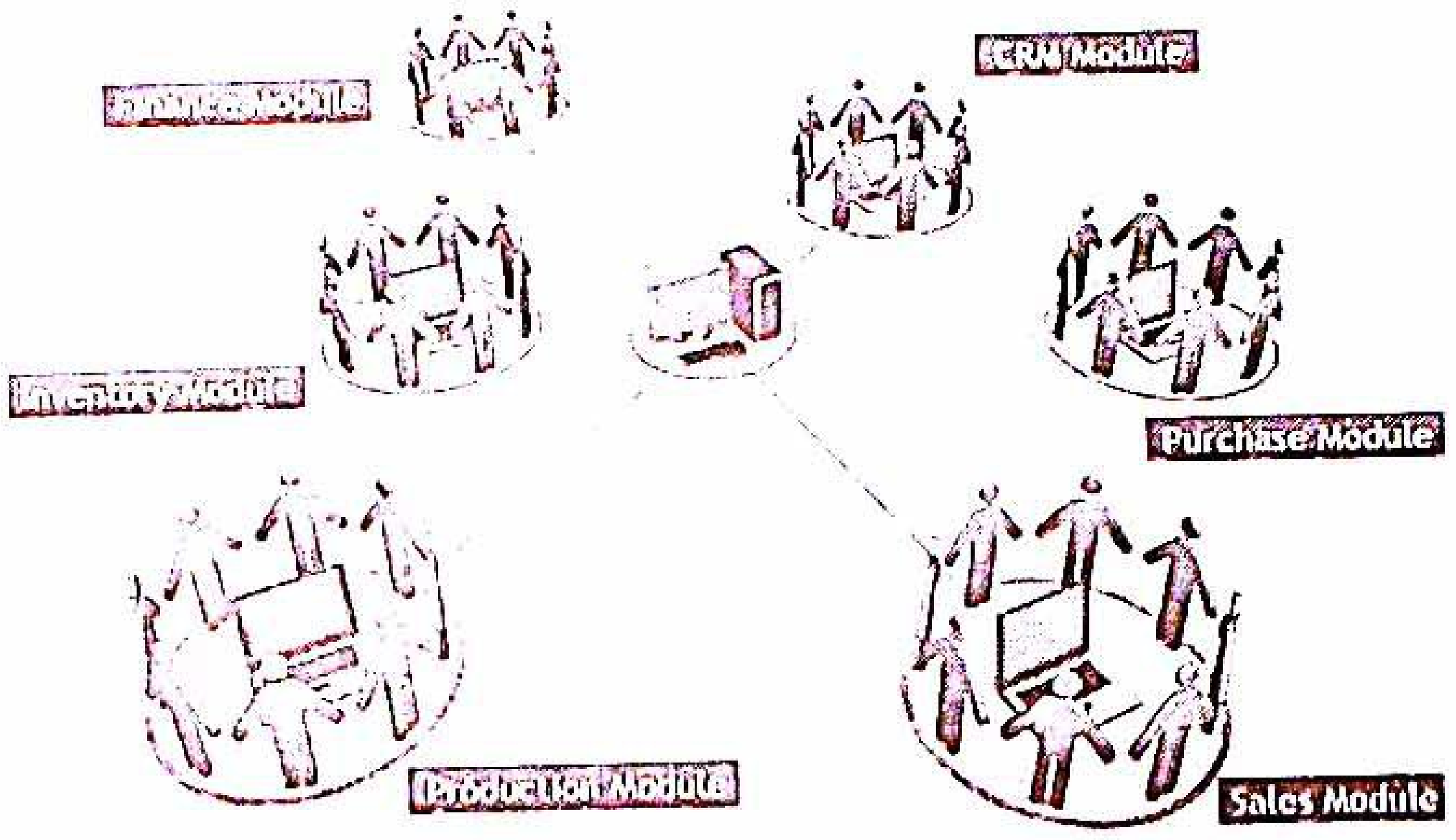

Sales & Purchase Department

Sales department consists Sales Manger, Sales supervisors, Recovery officers and other supportive staff. Sales Manager purchases land, sets the price of the products and plan payment schedule and trained the supervisors to promote the sales, whereas the supervisors promotes sales through building relationship with customers and advertisement strategies. They allot units/plots/bungalows/flats or shops to the clients and maintain relationship with clients. Recovery officer follow the clients to collect dues by calling them or issuing reminders. Recovery officer collect money and give it to Sales supervisors, Sales supervisors than send all collection to Finance Department with daily report.

Marfat.com

خرچ	معاشی	سماجی	سیاسی	آمدنی
10لاکھ	آرہے ہیں	10	10	کرسٹل1
10لاکھ	20لاکھ مہینہ	10	10	کرسٹل2
10لاکھ	20لاکھ	10	10	بسم اللہ
10لاکھ	20لاکھ	10	10	سٹی
10لاکھ	20لاکھ	10	10	سکھر
	20لاکھ			گرین سکھر
				ٹاؤن شپ
	ایک کروڑ	50%	50%	

ایک ماہ میں

یہ چارٹ آمدنی کا بھی اور عمر کا بھی یہ مجھ سے بھی ہوا ہے اور میں نے تجربہ اور ریسرچ بھی کی ہے انسان عمر کے حساب سے آمدنی اللہ نے جو رزق کے حساب سے فی دن عطا کیا ہے اُس سے بڑھ کر تمھیں نہیں ملے گی۔ بس انسان آمدنی روزانہ آتے دیکھ کر بھول بھلیوں میں ہو جاتا ہے۔ آمدنی اگر آخری عمر کے حصّوں میں حساب کروگے تو آج میری عمر پچھلی لگا کر تو چند سو روپے اوسطاً (ایوریج) ہے لیکن اس وقت ظاہر رقم کا آنا اور جانا کئی ہزار ہیں فی منٹ لیکن میں روحانی بات مانتا ہوں اس لیے میری آمدنی چند سو ہونگے پوری عمر کی اوسط ایک دن کی آمدن اور خرچہ

عمر اور آمدن اور سوچ فائدے نقصان آتی ہے اس چارٹ سے مدد مل سکتی ہے

ا	سمیٹ اپنے کو بھی اپنے سامان کو بھی سمیٹ جسم کو بھی	53عمر
بے عمر	آخرت کے لیے کرو اور پیچھے دنیا تیرے کیے پر نہ لڑیں	52عمر
بے عمر	خود تم ریٹائرڈ نہ ہوگے تو کر دیے جاؤگے	51عمر
بے عمر	ریٹائرمنٹ کی سوچنے کی شروعات کردے	50عمر
خودمرشد	مطمئن ہونے کے علاوہ کوئی بھی چارہ نہیں ہے	49عمر
خودمرشد	اپنا ذاتی احتساب روحانی اور دنیاداری سے	48عمر
خودمرشد	اپنا ٹوٹل حساب اوروں سے کروائیں	47عمر
خودمرشد	احتساب اپنی اولاد ملازم ورکر کا بھی	46عمر
خوداُستاد	چیک اینڈ بیلنس اپنے پر بھی ساتھیوں کو بھی	45عمر
خوداُستاد	اپنے رویّے کی بھی نظرِ ثانی اور دوسرے کی برداشت	44عمر
خوداُستاد	ڈبل آمدنی امتحان صبر کا وقت	43عمر
مرشد	50% تجربہ سے کام کا وقت	42عمر
مرشد	خود مختار ہوجانا ذمہ داری	40عمر
5 lac	رقم آنکھوں سے دیکھ کر	33عمر
150	آمدنی بڑھانے کا عروج شوق	32عمر
100	خود مختاری خواہش	30عمر
90	وقت کا تعین کرنا	29عمر
80	مزید محنت کا سوچنا	28عمر
70	توے کو سو پورا کرنا	25عمر
60	تمنا شروع	22عمر
50ہزار	کاروبار شروع	20عمر
0راؤ	سوچ شروع	10عمر

Marfat.com

چارٹ 3A

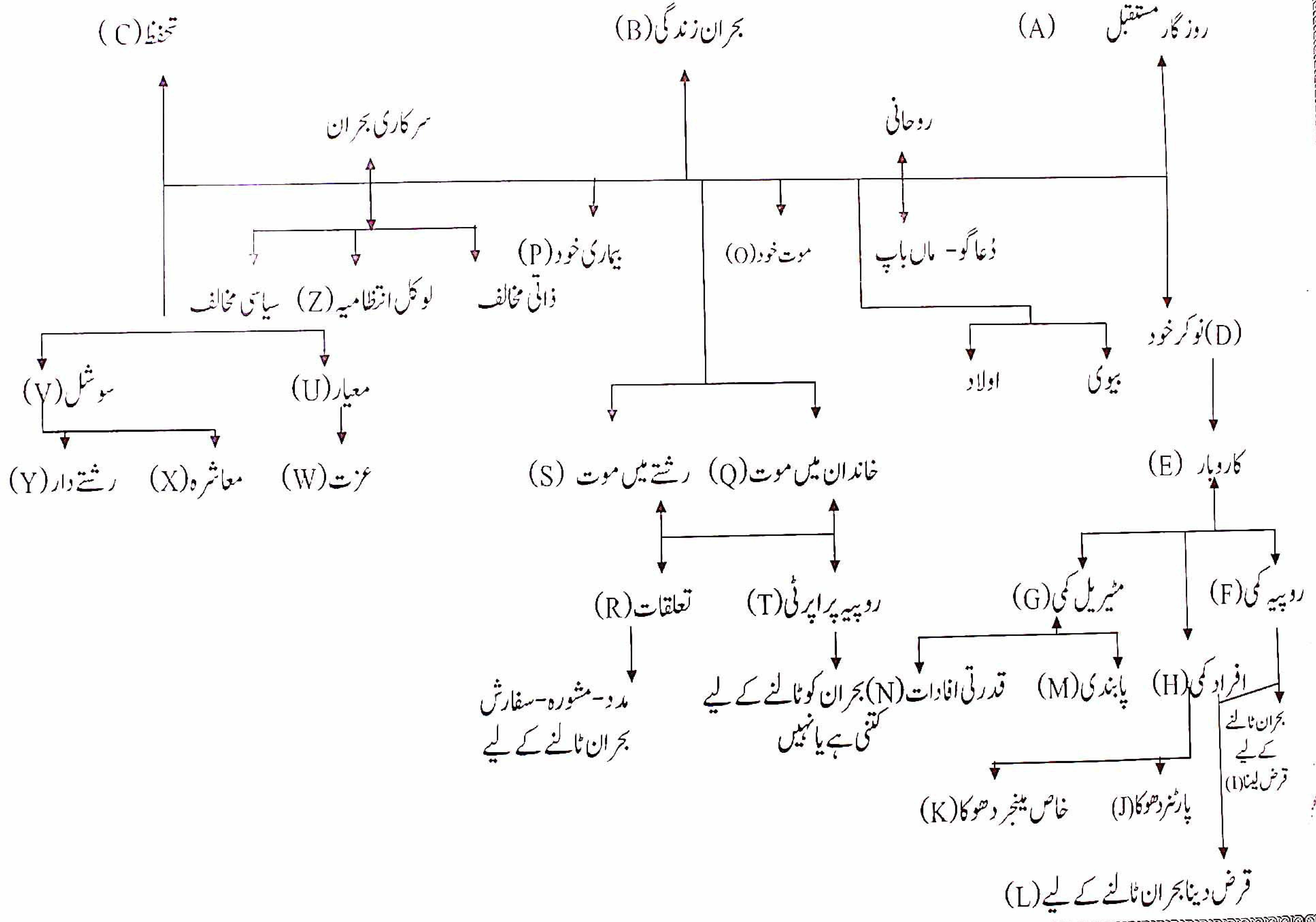

Marfat.com

جنا اور فنا کے درمیان انسان

آخری باقی باللہ

خدا حافظ حد کارکردگی

عمر		آمدنی
عمر 53	کامیاب انسان کا عروج اُس کے بعد جو اُس انسان کا جانشین ہو	300c
عمر 52	مرنے کے خطرے جینے کے سلیقے پھر تحفظ کے طریقے مرنے کی تیاری	250c
عمر 51	مجھے تاریخ کے جھروکوں میں چاہیے میری عمر کے لوگوں نے کیا کیا تھا	200c
عمر 50	آج کیا ہو گیا اور کیا ہونا تھا وہی ہوا جو ہم سے پہلے گذروں کے ساتھ	150c
عمر 49	آج میں جب لکھ رہا ہوں وہ عمر بھی یہ ہے اور منزل بھی یہ ہے	130c
عمر 48	جو گذری وہ بہتر ہے جو ہے وہ بہت ہے جو مانگا وہ ملا	120c
عمر 47	تاریخ اپنے کو دھراتی ہے تم کو بھی تاریخ دھرا رہی ہے	100crore
عمر 46	سوچ تجھے پچھتائے گا آج بھی کل بھی یہ حال ہوگا	10c
عمر 45	آج یہ سمجھ میں آیا کہ اب نہ پیچھے جا سکتا ہوں	60c
عمر 44	آج یہ پیچھے موڑنا خودکشی ہے آگے مردانہ موت	50crore
عمر 43	آج موجودہ 2014ء شروع ہے روحا	1 crore
عمر 42	آگے چلنے میں بچ بچا ہے رُکنا تباہی	50 lac
عمر 40	تیرے تو بس میں کچھ نہیں ہے شاکر	20 lac
عمر 33	آسمان سے بھی اوپر جو ہے اُس کی بات	5 lac
عمر 32	زمین کے نیچے جو ہے اُس کی بات	150
عمر 30	زمین پر جو ہے اُس کی بات	100
عمر 29	آسمان کی بات	90
عمر 28	آنے والے زمانے کی بات	80
عمر 25	گذرے زمانے کی بات	70
عمر 22	زمانے کی بات	60
عمر 20	باہر کی بات	50ہزار
عمر 10	اندر کی بات	150را

"0"

شروع

عمر کے حساب سے آمدنی

آمدنی	سیاسی	سماجی	معاشی	خرچ
کرسٹل1	10	10	آرہے ہیں	10لاکھ
کرسٹل2	10	10	20لاکھ مہینہ	10لاکھ
بسم اللہ سٹی	10	10	20لاکھ	10لاکھ
سکھر	10	10	20لاکھ	10لاکھ
گرین	10	10	20لاکھ	10لاکھ
سکھر ٹاؤن				
شپ				
	50٪	50٪	ایک کروڑ	

ایک ماہ میں

1-1-2017 کو آج آمدنی سوچنے کے مطابق بھی ہو گیا ہے میری نظر میں کوئی فرق خاص محسوس ہوا پہلے قرض لینے کی ضرورت تھی اور اب مجھ سے لوگ قرض لینے کے لیے تلے ہیں اور نہ دینے کے لیے۔ یہ ایک عبرت کی بات ہے ترقی میں بھی پستی اور پہلے ترقی تھی پستی میں یہ انسان اپنے دل اور دماغ کو ہی سمجھائے روح کے ذریعے ذکر اللہ کا دیکر تحفہ تحائف دل اور دماغ کو کیا بنتا ہے دنیا میں اللہ فرماتا ہے سورۃ عصر میں کہ اے انسان تو خسارے میں ہی رہے گا بس میرے حکم پر اور تیرے بس میں تجھے حق ہے حق ہو رہا ہے۔

Marfat.com

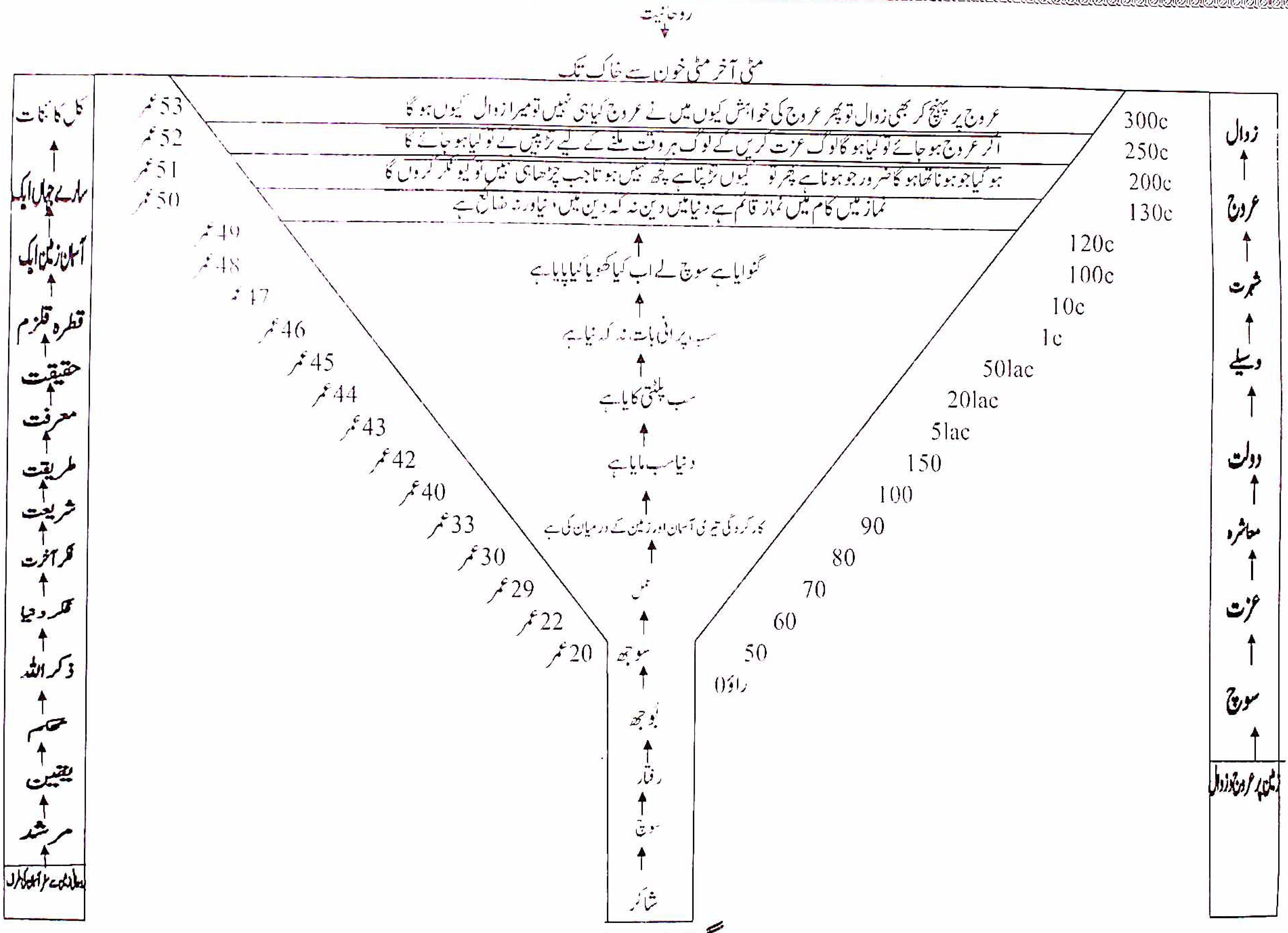

زندگی کا بجھا فانوس

Marfat.com